بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۶

تفسیر سورۂ بنی اسرائیل ، سورۂ کہف ، سورۂ مریم ،
سورۂ طٰہٰ ، سورۂ انبیآء ، سورۂ حج اور سورۂ مؤمنون ۔

مرتّبہ

مسعود احمد

بی ، ایس سی ۔

امیرِ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابت ——— محمد نذیر

سالِ طباعت ——— ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء

اشاعت ——— اوّل

تعداد ——— ۱۰۰۰

قیمت ———

جملہ حقوق طبع بحق جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

(رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵) محفوظ ہیں۔

شائع کردہ

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

سورۂ بنی اسرائیل

۱	معراج	۷
۲	دعاء کی اہمیّت	۲۷
۳	نامۂ اعمال	۳۴
۴	توحید	۴۷
۵	والدین کے حقوق	۵۸
۶	اقرباء ، مساکین اور مسافروں کے حقوق	۶۳
۷	مندرجہ بالا آداب کے علاوہ آدابِ زندگی	۷۱
۸	کان ، آنکھ ، دل اور چال کے متعلق احکامِ الٰہی	۸۰
۹	قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونا	۱۰۶
۱۰	آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی فضیلت	۱۳۲
۱۱	مقام محمود	۱۵۷
۱۲	ہجرت نبوی	۱۶۳
۱۳	کفّار کے مطلوبہ معجزات کی فہرست	۱۸۲

سورۂ کہف

۱	اصحاب کہف	۲۲۶
۲	مادّہ پرستی کا انجام	۲۵۷
۳	اعمال کی بربادی	۲۶۸
۴	موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ملاقات	۲۹۳

۵	ذوالقرنین کا تذکرہ	۳۱۰
۶	شرک کی برائی	۳۳۲

سورۂ مریم

۱	زکریا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حالات ۔	۳۳۷
۲	حضرت مریم صدیقہ رحمہا اللہ اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حالات ۔	۳۵۴
۳	قیامت	۳۷۹
۴	ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ	۳۹۰
۵	شرک فی الذّات کی مذمّت	۴۳۹

سورۂ طٰہٰ

۱	توحید	۴۵۱
۲	موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ	۴۵۶
۳	ہارون علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ	۵۱۷
۴	قیامت کے حالات	۵۲۰
۵	آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ	۵۳۰
۶	حرص کی مذمّت	۵۴۷

سورۂ انبیاءؑ

۱	گمراہ قوموں کی ہلاکت	۵۷۳
۲	توحید	۵۷۷
۳	قیامت	۶۰۴

۴	ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکرِ جمیل	۶۲۴
۵	ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تین تورپے	۶۳۷
۶	داؤد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حالات	۶۴۵
۷	مویشی کے متعلق جملہ احکامات	۶۴۸
۸	ایّوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور یونس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حالات	۶۶۱
۹	فرقہ بندی کی مذمّت	۶۷۰
۱۰	یاجوج و ماجوج اور قیامت	۶۷۷

سورۂ حج

۱	قیامت کی ہولناکی	۶۹۷
۲	قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کی دلیل	۷۰۸
۳	دنیادار کا ایمان بے ثبات ہوتا ہے	۷۲۲
۴	دوزخ کے عذابات اور جنّت کی نعمتیں	۷۴۱
۵	قربانی کے مسائل	۷۵۷
		۸۷۵
۶	حج کرنے کا طریقہ	۷۹۳
۷	سفر کے آداب	۸۶۱
۸	ذبح کرنے کے آداب	۸۸۱
۹	ہجرت	۸۹۸
۱۰	کفّار کی مجرمانہ حرکتیں	۹۲۳
۱۱	شرک کی تردید	۹۶۰
۱۲	اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کا نام مسلمین رکھا	۹۶۹
۱۳	جہاد کی فضیلت	۹۷۹
۱۴	انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اور ان کے متبعین مسلم تھے . .	۹۹۵

۱۵	صحابۂ کرام کی جماعت کا نام جماعت المسلمین تھا	۱۰۰۴
۱۶	توحید	۱۰۱۳

سورۂ مؤمنون

۱	مؤمنین کی صفات	۱۰۱۶
۲	زکوٰۃ نہ دینے کی سزا	۱۰۲۷
۳	بطن مادر میں انسان کی پیدائش	۱۰۴۴
۴	نوح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکرِ جمیل	۱۰۶۱
۵	فرقہ بندی کی مذمّت	۱۰۸۳
۶	توحید	۱۱۱۰
۷	شیطان سے محفوظ رکھنے والی دعائیں	۱۱۲۴
۸	قیامت اور دوزخ	۱۱۳۶
۹	حقیقی بادشاہ اللہ ذوالجلال ہے	۱۱۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ بنیٓ اسرآئیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

ترجمہ پاک ہے (وہ اللہ) جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اردگرد (کے علاقہ) کو ہم نے (بڑی) برکتوں سے نوازا ہے تاکہ ہم اُسے اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے ①

معانی مصادر (اَسْرٰی) اَسْرٰی، یُسْرِی، اِسْرَآءٌ (باب افعال) رات کو جانا، رات کو لے جانا۔

(اَقْصَا) قَصَا، یَقْصُوْ، قَصْوٌ وقُصُوٌّ وقَصِیَ، یَقْصٰی، قَصًا (ن وس) دور ہونا {اَقْصٰی قَصِیٌّ (بمعنے بعید) سے اسم تفضیل ہے}۔

تفسیر معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے، پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ آیت زیر تفسیر میں صرف بیت المقدس تک جانے کا ذکر ہے۔ آسمان پر تشریف لے جانے کا ذکر سورۂ والنجم میں ہے اور وہیں ہم انشاء اللہ العزیز تفصیل کے ساتھ معراج کا واقعہ بیان کریں گے۔

سفرِ معراج کے پہلے حصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا) تمام کمزوریوں اور برائیوں سے وہ (اللہ) پاک اور منزّہ ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَکَّۃَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَہٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ مُمْتَلِیءٍ حِکْمَۃً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَہٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء عن ابی ذر جزء اول ص۹۷ و صحیح مسلم کتاب لایمان باب الاسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ذر جزء اول ص۸۳)

میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں اس زمانہ میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبریل علیہ السلام اُترے۔ انہوں نے میرا سینہ چیرا، پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ طشت میرے سینے میں انڈیل دیا اور پھر سینہ کو ملا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَیْنَمَا اَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِی الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَیْنَ ھٰذِہٖ اِلٰی ھٰذِہٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب المعراج عن مالک جزء ۵ ص۶۶ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء عن مالک بن

میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا اتنے میں ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اس نے میرے سینے کو یہاں سے لے کر یہاں تک چیر ڈالا۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھے چاہ زمزم پر لے گئے۔ میرا سینہ چاک کیا اور (اسے) آب

صعصعۃ جزء اول ص۸۲)

(وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ فَانْطَلَقُوْا بِیْ اِلٰی زَمْزَمَ فَشَرَحَ عَنْ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ جزء اول ص۸۲)

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں سو رہے تھے کہ آپ کے گھر کی چھت پھٹی۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ کو مسجد الحرام لے گئے۔ آپ کو کعبہ کے قریب حطیم میں لٹا دیا۔ آپ کے آس پاس دو آدمی اور لیٹے ہوئے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا ان دونوں کے درمیان میں جو صاحب ہیں انہیں لے جانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَشَقَّ مَا بَیْنَ ھٰذِہٖ اِلٰی ھٰذِہٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَھُوَ اِلٰی جَنْبِیْ مَا یَعْنِیْ بِہٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَۃِ نَحْرِہٖ اِلٰی شِعْرَتِہٖ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مِنْ قَصِّہٖ اِلٰی شِعْرَتِہٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ مَمْلُوْءَۃٍ اِیْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَآبَّۃٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْیَضَ فَقَالَ لَہُ الْجَارُوْدُ ھُوَ الْبُرَاقُ یَا اَبَا حَمْزَۃَ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ یَضَعُ خَطْوَہٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِہٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْہِ فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرِیْلُ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب المعراج عن مالک جزء ۵ ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء عن مالک ؒ جزء اول ص۸۱ واللفظ للبخاری) (وفی روایۃ لمسلم اتیت بالبراق وَھُوَ دَآبَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ جزء اول ص۸۱) (وفی الروایۃ لمسلم ثُمَّ اُعِیْدَ مَکَانَہٗ ثُمَّ حُشِیَ اِیْمَانًا وَحِکْمَۃً۔ صحیح مسلم جزء اول ص۸۴)

زمزم سے دھویا۔

میرا (سینہ) یہاں سے یہاں تک چیرا گیا یعنی ہنسلی سے ناف تک پھر میرا دل نکالا گیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر میرا دل دھویا گیا، پھر ایمان سے بھرا گیا (پھر اپنی جگہ رکھ دیا گیا) اس کے بعد ایک سفید طویل جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ یہ جانور براق تھا۔ وہ قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ میں اس پر سوار کیا گیا اور جبریل مجھے لے کر چلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّإِيمَانًا۔ (صحیح مسلم جزء اول ص۸۵) وَفِي رِوَايَةٍ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ جزء اول ص۹۷)

میرا سینہ ہنسلی سے پیٹ تک چیرا گیا اور زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اس میں حکمت اور ایمان کو بھر دیا گیا۔

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا۔ پھر ہنسلی سے پیٹ تک آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا گیا۔ پھر سینہ کو آب زمزم سے دھویا گیا پھر اس کو حکمت و ایمان سے پُر کر دیا گیا، پھر دل کو نکالا گیا اور اسے بھی آب زمزم سے دھویا گیا، پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر سینہ کو سی دیا گیا۔ پھر آپ کے پاس ایک جانور لایا گیا جس کو براق کہا جاتا ہے وہ سفید رنگ کا ایک طویل جانور تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی یعنی وہ بہت تیز رفتار تھا پھر آپ اس پر سوار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَرَرْتُ عَلَى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسٰی علیہ السلام جزء ۲ ص۳۱۵)

جس رات مجھے معراج ہوئی میں لال ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام پر سے گذرا تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَآءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَآءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ

میں (اس جانور) پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا میں نے اس جانور کو اس حلقے سے باندھ دیا جس حلقے سے انبیاء اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں پڑھیں، اس کے بعد باہر نکلا تو جبریل علیہ السلام دو برتن لے کر آئے ایک

الْفِطْرَةَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء عن انس جزء اول ص۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
حِيْنَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ كَاَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِذَا رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِيْ حَمَّامًا قَالَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَآئَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَّفِي الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقَالَ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء جزء اول ص۸۶ وروی البخاری قصة الانبیاء فی کتاب التفسیر باب سورۂ بنی اسراءیل جزء ۶ ص۱۰۲ وزاد قَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ)

میں شراب تھی اور ایک میں دودھ، میں نے دودھ پسند کیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت (یعنی ہدایت) کو پسند کیا۔

معراج (کی رات) جب میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لمبے چھریرے (بدن والے آدمی ہیں) گھنگریالے بال والے جیسے شنوءۃ (قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں پھر میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ کے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ ابھی حمام سے نکلے ہیں (یعنی تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور میں نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند کر لو۔ میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا۔ جبریل نے کہا: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آپ کو فطرت کی راہ دکھائی (آپ کو فطرت کی راہ ملی) یا آپ فطرت کو پہنچ گئے۔ اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی (ساری) امت گمراہ ہو جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
قَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَاَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ

میں نے خود کو پیغمبروں کی ایک جماعت میں پایا۔ دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص تھے چھریرے بدن کے اور گھنگریالے بال والے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن

وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ وَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم جزء اول ص۸۸)

مریم علیہ السلام کو۔ وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب سے زیادہ مشابہ ان کے عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور میں نے دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں یعنی آپ خود پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمدؐ یہ مالک ہیں، جہنم کے داروغہ۔ ان کو سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے پہلے سلام کیا۔

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ بیت المقدس پہنچے آپ نے براق کو اسی حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے پھر آپ نے بعض انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر نماز کا وقت آیا تو آپ نے تمام نبیوں کی امامت کی اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو دوزخ کے داروغہ مالک کا آپ سے تعارف کرایا گیا۔ مالک نے آپ کو سلام کیا۔ پھر آپ مسجد سے باہر نکلے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کو دو پیالے پیش کئے: ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا آپ نے فطرت کو پسند کیا اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی ساری امت گمراہ ہو جاتی۔

ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جانا اور واپس آجانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ ایک حیرت انگیز بات تھی جو کسی کی عقل میں نہ آسکتی تھی۔ اس واقعہ پر مختلف قسم کے اعتراض ہو سکتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی واضح کر دیا کہ لے جانے والا وہ ہے جو تمام کمزوریوں سے پاک ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے کوئی کام اس کے لئے مشکل نہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

الغرض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ

جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے

اُخْبِرُھُمْ عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الاسراء عن جابرؓ جزء ۵ ص۶۶)

سامنے کر دیا میں نے اس کو دیکھ کر قریش سے اس کی نشانیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَیْشٌ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْھَا فَکُرِبْتُ کُرْبَۃً مَّا کُرِبْتُ مِثْلَہٗ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَہُ اللّٰہُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ مَا یَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُھُمْ بِہٖ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ابن مریم عن ابی ہریرۃ جزء اول ص۸۸)

میں حطیم میں کھڑا ہوا تھا اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال پوچھ رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں بتا نہیں سکتا تھا۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ ایسا پریشان میں کبھی نہیں ہوا تھا (یکایک) اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ مجھ سے پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا۔

آیت زیر تفسیر میں مسجد الحرام سے مراد کعبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ۔ (المآئدۃ۔ ۹۷)

اللہ نے کعبہ کو حرمت والا گھر قرار دیا ہے (تاکہ) لوگ (وہاں امن کے ساتھ) قیام کر سکیں۔

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے۔ یہ دونوں مسجدیں بہت قدیم ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَھُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص۱۷۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول سب سے پہلے زمین میں کونسی مسجد بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے پوچھا پھر کونسی مسجد؟ آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) میں نے پوچھا ان دونوں (کی تعمیر کے) درمیان کتنا وقفہ تھا؟ آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔

مسجد اقصیٰ ان تین مساجد میں سے ہے جن کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّآ اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصوم یوم النحر جزء ۳ ص ۵۶ و صحیح مسلم کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج جزء اول ص ۴۱۲)

ان تین مسجدوں کے سوا (زیارت کا قصد کرکے) کسی مقام کے لئے سفر نہ کیا جائے: مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی)۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ) مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے کہ اس کے اردگرد کے علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی برکتوں سے نوازا ہے یہ برکتیں کیا ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

آگے فرمایا (لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا) یعنی ہم اپنے رسول کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک اس لئے لے گئے کہ ہم انہیں اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ○ (النجم - ۱۸)

انہوں نے یقیناً اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ان نشانیوں میں سے بعض وہ ہیں جو بیت المقدس تک کے سفر میں آپ نے دیکھیں اور بعض وہ ہیں جو آپ نے آسمانوں کے سفر میں دیکھیں۔ بیت المقدس تک کے سفر میں آپ نے مندرجہ ذیل نشانیاں دیکھیں:۔

(۱) چھت کا پھٹ جانا اور جبریل علیہ السلام کا نازل ہونا۔
(۲) ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے طشت کو دیکھنا۔
(۳) سینۂ مبارک کا چیرا جانا اور پھر اس کا سیا جانا،
(۴) برق رفتار براق کو دیکھنا اور اس پر سوار ہونا،
(۵) ایک رات میں بیت المقدس تک پہنچ جانا،
(۶) انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا،
(۷) دوزخ کے داروغہ مالک کو دیکھنا۔

آسمانوں کے سفر میں جو نشانیاں آپ نے دیکھیں ہم انشاء اللہ العزیز ان کا بیان سورۂ والنجم کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

آیت کے آخر میں فرمایا (اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ) بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ہر بات سن لیتا ہے، اس کی نظر ہر چیز پر پڑ رہی ہے۔ نہ کوئی آواز اس سے پوشیدہ رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ رہتی ہے۔ معراج کے سلسلے میں جو اعتراض لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ

نے ان کو سن لیا ہے، اور تمسخر آمیز حرکتیں جو یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھ لیا ہے، اور ان تمام اعتراضات اور تمسخر آمیز حرکات کا ان کو ایک مختصر اور دندان شکن جواب پہلے ہی دے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو تمام نقائص اور عجز سے پاک ہے۔ ایک لمحہ میں اس نے یہ سب کچھ کر دکھایا اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف معجزات کا مطالبہ کیا گیا تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے "سبحان" کہہ کر واضح فرما دیا کہ یہ تمام مطالبات پورے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ پورے اس لئے نہیں کر رہا کہ اس میں اس کی بعض مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ، وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ، قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(بنی اسرآءیل۔ ۹۰ تا ۹۳)

اور (اے رسول، کافر) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے اس سرزمین میں کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں اور ان میں آپ نہریں نہ جاری کر دیں یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے آسمان کو ہم پر نہ گرا دیں یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئیں یا جب تک آپ کے پاس (رہنے کے لئے) سونے کا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی تسلیم نہ کریں گے جب تک آپ ہم پر کوئی کتاب نہ نازل کریں جس کو ہم خود پڑھیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز و لاچاری سے) پاک ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے)، میں تو بس (اُس کی طرف سے) پیغام پہنچانے والا ایک انسان ہوں (میرے اختیار میں کچھ نہیں)۔

عمل

اے لوگو، ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ جانے اور واپس آجانے پر یقین رکھیئے

اس لئے کہ لے جانے والا وہ ہے جو کسی کام سے عاجز نہیں۔

اے لوگو، اس بات پر ایمان رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، وہ ہر کام کر سکتا ہے، کوئی کام اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ
هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا
تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝٢
ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ
اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝٣
وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي
الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ
مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝٤
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا

عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُولِي بَأْسٍ
شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلٰلَ الدِّيَارِ
وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝٥ ثُمَّ
رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ
أَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِينَ
وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝٦ إِنْ
أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ
وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا، فَإِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْأٰخِرَةِ لِيَسُوٓءٗا وُجُوهَكُمْ

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ
أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا
تَتْبِيرًا ۝٧ عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ
يَّرْحَمَكُمْ، وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا،
وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيرًا ۝٨

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے باعثِ ہدایت بنایا تھا، (اس میں ہم نے انہیں ہدایت دی تھی) کہ میرے علاوہ کسی کو (اپنا) کارساز نہ بنانا (۲) ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ (اے) ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (شکر کرتے رہنا، تمہارے جدِّ اعلیٰ) نوح تو (بڑے) شکر گزار بندے تھے (تم بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلنا) (۳) اور (اے رسول) ہم نے (اپنی) کتاب میں بنی اسرائیل کو واضح طور پر یہ بات بتا دی تھی کہ تم ملک میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے (۴) پھر جب ان دونوں (فسادوں) میں سے پہلے (فساد کا) وقت موعود آیا (اور تم سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو) ہم نے اپنے سخت جنگجو بندوں کو تم پر مسلّط کر دیا، وہ فساد مچاتے ہوئے (تمام) شہروں میں پھیل گئے اور (اللہ کا) وعدہ پورا ہو کر رہا (۵) پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان پر غلبہ دیا اور تم کو (خوب) مال اور اولاد عطاء کی اور تمہیں جماعت کثیر بنا دیا (۶) (اس عیش اور غلبہ کے وقت ہم نے تم سے پھر کہہ دیا تھا کہ) اگر تم نے نیکی کی تو اس کا فائدہ تم ہی کو پہنچے گا اور اگر تم نے برائی کی تو اس کا وبال تم ہی پر ہوگا۔ الغرض جب دوسرے (فساد کا) وقتِ موعود آیا تو ہم نے اپنے دوسرے جنگجو بندے تم پر

مسلّط کر دیئے) تاکہ وہ (مار مار کر) تمہارے چہرے بگاڑ دیں، مسجد (اقصیٰ) میں اسی طرح داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ حاصل کریں اسے تباہ و برباد کر ڈالیں (۷) ہو سکتا ہے کہ (اب) تمہارا رب تم پر رحم فرمائے (اور تمہیں پہلے جیسی شان و شوکت عطاء فرمائے لیکن) اگر تم نے پھر وہی کام کئے (جو پہلے کیا کرتے تھے) تو ہم بھی پھر وہی کریں گے (جو ہم نے پہلے کیا تھا اور تمہیں سخت سزا دیں گے، یہ تو دنیوی سزا ہوگی) پھر (آخرت میں تو) ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو قید خانہ بنا ہی رکھا ہے (۸)

معانی و مصادر (لَتَعْلُنَّ) (عُلُوًّا) (عَلَوْا) عَلَا یَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) بلند ہونا۔
(جَاسُوْا) جَاسَ، یَجُوْسُ، جَوْسٌ (ن) جاسوسی کرنا۔
جَاسَ، یَجُوْسُ، جَوَسَانٌ (ن) فساد کے ساتھ پھیل جانا اور لوٹ مار کرنا۔
(کَرَّۃٌ) کَرَّ، یَکُرُّ، کُرُوْرٌ (ن) لوٹنا۔ کَرَّ، یَکُرُّ، کَرٌّ (ن) لوٹانا، حملہ کرنا (کَرَّۃٌ = حملہ، غلبہ)۔
(خِلَالٌ) خَلَّ، یَخُلُّ، خَلٌّ (ن) سوراخ کرنا (خِلٰل = خَلَلٌ کی جمع، دو چیزوں کے درمیان کی خالی جگہ)۔
(نَفِیْرٌ) نَفَرَ، یَنْفِرُ، نِفَارٌ و نُفُوْرٌ و نَفِیْرٌ (ض) لڑائی کے لئے نکلنا (نَفِیْرٌ = قوم جو نکلے، جماعت)۔
(یُتَبِّرُوْا) (تَتْبِیْرًا) تَبَّرَ، یُتَبِّرُ، تَتْبِیْرٌ (باب تفعیل) تباہ و برباد کرنا۔
(حَصِیْرًا) حَصَرَ، یَحْصُرُ، حَصْرٌ (ن و ض) احاطہ کرنا (حَصِیْرٌ = قید خانہ، چٹائی، صف، قیدی)

تفسیر واقعۂ معراج کی طرف مختصر سا اشارہ کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے اللہ تعالےٰ نے بہت سے معجزات کو ظاہر فرمایا تھا اور جب ان معجزات پر کوئی اعتراض نہیں تو واقعۂ معراج پر بھی کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں محیّر العقول واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں لہٰذا واقعۂ معراج پر کسی قسم کا شبہ محض اس لئے نہیں کرنا چاہئے کہ وہ محیّر العقول ہے۔ وہ معجزہ ہی کیا جو محیّر العقول نہ ہو۔ اس کا محیر العقول ہونا ہی تو نبوت کی دلیل ہوتا ہے کفار نے بیت المقدس کے متعلق بہت سے سوالات کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صحیح جوابات دیئے۔ آپ وہاں پہلے کبھی تشریف نہیں لے گئے تھے باوجود اس کے آپ کا صحیح جواب دینا آپ کی نبوت کی کھلی دلیل تھی۔ افسوس کہ کفارِ مکہ کو پھر بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ) اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے (باعث) ہدایت بنایا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔
(المآئدۃ - ۴۴)

ہم نے توریت کو نازل کیا تھا، اس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔

(اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا) (اس کتاب میں میں نے بنی اسرائیل کو ہدایت دی تھی کہ) میرے علاوہ کسی کو (اپنا) کارساز نہ بنانا (کارساز صرف میں ہوں) (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ) (اور میں نے ان کو اس طرح بھی خطاب کیا تھا کہ) اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (میری شکر گزاری کرتے رہنا) (اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا) (تمہارے جدّ اعلیٰ) نوح تو بڑے شکر گزار بندے تھے (تم بھی انہی کی پیروی کرنا۔ ناشکری اختیار نہ کرنا)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان میں سے صرف نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادوں کی اولاد باقی رہی، گویا اب صرف نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہے جو دنیا میں باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ○ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ○ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ○
(الصّٰفّٰت - ۷۵ تا ۷۷)

اور نوح نے ہمیں پکارا تو (ہم نے ان کی دعاء قبول کرلی اور) ہم کتنے اچھے دعاء قبول کرنے والے ہیں۔ ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو (ایک بہت) بڑی مصیبت سے نجات دی اور ان کی اولاد ہی کو ہم نے باقی رہنے دیا (یعنی صرف انہی سے نسل انسانی چلی)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل بھی نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد تھے اور ایک عظیم الشان رسول کی طرف نسبت کا ہونا بہت بڑا اعزاز تھا جو بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے تمہیں اتنا بڑا اعزاز عطاء فرمایا۔ مزید برآں تمہارے جداعلیٰ بھی اللہ تعالیٰ کے بڑے شکر گزار بندے تھے لہذا تمہیں بھی اپنے جدّ اعلیٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ان دو وجوہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو شکر گزار رہنے کی ترغیب دی اور شکر گزار رہنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلے کو کارساز و مشکل کشا سمجھا جائے اسی کے احکام پر چلنے کو فلاح کا ذریعہ سمجھا جائے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا) اور (اے رسول) ہم نے اس کتاب میں (جو موسیٰ کو دی تھی) بنی اسرائیل کو (پہلے ہی) بتا دیا تھا کہ تم ملک میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور بڑی سرکشی [illegible]

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ) پھر اے بنی اسرائیل جب ان (دونوں فسادوں) میں سے پہلے (فساد) کا وقتِ موعود آیا (اور تم سرکشی میں حد سے بڑھ گئے) تو ہم نے اپنے جنگجو بندوں کو تم پر مسلّط کر دیا، وہ فساد مچاتے ہوئے (تمام) شہروں میں پھیل گئے (وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا) اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہا (ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ) پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان پر غلبہ دیا (وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا) اور تم کو (خوب) مال اور اولاد عطاء کی اور تم کو جماعت کثیر بنا دیا (اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا) (اس غلبہ کے زمانے میں ہم نے پھر تمہیں یاد دہانی کرا دی کہ) اگر تم نے اچھے کام کئے تو اس کا فائدہ (تم) ہی کو پہنچے گا اور اگر تم نے بُرے کام کئے تو اس کے بُرے نتائج بھی تم ہی کو بھگتنے ہوں گے (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا) الغرض جب دوسرے (فساد) کا وقتِ موعود آیا (یعنی جب دوبارہ تم نے زمین کو ظلم و زیادتی، فساد و بدامنی سے بھر دیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندے تم پر مسلط کر دئے) تاکہ وہ تمہیں (مار مار کر) تمہارے چہرے بگاڑ دیں، مسجد (اقصیٰ) میں (لوٹ مار کرتے ہوئے) اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں اسے تباہ و برباد کر ڈالیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی گذشتہ کارگذاریوں کا مختصر خاکہ پیش کیا۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے احسانات کئے تھے۔ ان احسانات کی یاددہانی کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(البقرۃ - ۴۷)

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں (منجملہ ان کے سب سے بڑی نعمت یہ تھی) کہ میں نے تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔

بنی اسرائیل کو چاہیئے تو یہ تھا کہ ان احسانات کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ بن کر دکھاتے۔ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر خلوصِ نیّت سے عمل کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ دو مرتبہ تو انہوں نے خصوصیّت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی اور ظلم و زیادتی میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سخت اور جنگجو بندوں کے ذریعے ہر مرتبہ انہیں سخت سزا دی اگرچہ پہلی مرتبہ سزا دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا تھا، اپنی نعمتوں سے انہیں خوب بہرہ ور کیا تھا انہیں چاہیئے تھا کہ اب تو اپنی اصلاح کر لیتے لیکن انہوں نے اس خوشی کے زمانے میں پھر سرکشی کی تو دوبارہ اللہ تعالےٰ نے انہیں سخت سزا دی اور انہیں خوب ذلیل و خوار کیا۔

آگے فرمایا (عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ) ہوسکتا ہے کہ (اگر تم ایمان لے آؤ تو اب پھر) تمہارا رب تم پر رحم فرمائے (اور تمہیں پہلے جیسی شان وشوکت عطاء فرمائے) (وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا) اور اگر (تم ایمان نہ لائے اور اسی قسم کی سرکشی کا) تم نے اعادہ کیا تو ہم بھی (اسی قسم کی سزا کا) اعادہ کریں گے (دنیا میں بھی تمہیں ذلیل وخوار کر کے سخت سزا دیں گے) اور (آخرت میں تو) ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو قید خانہ بنایا ہی ہے (اس میں تمہیں داخل کریں گے اور تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب بھی دی ہے اور ساتھ ساتھ ڈرا بھی دیا ہے کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو دنیا وآخرت دونوں جگہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو اپنا کارساز نہ بنائیے۔ جو کچھ طلب کرنا ہو اسی سے طلب کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیئے۔ اس کے احکام پر چلتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے احکام پر نہ چل کر آپ عذاب الٰہی کے مستحق ہو جائیں۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٠

ترجمہ بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے ۝٩ اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ) ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۝١٠

معانی و مصادر (اَقْوَمُ) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ وَقُوْمَةٌ وَقِيَامٌ وَقَامَةٌ (ن) سیدھا ہونا، کھڑا ہونا (اَقْوَمُ اسم تفضیل ہے، بہت سیدھا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ) بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔ اس راستہ میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہے اور نہ کوئی پیچیدگی اور کجی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ
وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا
شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۝
وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝
(الکھف - ۱ تا ۴)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے (ہے) جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔ وہ ایک سیدھی (اور صاف راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں) کو اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور ان مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (بہت) اچھا اجر (وثواب) ہے۔ وہ اس اجر (وثواب کی نعمتوں) میں ہمیشہ رہیں گے اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝
(الزمر - ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے)، اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ،
ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا یَعْلَمُوْنَ ۝
(یوسف - ۴۰)

(اے لوگو یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے، برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ، دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ
حَنِیْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝
(الانعام - ۱۶۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رخ کرنے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَآءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِيْ اِلَّا هَالِكٌ (رواہ احمد عن العرباض۔ سندہٗ صحیح۔ بلوغ جزء اول ص ۱۸۹)

ابراہیمؑ کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

میں تمہیں روشن (دین) پر چھوڑ رہا ہوں۔ اس کی رات اس کے دن کے مانند ہے (یعنی اس میں کسی قسم کی پیچیدگی، کجی اور شک و شبہ نہیں) میرے بعد اس کو چھوڑ کر کجی وہی اختیار کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا) اور (یہ قرآن مجید) ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے (وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (انہیں یہ قرآن مجید خبر دیتا ہے) کہ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک عمل کرنے والے مؤمنوں کے لئے آخرت میں بہت بڑا اجر ہے اور آخرت کا انکار کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آخرت پر جس شخص کا ایمان نہ ہو اسے پھر کس بات کا ڈر ہو سکتا ہے۔ اس کے نزدیک نہ حساب و کتاب ہے اور نہ باز پرس لہٰذا وہ بے خوف ہو کر بداعمالیاں کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں سخت عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ قرآن مجید بہت ہی سیدھا اور واضح راستہ بتاتا ہے۔
اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔ آخرت کا انکار نہ کیجئے۔ آخرت کا انکار بہت سخت عذاب کا موجب ہوگا۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

ترجمہ اور (انسان کی تو یہ کیفیت ہے کہ) جس طرح (وہ) بھلائی کے لئے دعائیں مانگتا ہے اسی طرح (جب دعاؤں کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے تو تنگ دل ہو کر، بے صبری میں) برائی کے لئے دعائیں مانگنے لگتا ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی جلد باز (واقع ہوا) ہے ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (عَجُوْلًا) عَجِلَ ، يَعْجَلُ ، عَجَلٌ و عَجَلَةٌ (س) جلدی کرنا (عَجُوْلٌ اسم مبالغہ ہے)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بتائی ہے۔ (وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ) اور (اے رسول) انسان (کی تو یہ کیفیت ہے کہ جس طرح بھلائی کے لئے دعائیں کرتا ہے اسی طرح (جب کبھی دعاء کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے تو آزردہ ہو کر بے صبری میں) برائی کے لئے دعائیں کرنے لگتا ہے (وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا) اور (اے رسول، حقیقت تو یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے (وہ یہ چاہتا ہے کہ دعاء فوراً قبول ہو جائے۔ انسان بڑا نادان ہے کہ جلدی سے مایوس ہو کر اپنے لئے بد دعائیں کرنے لگتا ہے، اُسے کیا معلوم کہ دعاء کی قبولیت میں تاخیر کس وجہ سے ہو رہی ہے، تاخیر میں کونسی مصلحت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ تاخیر میں کیا مصلحت ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِاسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب بیان انہ یستجاب الدعاء مالم یعجل جزء ۲ ص ۴۸۶)

بندے کی دعاء ہمیشہ قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا رشتہ توڑنے کی دعاء نہ کرے اور نہ جلدی کرے۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول جلدی کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہے کہ میں نے دعاء کی اور (خوب) دعاء کی، میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہوگی پھر نا امید ہو جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَالَمْ يَدْعُ بِمَأْثَمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ ۔

زمین پر جب کوئی مسلم اللہ تعالیٰ سے کوئی دعاء کرتا ہے تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول فرما لیتا ہے یا اس سے اسی کے مثل کوئی برائی ٹال دیتا ہے بشرطیکہ دعاء گناہ یا رشتہ کے کاٹنے کے متعلق نہ ہو۔

ایک شخص نے کہا :۔
اِذًا نُكْثِرُ

ایسی صورت میں تو ہم بہت دعاء کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
اَللّٰهُ اَكْثَرُ

اللہ بہت زیادہ (قبول کرنے والا) ہے۔

(رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات فی احادیث شتی ابواب الدعوات عن عبادہؓ وصححہ جزء ۲ صـ ۵۳۳ ورواہ احمد فی ابواب الدعاء وماجاء باب الحث علی الدعاء بلوغ جزء ۱۴ صـ ۲۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ تَعَجَّلَ لَهٗ دَعْوَتُهٗ وَاِمَّا اَنْ يُّدَّخِرَ لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ مِثْلَهَا

حب کوئی مسلم کوئی ایسی دعاء کرتا ہے جس میں نہ تو کوئی گناہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ اس کے ذریعے تین چیزوں میں سے ایک چیز عطاء فرماتا ہے : یا تو اس کی دعاء جلدی قبول کر لیتا ہے یا اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے یا اس کے مثل کوئی برائی ٹال دیتا ہے۔

صحابہ اکرامؓ نے کہا :۔
اِذًا نُكْثِرُ

ایسی صورت میں تو ہم بہت دعاء کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
اَللّٰهُ اَكْثَرُ

اللہ بہت زیادہ (دعاء) قبول کرنے والا ہے۔

مسند امام احمد عن ابی سعید الخدری۔ ندہ صحیح ۔ بلوغ الامانی جزء ۱۶ صـ ۲۶۶)

جلد بازی اگرچہ انسان کی فطرت میں داخل ہے لیکن یہ چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ مسلم کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی پسند کو ملحوظ رکھے اور اپنی فطری خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر دے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (لِرَجُلٍ) اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ۔ (صحیح مسلم باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ ورسولہ وشرائع الدین والدعاء الیہ جزء اول ص۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک شخص سے) فرمایا تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے ایک تو بردباری دوسری دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا (جلد بازی نہ کرنا)۔

عمل

اے لوگو، دعاء کی قبولیت میں اگر دیر ہو جائے تو مایوس ہو کر اپنے لئے بد دعاء نہ کیجئے۔ جلد بازی کبھی نہ کیجئے۔ اپنی فطرت کو اسلامی سانچے میں ڈھالیئے،

(نوٹ :۔ دعاء کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ اعراف کی آیت ۵۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ
فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ
النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ، وَكُلَّ
شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم ہی نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے، (پھر) ہم ہی رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیتے ہیں تاکہ تم (دن کی روشنی میں) اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور سالوں کی گنتی اور حساب (وکتاب) معلوم کر سکو اور ہم نے تو ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) ﴿۱۲﴾

معانی و مصادر (مَحَوْنَا) مَحَا، يَمْحُو و يَمْحٰى، مَحْوٌ (ن و ف) مٹانا۔
(مُبْصِرَةً) اَبْصَرَ، يُبْصِرُ، اِبْصَارٌ (باب افعال) واضح ہونا، دکھانا بینا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ) اور (اے لوگو) ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۹۰)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

عقل والوں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھیں اور ان کے ذریعہ اپنے خالق اور منعم حقیقی کو پہچانیں اور اسی کے ہو جائیں۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔

آگے فرمایا (فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً) پھر ہم ہی رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیتے ہیں (لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ) تاکہ۔

(۱) (دن کی روشنی میں) تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور
(۲) سالوں کی گنتی اور حساب و کتاب رکھ سکو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دن روزی کمانے کے لئے بنایا گیا ہے اور عموماً دن ہی کو روزی کمانی چاہئے۔ رات عموماً آرام کے لئے بنائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○
(عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۔ ۹ تا ۱۱)

ہم ہی نے تمہاری نیند کو (تمہارے لئے) باعث راحت و آرام بنایا۔ ہم ہی نے رات کو پردہ (کی چیز) بنایا۔ ہم ہی نے دن کو روزی (کمانے کا وقت) بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ○
(یونس ۔ ۶۷)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون و راحت حاصل کر سکو اور دن کو روشن بنایا (تاکہ تم اس میں کام کر سکو)، اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو (خلوص کے ساتھ) سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
(المؤمنون ۔ ۸۰)

وہی ہے جو تمہیں زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور دن و رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اسی (کی قدرت) کا (رہینِ منّت) ہے تو

(اے لوگو) کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے (کہ جو یہ کام کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی زندہ کرسکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ○

(النور - ۴۴)

اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ آنکھوں والوں کے لئے اس میں عبرت (کی بڑی نشانی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ○

(الفرقان - ۴۷)

اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس، نیند کو (باعث) راحت وآرام اور دن کو اٹھنے (اور محنت، مزدوری کرنے) کے لئے بنایا۔

دن، ماہ وسال کی معلومات اور حساب وکتاب کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ○

(یونس - ۵ و ۶)

وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے منازل مقرر کئے تاکہ تم (ماہ و) سال کو شمار کرسکو، اور (ماہانہ اور سالانہ) حساب و کتاب رکھ سکو، یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ علم والوں کے لئے اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو)۔ بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔

سورج کے طلوع وغروب سے دنوں کی گنتی معلوم ہوتی ہے اور چاند کے منازل سے ماہ و سال کی گنتی اور حساب معلوم ہوتا ہے۔ الغرض دن اور رات اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعہ معبودِ حقیقی کی معرفت ہوتی ہے اور عقلمند آدمی توحید اور صراط مستقیم پر گامزن ہوجاتا ہے۔

آگے فرمایا (وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا) اور (اے لوگو) ہم نے ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ

بیان کر دیا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو)۔

عمل

اے لوگو، رات اور دن کی نشانیوں کو دیکھ کر اپنے منعم حقیقی کو پہچانیئے اور اسی کی حمد و ثناء بیان کیجئے اور اسی کا شکر ادا کیجئے۔ توحید پر قائم ہو جائیے اور ہر قسم کے شرک سے بچئے۔

اے لوگو، دن کو روزی تلاش کیا کیجئے اور چاند کی منزلوں سے ماہ و سال کا حساب و کتاب رکھا کیجئے۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ
فِى عُنُقِهِۦ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُۥ يَوْمَ
ٱلْقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا يَلْقَىٰهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾
ٱقْرَأْ كِتَٰبَكَ ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ ٱلْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾ مَّنِ ٱهْتَدَىٰ
فَإِنَّمَا يَهْتَدِى لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن
ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا
كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ
قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا
فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا
تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ
وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ اور ہم نے ہر انسان (کے اعمال) کی بھلائی برائی کو اس انسان کی گردن میں لٹکا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے (دکھانے کے) لئے ایک کتاب نکالیں گے جس کو وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا (۱۳) (پھر ہم اس سے کہیں گے) اپنی کتاب پڑھ (اور اپنے اعمال کا جائزہ لے) آج تو اپنے (اعمال کا) حساب لینے کے لئے خود ہی کافی ہے (۱۴) جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے (فائدہ) ہی (کے) لئے اختیار کرتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہوگا، کوئی شخص کسی دوسرے (کے اعمال) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم (کسی بستی پر)

عذاب نہیں بھیجتے جب تک (اُس بستی میں) کسی رسول کو نہ بھیجیں (۱۵) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے مال و دولت میں مدہوش لوگوں کو اپنے احکام سے روشناس کرتے ہیں لیکن (جب) وہ (باز نہیں آتے اور) اس بستی میں (مسلسل اللہ کی) نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں تو پھر اس بستی پر حکم (عذاب) ضروری ہو جاتا ہے اور ہم اسے نیست و نابود کر دیتے ہیں (۱۶) اور (اے رسول) نوح کے بعد ہم نے کتنی ہی امتوں کو (اسی طرح) ہلاک کر ڈالا اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کے لئے کافی ہے (اُس کو کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں) (۱۷)

معانی و مصادر

(اَلْزَمْنَا) اَلْزَمَ، یُلْزِمُ، اِلْزَامٌ (باب افعال) ثابت و دائم رکھنا، واجب و لازم کرنا۔

(طٰٓئِرٌ) طَارَ، یَطِیْرُ، طَیْرٌ وطَیَرَانٌ وطَیْرُوْرَۃٌ (ض) اڑنا (طٰٓئِرٌ۔ پرند، فال نیک یا شگون بد)

(مَنْشُوْرًا) نَشَرَ، یَنْشِرُ، نَشْرٌ (ض) زندہ کرنا، پھیلانا۔

(تَزِرُ) (وَازِرَۃٌ) وَزَرَ، یَزِرُ، وِزْرٌ (ض) گناہ کرنا، بوجھ اٹھانا، غالب کرنا۔

(مُتْرَفِیْہَا) اَتْرَفَ، یُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) آسودگی دینا، سرکشی پر اصرار کرنا، مال کا کسی کو بگاڑ دینا۔

(دَمَّرْنَا) (تَدْمِیْرًا) دَمَّرَ، یُدَمِّرُ، تَدْمِیْرٌ (باب تفعیل) ہلاک کرنا، برباد کرنا۔

تفسیر

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی طرف دعوت دیتے ہوئے انسان کی رہنمائی فرمائی۔ آیات زیر تفسیر میں اس رہنمائی کی روشنی میں اچھے اور برے اعمال کے نتائج سے انسان کو روشناس کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ) اور (اے لوگو) ہم نے انسان (کے اعمال) کی بھلائی اور برائی کو انسان کی گردن میں لٹکا دیا ہے (اگر کوئی انسان بھلائی کرے گا تو اس کو اس کا اجر پانا لازمی ہے اور اگر کوئی انسان برائی کرے گا تو اس کو اس کی سزا پانا لازمی ہے یعنی اعمال نیک ہوں یا بد ضائع نہیں ہوتے۔ ان کے نتیجے انسان کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ اعمال اور ان کے نتائج لازم و ملزوم ہیں جو انسان سے جُدا نہیں ہو سکتے، اس کے گلے کا ہار بن جاتے ہیں) (وَنُخْرِجُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّلْقٰہُ مَنْشُوْرًا) اور (اے لوگو) قیامت کے دن ہم انسان کے (دکھانے کے) لئے ایک کتاب نکالیں گے جس کو وہ (اپنے سامنے) کھلا ہوا پائے گا (اس کے تمام اعمال اس میں تحریر ہوں گے اس وقت اس سے کہا جائے گا) (اِقْرَاْ کِتٰبَکَ، کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا) اپنا نامۂ (اعمال) پڑھ (اور اپنے اعمال کا جائزہ لے) آج تو اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے لئے خود ہی کافی ہے (آج تو خود ہی فیصلہ کر لے گا کہ تو مستحقِ عذاب ہے یا مستحق اجر و ثواب)۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے

فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ
قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ
مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ
تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ
فَيَقُوْلُ لَآ اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا
مِّنِّيْ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ
شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا
قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ
اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ قَالَ ثُمَّ
يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ
بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ

(صحیح مسلم کتاب الزھد جزء ۲ صـ۵۸۸)

تھے اتنے میں آپ ہنسے، آپ نے فرمایا تم جانتے ہو میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا میں بندے کی گفتگو پر جو وہ اپنے مالک سے کرے گا ہنس رہا ہوں۔ بندہ کہے گا اے میرے مالک کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جواب دے گا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بندہ کہے گا میں کسی کی گواہی کو اپنے اوپر جائز نہیں سمجھتا سوائے اپنے شاہد (کی گواہی) کے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج اپنا حساب کرنے کے لئے تو خود ہی کافی ہے اور کراماً کاتبین بھی گواہی دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بندے کے منہ پر مہر لگائی جائے گی اور اس کے ہاتھ، پاؤں کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اس کے سارے اعمال بتا دیں گے۔ پھر بندے کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا چلو دور ہو جاؤ میں تو تمہارے ہی لئے (بچاؤ کی تدبیر کر رہا تھا) دور ہو جاؤ میں تو تمہارے ہی لئے جھگڑ رہا تھا۔

(مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ) جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے (ہی فائدے کے) لئے اختیار کرتا ہے (وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا) اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہوتا ہے (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى) کوئی شخص کسی دوسرے (کے برے اعمال) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (ہر شخص اپنے برے اعمال کا بوجھ خود اٹھائے ہوئے ہوگا)۔

آگے فرمایا (وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا) اور (اے لوگو) ہم (کسی شخص کو) عذاب میں مبتلا نہیں کرتے جب تک (اس کی طرف) کسی رسول کو نہ بھیجیں (رسول کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہو جاتی ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے اللہ تو نے مجھے اچھائی اور برائی سے مطلع

نہیں کیا لہذا میں بے قصور ہوں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۵)

(تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

آیت زیر تفسیر میں کفار کو ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ تمہارے پاس رسول آچکا ہے لہذا اب تم پر حجت تمام ہو چکی ہے، اب تم ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہارے پاس عذاب الٰہی سے بچنے کا اب کوئی عذر باقی نہیں ہے اگر تم اس رسول پر ایمان نہیں لاؤ گے تو پھر دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

ایسے لوگوں کا دوزخ میں جو حشر ہوگا اس کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا، حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(الزمر ۔ ۷۱ و ۷۲)

اور (اے رسول، اس دن) کافروں کی (مختلف) ٹولیاں بنا کر انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ (اس طرح چلتے چلتے) جہنم کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے، جہنم کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (اللہ کے) رسول نہیں آئے جو تم کو تمہارے رب کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے۔ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) لیکن (بدقسمتی سے) کافروں پر اللہ کا وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا۔ (پھر ان سے) کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، (اب تم) اس میں ہمیشہ رہو گے، تکبر کرنے والوں کا (بڑا) بُرا ٹھکانہ ہے۔

دنیا کے عذاب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا) اور (اے لوگو) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے مال دار لوگوں کو (جو مال و دولت کے نشہ میں مدہوش

ہوتے ہیں اپنے احکام پر چلنے کا) حکم دیتے ہیں لیکن (وہ ہمارے احکام پر نہیں چلتے بلکہ) وہ اس بستی میں (مسلسل اللہ تعالیٰ کی) نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں تو پھر اس بستی پر (ہمارا) حکمِ (عذاب) ضروری ہو جاتا ہے اور ہم اسے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتُّبِعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ (ھود ۔ ۱۱۶)

وہ لوگ جو ظالم تھے انہوں نے اسی چیز کی پیروی کی جس چیز میں مدہوش تھے اور یہ لوگ تھے ہی بڑے مجرم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ، قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

(الزخرف ۔ ۲۳ تا ۲۵)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا ہے تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان ہی کے نقشِ قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔ (رسول نے) کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسی چیز لے کر آیا ہوں جو اس راستہ کے مقابلہ میں جس راستہ پر تم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا صحیح راستہ بتاتی ہو؟ وہ کہنے لگے جو چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیجئے کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ○ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ، اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ○ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ○ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ

لیکن (اے رسول) ان کے دل اس چیز سے غافل ہیں (کہ ایک دن ان کا حساب و کتاب ہوگا) مزید برآں، اس (غفلت) کے علاوہ (ان کے اور بھی بہت سے ایسے) اعمال (بد) ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو (اچانک) عذاب میں پکڑ لیں گے تو پھر اس وقت یہ

سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۶۳ تا ۶۷)

گڑگڑائیں گے (لیکن اس وقت گڑگڑانے سے کیا ہو گا) (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج نہ گڑگڑاؤ (گڑگڑانے کا وقت تو نکل گیا) اب تو تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں لیکن (سب کچھ سننے کے بعد) تم الٹے پاؤں لوٹ جایا کرتے تھے اس حالت میں کہ تم اللہ سے سرکشی کرتے تھے، اپنی باتوں میں مشغول رہتے تھے اور بیہودہ بکواس کرتے تھے۔

آگے فرمایا (وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ) اور (اے رسول) نوح کے بعد ہم نے کتنی ہی امتوں کو (اسی طرح) ہلاک کر ڈالا (وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا) اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کے لئے کافی ہے (اُسے کسی دوسرے کے بتانے کی ضرورت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۷ تا ۳۹)

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ایسے اعمال نہ کیجئے جن سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے اور آپ کو کسی عذاب میں مبتلا کر دے جس طرح وہ گذشتہ قوموں کو کر چکا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا
لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ
جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ، يَصْلٰىهَا
مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ
هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ
رَبِّكَ، وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ

مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ
اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ جو لوگ دنیا کے طالب ہوں تو ہم (ان میں سے) جس کو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اسی دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا (۱۸) اور جو شخص آخرت کا طلب گار ہو اور اس کے لئے ایسی کوشش کرے جیسی کوشش کہ اس کے (حصول کے) لئے ضروری ہے اور وہ مؤمن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر دانی کی جائے گی (۱۹) (اور اے رسول) ہم آپ کے رب (یعنی اپنی) بخشش میں سے اِن لوگوں کو بھی دیتے ہیں اور اُن لوگوں کو بھی دیتے ہیں (یعنی ہماری بخشش سے دنیا کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں اور آخرت کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں) اور آپ کے رب کی بخشش (کا دروازہ کسی پر) بند نہیں ہے (۲۰) (اے رسول) آپ دیکھئے کہ (دنیا میں) ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت بخشی ہے اور آخرت تو درجات کے لحاظ سے بھی برتر ہے اور فضیلت کے لحاظ سے بھی برتر ہے (۲۱)

معانی و مصادر
(یَصْلٰی) صَلٰی، یَصْلٰی، صِلًی وصُلِیٌّ (س) آگ میں داخل ہونا۔ جلنا۔
(مَذْمُوْمًا) ذَمَّ، یَذُمُّ، ذَمٌّ ومَذَمَّةٌ (ن) مذمّت کرنا۔
(مَدْحُوْرًا) دَحَرَ، یَدْحَرُ، دَحْرٌ ودُحُوْرٌ ومَدْحَرَةٌ (ف) نکالنا، دور کرنا۔
(مَحْظُوْرًا) حَظَرَ، یَحْظُرُ، حَظْرٌ (ن) روکنا۔

تفسیر دنیا اور دنیا کے عیش و راحت میں مدہوش ہو کر گذشتہ امتیں آخرت کو بھول گئیں۔ انہوں نے دنیا کے عارضی فائدہ اور انعام کو آخرت کے اجر و ثواب پر ترجیح دی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قومیں تباہ و برباد کر دی گئیں، اسی طرح آئندہ بھی ہوتا رہے گا (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ) جو شخص دنیا کا طالب ہوتا ہے تو ہم اس کو دنیا میں سے جتنا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں (پھر یہ

بھی ضروری نہیں کہ ہم ہر شخص کو اس کی طلب کے مطابق دے دیں بلکہ) جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں (اور جس کو چاہتے ہیں نہیں دیتے، یہ ہماری مشیّت اور چاہنے والے کی کوشش و عمل پر منحصر ہوتا ہے) (ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا) پھر (آخرت میں اُسے کچھ نہیں ملتا) ہم نے (وہاں) اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا ، وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ، وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(ھود - ۱۵ و ۱۶)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کے اعمال کا صلہ دنیا میں ہی پورا پورا دے دیتے ہیں، ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا) جو شخص آخرت کا طالب ہو (اور) وہ اس کے لئے (ایسی) کوشش کرے (جیسی) کوشش (کہ اس کے حصول کے لئے ضروری ہے) بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی (ضرور) قدردانی کی جائے گی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں عیش و راحت کے حصول کے لئے دو شرطیں ہیں۔

① پہلی شرط تو یہ ہے کہ آخرت کے لئے خاطر خواہ کوشش کرے یعنی عمل صالح کرتا رہے،

② دوسری شرط یہ ہے کہ کوشش کرنے والا مؤمن ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ، وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ، وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(الشوریٰ - ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس میں سے اُسے (کچھ) دے دیں گے لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ

جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○

(طٰہٰ ۔ ۷۴ تا ۷۶)

پہنچے کہ وہ گناہ گار ہو تو اس کے لئے جہنم ہے، اس میں وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ ہی رہے گا۔ اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے۔ (یعنی) دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو (گناہوں سے) پاک رہا۔

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ) اور (اے رسول) ہم آپ کے رب (یعنی اپنی) بخشش میں سے اِن لوگوں کو بھی دیتے ہیں اور اُن لوگوں کو بھی دیتے ہیں (یعنی ہماری بخشش سے دنیا کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں اور آخرت کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں) (وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا) اور (اے رسول) آپ کے رب کی بخشش (کا دروازہ کسی پر) بند نہیں ہے (اس کی بخشش عام ہے، کوئی شخص اس سے محروم نہیں رہتا۔ دنیا کا طالب بھی اپنی کوشش اور لگن کے مطابق دنیا کا فائدہ حاصل کرتا ہے اور آخرت کا طالب بھی اپنی کوشش اور ایمان کے مطابق دنیا و آخرت کا اجر و ثواب حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیض تو کسی پر بند نہیں، جو شخص بھی کوشش کرے اس کو اس کی کوشش کے مطابق اجر ملے گا۔

آگے فرمایا (اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) (اے رسول) آپ دیکھئے کہ (دنیا میں) ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت بخشی ہے۔ یہ فضیلت ان کی کوشش اور لگن میں فرق ہونے کی وجہ سے ہے، جو شخص جتنی لگن سے جتنی کوشش کرتا ہے ہم اس کو اسی قدر دنیا دیتے ہیں۔ یہ فرق مراتب آخرت میں بھی ہوگا (وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا) اور آخرت تو درجات کے لحاظ سے بھی برتر ہے اور فضیلت کے لحاظ سے بھی برتر ہے (وہاں درجات کا تفاوت دنیا کے درجات کے تفاوت سے کہیں زیادہ ہوگا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ

بہشتی لوگ اپنے اوپر بالاخانوں کے رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت باقی رہ گیا ہو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں دیکھتے ہیں یہ فرق اس فضیلت کی وجہ سے ہوگا جو فضیلت ایک کو دوسرے پر

بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ جزء ۴ ص۱۲۵ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفت نعیمہا باب ترائی اھل الجنۃ اھل الغرف کما یری الکوکب فی السماء جزء ۲ ص۵۳۱)

حاصل ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، یہ تو نبیوں کے مقام ہوں گے اور کوئی ایسے بلند مقاموں میں کہاں پہنچ سکے گا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں قسم اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے نبیوں کی تصدیق کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْہِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَاَعْلَی الْجَنَّۃِ اُرَاہُ فَوْقَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْہُ تَفَجَّرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاھدین عن ابو ھریرۃ جزء ۴ ص۱۹)

جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز کو قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر اس کا حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ جہاد کرے خواہ اسی ملک میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ سے جب تم جنت کا سوال کرو تو فردوس کا سوال کیا کرو۔ فردوس جنت کا سب سے بہتر اور سب سے اونچا حصہ ہے میں سمجھتا ہوں اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جنت کی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ۔

جو شخص راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے، اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

حضرت ابو سعید رضؓ کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ان کلمات کو پھر فرما دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو دہرایا پھر فرمایا:۔

وَ اُخْرٰی یُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

ایک اور عمل ہے جس کی وجہ سے بندے کو جنّت میں سو درجے ملیں گے، ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، وہ کونسا عمل ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَلْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان ما اعدہ اللہ تعالیٰ للمجاھد فی الجنۃ جزء ۲ ص ۱۴۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

الغرض آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حرص و طمع سے روکا اور آخرت کے اجر و ثواب کے حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ دنیا کی لالچ میں آخرت کو خراب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ایمان قبول کر کے عمل صالح کرنا چاہیئے تاکہ جنت میں بلند درجات حاصل ہوں۔

عمل

اے لوگو، دنیا کی حرص نہ کیجئے۔ ایمان لاکر نیک عمل کیجئے تاکہ آخرت میں آپ کو بلند درجات نصیب ہوں اور آپ دائمی عیش و راحت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ (بھی) مذموم اور (اللہ کی نصرت سے) محروم ہو جائیں گے ﴿۲۲﴾

معانی و مصادر (مَخْذُوْلًا) خَذَلَ، یَخْذُلُ، خَذْلٌ، وخِذْلَانٌ (ن) مدد کرنا چھوڑ دینا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا اور شرک سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا) (اے رسول) اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ (بھی) مذموم اور (اللہ کی نصرت سے) محروم ہو جائیں گے۔

مذموم وہ شخص ہے جس کی مذمت کی جائے اور مخذول وہ شخص ہے جس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے اور حمایت، مدد اور نصرت سے محروم کر دیا جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مذمت یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور آخرت میں جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ (الحج - ۳۱)

صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کرو اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا، وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ، وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ○

(اے ایمان والو) ہم ان کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اللہ (تعالیٰ) نے کوئی

(آل عمران - ۱۵۱)

دلیل نازل نہیں کی، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ (بہت ہی) برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ، وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

(المآئدۃ - ۷۲)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کر دیگا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور (قیامت کے دن) ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ہوگا۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ اس کی عبادت میں کوئی شریک ہے، نہ تخلیق میں کوئی اس کا شریک ہے، نہ کائنات کا نظام چلانے میں کوئی اس کا شریک ہے، نہ مشکل کشائی میں کوئی اس کا شریک ہے، نہ بحر و بر کی تاریکیوں میں رہنمائی کرنے میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ رزق کی فراہمی میں کوئی اس کا شریک ہے۔

وہ یکتا ہے، اکیلا ہے، بے مثل ہے، نہ اس کا کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی ہمسر ہے۔ الغرض نہ اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک ہے، نہ اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کے حقوق میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا بھی شرک کرنے والا دنیا میں مرعوب، شکست خوردہ اور مذمت یافتہ ہے اور آخرت میں دائمی نقصان اٹھانے والا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو الٰہ نہ بنائیے۔ نہ کسی کو پکاریئے، نہ کسی کو حاجت روا سمجھئے اور نہ مشکل کشا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا
يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ
اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ
وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ

إِنْ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ
كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَ
اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾
إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ
الشَّيٰطِينِ ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ
عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ
تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا

مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ
إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ
إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ
إِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً

كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ
كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ
اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ
مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ
سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ
اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَ

أَوْفُوا بِالْعَهْدِ، إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْئُولًا ﴿۳۴﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ
إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ، ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ
تَأْوِيلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ
مَسْئُولًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ
مَرَحًا، إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ
ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى
اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ،
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ
اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا، اِنَّكُمْ
لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ کے ربّ نے حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، (اور اے انسان) اگر ماں باپ میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکی دینا بلکہ ان سے ادب کے ساتھ بات کرنا (۲۳) اور شفقت (و محبت) سے انکساری کے ساتھ اپنے بازو ان کے لئے جھکائے رکھنا اور (ان کے لئے اس طرح) دعاء کرتے رہنا کہ اے میرے رب انہوں نے بچپن میں مجھے جس شفقت کے ساتھ پالا تھا تو بھی ان پر ویسی ہی شفقت فرما (۲۴) (اور اے لوگو) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے (لہذا تم دل میں بھی ماں باپ کو بوجھ نہ سمجھنا) اگر تم سعادت مند ہوئے (اور تم سے ماں باپ کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ کی طرف رجوع کرنا، وہ تمہیں معاف کر دیگا) کیونکہ وہ رجوع کرنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے (۲۵) اور رشتہ دار کو مسکین کو اور مسافر کو اُس کا حق ادا کرتے رہنا اور فضول خرچی نہ کرنا (۲۶) فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے (۲۷) اور اگر اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں، جس (کے ملنے) کی تمہیں (مستقبل قریب میں) امید ہو، تمہیں ان سے (کچھ عرصہ کے لئے) اعراض کرنا پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دینا (۲۸) اور (اے رسول) نہ تو ہاتھ کو بالکل گردن ہی سے باندھ لیجئے (کہ کسی کو کچھ نہ دیں) اور نہ بالکل کھول ہی دیجئے (کہ سب کچھ دے ڈالیں، اگر آپ ایسا کریں گے) تو پھر آپ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھے رہ جائیں گے (۲۹) بے شک آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بے شک آپ کا رب اپنے بندوں (کے حال) سے بخوبی واقف بھی ہے اور (انہیں) دیکھ بھی رہا ہے (۳۰) اور (اے لوگو) مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی کھلائیں گے اور تمہیں بھی کھلائیں گے (رزق تو ہمارے ذمہ ہے، تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے (۳۱) اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بُری روش ہے (۳۲) اور (اے لوگو) کسی جاندار کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر حق کے ساتھ اور جو شخص بحالت مظلومی قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دے) لیکن قتل کرتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے (اگرچہ) یہ ایک حقیقت ہے کہ (قصاص کے معاملہ میں) اسے (قانون الٰہی کی) مدد حاصل ہے (۳۳) اور (اے لوگو) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو (بہت) اچھا ہو (اور یتیم کی خیر خواہی پر مبنی ہو) یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے (تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو) اور (اپنے) عہد (و پیمان) کو پورا کیا کرو، بے شک عہد (و پیمان) کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پُرس ہو گی (۳۴) اور جب تم ناپ کر دو تو پورا پورا ناپ کر دو اور (جب) تول کر دو تو) ترازو کی (ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے (۳۵) اور (اے انسان) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک

کان، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) اس معاملہ میں باز پرس ہو گی (۳۶) اور زمین پر اکڑ کر نہ چل (اس لئے کہ) تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ تن کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ سکے گا (۳۷) (اے رسول) ان (کاموں) میں سے ہر کام بُرا ہے (اور) آپ کے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے (۳۸) (اور اے رسول) یہ باتیں بھی حکمت کی (ان) باتوں میں سے ہیں جو (وقتاً فوقتاً) آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ بھی ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ کر کے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے (۳۹) (اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو (۴۰)

معانی ومصادر

(كِبَرَ) كَبُرَ، يَكْبُرُ، كُبْرٌ وكِبَرٌ وكُبَارَةٌ (ك) بڑا ہونا، جسم یا قدر و منزلت میں بڑا ہونا۔

(اُفٍّ) اَفَّ، يَؤُفُّ، اَفٌّ (ن، ض) تکلیف میں اُف کہنا۔ (اُفٍّ نفرت کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے)۔

(تَنْهَرْ) نَهَرَ، يَنْهَرُ، نَهْرٌ (ف) بہنا، جھڑکنا۔

(اِخْفِضْ) خَفَضَ، يَخْفِضُ، خَفْضٌ (ض) پست کرنا۔

(جَنَاحٌ) جَنَاحٌ = پرند کا بازو، انسان کا ہاتھ، بغل، بازو اور پہلو۔

(ذُلٌّ) ذَلَّ، يَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّةٌ وذَلَالَةٌ ومَذِلَّةٌ (ض) رسوا ہونا۔

(رَبَّيَا) رَبَّى، يُرَبِّيْ، تَرْبِيَةٌ (باب تفعیل) تربیت کرنا، پرورش کرنا۔

(اَوَّابِيْنَ) اَبَ، يَئُوْبُ، اَوْبٌ ومَآبٌ (ن) لوٹنا (اَوَّابٌ = تائب)

(تُبَذِّرْ) (تَبْذِيْرًا) بَذَّرَ، يُبَذِّرُ، تَبْذِيْرٌ (باب تفعیل) فضول خرچی کرنا۔

(تَرْجُوْ) رَجَا، يَرْجُوْ، رَجَاءٌ ورَجْوٌ ورَجَاةٌ ومَرْجَاةٌ (ن) امید کرنا۔

(مَيْسُوْرًا) يَسُرَ، يَيْسُرُ، يُسْرٌ (ك) آسان ہونا۔ يَسِرَ، يَيْسِرُ، يَسَرٌ (ح) آسان ہونا۔

(مَغْلُوْلَةٌ) غَلَّ، يَغُلُّ، غَلٌّ (ن) طوق یا ہتھکڑی پہننا یا پہنانا۔

(مَلُوْمًا) لَامَ، يَلُوْمُ، لَوْمٌ ومَلَامٌ (ن) ملامت کرنا (مَلُوْمٌ = ملامت کیا گیا۔

(مَحْسُوْرًا) حَسَرَ، يَحْسُرُ، حَسْرٌ (ن، ض) کھولنا، چیرنا، جھاڑ دینا، اس طرح ہانکنا کہ تکلیف پہنچے۔

(يَقْدِرُ) قَدَرَ، يَقْدِرُ، قَدْرٌ وقَدَرٌ (ن وض) عظمت دینا، تنگ کرنا۔

(خَشْيَةُ) خَشِيَ، يَخْشَى، خَشْيَةٌ وخَشْيٌ وخَشَاةٌ وخَشْيَانٌ ومَخْشِيَةٌ (س) ڈرنا۔

(اِمْلَاق) اَمْلَقَ، يُمْلِقُ، اِمْلَاقٌ (باب افعال) مال خرچ کر کے مفلس ہو جانا۔

(خِطْاً) خَطِئَ، يَخْطَئُ، خِطْأَةٌ وخِطْأٌ (س) گناہ کرنا۔

(تَقْرَبُوْا) قَرِبَ، یَقْرَبُ، قُرْبٌ (س،ك) قریب ہونا۔
(زَنٰی) زَنٰی، یَزْنِیْ، زِنًی وزِنَاءٌ (ض) زنا کرنا۔ (زِنٰی = زنا)
(فَاحِشَةٌ) فَحُشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ وفَحَاشَةٌ (ك) قبیح ہونا (فَاحِشَةٌ = گناہ جس کی برائی بہت زیادہ ہو۔ ج فَوَاحِشُ)
(وَلِیٌّ) وَلِیَ ووَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ض، س) قریب ہونا (وَلِیٌّ = وارث)۔
(سُلْطَانٌ) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا (سُلْطٰنٌ = قوت، بادشاہ، دلیل، تسلّط)
(اَشُدَّ) شَدَّ، یَشِدُّ، شِدَّةٌ (ض) قوی ہونا (اَشَدٌّ = قوت، بلوغ)
(كَیْلٌ) كَالَ، یَكِیْلُ، كَیْلٌ ومِكْیَالٌ ومَكَالٌ (ض) ماپنا۔
(زِنُوْا) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ وزِنَةٌ (ض) تولنا۔ (زِنُوْا = تولو)
(قِسْطَاسٌ) قَسَطَ، یَقْسُطُ، قِسْطٌ (ن وض) انصاف کرنا (قِسْطَاسٌ = ترازو)۔
(تَقْفُ) قَفَا، یَقْفُوْ، قَفْوٌ وقُفُوٌّ (ن) پیچھا کرنا۔
(فُؤَادٌ) فُؤَادٌ = دِل۔
(مَرَحًا) مَرِحَ، یَمْرَحُ، مَرَحٌ ومَرَحَانٌ (س) تکبر کرنا، اترانا۔
(تَخْرِقَ) خَرَقَ، یَخْرِقُ، خَرْقٌ (ن وض) پھاڑنا۔
(طُوْلًا) طَالَ، یَطُوْلُ، طَوْلٌ (ن) لمبا ہونا۔
(سَیِّئُهٗ) سَآءَ، یَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا (سَیِّئٌ = بُرا)
(اَصْفٰی) اَصْفٰی، یُصْفِیْ، اِصْفَاءٌ (باب افعال) اپنے لئے پسند کرنا، خالص کرنا، خاص کرنا۔
(اِنَاثٌ) اَنُثَ، یَاْنُثُ، اَنَثٌ (ك) نرم ہونا (اِنَاثٌ = اُنْثٰی کی جمع، مادہ)

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق اور بندوں کے حقوق کا تذکرہ فرمایا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق میں امتیاز پیدا ہو جائے اور کوئی شخص کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شریک نہ کرے۔

۱۔ توحید اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ) اور (اے رسول) آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ صرف اس کی عبادت کرو (کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو، دوسرے کی عبادت کرنا شرک ہے)۔

عبادت کا مفہوم بڑا وسیع ہے اس کی مکمل تشریح کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۶۳ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

دوسری چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حکم دیا ہے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) اور اللہ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ (اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا) اور (اے انسان) اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکی دینا بلکہ ان سے ادب کے ساتھ بات کرنا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا) اور شفقت (اور محبت) سے انکساری کے ساتھ اپنے بازوؤں کو ان کے لئے جھکائے رکھنا (یعنی ان کی خدمت کرتے رہنا اور اس خدمت کو بوجھ نہ سمجھنا بلکہ بڑی محبت اور شفقت، عاجزی وانکساری کے ساتھ خدمت کرتے رہنا) اور (ان کے لئے اس طرح) دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب جس شفقت کے ساتھ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا تو ان پر اسی جیسی (شفقت و) رحمت فرما (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ) (اور اے لوگو) تمہارے دلوں میں انکے متعلق جو (احساسات) ہوں گے اللہ کو ان کا بخوبی علم ہوگا (لہذا دل میں بھی ان کی خدمت کو بار نہ سمجھنا بلکہ دل کی خوشی کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا) (اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ) اگر تم سعادت مند (ثابت) ہوئے (اور تم سے ماں باپ کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، وہ تمہیں معاف کر دے گا) (فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا) اس لئے کہ وہ رجوع کرنے والوں کے لئے بڑا معاف کرنے والا ہے)۔

والدین کے حقوق

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام صادر فرمائے ہیں۔

(۱) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا،

(۲) بوڑھے ماں باپ کے سامنے اُف نہ کرنا، نہ ان کو جھڑکنا بلکہ بڑے ادب کے ساتھ ان سے بات کرنا۔

اس حکم میں بڑھاپے کی قید اس وجہ سے ہے کہ جب ماں باپ جوان ہوں تو اولاد کو لامحالہ ان کا ادب کرنا پڑتا ہے، ماں باپ کی جوانی میں اولاد ان کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی نہیں کر سکتی۔

(۳) بوڑھے ماں باپ کی خدمت محبت کے ساتھ عاجزانہ طور پر کرتے رہنا۔

اس حکم میں بھی بڑھاپے کی قید ہے اور وہ اس وجہ سے کہ جوانی میں ماں باپ کو خدمت کی ضرورت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے اور اگر ضرورت پڑے بھی تو اولاد کو انکار کی مجال نہیں ہوتی۔

(۴) بوڑھے ماں باپ کے لئے دعائے رحمت کرنا یعنی اس طرح دعاء کرنا کہ اے میرے رب جس طرح

یہ بچپن میں مجھ پر شفقت کرتے تھے تو ان پر اسی طرح رحم و کرم فرما۔

اب ہم ماں باپ کے بقیہ حقوق بیان کرتے ہیں:۔

(۵) ماں باپ اگر کافر ہوں پھر بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

(لقمٰن۔ ۱۵)

اور اگر والدین کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا لیکن دنیا (کے معاملات) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں:۔

اَتَتْنِىْ اُمِّىْ رَاغِبَةً فِىْ عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب صلة الوالد المشرك ۵/۸)

میری ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس آئیں (وہ کافرہ تھی)۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۶) ماں باپ کا شکر ادا کرتا رہے اور ان کی خدمت کی قدردانی کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ ۝

(لقمٰن۔ ۱۴)

اور (اے رسول) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ (حسن سلوک کرنے کا) حکم دیا ہے، (خصوصاً ماں کے ساتھ اس لئے کہ) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے اسے (اٹھائے پھرتی ہے) پھر اسے دودھ پلاتی ہے اور) دو برس میں اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے (اور ہم نے انسان کو یہ بھی حکم دیا ہے) کہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے والدین کا بھی۔ (تم سب کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

(۷) ماں کے ساتھ باپ سے زیادہ حسن سلوک سے پیش آئے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے

صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ جزء ۸ ص۲ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین وانہما احق بہ جزء ۲ ص۲۱۷)

حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ثُمَّ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب و سمّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ عملاً جزء ۲ ص۱۹۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(۸) ماں باپ کی نافرمانی قطعاً نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّہَاتِ وَمَنْعَ وَہَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حقوق الوالدین من الکبائر عن مغیرہ ابن شعبۃ جزء ۸ ص۲)

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو، ہاتھ روکنے اور سوال کرنے کو اور بیٹیوں کے زندہ گاڑنے کو حرام کر دیا ہے اور اس نے تمہارے لئے قیل و قال کو، سوال کی کثرت کو اور مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُہَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْکُتُ (صحیح بخاری

کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، بتائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ سیدھے بیٹھ گئے پھر فرمایا خبردار ہو جاؤ اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا،

كتاب الادب باب حقوق الوالدين من الكبائر جزء ٢ صـ٢)

جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، پھر آپ برابر یہی فرماتے رہے میں سمجھا اب خاموش نہ ہوں گے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْبَرُ ظَنِّيْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حقوق الوالدين من الكبائر جزء ٨ صـ٢)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا تو فرمایا وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (ناحق) قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ نہ بتاؤں، فرمایا جھوٹ بولنا یا یہ فرمایا جھوٹی گواہی دینا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب اليمين الغموس جزء ٨ صـ١٧١)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، جاندار کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

(۹) اپنے ماں باپ کو لعنت یا گالی دلوانے کا سبب نہ بنے یعنی دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی نہ دے ورنہ وہ بھی جواباً گالی دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لا يسب الرجل والديه جزء ٨ صـ٣)

بڑے گناہوں میں سے بہت سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا اپنے ماں باپ پر کون لعنت کرے گا۔ آپ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دے وہ اس کے باپ کو گالی دے، دوسرے کی ماں کو گالی دے وہ اس کی ماں کو گالی دے۔

(۱۰) ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعاء و استغفار کرتا رہے، ان کے عہد کو پورا کرے، ان کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے، ان کے دوستوں کی عزت کرے۔

حضرت مالک بن ربیعہ فرماتے ہیں :-

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبِرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین جزء ۲ صـ ۳۵۳۔ سکت عنہ المنذری بلوغ جزء ۱۹ صـ ۳۹۔ سندہ صحیح)۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول کیا میرے باپ کی موت کے بعد کوئی نیکی ایسی رہی ہے جو میں ان کے ساتھ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ان کے لئے دعاء کرنا، ان کے لئے استغفار کرنا، ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا، ان کے رشتہ کی وجہ سے صلۂ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔

(۱۱) ماں باپ کی خدمت کو جہاد پر ترجیح دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :-

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُجَاهِدُ قَالَ لَكَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لا یجاھد الا باذن الابوین جزء ۸ صـ ۳)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری نیت جہاد کو جانے کی ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا تو انہی کی خدمت میں جہاد کر (یعنی ان کی خدمت بھی جہاد ہے)۔

(۱۲) اگر باپ کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو باپ کا حکم مانے اور بیوی کو طلاق دیدے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :-

كَانَتْ تَحْتِيْ اِمْرَاَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ اَبِيْ يَكْرَهُهَا فَاَمَرَنِيْ اَنْ اُطَلِّقَهَا فَاَبَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلِّقْ اِمْرَاَتَكَ (رواہ الترمذی فی ابواب الطلاق باب

میری ایک بیوی تھی۔ میں اس سے محبت کرتا تھا اور میرے باپ اس سے نفرت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دے دوں۔ میں نے منظور نہیں کیا۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے

ماجاء فی الرجل یسئلہ ابوہ ان یطلق امرأتہ
وصححہ جزء اول ص۳۶۹)

مجھ سے فرمایا اے عبداللہ، عمر کے بیٹے، اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

(۱۳) اپنے مال کو باپ کا مال سمجھے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ مَالًا وَّ وَلَدًا وَّاِنَّ اَبِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَجْتَاحَ مَالِیْ فَقَالَ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ (ابن ماجۃ کتاب التجارۃ باب ماللرجل من مال ولدہ جزء ۲ ص۴۴ وسندہٗ صحیح نیل ۶/۱۱)

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول، میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرے مال سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

(۱۴) والد کو جنت کا بہترین دروازہ سمجھے یعنی والد کی اطاعت اور خدمت کو جنت میں داخل ہونے کا سبب سمجھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلۃ باب الفضل فی رضاء الوالدین وصححہ جزء ۲ ص۲۸)

والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے۔

(۱۵) جنت کو ماں کے قدموں کے قریب سمجھے یعنی ماں کی اطاعت و خدمت کو جنت میں داخل ہونے کا سبب سمجھے۔

معاویہ بن جاہمہ کہتے ہیں:۔

اِنَّ جَاھِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فَجِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ قَالَ اَلَکَ وَالِدَۃٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْھَبْ فَالْزَمْھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلَیْھَا (رواہ الحاکم فی کتاب الجہاد باب استیذان الابوین عند الجہاد وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص۱۰۴)

جاہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: میرا ارادہ ہے کہ میں جنگ کروں میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے مشورہ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ (زندہ) ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، انہی سے چمٹے رہو اس لئے کہ ان کے قدموں کے پاس جنت ہے۔

۳۔ اقرباء، مساکین اور مسافروں کے حقوق ادا کرنا

تیسری چیز جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دیا وہ یہ

ہے : (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ) رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہو (وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا) لیکن فضول خرچی نہ کرنا (اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا) فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا، جنت میں اسے ٹھکانہ دیا۔ اس کو چاہئے تھا کہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا اور اس کی اطاعت کرتا لیکن اس نے شکر ادا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ذلیل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ، قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ، خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۱ تا ۱۳)

(اے انسانو) ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی، پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ (تمہارے باپ) آدم کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل نہ) ہوا۔ (اللہ نے اس سے) فرمایا جب میں نے تجھے (سجدہ کرنے کا) حکم دیا تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں (اس لئے کہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (اللہ نے) فرمایا تو اس (مقام) سے نیچے اُتر جا، تجھے زیبا نہیں کہ تو اس (مقام) میں تکبر کرے، تو (اس مقام سے) نکل جا، بے شک تو ہی ذلیل ہے۔

مال و دولت بھی ایک نعمت ہے، اس نعمت پر انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، مال کی قدر کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اسے خرچ نہ کرے۔ فضول خرچی کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہٰذا اپنے مال کو بے جا نہ اڑائے اور شیطان کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری نہ کرے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی لہٰذا اب اگر کوئی شخص مال جیسی نعمت کی قدر نہ کرے اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے تو اس میں اور شیطان میں ایک قسم کی مشابہت پیدا ہو گئی اور اسی مشابہت کی وجہ سے فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَ وَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب ما ینہی عن اضاعۃ المال جزء ۳ صـ ۱۵۷)

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا، ہاتھ روک لینا اور دوسروں سے سوال کرنا حرام کر دیا ہے اور وہ فضول بک بک کرنے، کثرت سے سوال کرنے اور مال کے ضائع کرنے کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا) اور اگر تمہیں اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں جس (کے ملنے) کی تمہیں (مستقبل قریب میں) امید ہو ان سے (کچھ عرصہ کے لئے) اعراض کرنا پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دیا کرو (یعنی اگر تمہارے پاس اپنے رشتہ داروں کو دینے کے لئے مال نہ ہو لیکن تم مال کی تلاش اور حصول کے لئے کوشش کر رہے ہو اور تمہیں امید ہو کہ مستقبل قریب میں تمہیں مال حاصل ہو جائے گا تو اپنے رشتہ داروں سے نرمی سے معذرت کر لیا کرو اور انہیں تسلی دے دیا کرو کہ مال کے ملتے ہی تمہارا حق تمہیں مل جائے گا)۔

نوٹ:۔ رشتہ دار، مساکین اور مسافروں کے جملہ حقوق کے سلسلے میں سورۂ نساء کی آیت ۳۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ مساکین کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیات ۸۳، ۱۱۷ اور ۲۱۵ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا) اور (اے رسول) نہ تو ہاتھ کو بالکل گردن ہی سے باندھ لیجئے (کہ کسی کو کچھ نہ دیں) اور نہ بالکل کھول ہی دیجئے (کہ سب کچھ دے ڈالیں۔ اگر آپ سب کچھ دے ڈالیں گے) تو پھر آپ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھے رہ جائیں گے (جو دیکھے گا وہ آپ کو ملامت کرے گا اور آپ اس وقت حسرت و یاس کی ایک تصویر بن کر رہ جائیں گے۔ دوسروں کے طعنے بھی آپ کو سننے ہوں گے اور خود لاٹی ہوئی مفلسی پر پچھتانا بھی پڑے گا)۔

"ہاتھ کو گردن سے باندھنا" محاورہ ہے جس سے مراد بخل ہے اور "ہاتھ کو کھول دینا" بھی محاورہ ہے جس سے مراد خرچ میں افراط ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ بخل پسند ہے اور نہ اتنا خرچ کرنا پسند ہے کہ آدمی مفلس ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو اس معاملے میں اعتدال پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ○

(الفرقان ۔ ۶۷)

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ) جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ أَثَرَهٗ وَأَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ أَنْ يُّنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب مثل المتصدق والبخیل جزء۲ صـ۱۴۳ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب مثل المنفق والبخیل جزء اول صـ۳۲۰ واللفظ للبخاری)

بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو کرتے چھاتیوں سے ہنسلیوں تک پہنے ہوں خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو وہ کرتا پھیل جاتا ہے یا لمبا چوڑا ہو کر سارا بدن ڈھانک دیتا ہے حتّٰی کہ انگلیوں کو بھی چھپا دیتا ہے اور چلتے وقت اس شخص کے پاؤں کے نشان مٹاتا چلا جاتا ہے اور بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ کر رہ جاتا ہے اور وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

یہ حدیث گویا (مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ) کی تفسیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ: فاما من اعطی واتقی جزء۲ صـ۱۴۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی المنفق والممسک جزء اول صـ۳۲۰)

کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندے صبح کریں مگر یہ کہ دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کا مال تلف کر دے۔

اس حدیث میں ہاتھ روک لینے کی برائی ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ جزء۲ صـ۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ جزء اول صـ۳۲۶)

دوزخ کی آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دے کر سہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَیْرُ الصَّدَقَۃِ عَنْ ظَھْرِ غِنًی وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لاصدقۃ الاعن ظھر غنیً جزء ۲ صـ۱۳۹ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی جزء اول صـ۳۱۳)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے) پہلے اپنے اہل وعیال کو دے اور عمدہ خیرات وہی ہے جس کو دے کر آدمی بے پرواہ ہی رہے اور جو سوال کرنے سے بچنا چاہے گا اللہ اس کو بچائے گا اور جو بے پرواہی چاہے گا اللہ اس کو بے پرواہ کر دے گا (یعنی اس کو مال کی حرص جاتی رہے گی)۔

نوٹ :۔ خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم میں نہیں ہے۔

حضرت کعب رضؓ کہتے ہیں :۔
اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَیْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُمْسِكُ سَھْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک جزء ۶ صـ۸ وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالک جزء ۲ صـ۵۰)

(میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول) میں اپنے معاف کئے جانے کے شکریہ میں اپنا سارا مال بطور صدقہ اللہ اور اللہ کے رسول کو پیش کرتا ہوں آپ نے فرمایا کچھ مال اپنے لئے بھی رہنے دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا (اچھا) خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں (باقی سب خیرات کر دیتا ہوں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَّدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَّدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِكَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِكَ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ علی العیال عن ابی ھریرۃ جزء اول صـ۴۲)

ایک دینار جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک دینار جو تم نے غلام کی آزادی میں خرچ کیا اور ایک دینار جو تم نے مسکین کو دیا اور ایک دینار جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا تو اجر کے لحاظ سے وہ دینار افضل ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔

حضرت جابر رضؓ کہتے ہیں :۔
اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ عَبْدًا لَّہٗ

ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد ایک غلام

عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهٗ فَقَالَ لَا فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ابتداء فی النفقۃ بالنفس جزء اول ص۳۱۳)

آزاد کیا (یعنی غلام سے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے)۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا تیرے پاس اس کے علاوہ اور مال ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ نُعیم نے اس کو آٹھ سو درہم کے بدلے میں خرید لیا اور درہم آپ کو ادا کر دئے وہ درہم آپ نے غلام کے مالک کو دئے اور فرمایا: پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر پھر بچے تو اپنے رشتہ داروں پر پھر بچے تو ادھر بھی خرچ کرو، اُدھر بھی خرچ کرو، آپ نے اشارہ سے بتایا آگے بھی، داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی۔

مندرجہ بالا احادیث میں گویا (وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ) کی تفسیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سخی تھے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب ۴۲/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَقَهُ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآئَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب

(ایک بار ایسا ہوا کہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جا رہا تھا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ جنگ حنین سے لوٹ کر آ رہے تھے، لوگ آپ سے لپٹ گئے وہ آپ سے مال طلب کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو اتنا تنگ کیا کہ آپ ببول کے درخت کی طرف جانے پہ مجبور ہو گئے۔ آپ کی چادر اس میں اٹک کر رہ گئی۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا میری چادر

الشجاعۃ فی الحرب جزء ۴ ص۲۷)

تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کے شمار کے برابر بیل، بکری، اونٹ وغیرہ ہوں تو وہ سب میں تم کو بانٹ دوں گا۔ تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ آپ نے کسی سوال کے جواب میں "نہیں" کبھی نہیں کہا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

مَاسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق جزء ۸ ص۱۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا ۲/۲۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی نے کچھ مانگا تو آپ نے "نہیں" کبھی نہیں کہا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ قَالَ فَجَآءَہٗ رَجُلٌ فَاَعْطَاہُ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَرَجَعَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ عَطَآءً لَا یَخْشَی الْفَاقَۃَ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مَاسُئِلَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا جزء ۲ ص۳۲۳)

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے واسطے کسی چیز کا سوال ہوا ہو اور آپؐ نے وہ چیز نہ دی ہو۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب دے دیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم کے لوگو۔ اسلام قبول کر لو، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بیحد و حساب) دیتے ہیں فاقہ (یعنی معاش کی تنگی) سے ڈرتے ہی نہیں۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں :۔

دَخَلَ رَجُلٌ نِ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَدَعَاہُ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ الْجُمُعَۃَ الثَّانِیَۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَدَعَاہُ فَاَمَرَہٗ ثُمَّ دَخَلَ الْجُمُعَۃَ

ایک شخص جمعہ کے دن جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے اسے پکارا اور اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، دوسرے جمعہ کو وہ پھر مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ تھے۔

الثَّالِثَةَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ تَصَدَّقُوْا فَفَعَلُوْا فَاَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ مِمَّا تَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ تَصَدَّقُوْا فَاَلْقٰى اَحَدَ ثَوْبَيْهِ فَانْتَهَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَرِهَ مَا صَنَعَ ثُمَّ قَالَ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا فَاِنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فِيْ هَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَدَعَوْنٰهُ فَرَجَوْتُ اَنْ تُعْطُوْا لَهٗ فَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ وَتَكْسُوْهُ فَلَمْ تَفْعَلُوْا فَقُلْتُ تَصَدَّقُوْا فَتَصَدَّقُوْا فَاَعْطَيْتُهٗ ثَوْبَيْنِ مِمَّا تَصَدَّقُوْا ثُمَّ قُلْتُ تَصَدَّقُوْا فَاَلْقٰى اَحَدَ ثَوْبَيْهِ خُذْ ثَوْبَكَ وَانْتَهَرَهٗ (مسند احمد سندہٗ صحیح ۔ بلوغ الامانی جزء ۹ ص ۱۸۷)

آپ نے اسے پکارا اور اس کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، تیسرے جمعہ کو وہ پھر داخل ہوا آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا پھر آپ نے فرمایا صدقہ دو تو سب لوگوں نے صدقہ دیا۔ آپ نے صدقات میں سے دو کپڑے اسے دئے، پھر آپ نے فرمایا: صدقہ دو تو اس شخص نے بھی اپنے کپڑوں میں ایک کپڑا پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دھمکایا اور اس کے اس فعل کو اچھا نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو، یہ بری حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے اس کو اس امید سے پکارا کہ تم اسے کچھ دو، اس کے لئے صدقہ کرو اور اسے پہننے کے لئے کپڑے دو، تم نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے کہا صدقہ دو۔ تم نے صدقہ دیا، میں نے اس کو دو کپڑے دئے پھر میں نے تم سے کہا صدقہ دو تو اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا پیش کر دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا اپنا کپڑا لے لو پھر آپ نے اسے (اس بات پر) دھمکایا (کہ اس نے اپنی ضرورت کی چیز کیوں دے دی)۔

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَمْلَةٌ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاٰهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بردہ لے کر آئی۔ سہل نے لوگوں سے پوچھا تم جانتے ہو بردہ کسے کہتے ہیں لوگوں نے کہا تہ بند کو۔ سہل نے کہا ہاں تہبند جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی اے اللہ کے رسول، یہ میں آپ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تہبند کی ضرورت تھی۔ آپ نے وہ تہبند لے لیا اور باندھ لیا۔ آپ کے

فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَامَہٗ اَصْحَابُہٗ قَالُوْا مَا اَحْسَنْتَ حِیْنَ رَاَیْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَھَا مُحْتَاجًا اِلَیْھَا ثُمَّ سَاَلْتَہٗ اِیَّاھَا وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّہٗ لَا یُسْئَلُ شَیْئًا فَیَمْنَعُہٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَکَتَھَا حِیْنَ لَبِسَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلِّیْ اُکَفَّنُ فِیْھَا (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق جزء ۸ صلا۱)

اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کو یہ تہبند باندھے ہوئے دیکھ کر کہا کیا عمدہ تہبند ہے یہ مجھے عنایت فرما دیجئے آپ نے فرمایا اچھا۔ جب آپ مجلس سے اٹھے (اور اندر جا کر وہ تہبند تہہ کر کے ان کو بھیج دیا) تو لوگوں نے ان کو ملامت کی اور ان سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت ہے۔ پھر تم نے کیوں آپ سے یہ تہبند مانگا تم یہ بھی جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انہوں نے کہا میں نے (یہ تہبند باندھنے کے لئے نہیں بلکہ) برکت کے خیال سے مانگا کیونکہ آپ اس کو باندھ چکے تھے اور میری غرض یہ تھی کہ میں اس میں کفنایا جاؤں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں بھی اعتدال کی طرف رہنمائی فرمائی۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ، اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا) (اے رسول) بے شک آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک آپ کا رب اپنے بندوں (کے حال) سے بخوبی واقف ہے اور (انہیں) دیکھ بھی رہا ہے (ہاتھ روک لینے سے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی اور فراخی ہو جائے گی تو یہ اس کی خام خیالی ہے، رزق کی کشادگی اور فراخی تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ سخاوت اور فیاضی سے تنگ دستی اور مفلسی آئے گی تو اس کا یہ خیال غلط ہے تنگ دستی اور مفلسی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی خوشحال کرتا ہے، وہی تنگ دست کرتا ہے سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔ تاہم وہ اپنے بندوں کو تدبیر کرنے اور اسباب مہیا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کو نکما، کاہل اور تدبیر سے عاری بنانا نہیں چاہتا۔ اب اگر بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کریں تو وہ اس کے فضل سے تنگ نہیں ہو جائیں گے اور اگر بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ نہ کریں بلکہ ہاتھ روک کر بیٹھ جائیں تو وہ مال دار نہیں ہو جائیں گے۔ بندوں کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق چلیں اور نتائج کو اس ہستی کے حوالہ کر دیں جس نے ان نتائج کو تخلیق کیا ہے)۔

۴۔ مفلسی کے اندیشہ سے اولاد کو قتل نہ کرے

آگے فرمایا (وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ) اور (اے لوگو) مفلسی

کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو (نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ) ہم انہیں بھی کھلائیں گے، اور تمہیں بھی کھلائیں گے (رزق تو ہمارے ذمہ ہے تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) (اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا) بیشک اولاد کا قتل کرنا (بہت) بڑا گناہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام جاہلیت میں کفار اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے کہ کفار اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے بھی قتل کر دیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ

(الانعام۔ ۱۵۲)

مفلسی (کے ڈر) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا (اللہ نے اولاد کو قتل کرنا تم پر حرام کر دیا ہے)، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ہم تمہیں بھی کھلاتے ہیں، انہیں بھی کھلائیں گے۔

ہر دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار اپنی اولاد کو عار کے علاوہ دو وجوہ سے قتل کیا کرتے تھے۔

(۱) اگر وہ پہلے ہی سے تنگ دست ہوتے تھے تو اپنی اولاد کو اس خیال سے قتل کر دیا کرتے تھے کہ انہیں کہاں سے کھلائیں گے اور

(۲) اگر وہ خوشحال ہوتے تھے تو اس اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے کہ اولاد کی کثرت سے ان کی خوشحالی تنگدستی میں بدل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے لوگو، تمہارا اور تمہاری اولاد کا رزق ہر حال میں ہمارے ذمہ ہے لہذا تمہیں اولاد کو قتل نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا، كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(ھود۔ ۶)

زمین میں کوئی جانور بھی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو، وہ (اس کی زندگی میں ہر وقت) اس کے رہنے کی جگہ سے واقف ہوتا ہے اور (اس کے مرنے کے بعد) اس جگہ سے بھی واقف ہوتا ہے جہاں وہ سپرد کیا جاتا ہے، (اور) یہ تمام باتیں روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ

لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص ۲۲)

نے فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا۔ میں نے کہا یہ تو بے شک بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا پھر کونسا (گناہ بڑا ہے)؟ آپ نے فرمایا اپنے بچہ کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ؟ آپ نے فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

مندرجہ بالا آیات اور حدیث سے معلوم ہوا کہ مفلسی کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قتل کرنے سے خوشحالی اور تنگ حالی کا تصور بے بنیاد ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر سے پہلے ہی یہ جتا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لہٰذا تمہارا اولاد کو قتل کرنا کسی طرح بھی تمہارے رزق کی کشائش کا سبب نہیں بن سکتا اور نہ اولاد کو باقی چھوڑنا تمہارے رزق کی تنگی کا سبب بن سکتا ہے۔ رزق کی کشادگی یا تنگی تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا اولاد کو قتل کرنا یا خاندانی منصوبہ بندی کا اہتمام کرنا سراسر لغو اور گناہِ عظیم ہے۔

۵۔ زنا کے قریب نہ جائے

آگے فرمایا (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا) اور (اے لوگو) زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بیشک زنا بڑی بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بری روش ہے۔

زنا کی حرمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○

(الفرقان - ۶۸ و ۶۹)

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے جاندار کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا۔

زنا سے دور رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ افعال بھی نہ کرے جو زنا کا موجب ہوتے ہیں مثلاً نہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھے، نہ اسے ہاتھ لگائے، نہ اس کی طرف جائے، نہ بدنیتی سے اس سے بات کرے، نہ اس کی بات سُنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن ادم حظہ من الزنا عن ابوھریرۃ جزء ۲ ص ۴۵۹)

انسان کی تقدیر میں اس کا زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ لامحالہ کرے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے (اور چھونا) ہے اور پاؤں کا زنا (زنا کے لئے) جانا ہے، اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرمگاہ ان باتوں کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔

حضرت مغیرہ رضؓ فرماتے ہیں :۔
قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِيْ فَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا شخص اغیر من اللہ جزء ۹ ص ۱۵۱)

سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پاؤں تو اسے دھار دار تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں کو سعد کی غیرت پر تعجب ہوتا ہوگا اللہ کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے اور غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے (تمام) پوشیدہ اور ظاہر کاموں کو حرام کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب فی المظالم والغصب جزء ۳ ص ۱۷۸)

زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مؤمن نہیں ہوتا۔

۶۔ کسی نفس کو ناحق قتل نہ کرے

آگے فرمایا (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) اور (اے لوگو) کسی جاندار کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

حق سے مراد یہ ہے کہ کسی جان کو قتل کرنا صرف اسی صورت میں جائز یا واجب ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں اس کے قتل کی اجازت ہو یا اس کے قتل کو فرض قرار دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کو ذبح کر کے کھانے کی اجازت دی ہے لہذا حلال جانوروں کو کھانے کے لئے قتل کرنے کی اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○

(المآئدۃ۔ ۱)

تمہارے لئے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی قسم کے تمام چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے ان کے جو تم کو پڑھ کر سنائے جانے والے ہیں البتہ جب تم احرام باندھے ہوئے ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا (یعنی حالت احرام میں خشکی کے حلال جانوروں کا شکار بھی حرام ہے) اللہ کا حکم ہے اور) اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ، قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ، فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(المائدۃ۔ ۴)

(اے رسول) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور وہ شکار بھی (تمہارے لئے حلال ہے) جو تم نے ایسے شکاری جانوروں کے ذریعہ کیا ہو جن کو تم نے تعلیم دی ہو (یعنی شکار کرنے کے لئے سدھایا ہو) اور اس طرح ان کو تعلیم دی ہو جس طرح (ان کو تعلیم دینا) تمہیں اللہ تعالےٰ نے سکھایا ہے: تو (ایسے سدھائے ہوئے) شکاری جانور اگر شکار کو تمہارے لئے روکے رکھیں (خود نہ کھائیں) تو تم اس میں سے کھا سکتے ہو اور (اس بات کو یاد رکھو کہ شکاری جانور چھوڑتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان

بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ ○

(الانعام - ۱۱۹)

رکھتے ہو تو وہی چیز کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

کسی جانور کو بے ضرورت قتل کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً فَلَمَّا قَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْھَا طَلَّقَھَا وَذَھَبَ بِمَھْرِھَا وَرَجُلٌ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا فَذَھَبَ بِاُجْرَتِہٖ وَاٰخَرُ یَقْتُلُ دَآبَّۃً عَبَثًا (رواہ الحاکم وسندہ صحیح جزء۲ صـ۱۸۲)

اللہ کے نزدیک وہ شخص بہت بڑا گناہ گار ہے ۱۔ جو کسی عورت سے نکاح کرے، پھر جب اس سے اپنی حاجت پوری کر لے تو اسے طلاق دے دے اور مہر نہ دے۔ ۲۔ جو کسی آدمی کو کام پر لگائے پھر اس کی مزدوری اسے نہ دے اور ۳۔ وہ شخص جو کسی جانور کو بے فائدہ قتل کرے۔

بعض صورتیں قتل کی ایسی ہیں جو فرض ہیں مثلاً

(۱) میدان کارزار میں کافر کو قتل کرنا،

(۲) کسی قاتل کو قصاص میں قتل کرنا،

(۳) کسی شادی شدہ مرد یا عورت کو جس نے زنا کیا ہو سنگسار کرنا،

(۴) مرتد کو قتل کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ (صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب حکم المرتد جزء ۹ صـ۱۹)

جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

(۵) ایسے ذمی کو قتل کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ یَھُوْدِیَّۃً کَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِیْہِ فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَمَھَا (ابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء۲ صـ۲۵۲ - سندہ صحیح)

ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ ایک شخص نے اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔

⑥ باغیوں کو قتل کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ، ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

(المائدۃ ۔ ۳۳)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا انہیں پھانسی دے دی جائے یا ان کے مخالف سمتوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے پھر آخرت میں تو ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

⑦ ایسے شریر لوگوں کو قتل کرنا جو راستہ چلتی عورتوں کو چھیڑیں یا جھوٹی افواہیں پھیلائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَلْعُوْنِیْنَ ، اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا (الاحزاب ۔ ۶۱)

یہ لوگ ملعون ہیں، یہ جہاں کہیں پائے جائیں گرفتار کر لئے جائیں اور قتل کر دئے جائیں۔

⑧ جاسوس کو قتل کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلَهٗ (سَلَمَةُ بْنُ الْاَکْوَعِ) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحربی اذا دخل دار الاسلام بغیر امان جزء ۴ ص ۸۴)

جاسوس کو تلاش کرو اور اسے قتل کر دو (حضرت سلمہ بن اکوع نے) اسے قتل کر دیا۔

الغرض کسی نفس کو صرف ان مواقع پر قتل کرنا حق ہے جن مواقع پر اللہ تعالیٰ نے قتل کرنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو۔ ان مواقع کے علاوہ قتل کرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں :۔

ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا تو فرمایا وہ یہ ہیں : اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق خون کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پھر آپ نے فرمایا کیا میں تم سے بڑے سے بڑا گناہ نہ بیان کروں (پھر) آپ نے فرمایا: جھوٹ

(صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق بولنا یا آپ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینا۔
الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص ۲)

آگے فرمایا (وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا) اور جو شخص بحالت مظلومی قتل کر دیا جائے تو ہم نے مقتول کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دے) (فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ) لیکن قتل کرتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے (جس طرح قاتل نے قتل کیا تھا وہ قاتل بھی اسی طرح قتل کیا جائے، اس پر بے جا ظلم و ستم نہ کیا جائے، یہ بدلہ ہے اور بدلہ میں زیادتی نہیں کی جا سکتی) (اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا) بے شک اُسے (قانونِ الٰہی کی) مدد حاصل ہے (یعنی مقتول کے وارث کو قانون کی حمایت تو بے شک حاصل ہے، وہ بدلہ لے سکتا ہے، لیکن قانون کی یہ حمایت اسے قاتل پر زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی)۔

۷۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جائے

آگے فرمایا (وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ) اور (اے لوگو) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہت اچھا ہو (اور یتیم کی خیر خواہی پر مبنی ہو۔ یتیم کے مال کے ساتھ تمہارا یہ خیر خواہانہ معاملہ) اس وقت تک (برقرار رہے) جب تک وہ جوانی کو پہنچے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ، فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ، وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ، فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

(النسآء۔ ۵ و ۶)

اور (اے ایمان والو) اپنے مال جن کو اللہ نے تمہارے لئے (زندگی کے) قیام کا سبب بنایا ہے نادانوں کے حوالہ نہ کیا کرو البتہ اپنے مال میں سے ان کو کھلاتے رہو، پہناتے رہو اور ان سے اچھی طرح بات کیا کرو۔ اور (اے ایمان والو) یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، پھر (جب وہ بالغ ہو جائیں تو) اگر تم ان میں دیکھو کہ ان میں سوچنے سمجھنے (اور نفع و نقصان میں تمیز کرنے) کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر (اپنا مال اپنے قبضے میں نہ لے لیں) فضول خرچی سے جلدی جلدی (ان کے) مال کو نہ کھا جایا کرو، جو

غنی ہے اسے یتیم کے مال سے بچنا چاہئے اور جو محتاج ہے وہ معروف کے مطابق (بقدر ضرورت) اس (مال میں سے) کھا سکتا ہے اور جب تم ان کے مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو اور (آمد و خرچ کا حساب دے دیا کرو پھر قیامت کے روز تو اللہ) ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

(نوٹ:۔ یتیم کے متعلق جملہ مسائل سورۂ نسآء کی آیت ۳۶ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)

۸۔ عہد و پیمان کو پورا کرے

آگے فرمایا (وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا) اور (اے لوگو) عہد کو پورا کیا کرو، بے شک عہد کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی۔

عہد کا توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ عہد کا توڑنا منافق کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۰ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصائل المنافق ص۴۴)

منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(نوٹ:۔ وعدہ کے متعلق جملہ مسائل سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)

۹۔ ناپ تول کو پورا کرے

آگے فرمایا (وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ) اور (اے لوگو، جب تم ناپ کر دو تو پورا ناپ کر دو اور (جب تم تول کر دو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو (ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا) یہ (بہت) اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا انجام بہت برا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ○ اَلَا يَظُنُّ

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔ جو کہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے

اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(ویل للمطففین ۔ ۱ تا ۶)

ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ وہ (ایک دن دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن۔ جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

۱۰۔ جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑے

آگے فرمایا (وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا) اور (اے انسان) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) اس معاملہ میں بازپرس ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حد تک علم عطا فرمایا ہے لیکن کلی علم کسی انسان کو عطا نہیں فرمایا۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی حدِ علم سے آگے نہ بڑھے۔ انہی چیزوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کی کوشش کرے جن چیزوں کی معلومات اس کے امکان میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حروف مقطعات، آیات متشابہات، اپنی ذات وصفات کے متعلق کسی کو علم نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ادراک انسان کے لئے ناممکن ہے۔ اسی طرح آخرت کے متعلق جو باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ بتادی ہیں ان سے زیادہ آخرت کی باتوں کا علم انسانی علم کی حد سے باہر ہے لہذا ان تمام باتوں کے متعلق کسی انسان کو جائز نہیں کہ وہ ان پر غور وفکر کرے، ان کا کھوج لگائے اور محض اٹکل کی بنیاد پر کچھ کہے۔ اگر وہ ان باتوں کے پیچھے پڑے گا تو اسے تضییعِ اوقات، تضییعِ محنت اور آخرت کے نقصان کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں وہ نہ کسی کی بات سنے، نہ کسی کی فلسفیانہ تحریروں کو دیکھے اور نہ خود غور وفکر کرے۔ اگر وہ اس سلسلہ میں کسی کی بات سُنے گا تو قیامت کے دن اس کے کانوں سے باز پرس ہوگی۔ اگر وہ کسی کی تحریر کو دیکھے گا تو آنکھوں سے باز پرس ہوگی اور اگر وہ دل میں غور وفکر کریگا تو دل سے باز پرس ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی باز پرس سے ڈرا کر انسان کو بے کار اور لغو مشاغل سے دُور رکھنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

اب ہم کان، آنکھ اور دل کے مزید آداب بیان کرتے ہیں۔

کان

(۱) جن باتوں کا علم نہیں ہوسکتا ان باتوں کے سلسلہ میں کسی کی باتیں نہ سُنے (آیت زیر تفسیر)
(۲) دوسروں کی راز کی باتیں چپکے سے نہ سنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَّھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ اَوْ یَفِرُّوْنَ صُبَّ فِیْ اُذُنِہِ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب من کذب فی حلمہ جزء ۹ صـ۵۲)

جو شخص لوگوں کی باتیں سننے کے لئے کان لگائے اور وہ اس کا سننا پسند نہ کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو قیامت کے دن ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

③ نامحرم کی باتیں مزا لینے کے لئے نہ سُنے یہ کانوں کا زنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
وَالْاُذُنَانِ زِنَاھُمَا الْاِسْتِمَاعُ (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا جزء ۲ صـ۴۵۸)

دونوں کان، اُن کا زنا (غیر محرم کی باتوں کا) سننا ہے۔

④ بیہودہ بات سنے تو منہ پھیر لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْہُ (القصص۔ ۵۵)

(ایمان والے) جب کوئی بیہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔

⑤ جب کسی مجلس میں سُنے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے یا ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو وہاں نہ بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ۔ (النسآء۔ ۱۴۰)

جب تم (کسی محفل میں) سُنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو (ایسے) لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

⑥ اللہ تعالیٰ کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو کان لگا کر پوری توجہ سے سُنے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ ○ (قٓ ۔ ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضورِ قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

⑦ جب کسی مؤمن یا مؤمنہ کے متعلق کوئی بُری بات سُنے تو اس سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ کہہ دے کہ یہ جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○

(النور۔ ۱۲)

(اور اے ایمان والو) جب تم نے یہ بات سنی تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ مؤمنین اور مؤمنات اپنے دل میں نیک گمان کرتے اور (سنتے ہی فوراً) کہہ دیتے یہ کھلا بہتان ہے۔

(۸) گانا نہ سُنے، باجوں کی آواز نہ سُنے البتہ عید کے موقع پر اگر بچے دف بجا کر ایسے اشعار گائیں جن میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو تو انہیں سن لینے میں کوئی حرج نہیں۔ شادی کے موقع پر دف بجانے اور جائز گانے کا اہتمام کرنے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ (وَفِیْ رِوَايَةٍ تُدَفِّفَانِ) بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَبِمَزْمُوْرِ الشَّيْطَانِ فِیْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِیْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ (وَفِیْ رِوَايَةٍ دَعْهُمَا) اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا (صحیح بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین وباب اذا فاتہ العید جزء ۲ ص ۲۱ و ص ۲۹)

عید کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں دف بجا کر (وہ اشعار) گا رہی تھیں جو انصار نے (جنگ) بعاث کے دن کہے تھے۔ یہ لڑکیاں گانے والیاں نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر نے تعجب سے کہا یہ شیطانی باجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا: اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

حضرت ربیع رض نے خالد بن ذکوان سے کہا:۔

جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِیٌّ يَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ هٰذِهٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح جزء ۷، ص ۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے موقع پر میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تم بیٹھے ہو۔ اس وقت ہماری کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور ہمارے کچھ بزرگوں کا ذکر کر کے گا رہی تھیں جو بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی یہ مصرع گانے لگی: ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور وہی گاتی رہو جو تم (پہلے) گا رہی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ فَصْلَ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص ۲۱۳)
حلال اور حرام کے درمیان فرق کر دینے والی چیز آواز (یعنی گانا بجانا) ہے۔

(۹) جب کوئی افواہ سنے تو اسے کسی سے بیان نہ کرے بلکہ اسے متعلقہ امیروں تک پہنچا دے تاکہ وہ تحقیق کر کے صحیح بات معلوم کر لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ، وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ، وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○
(النسآء۔ ۸۳)
اور (بعض لوگوں کی یہ حالت ہے کہ) جب انکے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے (عوام میں) پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اس بات کو رسول کی طرف یا اپنے امراء کی طرف لوٹا دیتے تو ان میں سے جو تحقیق کے وسائل رکھتے ہیں وہ اس کی تحقیق کر لیتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو اس غلط افواہ کی بنیاد پر) تم میں سے چند لوگوں کے علاوہ سب شیطان کے پیرو بن جاتے (یعنی کوئی غلط اقدام کر بیٹھتے)۔

آنکھ

(۱) جن باتوں کا علم نہیں ہو سکتا ان کے متعلق کسی قسم کی تحریر نہ دیکھے (بنی اسرآءیل۔ ۳۶)۔

(۲) کسی کے ستر کو نہ دیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات جزء اوّل ص ۱۵)
کوئی مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔

(۳) اپنی نظریں نیچی رکھے تاکہ غیر محرم پر نظر نہ پڑے۔ غیر محرم کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔
(النور۔ ۳۰)
(اے رسول، آپ) مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (النور - ۳۱)

مؤمنات سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ۔ (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم من الزنا جزء ۲ ص ۴۵۸)

دونوں آنکھیں، ان کا زنا دیکھنا ہے۔

(۴) اگر ناگہانی طور پر کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لے، دوبارہ نہ دیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَتْبَعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاَوَّلَ وَ لَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةَ (مسند احمد عن علیؓ وسندہٗ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص ۷۳)

ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالا کرو اس لئے کہ پہلی تمہارے لئے (معاف) ہے دوسری تمہارے لئے (معاف) نہیں ہے۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ۔ (صحیح مسلم کتاب الادب باب نظر الفجاءۃ جزء ۲ ص ۲۶۵)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک (غیر محرم پر نظر پڑ جانے کے متعلق) سوال کیا۔ آپ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔

(۵) غیر محرم اگر نابینا ہو تب بھی اس کی طرف نہ دیکھے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا قَالَ اَفَعَمْيَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ (مسند احمد۔ سندہٗ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص ۷۵، ۷۶)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس (بیٹھی) تھی کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے۔ وہ اندر داخل ہوئے اور یہ واقعہ پردہ کے بعد کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہ تو نابینا ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں۔

(۶) اگر کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے اور دل میں اس کا خیال آئے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے، اس طرح بری خواہش جاتی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ

جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے

فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمَدْ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖ. (صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب من رای امرأۃ فوقعت فی نفسہ جزء اول ص۵۸۵)

دل میں اس کا خیال آئے تو اس کو چاہئے اپنی بیوی کے پاس آجائے اور اس سے صحبت کرے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔

⑦ سونے وقت آنکھوں میں سرمہ لگائے۔ ہر آنکھ میں تین سلائیاں لگائے۔

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَکْتَحِلُ بِالْاِثْمِدِ کُلَّ لَیْلَۃٍ قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ وَکَانَ یَکْتَحِلُ فِیْ کُلِّ عَیْنٍ ثَلَاثَۃَ اَمْیَالٍ۔ (رواہ احمد وسندہٗ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص۳۰۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو سونے سے پہلے اثمد سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

⑧ رات کو زیادہ دیر تک جاگ کر عبادت نہ کرے اس لئے کہ آنکھوں کا حق ہے کہ انہیں آرام دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ لِعَیْنِكَ عَلَیْكَ حَقًّا (صحیح بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم جزء ۳ ص۵۱ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدھر جزء اول ص۳۷۱ واللفظ للبخاری)

بے شک تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ ھَجَمَتْ لَہُ الْعَیْنُ۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم داؤد علیہ السلام جزء ۳ ص۵۲ و صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدھر جزء اول ص۳۷۱)

اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں دھس جائیں گی۔

دِل

① دل کی پاکیزگی کا بہت خیال رکھے۔ تمام اعمال کی اصلاح دل کی پاکیزگی پر موقوف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لدینہ جزء اول ص۲ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب اخذ الحلال و ترک الشبہات ص۱۹۸)

بے شک (انسان کے) جسم میں (گوشت) کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ (لوتھڑا) دل ہے۔

② نصیحت کی بات دل سے سُنے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ ○
(قٓ ۔ ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضورِ قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

③ عبادت حضورِ قلب کے ساتھ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
(اَلْاِحْسَانُ) اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان جزء اول ص۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ما ھو جزء اول ص۲۳)

(احسان یہ ہے) کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو (یہ خیال رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

④ اگر دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آئے تو اس کو زبان سے نہ نکالے اور نہ اس پر عمل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسَھَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِہٖ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تجاوز اللہ عن حدیث النفس جزء اول ص۷۶)

اللہ جل جلالہ نے میری امت کی دل کی باتوں کو معاف کر دیا ہے جب تک ان پر عمل نہ کرے یا انہیں زبان سے نہ نکالے۔

⑤ اگر دل میں یہ وسوسہ آئے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تو اس وسوسہ کو دفع کرے، اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے یعنی اعوذ باللہ پڑھے۔ پھر یہ پڑھے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ (میں اللہ اور اس کے رسولوں پر

ایمان لایا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۴ ص۱۲۹ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان للوسوسة فی الایمان جزء اول ص۶۸)

شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے یہ کس نے پیدا کیا، وہ کس نے پیدا کیا آخر میں کہتا ہے اچھا تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ کسی شخص سے یہ سوال کرے تو اس شخص کو چاہئے کہ اعوذ اللہ پڑھے اور اس (شیطانی خیال) کو چھوڑ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الوسوسة فی الایمان ۱/۶۷)

ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کوئی کہے گا اللہ نے سب کو پیدا کیا (تو آخر) اللہ کو کس نے پیدا کیا تو جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پائے تو اسے چاہئے کہ یہ کہے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

(۶) اگر کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے اور اس کا خیال دل میں آئے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اس طرح شیطانی وسوسہ دور ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِيْ قَلْبِهٖ فَلْيَعْمِدْ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ فَلْيُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ (صحیح منلم کتاب النکاح باب ندب من رأی امرأة فوقعت فی نفسه جزء اول ص۵۸۵)

جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے دل میں اس کا خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے صحبت کرے۔ اس طرح اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔

(نوٹ:۔ دل کے متعلق بقیہ آداب و مسائل تقوے کے عنوان کے تحت سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۔ اکڑ کر نہ چلے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا) اور اے انسان زمین پر اکڑ کر نہ چل (اِنَّكَ

لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا) (اس لئے کہ) تو زمین کو ہرگز نہ پھاڑ سکے گا اور نہ تن کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ سکے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمین پر اکڑ کر متکبرانہ انداز سے اتراتے ہوئے نہیں چلنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ بن کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ○ (الفرقان ۔ ۶۳)

اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا (صحیح مسلم کتاب الجنة باب الصفات الذی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنة جزء ۲ ص۵۴۳)

اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ انکساری کیا کرو۔

انسان کس بات پر ناز اور تکبر کرتا ہے۔ وہ تو اتنا مجبور اور بے بس ہے کہ کتنا ہی اکڑے وہ زمین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور کتنا ہی تن جائے وہ پہاڑ کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکتا۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی ہستی پر غور کرے، اللہ تعالیٰ کی بہت سی دوسری مخلوقات کو دیکھے کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر اسے چاہئے کہ خالقِ کائنات کے سامنے جھک جائے، اس کی اطاعت کرے اور اس کے بندوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آئے۔ نہ کسی کو حقیر سمجھے اور نہ کسی سے متکبرانہ انداز سے پیش آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبه من الخیلاء جزء ۷، ص۱۸۳)

جو شخص تکبر کی نیت سے ازار کو کھینچتا ہوا چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کریگا (یعنی اس پر نظر کرم نہیں فرمائے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهٗ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبه من الخیلاء جزء ۷، ص۱۸۳)

اس حال میں کہ ایک شخص بالوں میں کنگھی کر کے اور ایسا جوڑا پہن کر جو اُسے بہت پسند تھا (اتراتا ہوا) چلا جا رہا تھا کہ اللہ نے اُسے (زمین میں) دھسا دیا اب وہ قیامت تک اسی طرح دھستا چلا جائے گا۔

چال

چال کے متعلق مندرجہ ذیل آداب اوپر گذر چکے ہیں۔

① چال میں متکبرانہ انداز نہ ہو۔

② عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلے۔

اب ہم چال کے بقیہ آداب بیان کرتے ہیں،

③ بدفعلی کے ارادہ سے کہیں چل کر نہ جائے، یہ پاؤں کا زنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا جزء ۲ صـ۲۵۴) اور پاؤں، اس کا زنا چل کر جانا ہے۔

④ چال میں میانہ روی اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ۔ (لقمٰن۔ ۱۹) (لقمٰن نے اپنے بیٹے سے کہا) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔

⑤ عورتیں اس طرح نہ چلیں کہ ان کے پاؤں سے زیورات کی جھنکار کی آواز آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ۔ (النور۔ ۳۱) اور (اے رسول عورتوں سے کہدیجئے) کہ وہ اپنے پاؤں کو (اس طرح) نہ ماریں کہ (زیور سے چھم چھم کی آواز نکلے اور) ان کے اس زیور کا علم ہو جائے جس کو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

⑥ جب کھیل تماشے یا بیہودہ مشاغل کے پاس سے گذرے تو وقار سے گذر جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ○ (الفرقان۔ ۷۲) اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ) جب ان کا گذر بیہودہ کاموں کے پاس سے ہوتا ہے تو وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

⑦ چال پرسکون اور باوقار ہو۔ گھبرا کر چلنے اور بھاگنے سے پرہیز کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب لا یسعی الی الصلوٰۃ ولیات بالسکینۃ والوقار جزء اول ص۱۲۲)

جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لئے چلتے ہوئے آؤ، سکون اور وقار کو اپنے اوپر لازم کرلو، دوڑو نہیں پھر جتنی نماز ملے وہ پڑھ لو اور جو جاتی رہی اس کو پورا کرلو۔

⑧ چلتے وقت نظریں نیچی رکھے، منہ موڑ کر اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ (النور۔ ۳۰)

(اے رسول، آپ) مؤمن مَردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔ (النور۔ ۳۱)

اور (اے رسول) مؤمن عورتوں سے بھی کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضرت سراقہؓ فرماتے ہیں:۔
سَمِعْتُ قِرَآءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ جزء ۵ ص۷۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز سُنی آپ اِدھر اُدھر نگاہ نہیں کرتے تھے۔

⑨ ایک جوتا پہن کر نہ چلے پھرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب لا یمشی فی نعل واحد جزء ۷ ص۱۹۹ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب اذا انتعل فلیبدأ بالیمین جزء ۲ ص۲۴۳ واللفظ للبخاری)

تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں جوتے اتار دے یا دونوں پہن کر چلے۔

احکام بالا کا خلاصہ

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتوں کی ممانعت کی ہے:۔

شرک، ماں باپ، رشتہ دار، مساکین اور مسافروں کے ساتھ بدسلوکی، فضول خرچی، قتل اولاد، قتل نفس، زنا، یتیم کا مال ناجائز طور پر کھا جانا، بدعہدی، کم تولنا، کم ناپنا، جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے پڑنا اور زمین پر اکڑ کر چلنا۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ) (اور اے رسول) یہ باتیں بھی حکمت کی (اُن) باتوں میں سے ہیں جو (وقتاً فوقتاً) آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں۔

ہر مسلم کو حکمت کی ان باتوں پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

مندرجہ بالا تمام احکام کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید سے کی تھی اور پھر ان احکام کا اختتام بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی توحید پر ہی کیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا) اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ نہ بنانا ورنہ آپکو ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا (اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا) (اور اے مشرکین، ذرا غور تو کرو) کیا تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں کے لئے مخصوص فرمایا اور (خود اپنے لئے بیٹیاں پسند کیں اور بقول تمہارے) فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنایا (اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا) یہ تو تم بڑی ہی قبیح بات کہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں نہیں بنائیں لیکن مشرکین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں بنائی ہیں اور بیٹیوں کو اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے جو مشرکین کہتے ہیں۔ وہ خود تو اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ بیٹا بنانے سے بھی بلند و بالا ہے تاہم مشرکین کو اگر اس کی اولاد ہی تجویز کرنی تھی تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ جس طرح وہ اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے لئے بھی بیٹے پسند کرتے تو ان کی یہ افتراء پردازی کسی حد تک مبنی بر انصاف تو ہوتی لیکن انہوں نے انصاف کے تقاضے بھی پورے نہیں کئے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق انصاف پر مبنی بات بھی نہیں کہی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ (والنجم ۲۱ و ۲۲)

کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے۔

مشرکین کی یہ حد درجہ کی جہالت تھی کہ انہوں نے فرشتوں کو مؤنث قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ○ وَمَا لَهُمْ بِهٖ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (اور انہیں

مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ○
(والنجم۔ ۲۷ و ۲۸)

اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں) (اے رسول) انہیں اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں، وہ صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور حقیقت کے مقابلہ میں گمان کوئی کام نہیں آتا۔

پھر مؤنث قرار دینے کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا حالانکہ ان کی خود کی یہ حالت ہے کہ وہ بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ، سُبْحٰنَهٗ، وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ، اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○
(النحل۔ ۵۸ تا ۵۹)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں حالانکہ وہ (اولاد سے) مبرّا و منزّہ ہے اور اپنے لئے وہ (بیٹے) پسند کرتے ہیں جن (کی پیدائش) کا انہیں بڑا ارمان ہوتا ہے۔ (بیٹیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج و غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور (غم و غصہ سے وہ اندر ہی اندر) گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس برائی کی وجہ سے وہ (اپنی) قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ (دل میں سوچتا ہے کہ) آیا وہ اس ذلت کو برداشت کر کے اس کو زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) گاڑ دے۔ خبردار! (اس لحاظ سے تو اللہ کے لئے لڑکیاں اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ (اور بھی زیادہ) بُرا فیصلہ ہے۔

فرشتے نہ مؤنث ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، وہ تو اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے ہیں اور بس۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنٰتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ○

(اے رسول، یہ جو کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں تو ذرا) آپ ان سے پوچھئے کیا آپ

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَى الْبَنٰتِ عَلَى
الْبَنِيْنَ ○ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○
فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
(الصّٰفّٰت۔ ۱۴۹ تا ۱۵۷)

کے رب کے لئے تو بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا اور (کیا) یہ (اس وقت) موجود تھے۔ خبردار، یہ خود ساختہ جھوٹ بات کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے۔ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی صاف اور صریح دلیل ہے۔ اگر تم سچے ہو تو (دلیل میں) اپنی کتاب پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ
بِالْبَنِيْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ
كَظِيْمٌ ○ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ
فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا، اَشَهِدُوْا
خَلْقَهُمْ، سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ ○
وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ، مَا
لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○
(الزخرف۔ ۱۶ تا ۲۰)

(اے مشرکین) کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں لیں اور بیٹوں کے لئے تم کو مختص کر دیا اور (اے رسول ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کی نسبت وہ رحمٰن کی طرف کرتے ہیں تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (غم و غصہ میں) گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ کیا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت اپنے مطلب کو واضح نہ کر سکے (اللہ کی بیٹی ہو سکتی ہے) اور (اے رسول) انہوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورت بنا دیا، کیا یہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے (اگر ایسا ہے تو) ان کی گواہی کو لکھ لیا جائے گا اور (پھر قیامت کے دن) ان سے سوال ہو گا اور (اے رسول یہ لوگ یہ بھی) کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (معبودانِ باطل) کی پرستش نہ کرتے، انہیں اس بات کا علم تو ہے نہیں محض ظن و تخمین سے بات

کر رہے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس مفروضے کی کہ فرشتے نعوذ باللہ من ذلک اللہ کی بیٹیاں ہیں قرآن مجید میں جگہ جگہ تردید فرمائی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو الٰہ نہ بنائیے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ والدین کے ساتھ احسان کیجئے۔ بوڑھے ماں باپ سے اُف بھی نہ کیجئے بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کیجئے، ان کی خدمت کرتے رہیئے اور ان کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیئے۔

اے لوگو، رشتہ داروں کو، مساکین کو اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرتے رہیئے۔ اسراف اور فضول خرچی سے بچیئے۔ اگر کسی وقت روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو کچھ نہ دے سکیں تو نرمی سے انہیں سمجھا دیجئے۔ نہ تو ہاتھ بالکل کھول دیجئے اور نہ کنجوسی اختیار کیجئے۔

اے لوگو مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کیجئے، زنا کے قریب بھی نہ جائیے۔ کسی جان کو ناحق قتل نہ کیجئے۔ اگر قاتل سے بدلہ لینا ہو تو اس پر زیادتی نہ کیجئے۔

اے لوگو، ناجائز طور پر یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جائیے، عہد کو پورا کیجئے، ناپ تول میں کمی نہ کیجئے، جس چیز کا علم نہ ہو سکے اس کے پیچھے نہ پڑیئے اور زمین پر اکڑ کر نہ چلیئے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لِيَذَّكَّرُوْا، وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا
نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ
كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى
ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾
تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ
اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ

لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں (توحید کے مسئلہ کو) طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ یہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں مگر ان کی نفرت بڑھتی ہی چلی گئی (۴۱) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ ضرور عرش والے (الٰہ) کی طرف راستہ ڈھونڈھ نکالتے (اور اس سے تخت حکومت چھین لیتے) (۴۲) اللہ (ان کے شرک سے) پاک ہے اور جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس سے بہت بلند و بالا ہے اور بزرگ (و برتر) ہے (۴۳) ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان دونوں میں ہے سب اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک اللہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا) (۴۴)

معانی و مصادر (نُفُوْرًا) نَفَرَ، يَنْفِرُ، نُفُوْرٌ و نِفَارٌ و نَفِيْرٌ (ن و ض) بھاگنا اور دور ہو جانا (نُفُوْرٌ = اسم بھی ہے اور جمع ہے نَافِرٌ کی یعنی نفرت کرنے والے)

(حَلِيْمًا) حَلُمَ، يَحْلُمُ، حِلْمٌ (ک) معاف کرنا، حلیم ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی پُرزور طریقہ سے تلقین کی، اس کے بعد فرمایا (وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا) اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں (توحید کے مسئلہ کو) طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ یہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں (وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا) لیکن ان کی نفرت بڑھتی ہی چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○

(الکہف - ۵۴)

(اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے (ہر مثال میں کوئی نہ کوئی جھگڑے کی بات نکال لیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○

(الانعام۔ ۴۶)

(اے رسول، ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر اللہ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو یہ چیزیں تمہیں (پھر) عطاء کر دے۔ (اے رسول) دیکھئے ہم کن کن مختلف طریقوں سے اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ پھر بھی منہ موڑے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے مختلف اسلوب اور انداز بیان اختیار کئے۔ ہر قسم کی مثالیں دیکر سمجھایا لیکن ان کی بدبختی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کسی طرح سے نصیحت قبول نہیں کی۔ جتنی نصیحت انہیں کی گئی ہٹ دھرمی سے انہوں نے اتنا ہی نفرت کا اظہار کیا اور بدستور اپنے شرک پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا) (اے رسول ان سے) کہئے کہ اگر اللہ کے ساتھ اور الٰہ ہوتے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ ضرور عرش والے (الٰہ) کی طرف (جانے کا) راستہ ڈھونڈھ نکالتے (پھر اس پر چڑھائی کر کے اس سے تخت حکومت چھین لیتے) (سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا) (لیکن کہاں وہ قادر مطلق الٰہ العالمین اور کہاں یہ مجبور محض بندے) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اللہ (کی شان) اس سے پاک، بلند و بالا اور بزرگ (و برتر) ہے۔ (تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ) (اس کی تو یہ شان ہے کہ) ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں (وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ) اور (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

(النور۔ ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(التغابن ۔ ۱)

جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

الغرض جس ہستی کی حمد و ثناء میں کائنات کی ہر چیز رطب اللسان ہو اس سے اس کے مخلوق بندوں کو کیا نسبت ۔ وہ کس طرح اس کے ہم پلہ ہو کر اس کی الوہیت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ کتنے گستاخ ہیں یہ لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، مشکل کشائی، کارسازی اور عبادت و اطاعت میں اس کے ناچیز بندوں کو شریک کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حلم ہے کہ ان کی ان گستاخیوں کو درگذر کرتا رہتا ہے۔ (اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا) بے شک وہ (بڑا) حلیم اور بخشنے والا ہے (اگر وہ حلیم اور غفور نہ ہوتا تو ان کو اس گستاخی کی سزا کبھی کی مل گئی ہوتی)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیے، کہاں اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا شان اور کہاں یہ معذور بندے، یہ کس طرح اس کے شریک ہو سکتے ہیں۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵ وَّجَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ، وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ
فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ
نُفُوْرًا ۝۴۶ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ
بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ
نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾
انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ
فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لاتے (ان کی ہٹ دھرمیوں کے نتیجہ میں) ایک پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں ﴿۴۵﴾ ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیتے ہیں اور (اے رسول) جب آپ قرآن میں اپنے یکتا (ولاشریک) رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ نفرت کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں ﴿۴۶﴾ اور (اے رسول) جب یہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو کر سنتے ہیں تو جو کچھ یہ سنتے ہیں ہمیں اس کا بخوبی علم ہے اور جب یہ ظالم سرگوشیاں کرتے ہیں (اور آپس میں ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ اگر تم (ان کی پیروی کرو گے) تو ایک ایسے شخص کی پیروی کرو گے جس پر جادو کیا گیا ہے (تو ان کا یہ قول بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہوتا) ﴿۴۷﴾ (اے رسول) دیکھئے یہ لوگ آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں، یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں لہٰذا (کبھی) راہ (راست) نہیں پا سکتے ﴿۴۸﴾

معانی و مصادر (حِجَابًا) حَجَبَ، یَحْجُبُ، حَجْبٌ و حِجَابٌ (ن) چھپانا۔
(مَسْتُورًا) سَتَرَ، یَسْتُرُ، سَتْرٌ و سِتْرٌ (ن) ڈھانکنا، چھپانا۔
(اَکِنَّةً) کَنَّ، یَکُنُّ، کَنٌّ و کُنُوْنٌ (ن) چھپانا (اَکِنَّةٌ = کِنَانٌ کی جمع - پردے)۔
(یَفْقَهُوْ) فَقِهَ، یَفْقَهُ، فِقْهٌ (س) سمجھنا۔
(وَقْرًا) وَقَرَ، یَقِرُ، وَقْرٌ (ض) بہرا ہونا، کان میں بوجھ ہونا۔
(نَجْوٰی) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ نَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔ (نَجْوٰی مصدر بھی ہے اور اسم بھی ہے۔ یہ لفظ مفرد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے)۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ لوگوں کو مختلف اسلوب اور انداز میں سمجھایا لیکن جتنا اللہ تعالیٰ نے سمجھایا اتنی ہی ان کی اسلام سے نفرت بڑھتی چلی گئی۔ آیات

زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اسلام سے نفرت کی وجہ بتائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا) اور (اے رسول) جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (ان کی ہٹ دھرمیوں کے نتیجہ میں تعصب کا) ایک پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں (وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا) اور (اے رسول یہی نہیں بلکہ) ہم ان کے دلوں پر (ایسے) پردے ڈال دیتے ہیں کہ (ان کی موجودگی میں) وہ سمجھ ہی نہیں سکتے اور کانوں میں (ایسے) بوجھ ڈال دیتے ہیں (کہ اُن بوجھوں کی وجہ سے وہ سُن ہی نہیں سکتے) (وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا) یہی وجہ ہے کہ جب (اے رسول) آپ قرآن میں اپنے یکتا (ولاشریک) رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ نفرت کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

اس آیت میں کافروں کے ایمان نہ لانے کی تین وجہیں بیان کی گئی ہیں:۔

(۱) آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑ جاتا ہے لہٰذا صراط مستقیم نظر نہیں آتا۔

(۲) دلوں پر ضد اور ہٹ دھرمی کا ایسا غلاف چڑھ جاتا ہے کہ ان میں حق بات کو سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی،

(۳) کانوں میں توحید سے نفرت کا ایک ایسا بوجھ پیدا ہو جاتا ہے جو کانوں کو بند کر دیتا ہے اور انہیں حق بات سُننے نہیں دیتا۔

الغرض مشرک روحانی طور پر اندھے، ناسمجھ اور بہرے ہو جاتے ہیں لہٰذا ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ حق کا راستہ تو اسی وقت نظر آسکتا ہے جبکہ آنکھوں پر سے تعصب کی پٹی اتار کر پھینک دی جائے، دلوں سے ضد اور ہٹ دھرمی کو خارج کر دیا جائے اور کانوں میں سے نفرت کا بوجھ نکال دیا جائے۔ تعصب، نفرت اور ہٹ دھرمی کی موجودگی میں ہدایت ملنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان کے سامنے ہدایت کی بات بیان کی جاتی ہے تو وہ سنتے ہی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ، وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۶ و ۷)

(اے رسول) بے شک جو لوگ (حق کو) چھپاتے ہیں انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، ان کی آنکھوں پر (تعصب کا) پردہ پڑا ہوا ہے، ان کے لئے (بہت) بڑا عذاب ہے۔

مشرکوں کی ہمیشہ سے یہ خصوصیت چلی آئی ہے کہ وہ توحید کی بات سننا گوارا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(الاعراف۔ ۷۰)

(قوم کے لوگوں نے) کہا کیا تم ہمارے پاس (اس لئے) آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے آباء واجداد پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں، اگر تم سچے ہو تو (وہ عذاب) لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کیا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

(الزمر۔ ۴۵)

اور (اے رسول) جب اللہ یکتا (و لاشریک) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

(النحل۔ ۲۲)

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبر (و سرکشی) کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا) اور (اے رسول) جب کبھی یہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر (آپ کی باتوں کو) غور سے سنتے ہیں تو ہمیں بخوبی علم ہوتا ہے کہ یہ کیا سن رہے ہیں (اور کس نیت سے سن رہے ہیں) اور جب یہ ظالم ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ (اگر) تم (ان کی پیروی کرو گے) تو بس ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرو گے (تو ہمیں ان کی اس بات کا بھی علم ہوتا ہے) (اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا) (اے رسول) آپ دیکھئے یہ لوگ آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں، یہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں لہذا (کبھی بھی) راہ (راست) نہیں پا سکتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اے رسول، ان کے مسحور کہنے سے آپ رنجیدہ اور آزردہ نہ ہوں۔ یہ گمراہ ہیں لہذا ایسی ہی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ ان کی گمراہی ان کو ایسی باتیں کہنے پر ابھارتی ہے۔ یہ ان کی گمراہی کا تصور ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسحور نہیں ہیں۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں کہنے دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا، وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(الانعام ۔ ۳۳، ۳۴)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے (لیکن آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ) یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ تو درحقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (اُنہیں جھٹلاتے ہیں) (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے (اور انہیں اذیت پہنچائی گئی ہے) لیکن وہ تکذیب اور اذیت پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (آپ بھی ہماری مدد آنے تک صبر کرتے رہئے، مدد ضرور آئے گی) اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور (اے رسول) آپ کے پاس نبیوں کے حالات (بھی) پہنچ چکے ہیں (جن میں آپ کے لئے کافی تسلی کا سامان ہے لہٰذا آپ اطمینان سے فرائض تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کریں)۔

آیت زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے امثال کا لفظ استعمال فرمایا لیکن ان امثال میں سے صرف ایک مثال کا ذکر فرمایا اور وہ یہ کہ کافر کہتے ہیں آپ جادوزدہ ہیں۔ اس قسم کی دوسری باتوں کا ذکر جو کافر اللہ تعالےٰ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا کرتے تھے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں ہے۔ کافر آپ کو شاعر اور مجنوں کہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○ (الصّٰفّٰت ۔ ۳۶)

اور کافر کہتے ہیں کیا ہم ایک دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ○

(الحجر ۔ ۶)

اور کافر کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس (کا دعوےٰ ہے کہ اس) پر (اللہ کی طرف سے) نصیحت نازل ہوئی ہے، تو دیوانہ ہے۔

کافر آپ کو کاہن کہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○

(الطور۔ ۲۹)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئے، آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ دیوانے۔

کافر آپ کو جادوگر اور کذّاب کہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○

(صٓ ۔ ۴)

(اے رسول) انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آگیا۔ کافر کہتے ہیں یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔

کافر کہتے تھے کہ قرآن مجید انہوں نے خود بنالیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ، فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○

(الانبیآء۔ ۵)

(کافر) کہتے ہیں یہ (قرآن) تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں (اگر یہ) نہیں (تو) اس کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اگر یہ بھی) نہیں (تو) یہ شاعر ہے (اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ کلام کا مجموعہ ہے اور اگر یہ واقعی رسول ہے) تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا (آخر اس کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے۔

کافر آپ کو مُذَمّم (مذمّت کیا گیا) بھی کہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَّاَنَا مُحَمَّدٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی اسمآء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزو ۴ ص ۲۲۵)

تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنت کو کس طرح مجھ پر سے ٹال دیتا ہے وہ مذمّم کو برا کہتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور حدیث نبوی "ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ" کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے لوگو، تعصب کی پٹی اتار دیجئے، کان کھول کر اللہ کی باتیں سنئے، دل میں سے ضد، ہٹ دھرمی، حسد اور بغض کو نکال کر پھینک دیجئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو انشاء اللہ حق بات آپ کی سمجھ میں آجائے گی اور آخرت پر آپ کا ایمان مضبوط ہو جائے گا۔

اے لوگو، توحید کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ بزرگوں سے عقیدت اور محبت کی وجہ سے توحید کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیے۔

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر بلا وجہ اعتراض نہ کیجئے۔ آپ کی شخصیت، آپ کا کردار، آپ کے اخلاق کا انصاف کی نظر سے مطالعہ کیجئے اور آپ پر ایمان لے آئیے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾
قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾
اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ
فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا، قُلِ
الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ،
فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ

فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَ
تَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾

ترجمہ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں ہوجائیں گے اور پھر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا (۴۹) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا (۵۰) یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (بھی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ، تم دوبارہ ضرور زندہ کئے جاؤ گے) تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سنکر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہوجائے (۵۱) (یہ اس دن ہوگا) جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے (حکم کی) تعمیل کرو گے (اور سب قبروں سے باہر نکل آؤ گے، اس وقت) تم خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت ہی کم رہے (۵۲)

معانی و مصادر (عِظَامًا) عِظَامٌ = عَظْمٌ کی جمع، ہڈیاں۔
(رُفَاتًا) رَفَتَ، یَرْفِتُ، رَفْتٌ (ن، ض) چورا کرنا۔
(جَدِيدًا) جَدَّ، یَجِدُّ، جِدَّةٌ (ض) نیا ہونا۔
(حَدِيدًا) حَدَّ، یَحِدُّ، حِدَّةٌ (ض) تیز ہونا (حَدِيدٌ = قاطع، لوہا)۔
(فَطَرَ) فَطَرَ، یَفْطِرُ، فَطْرٌ (ض) پھاڑنا، پیدا کرنا، کھانا پینا۔
(یُنْغِضُونَ) اَنْغَضَ، یُنْغِضُ، اِنْغَاضٌ (باب افعال) مذاق یا تعجب سے سر ہلانا۔

تفسیر کفار مکہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔ وہ دوبارہ زندہ ہونے کو ناممکن الوقوع سمجھتے تھے اور اس پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے انکار اور تعجب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے (وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا) اور (اے رسول) یہ (منکرین قیامت) کہتے ہیں کہ جب ہم (مرکر) (بوسیدہ) ہڈیاں ہوجائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کیا جائے گا۔
منکرین قیامت کے اشکال کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○
(یٰسٓ ۔ ۷۸)

(کفار کہتے ہیں) جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا۔

ان کے اس اشکال اور تعجب کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا (اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ) یا وہ چیزیں بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (تمہیں ہر صورت دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اے رسول جب آپ ان سے یہ بات کہیں گے) (فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا) تو یہ لوگ (فوراً) کہیں گے کہ ہمیں کون دوبارہ پیدا کریگا (قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ) آپ کہئے کہ وہ زندہ کرے گا جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ یہ جواب سنکر وہ لاجواب تو ہو جائیں گے لیکن) (فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ) تمسخر اور تعجب سے سر ہلائیں گے اور (جب اس دلیل کو وہ توڑ نہیں سکیں گے تو کھسیانے ہو کر) پوچھیں گے (اچھا تو یہ بتائیے کہ) یہ کب ہوگا (قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا) آپ کہہ دیجئے کہ ہو سکتا ہے کہ (مستقبل) قریب میں ہی ہو جائے (الغرض جب وہ دن واقع ہوگا تو) (يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ) اس دن اللہ تمہیں پکارے گا اور تم اس کی حمد کرتے ہوئے (اس کے حکم کی) تعمیل کرو گے (اور قبروں سے نکل کر میدان محشر میں آکر جمع ہو جاؤ گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ○ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ○
(قٓ ۔ ۴۱ و ۴۲)

اور (اے رسول) سنیئے جس دن ایک پکارنے والا نزدیک کے مقام سے پکارے گا۔ اس دن لوگ حق کے ساتھ (اس کی) چیخ کو سن لیں گے وہی (مُردوں کے زمین سے) نکلنے کا دن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ، يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○
(اقتربت الساعۃ ۔ ۶ تا ۸)

جس دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائے گا، تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے یہ لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ پکارنے والے کی طرف تیزی سے رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ

پھر جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے

اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

(الروم ۔ ۲۵)

(نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں سے) نکل پڑو گے۔

آگے فرمایا (وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا) (اس وقت یعنی دوبارہ زندہ ہوکر) تم خیال کروگے کہ تم (دنیا میں) بہت ہی کم رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ○

(النّٰزعٰت ۔ ۴۶)

جب یہ (لوگ) قیامت کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا اس کی صبح۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ○ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ○ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ○

(طٰہٰ ۔ ۱۰۲ تا ۱۰۴)

جس دن صور پھونکا جائے گا (تو) ہم اس دن گناہ گاروں کو جمع کریں گے، ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہونگی۔ (اس وقت) وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے تم (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کہہ رہے ہوں گے جبکہ اندازے کے لحاظ سے ان میں جو سب سے بہتر ہوگا کہے گا کہ تم (دنیا میں) صرف ایک دن رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۱۱۳ تا ۱۱۴)

وہ کہیں گے ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ (زمین میں) رہے، (اچھا) گننے والوں سے پوچھ لو (کہ ہم دنیا میں کتنے دن رہے) (اللہ) فرمائے گا تم (زمین میں) بہت ہی کم رہے، کاش تمہیں اس کا علم ہوتا۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ جس اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلی بار پیدا کیا ہے وہ آپ کو دوبارہ پیدا کریگا اور وہ اس پر قادر ہے۔ اس دن وہ آپ سے آپ کے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا لہذا نیک اعمال کرتے رہیئے تاکہ آپ قیامت کے دن سرخرو ہوں۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ
اَحْسَنُ ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ
اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ
عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ
اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ
یُعَذِّبْكُمْ ، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ
وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَقَدْ
فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی

بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو، اس لئے کہ شیطان (منہ سے بُری بات نکلوا کر) آپس میں فساد ڈلوا دیتا ہے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵۳) (اے لوگو) تمہارا رب تم سے خوب واقف ہے، اگر وہ چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا اور اگر چاہے گا تو تم کو عذاب دے گا اور (اے رسول، ان کے عذاب کی ذمہ داری آپ پر نہیں اس لئے کہ) ہم نے ان پر آپ کو داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے (۵۴) اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ بھی ہیں آپ کے رب کو ان کا بخوبی علم ہے، یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی (۵۵)

معانی و مصادر (يَنْزَغُ) نَزَغَ، يَنْزَغُ، نَزْغٌ (ف و ض) فساد ڈلوانا۔
(الشَّيْطٰنُ) شَطَنَ، يَشْطُنُ، شَطْنٌ (ن) مخالفت کرنا، دور کرنا، دور ہونا۔

تفسیر حسنِ اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ) اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو، (اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ) (اس لئے کہ) شیطان (منہ سے بری بات نکلوا کر) آپس میں فساد ڈلوا دیتا ہے (اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا) بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ (الاحزاب ۔ ۷۰)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور مضبوط اور محکم بات کہا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا، وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۴ تا ۳۶)

اور (اے رسول) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ (برائی کو ایسے طریقہ سے) دفع کیا کیجئے جو بہت اچھا ہو ایسا کرنے سے وہ شخص کہ اس کے اور آپ کے مابین عداوت تھی (ایسا ہو جائے گا) گویا کہ وہ آپ کا بڑا اگرا دوست ہے اور یہ چیز انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے (خوش) نصیب

ہوتے ہیں۔ اور (اے رسول) اگر شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ طلب کیا کیجئے بے شک وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ قبل ردّ جزء ۲ ص ۱۳۵ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحدث علی الصدقۃ جزء اول ص ۳۲۶ واللفظ للبخاری)

تم میں سے ہر شخص کو دوزخ سے بچنا چاہیئے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر (ہی دوزخ سے بچے)۔

آگے فرمایا (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا) اور (اے رسول، ثواب اور عذاب کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے اس لئے کہ) ہم نے آپ کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے (آپ کا کام تو اللہ

آگے فرمایا (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ) (اے میرے بندو) تمہارا رب تم سے بخوبی واقف ہے (اسے تمہارے تمام اعمال کا علم ہے) وہ اگر چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا اور اگر چاہے گا تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے گا (جزا و سزا اس کی مشیّت اور اس کے ضابطۂ مغفرت و عذاب پر موقوف ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ، لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○
(طٰہٰ ۔ ۷۴ تا ۷۶)

جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ گناہ گار ہو تو اس کے لئے جہنم ہے، اس میں وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ ہی رہے گا اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے یعنی دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو (گناہوں سے) پاک رہا۔

تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اور بس)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○

(ھل اتٰک ۔ ۲۱ و ۲۲)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئے، آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں، ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا، إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

(الشوریٰ۔ ۴۸)

(اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ) اور (اے رسول) آپ کا رب (صرف انہی لوگوں سے واقف نہیں بلکہ وہ تو) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں ان سب سے بخوبی واقف ہے (اور ان کے فضائل اور درجات سے بھی واقف ہے) (وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا) اور (اے رسول) یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو (یہ فضیلت حاصل ہے کہ) ہم نے (ان کو) زبور عطاء فرمائی تھی۔

انبیاء علیہم السلام کی فضیلتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ، وَاٰتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ، وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ، وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ○

(البقرۃ ۔ ۲۵۳)

یہ رسول ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض وہ ہیں جن کے اللہ نے مرتبے بلند کئے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے معجزات عطاء فرمائے تھے اور جبرئیل کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی تھی۔ (ان نبیوں کے گذر جانے کے بعد لوگوں نے اختلاف کیا اور آپس میں لڑنے لگے) اور اگر اللہ چاہتا تو نبیوں کے بعد پیدا ہونے والے لوگ کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن (انہوں نے کھلی نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا) اور اختلاف پر جمے رہے۔ پھر ان میں سے بعض لوگ ایمان لے آئے (اور حق کو تسلیم کر لیا) اور بعض نے

(پھر بھی) انکار کیا، (یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مشیّت کے مطابق ہوتا رہا) اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اور سب کچھ اس کے قوانین فطرت کے مطابق ہوتا رہتا ہے)۔

ع

عمل

اے لوگو، ایک دوسرے سے خوش گفتاری اور حسنِ اخلاق سے بات کیا کیجئے ۔ اے لوگو، سوچ سمجھ کر بات کیا کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو جھگڑے کا باعث بن جائے۔ شیطان سے ہوشیار رہئے ۔ وہ آپ کا کھلا دشمن ہے، وہ آپ کو لڑانا چاہتا ہے، وہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی غلط بات ہی کو جھگڑے کا سبب بنانا چاہتا ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کے اعمال سے بخوبی واقف ہے لہٰذا ایسے عمل کیجئے کہ آپ اس کے رحم و کرم کے حق دار بن جائیں اور اس کے عذاب سے بچ جائیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ
الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ
اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ
عَذَابَهٗ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعوٰی ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن (وہ تم سے کیا تکلیف دور کریں گے) وہ تو تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل

دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے (۵۶) یہ لوگ جن کو (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود (اس کوشش میں) کہ ان میں سے کون (اللہ کے) اور زیادہ قریب ہو سکتا ہے (ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب سے (اور زیادہ) قریب کر دے، وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے (۵۷)

معانی و مصادر

(زَعَمْتُمْ) زَعَمَ، یَزْعُمُ، زُعْمٌ (ن وف) حق یا باطل بات کہنا۔
(اَلْوَسِیْلَۃَ) وَسَلَ، یَسِلُ، وَسِیْلَۃٌ (ن) تقرب الٰہی کے لئے کوئی کام کرنا، عمل کے ذریعہ تقرب حاصل کرنا۔ (وَسِیْلَۃٌ = وہ عمل جس کے ذریعہ تقرب حاصل کیا جائے)۔
(مَحْذُوْرًا) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حِذْرٌ و مَحْذُوْرَۃٌ (س) ڈرنا، (مَحْذُوْرٌ = وہ چیز جس سے ڈرا جائے)

شان نزول

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ نَفَرٌ مِنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ وَاسْتَمْسَكَ الْاِنْسُ بِعِبَادَتِهِمْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ وَالْاِنْسُ الَّذِیْنَ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) فَنَزَلَتْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ (صحیح مسلم کتاب التفسیر باب فی قولہ تعالیٰ اولٰئک الذین یدعون جزء ۲ ص۱۱۶ وصحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۱۰۱ واللفظ لمسلم)۔

انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے کچھ لوگوں کی عبادت کرتے تھے۔ وہ جنات مسلم ہو گئے، انسانوں کو (ان کے مسلم ہونے کی) خبر نہیں ہوئی لہذا وہ (برابر) ان جنات کی عبادت کرتے رہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی، اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ..... الخ

تفسیر

آیات کے سیاق اور مندرجہ بالا شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسے معبود بنا رکھے تھے جن کو وہ مشکل کشا سمجھ کر پکارتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ اور عمل کی تردید میں فرمایا (قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا) (اے رسول) آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے (کہ وہ مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف اور مشکل دور کرنے کے لئے) پکارو (اور تجربہ کر کے دیکھو کہ وہ تمہاری تکلیف اور مشکل کو دور کر سکتے ہیں یا نہیں۔ سنو وہ تم سے تکلیف اور مشکل کو کیا دور کریں گے) انہیں تو تم سے تکلیف (اور مشکل) دور کرنے کا اختیار نہیں (دور تو وہ کر سکتا ہے جسے اختیار ہو اور یہ تو بالکل بے بس اور بے اختیار ہیں) اور (دور کرنا تو بڑی بات ہے) یہ تو اس تکلیف (اور مشکل) کو بدل بھی نہیں سکتے (لہذا ایسے لوگوں کو پکارنا بالکل لایعنی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
(الانعام ۔ ۱۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۴۰ و ۴۱)

(اے رسول ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ تم ان کو ہرگز) نہیں (پکارو گے بلکہ جن جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے، تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے، پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۶۳ و ۶۴)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جبکہ تم گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے اُسے پکارتے ہو (اور اس طرح دعا کرتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ضرور ہم اس کے شکر گذار (بندے) بن جائیں گے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس (مصیبت) سے بھی نجات دیتا ہے اور (دوسری) تمام تکلیفوں سے بھی نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس ۔ ۱۰۷)

پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○

(الرعد ۔ ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○

(النحل ۔ ۵۳ و ۵۴)

اور (اے لوگو) جو نعمتیں تمہیں حاصل ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ، فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۶۷ تا ۶۹)

اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (اللہ کے علاوہ مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔ کیا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف (لے جا کر) زمین میں دھسا دے

یا تم پر پتھر والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز نہ پاسکو (جو تمہیں اس عذاب سے بچالے) یا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے پھر تم پر تیز و تند آندھی چلا کر تمہارے کفر کے سبب تم کو غرق کر دے پھر تمہیں اس سلسلہ میں ہمارا کوئی تعاقب کرنے والا بھی نہ مل سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا، لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ○

(الانبیآء - ۴۳)

کیا ہمارے علاوہ ان کے کوئی اور الٰہ ہیں جو ان کو (عذاب سے) بچا سکیں (اے رسول، جن کو یہ الٰہ مانتے ہیں) وہ تو (ان کی مدد کیا کرینگے) اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کی رفاقت کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

(النمل - ۶۲)

(اے رسول، ان سے پوچھیئے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ، عَلَيْهِ

اور (اے رسول، اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ (تعالیٰ) نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن

يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ○
(الزمر۔ ۳۸)

(معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الغرض مشکل کشائی صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے، دوسرے مشکل کشائی نہیں کر سکتے لہذا ان کو پکارنا بے کار ہے۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا) (اور اے رسول) جن کو یہ لوگ (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود (اس کوشش میں) کہ ان میں سے کون (اللہ کے) اور زیادہ قریب ہو سکتا ہے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب کے قریب (تر) کر دے۔ وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

دونوں آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں پکارنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والے بے شک بزرگ اور واجب الاحترام ہیں لیکن انہیں بھی مشکل کشائی کا اختیار نہیں۔ اگر انہیں اختیار ہوتا اور وہ خود الٰہ ہوتے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے امیدوار کیوں ہوتے اور کیوں اس کے عذاب سے ڈرتے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کا امیدوار ہونا اور اس کے عذاب سے ڈرنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ خود کو الٰہ نہیں سمجھتے بلکہ کسی بالاتر ہستی کو اپنا الٰہ سمجھتے ہیں، اسی سے رحم وکرم کی امید رکھتے ہیں، اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کے قریب تر ہونے کے لئے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو اور زیادہ قریب کر دے۔ جب یہ بزرگانِ دین بھی اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے ہیں تو باقی تمام لوگوں کو بھی اسی سے لو لگانی چاہیئے۔ بزرگانِ دین ہمارے لئے مثال تو بن سکتے ہیں لیکن وسیلہ نہیں بن سکتے۔ وسیلہ ہمیں اسی چیز کو بنانا چاہیئے جس چیز کو بزرگانِ دین وسیلہ بناتے ہیں یعنی نیک عمل کو۔

نیک اعمال کو وسیلہ بنانے کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذْ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاٰوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ

اس حال میں کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (راستہ میں) چلے جا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔

عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ إِنَّهُ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلَاءِ
لَا يُنْجِيكُمْ إِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ
مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ فَقَالَ
وَاحِدٌ مِنْهُمُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ
لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرَقٍ مِنْ أَرُزٍّ فَذَهَبَ
وَتَرَكَهُ وَإِنِّي عَمَدْتُ إِلَى ذٰلِكَ الْفَرَقِ
فَزَرَعْتُهُ فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ
مِنْهُ بَقَرًا وَإِنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ فَقُلْتُ
لَهُ اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِي إِنَّمَا
عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ أَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ
الْبَقَرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَإِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ
فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ
فَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ
لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ فَكُنْتُ آتِيهِمَا
كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِي فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا
لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَأَهْلِي وَعِيَالِي
يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوعِ فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ
حَتّٰى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ
أُوقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا
لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ
فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ
خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ
الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ الْآخَرُ
اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةُ عَمٍّ
مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ
نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ
فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا

وہ لوگ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاق
سے (ایک بڑا پتھر گرا اور) غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب
تینوں آپس میں کہنے لگے: اللہ کی قسم اب تو (اس
مصیبت سے) تم کو تمہارا نیک عمل ہی چھڑائے گا
لہذا ہم میں سے ہر شخص اپنے کسی نیک عمل کے وسیلہ
سے جو نیک عمل اس نے خالص اللہ کے لئے
کیا ہو اللہ سے دعا کرے۔ ان میں سے ایک
آدمی نے کہا: اے اللہ تو جانتا ہے میں نے
ایک فرق چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا اس
نے میرا کام کیا پھر (غصہ میں آکر) اپنے چاول
چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس کے حصہ کے چاول
بو دئے۔ ان سے اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے اس کی
آمدنی سے گائے بیل خریدے پھر (ایک مدت
کے بعد) وہ اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے
کہا جا وہ سب گائے بیل لے جا۔ اس نے کہا
میرے تو تیرے پاس (صرف) ایک فرق چاول
تھے۔ میں نے کہا وہ سب گائے بیل لے جا، وہ
تیرے چاولوں سے ہی خریدے گئے ہیں۔ آخر وہ
ان سب کو لے گیا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ
میں نے یہ سب کچھ (خالص) تیرے ڈر سے کیا
تھا تو ہماری مصیبت کو دور کر دے۔ وہ پتھر
تھوڑا سا ہٹ گیا۔ پھر دوسرے آدمی نے دعاء
کی اے اللہ تو جانتا ہے میرے بوڑھے اور ضعیف
ماں باپ تھے۔ میں ہر رات کو (ان کو پلانے کے
لئے) بکری کا دودھ لایا کرتا تھا۔ ایک رات بے
دیر ہو گئی۔ میں جب (دودھ لے کر) آیا وہ سو گئے
تھے اور میرے بیوی بچے سب بھوک سے
بے چین تھے۔ میری عادت تھی پہلے اپنے ماں

نَدَ فَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا
قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا
تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ
الْمِائَةَ دِينَارٍ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي
فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا
فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا (صحیح بخاری
کتاب بدء الخلق باب حدیث الغار
جزء ۴ ص ۲۱۱)

باپ کو دودھ پلاتا، اس کے بعد بیوی بچوں کو۔ مجھے ان کو جگانا بھی اچھا معلوم نہیں ہوا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور وہ (رات بھر) دودھ کا انتظار کرتے رہیں میں ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے (اپنے ماں باپ کی) یہ (خدمت محض) تیرے ڈر سے کی تھی تو تو ہماری مصیبت کو دور کر دے وہ پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا اور ان کو آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر تیسرے آدمی نے دعاء کی: اے اللہ تو جانتا ہے میری ایک چچا زاد بہن تھی جس کو میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ میں نے اس سے صحبت کرنا چاہی، اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا، ایسا اس حالت میں ہو سکتا ہے کہ تو مجھے سو اشرفیاں لاکر دے۔ میں سو اشرفیوں کی طلب میں نکلا یہاں تک کہ میں ان پر قادر ہو گیا۔ میں سو اشرفیاں لایا اور وہ اس کے حوالے کر دیں۔ اس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا۔ جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو وہ کہنے لگی: اللہ سے ڈر اور مہر کو ناحق طریقہ سے نہ توڑ۔ یہ سنتے ہی میں کھڑا ہو گیا اور میں نے وہ سو اشرفیاں بھی چھوڑ دیں۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے (خالص) تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا تو اے اللہ ہماری مصیبت دور کر دے۔ اللہ نے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کے وسیلہ سے ان کی مصیبت کو دور فرمایا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنی مدد کے لئے نہ پکاریئے۔ انہیں آپ کی مدد کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ بزرگان دین کو اپنا وسیلہ نہ بنائیے بلکہ جس طرح وہ نیک عمل کو وسیلہ بناتے رہے۔ اسی طرح آپ بھی نیک عمل کو وسیلہ بنائیے۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ایسے اعمال کی تلاشی رہیئے جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار رہیئے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیئے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ
مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾
وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ
اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ
وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ
اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ

إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ، وَمَا
جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا
فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ
فِي الْقُرْاٰنِ، وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا
يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

ترجمہ اور (روئے زمین پر) کوئی بستی ایسی نہیں کہ جس کو ہم قیامت کے دن سے پہلے (ان کی بداعمالی کی سزا میں) ہلاک نہ کردیں یا اس کو سخت عذاب میں مبتلا نہ کردیں، یہ سب (کچھ) کتاب (تقدیر) میں لکھا ہوا ہے ﴿۵۸﴾ اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے تھے مثلاً) ہم نے (قوم) ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کھلی (نشانی) تھی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا (اور ایمان نہیں لائے) اور ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرادیں (کہ اگر وہ مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے) ﴿۵۹﴾ اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے (وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے) اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا تھا تو وہ ہم نے اس لئے دکھایا تھا کہ اس کو لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنائیں اور (اسی طرح) اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے (ہم نے لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا تھا)، ہم تو (ان چیزوں کے ذریعہ) انہیں ڈراتے ہیں لیکن ان کی سرکشی (بجائے کم ہونے کے) اور زیادہ ہو جاتی ہے ﴿۶۰﴾

معانی ومصادر (مَسْطُوْرًا) سَطَرَ، یَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔
(الرُّءْیَا) رَاٰی، یَرٰی، رَاْیٌ ورُؤْیَةٌ وَرَاءَةٌ ورِئْیَانٌ (ف) دیکھنا، سمجھنا (رُءْیَا = خواب)
(اَرَیْنَا) اَرٰی، یُرِیُ، اِرَائَةٌ واِرَاءٌ (باب افعال) دکھانا۔

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین عذاب کا یا معجزہ کا مطالبہ کرتے تھے اور کیونکہ نہ عذاب جس کی دھمکی دی جارہی تھی نازل ہورہا تھا اور نہ کوئی مطلوبہ معجزہ ہی دکھایا جارہا تھا لہٰذا ان کی سرکشی بڑھتی چلی جارہی تھی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (وَاِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا، كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا) اور (اے لوگو زمین پر) کوئی ایسی بستی نہیں کہ جس کو ہم قیامت کے دن سے پہلے (اس کی بداعمالیوں کی سزا میں) ہلاک نہ کردیں یا اس کو کسی سخت عذاب میں مبتلا نہ کردیں، یہ سب کچھ کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے (عذاب کا بھی وقت مقرر ہے۔ جب تک وقت مقررہ نہیں آتا اس وقت تک کسی قوم کو نہ ہلاک کیا جاتا ہے اور نہ عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ، فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ○
(الاعراف۔ ۳۴)
ہر جماعت (کی ہلاکت) کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کی بھی تقدیم وتاخیر نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ○ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ○
(الحجر۔ ۴، ۵)
اور (اے رسول) ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا اس (کے ہلاک ہونے) کا مقررہ وقت (پہلے سے) لکھا ہوا تھا۔ کوئی قوم نہ اپنے وقتِ مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ) اور (اے لوگو، رہا معجزہ کا مطالبہ تو بات یہ ہے کہ مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلادیا تھا (وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا) (مثال کے طور پر قوم ثمود کے حال پر غور کرو) ہم نے ثمود کو (معجزانہ طور پر) ایک اونٹنی دی تھی جو (حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی کھلی نشانی تھی (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اس کو دیکھ کر ایمان لے آتے) لیکن انہوں نے اس اونٹنی پر ظلم وزیادتی کی (اس کی ٹانگیں کاٹ دیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ○ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ○

(ھود۔ ۶۴ و ۶۵)

(حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا) اے میری قوم، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے (میری صداقت کی) ایک نشانی ہے، اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (جہاں سے چاہے) کھائے اور (دیکھو) اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم بہت جلد کسی عذاب میں گرفتار (ہو جاؤ گے) لیکن (وہ نہ مانے) انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، صالح (علیہ السلام) نے (ان سے کہا اب) تین دن تک تم اپنے گھروں میں اور مزے اڑالو (پھر عذابِ الٰہی تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیگا) یہ ایسا وعدہ ہے کہ (کبھی) جھوٹا نہیں ہوگا۔

آگے فرمایا (وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا) اور (اے لوگو) ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرادیں (کہ اگر مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی وہ ایمان نہیں لائے تو پھر عذاب یقینی ہے۔ مطلوبہ معجزہ دکھانے کے بعد عذاب میں دیر نہیں ہوتی۔ پہلی قوموں نے معجزہ دیکھ کر بھی ایمان قبول نہیں کیا تو وہ ہلاک کردی گئیں۔ مطلوبہ معجزہ گویا کافروں کو ایک قسم کا الٹی میٹم ہوتا ہے کہ اگر وہ اب بھی ایمان نہیں لائے تو ان کو ہلاک کردیا جائے گا)۔

کفارِ مکہ کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے معجزہ نہیں بھیجا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی۔ اگر معجزہ بھیج دیتا تو ظاہر ہے اگلی امتوں کی طرح وہ بھی معجزوں کا انکار کردیتے اور ہلاک ہو جاتے۔

دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار پر عذاب موعود اس لئے نہیں آرہا کہ اس کا ایک وقت مقرر ہے اور مطلوبہ معجزہ اس لئے نہیں بھیجا جارہا کہ اگر مطلوبہ معجزہ کا انکار کردیا تو عذاب میں دیر نہیں لگے گی۔ مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے کا مقصد بھی عذاب میں دیر کرنا ہی ہے۔ الغرض عذاب میں تاخیر کافروں کے لئے ایک قسم کی مہلت ہے۔ اگر وہ اس مہلت کے زمانے میں ایمان لے آئیں تو عذاب سے بچ سکتے ہیں گویا عذاب میں تاخیر خواہ وہ کسی وجہ سے بھی ہو کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو (ہر چہار طرف سے) گھیر رکھا ہے۔ نہ یہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ بچ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں۔ جنگِ بدر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو گھیر کر سخت سزا دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

(الانفال ۔ ۷ و ۸)

(بدر میں اللہ نے مؤمنین اور کافروں کا مقابلہ اس لئے کرایا کہ) اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مقابلہ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ چیز کافروں کو کتنی ہی بُری کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ○

(الانفال ۔ ۴۴)

اور (اے ایمان والو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب (میدان جنگ میں) تم ایک دوسرے کے مقابل آ گئے تو اللہ نے کافروں کو تمہاری نگاہوں میں کم کر کے دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تم کو کم کر کے دکھایا تاکہ (ہر فریق لڑائی میں کود پڑے اور جنگ سے پہلو تہی کرنے کا ذرا سا بھی خیال دل میں نہ لائے اور) اللہ کو جو کام کرنا تھا اسے کر ڈالے (اور اللہ جس کام کا فیصلہ کرتا ہے اُسے کر گذرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(الانفال ۔ ۴۲)

اور (اے مسلمین، اس وقت کو یاد کرو) جب تم (مدینہ کے) اس ناکہ پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ کے) قریب تھا اور کفار اس ناکہ پر (پڑاؤ ڈالے ہوئے) تھے جو (مدینہ) سے دور تھا اور (کفار کا تجارتی) قافلہ تمہارے مقابلہ میں نیچے تھا (اور ایک نشیبی علاقہ سے گذر رہا تھا) اور اگر تم دونوں فریق (پہلے سے جنگ کا وقت مقرر کر کے اس وقت پر پہنچنے کا) عہد و پیمان کر لیتے تو یقیناً تم (سب سے) وقت مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی لیکن (اللہ تو یہ چاہتا تھا کہ اچانک مقابلہ ہو جائے) تاکہ اللہ کو جو کام کرنا تھا اُسے کر ہی ڈالے (اور

یہ جنگ اس لئے بھی ضروری تھی) کہ جو ہلاک ہو وہ (اتمام) حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ (اتمام) حجت کے بعد زندہ رہے اور بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفار کو گھیر کر میدانِ بدر میں لاکر کھڑا کر دیا۔ میدانِ بدر میں جنگ ہوئی اور کفار کی طاقت کو بڑی حد تک کچل دیا گیا۔

آگے فرمایا (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ) اور (اے رسول) جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا تھا تو وہ اس لئے دکھایا تھا کہ اس کو لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنائیں۔

قرآن مجید میں اس خواب کا کوئی ذکر نہیں ہے البتہ حدیث میں ایک خواب کا ذکر ملتا ہے جو مؤمنین کے لئے واقعی ذریعہ آزمائش تھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَاَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ اَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَآ اُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَآءَ بِهِ اللّٰهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَاَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَيْرٌ فَاِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ اُحُدٍ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق (کتاب المغازی) باب من قتل من المسلمین یوم احد منہم جزء ۵ ص ۱۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار ہلائی تو اس کی دھار ٹوٹ گئی تو اُحد کے دن جو مصیبت مؤمنین کو پہنچی وہ اسی خواب کی تعبیر تھی۔ پھر میں نے اس تلوار کو دوبارہ ہلایا وہ پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئی تو جو فتح اور اجتماعیت اللہ نے اُحد میں مؤمنین کو عطاء فرمائی وہ اسی خواب کی تعبیر تھی۔ (پھر آپ نے فرمایا) اور اس خواب میں میں نے ایک گائے کو بھی دیکھا تھا کہ ذبح کی جا رہی ہے)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رَاَيْتُ فِيْ سَيْفِيْ ذِي الْفِقَارِ فَلًّا فَاَوَّلْتُهٗ فَلًّا يَكُوْنُ فِيْكُمْ (مسند احمد۔ بلوغ الامانی۔ ابواب غزوہ احد۔ سندہ صحیح جزء ۱۷ ص ۲۲۱ و ص ۲۲۲)

میں نے (خواب میں) اپنی تلوار ذوالفقار کو دیکھا کہ اس کی دھار میں دندانے ہو گئے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر اس نقصان سے لی جو تم کو (اُحد کے دن) پہنچے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خواب میں تلوار کی دھار کا ٹوٹ جانا دکھایا گیا۔ اس سے مراد وہ نقصان تھا جو جنگِ اُحد میں پہنچنے والا تھا۔ اس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک گائے بھی ذبح ہوتے ہوئے دکھائی گئی اس سے مراد یہ تھی کہ جنگ احد میں بعض مسلمین قتل ہو جائیں گے۔ اس اندوہناک خواب کا اثر یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسلمین ہمّت ہار جاتے لیکن وہ ہمت نہ ہارے البتہ منافقین کی ہمت پست ہو گئی، انہوں نے بزدلی دکھائی۔ الغرض اس خواب نے ظاہر کر دیا کہ کون قربانی دینے کے لئے تیار ہے اور کون قربانی سے پہلو تہی کرتا ہے۔ مسلمین اس آزمائش میں پورے اترے اور منافقین آزمائش میں پورے نہیں اترے اور اس طرح مسلمین اور منافقین میں امتیاز پیدا ہو گیا۔

آگے فرمایا (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ) اور (اس طرح) اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے (ہم نے لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ○ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ○ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ○ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ○ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۶۲ تا ۶۶)

کیا مہمانی کے لئے یہ (جنت) بہتر ہے یا زقوم کا درخت۔ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے (ذریعۂ) آزمائش بنا دیا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں اُگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیاطین کے سر۔ وہ ظالم اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ○ طَعَامُ الْأَثِيمِ ○ كَالْمُهْلِ، يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ○

(الدخان ۔ ۴۳ تا ۴۶)

بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا (ہو گا) وہ پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو گا اور پیٹوں میں اس طرح کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔

دوزخ میں درخت کا ہونا بھلا کافروں کی عقل میں کیسے آسکتا تھا۔ ایسی چیزوں پر یقین کرنے کے لئے ایمان کی ضرورت تھی۔ جو لوگ ایمان لے آئے تھے انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور جو لوگ ایمان نہیں لائے تھے وہ طرح طرح کے اعتراض کرتے رہے۔ جن لوگوں نے درخت کا آگ میں ہونا تسلیم کر لیا وہ ایمان دار ثابت ہوئے۔ جن لوگوں نے اپنی عقل کو لڑایا اور طرح طرح کے اعتراض کئے ان کا کفر ثابت ہو گیا۔ الغرض یہ درخت لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بن گیا۔ مؤمن اور کافر ممتاز ہو گئے۔

آگے فرمایا (وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا) اور (اے رسول) ہم تو ان کافروں کو ڈراتے رہتے ہیں (کبھی یہ کہہ کر ڈرایا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے، کبھی یہ کہہ کر ڈرایا کہ ان لوگوں کو دوزخ میں زقوم کا درخت کھانے کو ملے گا اور کبھی اور کسی طریقہ سے ڈرایا غرض یہ کہ مختلف

طریقوں سے ہم انہیں ڈراتے رہتے ہیں) لیکن ہمارا ڈرانا (ان کی سرکشی کو کم نہیں کرتا بلکہ) سرکشی کو اور بڑھا دیتا ہے (یہ اور زیادہ سرکشی اور تمسخر کرتے ہیں اور حق کے خلاف ان کی سازشیں اور زیادہ تیز ہو جاتی ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۱)

اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں (کافروں کو) طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں لیکن ان کی نفرت بڑھتی ہی چلی گئی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ وہ ہر وقت آپ کو گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذابات سے ڈریئے اور اس کی نافرمانی سے بچیئے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا
لِأٰدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ
قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ
طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِى
كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ
إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ
جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ
اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ
وَعِدْهُمْ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ
اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ، وَكَفٰى بِرَبِّكَ
وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، اس نے کہا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا ﴿۶۱﴾ (پھر آدم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا) دیکھ تو سہی کیا یہی ہے وہ جس کو تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے اگر تو قیامت کے دن تک مجھے مہلت دے دے تو میں چند کے علاوہ اس کی تمام اولاد پر غلبہ حاصل کر لوں گا ﴿۶۲﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا (اور جو کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے کر) ان میں سے جو لوگ تیری پیروی کریں گے ان سب کو جہنم (میں) پوری پوری سزا (بھگتنی) ہو

گی (۶۴) (جا) اوران میں سے جس کو تو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکا، ان پر (حملہ کرنے کے لئے) اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کرلے، ان کے مال اور اولاد میں ان کا شریک بن جا اور ان سے (دلفریب) وعدے کرتا رہ لیکن (اے رسول) شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا (وفریب) ہوتے ہیں (۶۴) (اللہ نے مزید فرمایا، اے ابلیس) میرے (مخلص) بندوں پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا، (ان کی) کارسازی کے لئے تیرا رب (اکیلا) کافی ہے (۶۵)

معانی ومصادر

(لَاَحْتَنِكَنَّ) اِحْتَنَكَ، يَحْتَنِكُ، اِحْتِنَاكٌ (باب افتعال) غالب ہونا، کھا جانا۔

(مَوْفُوْرًا) وَفَرَ، يَفِرُ، وَفْرٌ (ض) زیادہ اور پورا کرنا۔ (مَوْفُوْرٌ = پورا)

(اِسْتَفْزِزْ) اِسْتَفَزَّ، يَسْتَفِزُّ، اِسْتِفْزَازٌ (باب استفعال) مضطرب کرنا، بہکانا، گھر سے نکالنا۔

(اَجْلِبْ) اَجْلَبَ، يُجْلِبُ، اِجْلَابٌ (باب افعال) جمع کرنا۔

(رَجِلٌ) رَجِلَ، يَرْجَلُ، رَجَلٌ (س) پیدل جانا (رَجِلٌ = رَاجِلٌ = پیدل)۔

تفسیر

اوپر ذکر تھا کہ کافروں کی سرکشی کسی طرح کم نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ جتنا انہیں ڈراتا اور سمجھاتا ہے اتنا ہی وہ اور زیادہ سرکش ہوتے ہیں۔ یہ سب ابلیس کے متبعین ہیں۔ سب سے پہلے اسی نے سرکشی سے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کیا تھا (وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ) اور (یہ اس وقت کا ذکر ہے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس) سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) (قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا) اس نے کہا، کیا میں اس شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ، قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○

(الاعراف - ۱۱ و ۱۲)

ہم ہی نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ (تمہارے باپ) آدم کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا۔ (اللہ تعالیٰ نے اس سے) فرمایا جب میں نے تجھے (سجدہ کرنے کا) حکم دیا تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا، اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں (اس لئے کہ) تو نے مجھے آگ

سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

آگے فرمایا (قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا) (پھر ابلیس نے آدم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا دیکھ تو سہی یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے اگر قیامت تک کے لئے تو مجھے مہلت دیدے تو میں چند کے علاوہ اس کی تمام اولاد پر غلبہ حاصل کرلوں گا (اور انہیں تیرا نافرمان بنا کر چھوڑوں گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۵ تا ۱۷)

اللہ نے فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ (ابلیس نے) کہا جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے بھی، ان کے پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا (اور انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دوں گا) پھر تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

(قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا) (اللہ نے) فرمایا جا، ان میں سے جو لوگ تیری پیروی کریں گے تو تم سب کو جہنم (میں) پوری پوری سزا (بھگتنی) ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا، لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۸)

(اللہ نے) فرمایا تو یہاں سے اس حالت میں نکل جا کہ تو ذلیل (و خوار) اور مردود (و مطرود) ہے جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے میں (تجھ کو اور ان کو اکٹھا کر کے) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

(وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ) (جا) اور ان میں سے جن کو تو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکا (وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ) ان پر (حملہ کرنے کے لئے) اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کرلے (وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ) ان کے مال اور ان کی اولاد میں ان کا شریک بن جا (ان کو بہکا کر وہ تیرے لئے مال خرچ کریں اور تیرے نام پر اپنی اولاد کی قربانی کریں یا اپنی اولاد کو تیری بخشش سمجھیں یعنی تیرے بہکانے سے غیر اللہ کی نذر و نیاز کریں اور غیر اللہ کے لئے اپنی اولاد

کی قربانی پیش کریں یا اولاد کو غیر اللہ کی بخشش سمجھیں) ۔(وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا) اور ان سے (دلفریب) وعدے کر لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) شیطان جتنے وعدے ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا (اور فریب) کے سوا اور کچھ نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○

(النسآء - ۱۲۰)

شیطان ان سے وعدے کرتا ہے، انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو وعدے بھی ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا ہوتے ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ) (اور اے ابلیس جا اور بہکا) میرے مخلص بندوں پر تو قابو نہیں پا سکے گا (وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا) (ان کی) کارسازیوں کے لئے تیرا رب (اکیلا) کافی ہے (وہ انہیں تیرے چنگل سے بچائے گا اور راہ راست پر چلنے کی توفیق دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

(الحجر - ۴۲ و ۴۳)

میرے بندے (جو میرے راستہ پر خلوص کے ساتھ چلیں گے) ان پر تو تُو قابو نہیں پا سکے گا البتہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کریں گے (انہی پر تیرا قابو چلے گا) اور (جن لوگوں پر تیرا قابو چلے گا تو ایسے) تمام لوگوں کے لئے جس جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دوزخ ہے۔

ابلیس کے سوار اور پیادے یہ سب اس کے قبیلہ ہی کے لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(الاعراف - ۲۷)

وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اس جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے (اور اے بنی آدم، بے ایمان نہ ہو جانا اس لئے کہ) ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا دوست بنایا ہے جو بے ایمان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْئُ اَحَدُهُمْ يَقُوْلُ

ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک مرتبہ میں زیادہ بلند وہ ہوتا ہے جو (زیادہ) بڑا فتنہ اٹھائے۔

فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ أَنْتَ (صحیح مسلم کتاب صفة القيمة باب تحريش الشيطان ۲/۵۲۶)

کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی) تو شیطان کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اُس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرادی تو ابلیس اس کو اپنے پاس کرلیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے (بڑا کام کیا)

ابلیس کے سوار اور پیادے جس کا ذکر آیت زیر تفسیر میں ہے یہ حدیث گویا ان کی تفسیر ہے۔

عمل

اے لوگو، شیطان سے ہوشیار رہئے۔ اپنے مال اور اپنی اولاد میں شیطان کو شریک نہ کیجئے۔ نہ مال غیر اللہ کے نام پر دیجئے اور نہ اولاد کو غیر اللہ کی بخشش سمجھئے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر خرچ کیجئے اور اولاد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بخشش سمجھئے۔ اپنے کسی بچہ کا مشرکانہ نام نہ رکھیئے مثلاً حسین بخش مدار بخش وغیرہ۔

اے لوگو، شیطان کے پُرفریب وعدوں سے ہوشیار رہئے۔ اس کے وعدوں پر بالکل یقین نہ کیجئے۔ اس کے وعدے بالکل جھوٹے ہوتے ہیں۔ شیطان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز بنائیے اور یہ یقین رکھیئے کہ آپ اسی کی توفیق سے شیطان کے فریب سے بچ سکتے ہیں۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ
فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ،
إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا
مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ
مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ، فَلَمَّا
نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ، وَ
كَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ
أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ
أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ

لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿۶۸﴾ أَمْ
أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً
أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا
مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ
ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ
تَبِيعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ
وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ
رَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ
عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿۷۰﴾

ترجمہ (اے لوگو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو، وہ تم پر بڑا مہربان ہے (۶۶) اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب اللہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور دوسروں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے (۶۷) کیا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ) و امون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف (لے جا کر) زمین میں دھسا دے یا تم پر پتھر (برسانے) والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز بھی نہ پا سکو (جو تمہیں اس عذاب سے بچائے) (۶۸) یا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ) و امون سمجھ لیا ہے کہ اللہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے پھر تیز و تند آندھی چلا کر تمہارے کفر کے سبب تم کو غرق کر دے پھر تمہیں اس سلسلہ میں ہمارا کوئی تعاقب کرنے والا بھی نہ مل سکے (۶۹) اور (اے لوگو، ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ہم نے بنی آدم کو عزت دی، خشکی اور تری میں ان کو سواریاں بخشیں، (کھانے کے لئے) پاکیزہ چیزیں انہیں عطا کیں اور جتنی چیزیں ہم نے پیدا کی ہیں ان میں سے بہت سی چیزوں پر ہم نے ان کو فضیلت دی (۷۰)

معانی و مصادر (یُزْجِیْ) اَزْجٰی، یُزْجِیْ، اِزْجَاءٌ (باب افعال) ہانکنا، نرمی کے ساتھ دفع کرنا۔
(یَخْسِفُ) خَسَفَ، یَخْسِفُ، خُسُوْفٌ (ض) گڑ جانا، دھس جانا، گرہن لگنا۔
(حَاصِبًا) حَصَبَ، یَحْصِبُ، حَصْبٌ (ن و ض) پتھر مارنا۔ (حَاصِبٌ = پتھر برسانے والی آندھی)۔
(قَاصِفًا) قَصَفَ، یَقْصِفُ، قَصْفٌ (ض) توڑنا، ٹوٹنا، سخت آواز کرنا (قَاصِف = سخت آواز والی کڑک، سخت آندھی)۔
(تَبِیْعًا) تَبِعَ، یَتْبَعُ، تَبَعٌ، تَبَاعٌ، تَبَاعَةٌ (س) پیچھے چلنا، مطیع ہونا (تَبِیْعٌ = مددگار، متابع)

تفسیر شرک کی تردید جاری تھی کہ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا ذکر فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ مشرکانہ باتوں کے متعلق لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ ابلیس کی کارستانی ہے۔ وہی شرک کراتا ہے، وہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ابھارتا ہے، وہی انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے دشمن سے ہوشیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ ابلیس کا ذکر ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر شرک کی تردید شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ) (اے لوگو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو (تجارت کر کے اپنی روزی کماؤ)۔

فضل کا لفظ قرآن مجید میں جگہ جگہ روزی کے معنٰی میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

(بنی اسرآءیل - ۱۲)

اور (اے رسول) ہم ہی نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے، (پھر) ہم ہی رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیتے ہیں تاکہ تم (دن کی روشنی میں) اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(الجمعۃ - ۹ و ۱۰)

اے ایمان والو، جمعہ کے دن جب اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی سے آجایا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل سکتے ہو اور اللہ کا فضل تلاش کر سکتے ہو اور (اے ایمان والو) اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

آگے فرمایا (اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا) بے شک وہ تم پر بڑا مہربان ہے (وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ) اور (اے لوگو) جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو (وہ سب تمہارے ذہن سے نکل جاتے ہیں) ان سب کو بھول جاتے ہو (کیا تمہارا یہ فعل اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ تم انہیں حقیقتاً مشکل کشا نہیں سمجھتے، اگر حقیقتاً مشکل کشا ہوتے تو سمندر میں بھی وہ مشکل کشائی کرتے اور جب یہ حقیقت ہے کہ وہ مشکل نہیں تو پھر کتنے تعجب کی بات ہے کہ (فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ) جب اللہ تم کو (سمندر کی طغیانی سے) نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم (اللہ سے) منہ موڑ لیتے ہو (اور پھر دوسروں کو پکارنے لگتے ہو) (وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا) واقعی انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ اپنے محسن کو جس نے سمندر سے نجات دی تھی بھول جاتا ہے اور اس کے بندوں کو پکارنے لگتا ہے حالانکہ وہ بندے نہ سمندر میں مشکل کشائی کر سکتے ہیں اور نہ خشکی پر مشکل کشائی کر سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ، ءَاِلٰهٌ

(اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ

سَمَعَ اللّٰهِ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○
(النمل - ۶۲)

اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○
(بنی اسرآءیل - ۵۶)

(اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن (وہ تم سے کیا تکلیف دور کریں گے) وہ تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○
(الزمر - ۳۸)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

مشرکین سمندر میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور خشکی میں اسے بھول جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ) (اے مشرکین) کیا تم نے خود کو (اس بات سے

محفوظ ہو) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف (لے جاکر بھی) زمین میں دھسا دے (اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا) یا تم پر پتھر (برسانے) والی آندھی بھیج دے (ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا) پھر تم (اپنے بچاؤ کے لئے) کسی کارساز کو بھی نہ پا سکو۔

مشرکین کا یہ خیال تھا کہ خشکی میں ہمارے شرکاء ہمیں مصیبت سے بچا لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس خیال کا ابطال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر خشکی میں تم پر کوئی عذاب آجائے تو تمہارے شرکاء تم کو اس سے بچا نہیں سکتے (اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ) اور (اے مشرکین) کیا تم نے خود کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے پھر تم پر تیز و تند آندھی چلا کر تمہارے کفر کے سبب تم کو غرق کر دے (ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيعًا) پھر تمہیں اس سلسلہ میں ہمارا کوئی تعاقب کرنیوالا بھی نہ مل سکے۔

الغرض خشکی پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب بھیج سکتا ہے اور سمندر میں دوبارہ لے جاکر بھی عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ مشرکین کو چاہئے کہ اس سے ڈریں اور یہ نہ سمجھیں کہ خشکی میں ان کے بزرگ انہیں بچا لیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کوئی نہیں بچا سکتا۔ خشکی اور تری کا اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے لہٰذا ہر جگہ اسی کو پکارنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ○

(الانعام۔ ۶۳ و ۶۴)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جب کہ تم گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے اُسے پکارتے ہو (اور اس طرح دعاء کرتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور اس کے شکر گزار (بندے) بن جائیں گے۔ (اے رسول، آپ) کہدیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس (مصیبت) سے بھی نجات دیتا ہے اور (دوسری) تمام تکلیفوں سے بھی نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا، لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا

کیا ہمارے علاوہ انکے کوئی اور الٰہ ہیں جو ان کو ہمارے (عذاب سے) بچا سکیں (اے رسول جن کو یہ الٰہ

يُصْحَبُوْنَ ○
(الانبیآء۔ ۴۳)

مانتے ہیں) وہ تو (ان کی مدد کیا کریں گے) اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کی رفاقت کر سکتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) اور (اے لوگو، ہم نے بنی آدم کو عزت دی، خشکی اور تری میں ان کو سواریاں بخشیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ، اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً، وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○
(النحل۔ ۵ تا ۸)

اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا جن (کی کھالوں اور اون) میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے، (اس کے علاوہ) ان چوپایوں میں (اور بھی) بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے بعض (چوپائے ایسے بھی ہیں جن) کو تم کھاتے ہو اور (شام کے وقت) جب تم ان کو چرا کر (واپس) لاتے ہو اور (صبح کے وقت) جب ان کو چرانے لے جاتے ہو تو ان کا لانا لے جانا بھی تمہارے لئے کتنا حسین و جمیل منظر پیش کرتا ہے اور (ان میں سے بعض چوپائے) تمہارے بوجھ اٹھا کر ایک (شہر سے دوسرے) شہر تک لے جاتے ہیں حالانکہ تم (اگر اس شہر تک) پہنچنا چاہو تو اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے (یہ سب کچھ تمہارے رب کا رحم و کرم ہے) بے شک تمہارا رب (بڑا) شفیق اور (بڑا) رحیم ہے اور (اے لوگو) اسی نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہوا کرو اور وہ تمہارے لئے باعث زیب و زینت بھی ہوں (ان کے علاوہ) وہ (اور بھی بہت سی چیزیں) پیدا کرتا رہتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا

وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لئے) مسخر

طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(النحل - ۱۴)

کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور (اے لوگو، اس نے سمندر کو اس لئے بھی مسخر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو)۔

(وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا) (اور اے لوگو، ہم نے بنی آدم کو (کھانے کے لئے) پاکیزہ چیزیں عطاء فرمائیں اور جتنی چیزیں ہم نے پیدا کی ہیں ان میں سے بہت سی چیزوں پر ہم نے ان کو فضیلت دی۔

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان احسانات کا ذکر فرمایا جو اس نے انسانوں پر کئے ہیں: انسانوں کو عزت بخشنا، بحر و بر کو ان کے لئے مسخر کرنا، کھانے کے لئے ان کو پاکیزہ چیزیں دینا اور مخلوقات کی ایک کثیر تعداد پر ان کو فضیلت دینا۔ انسانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کریں، اپنے منعم کا گن گائیں، اسی کو پکاریں اور اسی سے لو لگائیں اور جن چیزوں کو ان کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے ان کے سامنے نہ جھکیں اور نہ ان سے کسی قسم کی امید وابستہ رکھیں۔ انسانوں کو سوچنا چاہئے کہ جو چیزیں ان کی خادم ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتی ہیں۔ افضل کو مفضول کے سامنے جھکنا سراسر بے وقوفی ہے۔ معبود تو صرف وہی ہے جس نے ان کو اور ان چیزوں کو پیدا کیا۔

عمل

اے لوگو، آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اور آپ کے لئے بحر و بر کو مسخر کر دیا ہے لہذا بس اسی کو پکاریئے۔ وہی بگڑی بنا سکتا ہے دوسرے آپ کی بگڑی نہیں بنا سکتے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾

ترجمہ (اس دن سے ڈرو) جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے، تو جن لوگوں کو ان کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (بڑی مسرت کے ساتھ) اپنے نامۂ اعمال کو پڑھیں گے اور ان پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا ﴿۷۱﴾ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راہ (نجات) سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا ﴿۷۲﴾

معانی و مصادر (فَتِيْلًا) فَتَلَ، يَفْتِلُ، فَتْلٌ (ض) بٹنا، پھیرنا، (فَتِيْلٌ = کھجور کی گٹھلی پر نقطہ، بتّی)۔

(اَعْمٰى) عَمِيَ، يَعْمٰى، عَمًى (س) اندھا ہونا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ کفار سمندر میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، خشکی میں اپنے بزرگوں کو پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت تنبیہ کی اور اپنے دنیوی عذابات سے ڈرایا پھر فرمایا

(یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ) (کہ اصل عذاب تو قیامت کے دن کا عذاب ہے) جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے (پھر ہم ان لوگوں میں ان کے اعمال نامے تقسیم کریں گے تو کسی کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اور کسی کے بائیں ہاتھ میں) (فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَهُمْ) تو جن کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا (وہ بڑی خوشی کے ساتھ) اپنے اعمال نامہ کو پڑھیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ○ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ○ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ○ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ○ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ○ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ○

(الحاقۃ - ۱۹ تا ۲۴)

پھر جس شخص کو اس کا (اعمال) نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ (خوشی خوشی) کہے گا لو، یہ میرا (اعمال) نامہ پڑھو۔ مجھے یقین تھا کہ (ایک دن) میرا حساب (تحریری شکل میں) مجھے ملے گا۔ تو (اے رسول) یہ شخص خاطر خواہ عیش (وراحت) میں ہوگا۔ بلند و بالا جنتوں میں جن میں خوشے جھک رہے ہوں گے، (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) جو عمل تم نے گذشتہ ایام میں آگے بھیج دئے تھے ان کے بدلے میں بغیر مشقت کھاؤ اور پیو۔

آگے فرمایا (وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا) (تمام لوگوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا) ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا (کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی، کسی پر کسی قسم کی ذرہ برابر زیادتی نہیں ہوگی، انصاف کے ساتھ ہر شخص کو اس کی ہر نیکی کا اجر ملے گا اور برائی کی سزا ملے گی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○

(النحل - ۱۱۱)

اور (جس دن) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○

(الاحقاف - ۱۹)

اور (اے رسول) تمام لوگوں کے درجے ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے، تاکہ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

آگے فرمایا (وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا) اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا رہا (اور راہ حق سے آنکھیں بند کرلیں) تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راہ (نجات) سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

(الانعام۔ ۱۰۵)

(اے لوگو) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (عبرت و) بصیرت کی باتیں آچکی ہیں، جس نے (ان کو نگاہ بصیرت سے) دیکھا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جس نے (ان سے) آنکھیں بند کرلیں تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور (اے رسول، آپ کہہ دیجئے) کہ میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تم سے زبردستی منواؤں)۔

دنیا میں اندھے ہونے سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے۔ جن کا دل اندھا ہوجائے اسے اللہ تعالیٰ کا راستہ کیسے نظر آسکتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی بھٹکتا رہتا ہے اور آخرت میں بھی بھٹکتا رہے گا۔ نجات کا کوئی راستہ اسے نظر نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج۔ ۴۶)

(اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

دنیا کی محبت میں انسان اندھا ہوجاتا ہے، اس کی روحانی بینائی جاتی رہتی ہے، اُسے بس دنیا نظر آتی ہے، وہ آخرت کو بالکل بھلا دیتا ہے۔ ایسے شخص کو کیسے ہدایت مل سکتی ہے اور جب ہدایت نہیں مل سکتی تو عذاب آخرت سے نجات کیسے مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○

(طٰہٰ۔ ۱۲۴ تا ۱۲۶)

اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگی (و پریشانی) میں گذرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب، میں تو (دنیا میں) بینا تھا تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسی طرح (تجھ کو سزا ملنی چاہیے تھی

دنیا میں، تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں، تو نے
ان کو بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا
جائے گا۔

الغرض جو شخص دنیا میں روحانی طور پر اندھا بن جائے گا تو آخرت میں وہ شخص حقیقی طور پر اندھا اٹھایا جائے گا۔

عمل

اے لوگو، اچھے عمل کیجئے، دنیا کی محبت میں آخرت کی طرف سے تغافل نہ برتیئے تاکہ قیامت کے دن آپ کا نامۂ اعمال آپ کو داہنے ہاتھ میں دیا جائے اور آپ دوزخ سے نجات پائیں۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا
غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾
وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ
تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ
وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ
لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا
لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ
خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ
قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا
تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ (کافر) تو (اس کوشش میں) لگے ہوئے ہیں کہ جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اس سے آپ کو بھٹکا دیں تاکہ آپ اس (وحی کے ذریعہ نازل شدہ بات) کے علاوہ کوئی اور بات اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیں اور (جب آپ ایسا کر دیں تو) اس صورت میں یہ آپ کو (اپنا) دوست بنا لیں (لیکن ایسا ہو نہیں سکتا اس لئے کہ آپ کو تو ثابت قدم ہم رکھے ہوئے ہیں) ﴿۷۴﴾ ہاں اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھے ہوتے تو کچھ بعید نہ ہو سکتا تھا کہ (بتقاضائے بشریت) آپ تھوڑا سا ان کی طرف مائل ہو جاتے (اور مصلحتاً کچھ نرمی اختیار کر لیتے) ﴿۷۴﴾ لیکن پھر اس صورت میں ہم آپ کو زندگی اور موت کا دوہرا مزا چکھاتے، پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ ملتا ﴿۷۵﴾ اور یہ (کافر اس کوشش میں بھی) لگے ہوئے ہیں کہ سرزمین (مکہ) سے آپ کے قدم اکھاڑ دیں تاکہ وہ آپ کو وہاں سے نکال باہر کریں اور (اگر وہ ایسا کر گذریں تو پھر) اس صورت میں وہ آپ کے (جانے کے) بعد چند دن سے زیادہ وہاں رہنے نہیں پائیں گے ﴿۷۶﴾ آپ سے پہلے جتنے رسول بھی ہم نے بھیجے ان سب کے ساتھ ہمارا یہی دستور رہا ہے اور آپ ہمارے دستور میں (کبھی بھی) تغیر و تبدل نہیں پائیں گے ﴿۷۷﴾

معانی و مصادر (کَادُوْا) (کِدْتَّ) کَادَ، یَکَادُ، کَوْدٌ و مَکَادٌ و مَکَادَۃٌ (ف) کرنے کے قریب ہونا لیکن کرنا نہیں۔

(یَفْتِنُوْنَکَ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَۃٌ (ض) گمراہ کرنا۔

(خَلِیْلًا) خَالَّ، یُخَالُّ، مُخَالَّۃٌ وخِلَالٌ (ف) دوست بنانا۔
(تَرْکَنُ) رَکِنَ، یَرْکَنُ، رُکُوْنٌ (س، ن) جھکنا۔
(ضِعْفٌ) ضَعَفَ، یَضْعَفُ، ضَعْفٌ (ف) کئی گنا کر دینا۔ (ضِعْف = دُگنا)

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ جو شخص دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہو گیا اور آخرت کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں تو اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ کفار کا یہی حال تھا کہ انہوں نے آخرت کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے دین کو بدل دیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے دین کو بدل دیں اور کسی نہ کسی حد تک ان کے رنگ میں رنگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قبیح حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ) اور (اے رسول) یہ (کافر) تو (اس کوشش میں) لگے ہوئے ہیں کہ جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اس سے آپ کو بھٹکا دیں تاکہ آپ اس (وحی کے ذریعہ نازل شدہ بات) کے علاوہ کوئی اور بات اپنی طرف سے بنا کر اسے ہماری طرف منسوب کر دیں (وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا) (اور جب آپ ایسا کر دیں تو پھر) اس صورت میں یہ آپ کو (اپنا) دوست بنا لیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ۔

(یونس ۔ ۱۵)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کو ہماری روشن آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی کوئی امید نہیں (آپ سے) کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں کچھ ردّ و بدل کر دو۔

آگے فرمایا (وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا) اور (اے رسول، کافر اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے کہ آپ کو پھسلا دیں اس لئے کہ آپ کو تو ہم ثابت قدم رکھے ہوئے ہیں) اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھے ہوئے ہوتے تو پھر اس بات کا امکان ہو سکتا تھا کہ آپ قدرے قلیل ان کی طرف جھک جاتے (اور مصلحتاً کچھ نرمی اختیار کر لیتے)۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی کے ساتھ صحیح راستہ پر قائم کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کی بنا پر آپ کافروں کی بات کی طرف ذرا سا بھی مائل نہیں ہوئے بلکہ پختگی کے ساتھ وحی الٰہی پر قائم رہے۔ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی طرح حق پر قائم رہتے ہیں اور ذرا سی دیر کے لئے بھی ذرا سا بھی ناحق کی طرف یا گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اسی کو عصمت انبیاء کہتے ہیں۔

آگے فرمایا (اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا) (اور اے رسول، اگر آپ ان کی طرف ذرا سا بھی مائل ہو جاتے تو پھر) اس صورت میں ہم آپ کو زندگی اور موت کا دوہرا مزا چکھاتے پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کس قدر لحاظ رکھا ہے کہ زندگی اور موت کا دوہرا مزا چکھانے کا ذکر تو فرمایا لیکن یہ ذکر نہیں فرمایا کہ وہ مزا کس چیز کا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ثابت قدم رکھے ہوئے تھا لہٰذا آپ کا کافروں کی طرف مائل ہونا تو ممکن نہیں تھا۔ یہاں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ فرض محال کے قبیل سے ہے حقیقت میں اس تنبیہ سے مقصد امّت کے لوگوں کو ہوشیار کرنا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا) اور (اے رسول یہ کافر اس کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ سرزمین مکہ سے آپ کے قدم اکھاڑ دیں تاکہ وہ آپ کو وہاں سے نکال باہر کریں اور (اگر وہ ایسا کر گذریں تو پھر) اس صورت میں وہ بھی آپ کے (جانے کے) بعد چند دن سے زیادہ وہاں رہنے نہ پائیں گے (سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا) آپ سے پہلے جتنے بھی رسول ہم نے بھیجے ان سب کے ساتھ ہمارا یہی دستور رہا ہے اور آپ ہمارے دستور میں (کبھی بھی) تغیّر و تبدّل نہیں پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد کافروں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔ معاشی ناکہ بندی، قحط اور جنگوں نے ان کی حالت خراب کر دی۔

معاشی ناکہ بندی کا کچھ ذکر پہلے جنگ بدر کے سلسلہ میں سورۂ انفال میں گذر چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی قافلہ پر چھاپہ مارنا چاہا۔ وہ قافلہ اگرچہ بچ تو گیا لیکن آئندہ کے لئے کافروں کے تجارتی قافلوں کے لئے آمد و رفت میں ایک مستقل رکاوٹ حائل ہو گئی۔

حضرت ابو بصیرؓ جب مسلم ہوئے اور صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق وہ مدینہ منورہ میں نہ رہ سکے تو ساحل سمندر پر آکر مقیم ہو گئے۔

حضرت مسورؓ اور حضرت مروان فرماتے ہیں:۔

فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَ

(ابو بصیر مدینہ سے) نکل کر سیدھے سمندر کے کنارے پہنچے اور ابو جندل بن سہیل بھی مکہ سے بھاگ کر ابو بصیر سے آکر مل گئے۔ اب جو آدمی بھی قریش کا مسلم ہوتا وہ وہاں سے نکل کر بو بصیر کے پاس چلا جاتا یہاں تک کہ ان کے پاس ایک جتھا تیار ہو گیا۔ اللہ کی قسم انہوں نے یہ کام کیا کہ قریش کا جو قافلہ ملکِ شام کو جاتا اس کو

اَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب جزء ۳ ص۲۵۷ و ص۲۵۸)

راستے میں روک لیتے اہل قافلہ کو قتل کر دیتے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیتے۔

قحط کے سلسلہ میں حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اَبْطَؤُا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ یوسف جزء ۶ ص۹۶ و صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب الدخان جزء ۲ ص۵۲ واللفظ للبخاری)۔

جب قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی اور اسلام قبول کرنے میں دیر کی تو آپ نے دعاء کی کہ اے اللہ یوسف کے زمانہ کے سات سالہ قحط کے مثل سات سال کا قحط بھیج کر میری مدد فرما (اس دعاء کا اثر یہ ہوا) کہ ان پر ایسا قحط پڑا جس سے ہر چیز ملیا میٹ ہو گئی حتی کہ وہ لوگ ہڈیاں تک کھا گئے۔ اگر کوئی آدمی اوپر آسمان کی طرف دیکھتا (تو ناتوانی کی وجہ سے) اس کو اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کے مثل (اندھیرا) نظر آتا تھا۔

جنگوں کا حال قرآن مجید میں جگہ جگہ مذکور ہے، جنگوں کے نتیجہ میں بالآخر مکہ معظمہ فتح ہو گیا۔ مکہ معظمہ کی فتح کے بعد ان میں سے اکثر مسلم ہو گئے۔ جو لوگ مسلم نہیں ہوئے ان کی حالت زار اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتوں میں بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ○ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ، وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ اِلَّا

(اے ایمان والو) جن مشرکین سے تم نے عہد کیا تھا (لیکن وہ عہد پر قائم نہیں رہ سکے تو اب) اللہ اور اس کا رسول (اس عہد سے) بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتے) ہیں۔ (اے مشرکین) اب تم اس ملک میں چار مہینہ (اور) چل پھر لو (اس مدت کے بعد صلح کا عہد و پیمان ختم ہو جائے گا اس مدت میں جو کچھ تم کر سکتے ہو کر لو لیکن) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، البتہ اللہ (تم کو عاجز کر سکتا ہے، اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ) یقیناً تم کو رسوا کر کے

الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ
يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ
اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ فَاِذَا انْسَلَخَ
الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ
احْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ،
فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۱ تا ۵)

رہے گا۔ (ایسے) تمام لوگوں (کی آگاہی) کے لئے حج اکبر کے دن (یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو) اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے (ان کے معاہدہ کے سلسلہ میں) بری الذمہ ہیں، (اے مشرکین) اگر تم توبہ کر لو (اور مسلم بن جاؤ) تو تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر تم (اسلام سے) منہ موڑو تو (پھر) اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور (اے رسول) آپ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (اے ایمان والو) اس اعلان سے البتہ وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، پھر انہوں نے اس معاہدہ کو پورا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی تو ان کا معاہدہ ان کی (مقرر کردہ) مدت تک پورا کرو، (تقویٰ کا یہی تقاضا ہے) بے شک اللہ تقوی شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ پھر جب (امن یا صلح کی مدت گذر جائے اور) حرمت والے مہینے بھی گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو، ان کو گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کے مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو، ہاں اگر وہ (کفر سے) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو معاف کر دے اس لئے کہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

اور (اے ایمان والو) اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں

اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○
اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا
بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قٰتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ
اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ
عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

(التوبۃ - ۱۳ و ۱۵)

عیب نکالیں تو ان کی قسموں کا کوئی لحاظ نہ کرو بلکہ کفر کے ان سرغنوں سے (خوب) لڑو تاکہ یہ لوگ (اپنی حرکتوں سے) باز آجائیں (اور آخر) تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، رسول کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا اور (عہد شکنی کے معاملہ میں) تم سے پہلے ابتداء کی، (اے ایمان والو) کیا تم ان سے ڈرتے ہو (تمہیں ان سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ (اے ایمان والو) ان (کافروں) سے لڑو، اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا، انہیں ذلیل و خوار کرے گا، ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور (اس طرح) ایمان والوں کے سینوں کو شفاء بخشے گا یعنی انکے دلوں کے غصہ کو دور کر دے اور (اپنے علم اور اپنی حکمت کی بنیاد پر) جس شخص کی چاہے گا توبہ قبول کرے گا، (بے شک) وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

الغرض کفار کو بحالت کفر مکہ معظمہ میں زیادہ عرصہ رہنا نصیب نہیں ہوا بلکہ بالآخران کو پورے جزیرہ عرب سے نکالنے کا حکم دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند روز پہلے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ۔ مشرکین کو جزیرہ عرب نکال دینا۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ جزء ۶ ص ۱۱)

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کیجئے۔ کافروں کو خوش کرنے کے لئے ایسی کوئی بات جس سے شریعت الٰہیہ اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہے نہ مانیئے۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ
إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ،
إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً
لَّكَ، عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

ترجمہ (اے رسول) سورج ڈھلنے کے وقت سے اول رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجئے اور صبح کے (وقت تلاوت) قرآن (یعنی نماز فجر) کو بھی (قائم کیجئے) بے شک نماز فجر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ﴿۷۸﴾ اور (اے رسول) رات کے وقت بھی کچھ دیر کے لئے نماز کے ساتھ شب بیداری کیا کیجئے، یہ (نماز) آپ کے لئے زائد ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے ﴿۷۹﴾

معانی و مصادر (دُلُوْكٌ) دَلَكَ، يَدْلُكُ، دُلُوْكٌ (ن) غروب ہونے کے لئے جھکنا۔
(غَسَقٌ) غَسَقَ، يَغْسِقُ، غَسْقٌ وغُسُوْقٌ وغَسَقَانٌ (ض) اندھیرا ہونا۔
(غَسَقٌ = اوّل رات کا اندھیرا)۔
(تَهَجَّدْ) تَهَجَّدَ، يَتَهَجَّدُ، تَهَجُّدٌ (باب تفعّل) سونا، جاگنا (تَهَجُّدٌ = صلوٰۃ اللیل، رات کی نماز)۔

(نَافِلَةٌ) نَفَلَ، یَنْفُلُ، نَفْلٌ (ن) زیادہ دینا (نَافِلَةٌ = غنیمت، عطیہ، زیادہ، پوتا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ) (اے رسول) سورج ڈھلنے کے وقت سے اول رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجئے (وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ، اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا) اور صبح کے وقت (تلاوت) قرآن (یعنی نماز فجر) کو بھی (قائم کیجئے)، بے شک صبح کے (وقت) قرآن (مجید کی تلاوت) میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلٰوةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورہ بنی اسرآءیل جزء ۶ ص۱۲۸)

جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور رات اور دن کے فرشتے صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

تَشْهَدُهٗ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب التفسیر جزء ۲ ص۳۸۶)

(صبح کے وقت قرآن مجید کی تلاوت میں) رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَلٰٓئِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکۃ جزء ۴ ص۱۳۸)

رات اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو زمین پر رہے تھے وہ (صبح کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے ہوئے چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں جب ہم نے ان کو چھوڑا اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

آگے فرمایا (وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ) اور (اے رسول) رات کے وقت بھی کچھ دیر کے لئے (نماز کے ساتھ) شب بیداری کیا کیجئے۔ یہ نماز آپ کے لئے زائد ہے (یعنی وہ نمازیں جن کا ذکر اوپر گذرا تمام امّت پر فرض ہیں اور تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض ہے) (عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) ہوسکتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۂ بنی اسرآءیل جزء ۶ ص ۱۰۸)

جو شخص اذان (کی آواز) سنے پھر یہ دعاء پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ۔ تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت پہنچے گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقامِ محمود دراصل مقامِ شفاعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَآ اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُوا النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَىْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحِىْ ائْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحِىْ فَيَقُوْلُ ائْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ

قیامت کے دن ایمان والے جمع ہوں گے اور (صلاح ومشورہ کرکے) کہیں گے بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے رب کے حضور کسی کی سفارش پہنچائیں تو سب مل کر (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، ان سے کہیں گے، آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا، ہر چیز کے نام آپ کو بتائے، اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجئے تاکہ وہ ہم کو اس مصیبت کی جگہ سے نکال کر آرام وسکون کی جگہ پہنچائے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنا قصور یاد کرکے اپنے رب کے حضور حاضر ہونے سے شرم کریں گے وہ کہیں گے تم لوگ نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جو اہلِ زمین کی طرف

وَيَذْكُرُ قَتْلَ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّهٖ فَيَقُوْلُ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا مِثْلَهٗ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلَيْهِ الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ بقرہ جزء ۱ ص ۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص ۱۱۴ واللفظ للبخاری)

بھیجے گئے تھے۔ لوگ نوح کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنا قصور یعنی اپنے رب سے اس چیز کا سوال کرنا جس چیز کا انہیں علم نہیں تھا یاد کرینگے (اور اللہ کے پاس جاتے ہوئے) شرمائیں گے، کہیں گے تم رحمٰن کے خلیل کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ ان کے پاس جائیں گے اور ان سے عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور توریت عنایت فرمائی۔ پھر یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے۔ ان سے عرض کریں گے، وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور دنیا میں جو ایک ناحق خون کیا تھا اس کو یاد کر کے اپنے رب سے شرمائیں گے اور کہیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے۔ اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ پھر وہ لوگ ان کے پاس جائیں گے۔ ان سے عرض کریں گے، وہ کہیں گے میں لائق نہیں ہوں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے ہیں جن کو اگلے پچھلے سب گناہوں سے اللہ نے محفوظ کر دیا تھا۔ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں وہاں سے چل کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا، مجھے اجازت ملے گی میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا۔ پھر ارشاد ہوگا محمد اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو، تمہیں دیا جائیگا، کہو تمہاری بات سنی جائے گی، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی

میں سر اٹھا کر اپنے مالک کی ایسی تعریف کروں گا جو اس وقت وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان لوگوں کو جنت میں پہنچا دوں گا، پھر واپس آ کر اللہ کے پاس آؤنگا اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا پھر ویسا ہی ہوگا جیسا پہلے ہوا تھا، پھر میرے لئے سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان لوگوں کو بھی جنت میں پہنچا دوں گا، پھر تیسری بار اللہ کے پاس حاضر ہوں گا اسی طرح پھر چوتھی بار اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا، اے میرے رب اب تو دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک لیا ہے اور جن کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، زوالِ آفتاب سے اول رات تک کی نمازیں قائم کیجئے یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پابندی سے ادا کرتے رہیئے۔ نماز فجر بھی قائم کیجئے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ
صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ
صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ
لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ،
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ
نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ
الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ

أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ
وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
كَانَ يَئُوسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ
عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ، فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ
بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ﴿٨٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول آپ اس طرح) دعاء کیجئے کہ اے میرے رب مجھے اچھی طرح ہجرت گاہ میں داخل کرنا اور اچھی طرح (اس) بستی سے نکالنا اور اپنے پاس سے قوت وغلبہ کو میرا مددگار بنانا (۸۰) اور (اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، اور باطل تو (حق کے مقابلہ میں) مٹ ہی جایا کرتا ہے (۸۱) اور ہم قرآن میں ایسی ایسی باتیں نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور (باعث) رحمت ہیں، اور (رہے وہ لوگ) جو ظالم ہیں تو ان باتوں سے ان کے تو نقصان ہی میں اضافہ ہوتا ہے (۸۲) اور (اے رسول) جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو وہ (ہم سے) روگردانی کرتا ہے اور پہلوتہی اختیار کرتا ہے اور جب اس کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو (فوراً) ناامید ہو جاتا ہے (۸۳) آپ کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ کے مطابق عمل کرتا ہے (اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے، لیکن یہ) تو تمہارا رب ہی جانتا ہے کہ کون سیدھے راستہ پر چل رہا ہے (اور کون گمراہ ہے) (۸۴)

معانی ومصادر (مُدْخَلٌ) اَدْخَلَ، يُدْخِلُ، اِدْخَالٌ (باب افعال) داخل کرنا۔
(مُدْخَلٌ = داخل کیا جانے والا، داخل ہونے کی جگہ)۔
(صِدْقٌ) صَدَقَ، يَصْدُقُ، صِدْقٌ، مَصْدُوقٌ، وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا (صِدْقٌ = اچھا، فضل)

(زَاهَقَ) زَهَقَ، یَزْهَقُ، زُهُوْقٌ وزَهْقٌ (ف) ہلاک ہونا، باطل ہونا (زَهُوْقٌ = باطل ہونے والا)۔
(بَاطِلٌ) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بَطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) خراب ہونا، باطل ہونا۔
(نَا) نَاٰ (نَاْیٌ) یَنْاٰی، نَاْیٌ (ف) دور ہونا۔
(یَئُوْسًا) یَئِسَ، یَیْئَسُ ویَیْئِسُ، یَاْسٌ (س، ح) مایوس ہونا (یَئُوْسٌ = ناامید، مایوس)
(شَاکِلَتِہٖ) شَکَلَ، یَشْکُلُ، شَکْلٌ (ن) پیچیدہ ہونا، پک جانا، (شَاکِلَۃٌ = شکل، جانب، طریقہ، نیت)۔

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَنَزَلَتْ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب التفسیر القرآن جزء۲ ص۳۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی:۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔

تفسیر

اوپر گذر چکا ہے کہ کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے نکلنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول آپ کے جانے کے بعد یہ خود بھی زیادہ عرصہ مکہ میں رہنے نہ پائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اور تہجد پڑھنے کا حکم دیا اور اس کے بعد آیات زیرِ تفسیر نازل فرمائیں۔ آیات کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام آیتیں ہجرت سے کچھ قبل نازل ہوئیں۔

شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا اور اس طرح دعاء کرنے کی ہدایت کی (وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا) اور (اے رسول) اس طرح دعا کیجئے:۔ اے میرے رب مجھے اچھی طرح ہجرت گاہ میں داخل کرنا اور اچھی طرح (اس) بستی سے نکالنا اور اپنے پاس سے قوت وغلبہ کو میرا مددگار بنانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کی تو اس دعاء کے اثرات پوری طرح سے ظاہر ہوئے آپ دارالہجرت مدینہ میں داخل ہوئے تو بڑی شان سے داخل ہوئے اور جب مکہ سے نکلے تو بخیر وعافیت نکلے۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت وغلبہ عطاء فرمایا۔ کافروں کی تمام سازشیں بیکار ہوگئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ
فَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهَلْ
تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِاَبِيْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ
اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ
كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ
فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ
هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَاْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ
اَبُوْبَكْرٍ فِدَاءٌ لَّهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَآءَ
بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ
فَاَذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ
عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّمَا هُمْ اَهْلُكَ بِاَبِيْ
اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اُذِنَ
لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِاَبِيْ
اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَخُذْ
بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ
هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا
اَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ
جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ
قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهٖ عَلَى

حضرت ابوبکر نے بھی مدینہ جانے کی تیاری کی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا
ذرا ٹھہر جاؤ۔ امید ہے مجھے بھی عنقریب ہجرت
کی اجازت مل جائے گی حضرت ابوبکر نے عرض
کیا، کیا آپ کو امید ہے آپ پر میرے والد قربان
آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت ابوبکر ٹھہر گئے۔
ان کی بھی خواہش یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ہی ہجرت کریں۔ حضرت ابوبکر
نے دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر
کے پتے کھلانے شروع کئے۔ چار مہینہ تک
وہ کھلاتے رہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں
ایک دن ایسا ہوا ہم ٹھیک دوپہر کو حضرت
ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں
ایک کہنے والا کہنے لگا دیکھو یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں۔ آپ سر ڈھانکے ہوئے
ایسے وقت آئے جو آپ کے تشریف لانے کا
وقت نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرے ماں
باپ آپ پر قربان، اللہ کی قسم آپ جو اس وقت
تشریف لائے ہیں تو ضرور کوئی بڑا کام ہے۔
اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔
آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ابوبکر نے
اجازت دے دی۔ آپ اندر تشریف لائے اور
ابوبکر سے فرمایا جو لوگ تمہارے پاس ہیں انہیں باہر کر دو
انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہاں کون ہے
آپ ہی کے گھر والے ہیں آپ پر میرا باپ قربان
آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔
ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے
لیجئے میرا باپ آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا ہاں

فِي الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ
قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا
فِيْهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ
فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ
قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ اَمْرًا
يُكْتَادَانِ بِهٖ اِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُمَا
بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى
عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ مِنْحَةً
مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ يَنْهَبُ
سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَ
هُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ
بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ
كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِيْ الثَّلَاثِ وَاسْتَاْجَرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ
رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ
ابْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ
بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِيْ اٰلِ الْعَاصِ بْنِ
وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ
فَاَمِنَاهُ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ
غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا
صُبْحَ ثَلٰثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ
وَالدَّلِيْلُ فَاَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ قَالَ
ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ
مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ اَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ
مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ
سُرَاقَةَ ابْنُ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَآءَنَا رُسُلُ

تم میرے ساتھ چلو گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو آپ ان دونوں اونٹنیوں میں سے کوئی ایک اونٹنی لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا اچھا مگر میں قیمتاً لونگا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اب ہم نے جلدی سے دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور توشہ چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء نے اپنا کمربند پھاڑا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا۔ اس روز سے اسماء کا لقب ذات النطاق (یا ذات النطاقین) ہوگیا حضرت عائشہ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر دونوں روانہ ہوکر اس غار میں چلے گئے جو ثور پہاڑ پر ہے۔ تین رات وہیں چھپے رہے۔ عبداللہ ابن ابی بکر جو جوان، بڑا چالاک اور ہوشیار تھا رات کو غار میں جاکر ان کے پاس رہتا اور (صبح کے وقت) واپس آجاتا اور صبح قریش کے لوگوں کے ساتھ مکہ میں کرتا پھر پورا دن ان کے ساتھ ہی گزارتا اور اس طرح ظاہر کرتا گویا اس نے رات بھی مکہ ہی میں گزاری ہے۔ وہ دن بھر جتنی باتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کو نقصان پہنچانے کی سنتا انہیں یاد رکھتا اور جب رات کا اندھیرا پھیل جاتا تو (غار میں آکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کو سنا دیتا۔ عامر بن فہیرہ جو ابوبکر کے آزاد کردہ غلام تھے وہ ایک دودھ دینے والی بکری گلے میں سے روکے رکھتے جب ایک گھڑی رات گذر جاتی تو وہ اس بکری کو لے کر اس غار میں آجاتے اور وہ دونوں تازہ دودھ پی کر رات بسر کرتے تھے۔ جب رات گذرنے لگتی تو عامر بن فہیرہ (گلے میں) چلے جاتے

كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي
مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ
رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ
فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنِفًا أَسْوِدَةً
بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ
سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ
لَيْسُوا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَّفُلَانًا
انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ
سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ
جَارِيَتِي أَنْ تُخْرِجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ
وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ
رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ
فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ
عَالِيَهُ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا
فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ
فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ
فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ
مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ
أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي
وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا
سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ
الِالْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي
الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ
عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ
تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً

اور ابھی اندھیرا ہی ہوتا تھا کہ بکریوں کو آواز دینا شروع کر دیتے۔ وہ تین رات تک برابر ایسا ہی کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر نے بنی دیل کے قبیلہ کے ایک شخص کو راہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا۔ یہ شخص بنی عبد بن عدی کے خاندان کا فرد تھا اور عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ اس نے قسم کھا کر ان سے دوستی کا عہد و پیمان کیا تھا۔ یہ شخص اسی دین پر تھا جس پر قریش کے کافر تھے۔ دونوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے یہ وعدہ لیا کہ وہ تین رات کے بعد اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آجائے گا۔ وہ (حسب وعدہ) تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے کر حاضر ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عامر بن فہیرہ اس راستہ بتانے والے شخص کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ بتانے والے نے سواحل کا راستہ اختیار کیا۔ سراقہ بن جعشم کہتے ہیں ہمارے پاس قریش کے کافروں کا ایلچی آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر ہر ایک کے قتل کرنے والے یا پکڑنے والے کے لئے دیت (یعنی سو اونٹ) کے انعام کا مژدہ سنایا۔ میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں بنو مدلج قبیلہ کا ایک شخص آیا اور ہمارے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگا سراقہ میں نے ابھی چند آدمی دیکھے جو ساحل کے راستہ سے جا رہے تھے میں سمجھتا ہوں وہ محمدؐ اور ان

إِذَا الْأَثَرِيدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ
مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ
فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ
فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ وَ
وَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ
عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ
قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ
مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ
الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَأْنِي وَلَمْ يَسْأَلْنِي
إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ
لِي كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ
فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ
الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا
قَافِلِينَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ
ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ
مَخْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ
فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ
فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ
فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنَ
يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ
إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ

کے ساتھی ہیں سراقہ نے کہا میں دل میں سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہوں گے لیکن میں نے کہا کہ یہ محمد اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ تو نے جن کو دیکھا وہ فلاں فلاں ہوں گے۔ وہ ہمارے سامنے سے ابھی گئے ہیں۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر اس مجلس میں ٹھہرا رہا۔ پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر اپنی لونڈی سے کہا گھوڑے کو جو ٹیلے کے پیچھے کھڑا ہے نکال اور اس کو میرے لئے روک کر کھڑی رہ۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور اپنے گھر کی پشت کی طرف سے نیزہ کی نوک کو زمین پر ٹکایا اور برچھے کے اوپر کے حصہ کو جھکایا، اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو کر (گھوڑے) کو سرپٹ دوڑایا۔ جب میں آپ کے قریب پہنچا تو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ میں گر پڑا، پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر تیر نکالے اور ان سے فال نکالی کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں، فال وہ نکلی جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ میں نے فال کی پرواہ نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا گھوڑا مجھ کو لئے ہوئے سرپٹ بھاگ رہا تھا یہاں تک کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن (مجید) پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ ادھر ادھر نگاہ نہیں کرتے تھے البتہ ابوبکر ادھر ادھر دیکھتے جا رہے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھس گئیں میں پھر گر پڑا اور گھوڑے کو ڈانٹا۔ وہ اٹھا مگر معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ ٹانگیں زمین سے نہ نکال سکے گا جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس

فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ
يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ
تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ
فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ
حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَ
ذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعٍ الْاَوَّلِ
فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ
جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ اَبَا بَكْرٍ
حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ
عَلَيْهِ بِرِدَآئِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ
عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَاُسِّسَ
الْمَسْجِدُ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى
فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهٗ
النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ
يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَّ سَهْلٍ
غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ
زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا
اِنْشَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

کی دونوں ٹانگوں سے ایک گرد نکلی جو دھویں
کی طرح آسمان کی طرف بلند ہو گئی میں نے پھر
تیروں سے فال نکالی تو وہ پھر میرے خلاف
نکلی۔ آخر میں نے آنحضرت اور آپ کے ساتھیوں
کو امان کے ساتھ پکارا وہ ٹھہر گئے میں گھوڑے
پر سوار ہو کر ان کے پاس گیا وہ رکاوٹیں جو مجھے
پیش آئیں ان سے میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عنقریب غالب آجائیں گے میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ آپ کی قوم والوں نے آپ کے لئے انعام
مقرر کیا ہے اور میں نے وہ سب خبریں بیان
کیں جو قریش سے آپ کی نسبت سنی تھیں۔ میں
نے یہ بھی کہا اگر آپ کو توشہ یا سامان درکار ہو تو
حاضر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نے کوئی
چیز نہیں لی، نہ مجھ سے کوئی چیز طلب کی البتہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ
ہمارا حال پوشیدہ رکھنا۔ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ امن
کی ایک سند مجھے لکھ دیجئے۔ آپ نے عامر
ابن فہیرہ کو حکم دیا۔ اس نے چمڑے کے ایک
ٹکڑے پر سند لکھ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم آگے روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو (راستہ میں) حضرت زبیر اور مسلمین کے
کئی سوار ملے جو سوداگر تھے اور شام کے ملک
سے لوٹ کر آرہے تھے حضرت زبیرؓ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کو سفید
کپڑے پہنائے۔ مدینہ والوں کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَ لَا بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهِ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرَ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۵)

گئی تھی وہ ہر صبح حرّہ تک آتے اور آپ کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی انہیں واپس کرتی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ مسلمین بڑی دیر تک انتظار کر کے واپس لوٹ گئے۔ جب وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو ایک یہودی کسی کام سے ایک ٹیلے پر چڑھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا۔ وہ دور سے سفید نظر آرہے تھے۔ ان (کی سفیدی) کی وجہ سے سراب (ریت کا چمکنا) ختم ہو گیا تھا یہودی سے یہ دیکھ کر رہا نہ گیا، بے اختیار زور سے چلانے لگا: عرب کے لوگو یہ تمہارا مطلوب جس کا تم انتظار کر رہے تھے آپہنچا ہے۔ یہ سنتے ہی مسلمین نے ہتھیار سنبھالے اور حرّہ پہنچ کر آپ کا استقبال کیا، آپ سے ملاقات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ داہنی طرف مڑ گئے اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں جا کر اترے۔ یہ پیر کا دن تھا اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہو کر لوگوں سے ملاقات کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ بہت سے انصاری آدمیوں نے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا ابوبکر کو سلام کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آئے اور اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔

آپ نے دس سے کچھ زیادہ دن تک بنی عمرو بن عوف کے محلے میں قیام فرمایا اور اس مسجد کی بنیاد ڈالی جو تقوی (اور پرہیزگاری) پر قائم کی گئی تھی (یعنی مسجد قبا) اور وہیں نماز پڑھتے رہے پھر (ایک دن) آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مدینہ کی طرف) روانہ ہوئے لوگ آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ کی اونٹنی وہاں جاکر بیٹھ گئی جہاں اب مدینہ میں مسجد نبوی ہے۔ اس زمانہ میں وہاں چند مسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ زمین سہیل اور سہل دو یتیم لڑکوں کے کھجور سکھانے کی جگہ تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا انشاء اللہ یہی (ہماری) منزل ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا اور ان سے اس زمین کی قیمت پوچھی تاکہ آپ اس جگہ مسجد بنائیں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کرتے ہیں، قیمت نہیں لیں گے۔ آپ نے مفت لینے سے انکار کر دیا اور وہ زمین ان سے خرید لی۔ پھر آپ نے وہاں مسجد بنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مسجد کی تعمیر کے لئے مسلمین کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: یہ (نیکی کا) بوجھ (ہے) خیبر (میں پتھر وغیرہ اٹھانے) کا بوجھ نہیں ہے۔ اے ہمارے رب یہ بہت (بڑی) نیکی اور بڑا پاکیزہ کام ہے۔

آگے فرمایا (وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا) اور (اے رسول) آپ یہ بھی اعلان فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہو گیا اور باطل تو (حق کے مقابلہ میں) نیست و نابود ہو ہی جاتا ہے۔

حق کے مقابلہ میں باطل ٹھہر نہیں سکتا۔ باطل حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ○

(الانبیآء ۔ ۱۸)

ہم تو حق کو باطل (کے سر) پر مارتے ہیں تو وہ باطل کا سر توڑ ڈالتا ہے اور (اس طرح) باطل ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ○

(الصف ۔ ۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

حق کو ہتھیار کے مثل سمجھنا چاہیئے ۔ جب تک ہتھیار کو استعمال نہ کیا جائے اس وقت تک ہتھیار بے کار ہے ۔ اسی طرح اگر مسلمین حق کو لے کر باطل کا مقابلہ نہ کریں تو حق کچھ نہیں کرے گا ۔ اہل حق باطل کا مقابلہ کرتے ہیں تو باطل مٹ جایا کرتا ہے ورنہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ○

(الانفال ۔ ۷ و ۸)

اور (اے ایمان والو) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ (کافروں کی) دو جماعتوں میں سے ایک جماعت کا ضرور تم سے مقابلہ ہوگا اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ اس جماعت سے ہو جس کے پاس شوکت (وقوت) نہیں تھی (یعنی تم چاہتے تھے کہ بجائے فوج کے تجارتی قافلہ سے تمہارا مقابلہ ہو) اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو قائم کرے اور (فوج سے مٹھ بھیڑ کرا کے) کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کو ثابت و مستحکم کر دے اور باطل کو نیست و نابود کر دے خواہ یہ چیز مشرکوں کو کتنی ہی بُری کیوں نہ لگے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اس وقت خانہ کعبہ میں تین

مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح جزء ۵ ص۱۸۸ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ازالۃ الاصنام جزء ۲ ص۹۷)

سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ وہ چھڑی ہر بت کو چبھوتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جا رہے تھے، جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، حق آگیا اور باطل سے نہ پہلے کچھ ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔

آگے فرمایا (وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) اور (اے رسول) ہم قرآن کے ذریعہ ایسی باتیں نازل فرما رہے ہیں جو (تمام لوگوں) کے لئے شفاء اور ایمان والوں کے لئے (باعث) رحمت ہیں (وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا) اور (رہے وہ لوگ) جو ظالم ہیں تو (ان باتوں سے) ان کے تو نقصان ہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں تمام لوگوں کے لئے روحانی بیماریوں کا علاج ہے اور ایمان والوں کے لئے تو وہ سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراض قلوب کے لئے شفاء اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔

(یونس ۔ ۵۷)

ظالموں کے نقصان میں اضافہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ظالم قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے بلکہ جیسے جیسے قرآن مجید کی آیتیں اترتی ہیں ان کی ضد، مخالفت اور حسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں نہ صرف آخرت میں ان کے لئے باعث عذاب ہیں بلکہ دنیا میں بھی ان کی ذلت کا سبب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ○ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ، اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(المجادلۃ ۔ ۲۰ و ۲۱)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں شامل ہوں گے۔ اللہ نے تو لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے، بے شک اللہ طاقت ور اور غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا، وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ○

(فاطر۔ ۳۹)

اور کافروں کے کفر سے ان کے رب کے ہاں کسی چیز میں زیادتی نہیں ہوتی سوائے (اللہ کی) ناراضگی کے، کافروں کے کفر سے تو بس نقصان ہی بڑھتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ) اور (اے رسول) جب ہم انسان کو نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ (ہم سے) روگردانی کرتا ہے اور پہلوتہی اختیار کرتا ہے (وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا) اور جب اسے کوئی برائی پہنچتی ہے تو (فوراً) ناامید ہو جاتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کا نقشہ کھینچا ہے۔ جب وہ خوشحال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر و ہمت سے کام نہیں لیتا بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ سے ناامید ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ، اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ○ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ، اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

(ھود۔ ۹ تا ۱۱)

اور (اے رسول) اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے (نعمت و) رحمت کا مزا چکھائیں پھر وہ (نعمت و) رحمت اس سے چھین لیں تو وہ (فوراً) مایوس ہو جاتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے اور اگر ہم اس کو تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو راحت کا مزا چکھائیں تو کہتا ہے سب مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں، (پھر) وہ خوشی میں مگن ہو جاتا ہے اور اترانے لگتا ہے، مگر (ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے) جو (مصیبت میں) صبر کرتے ہیں (ناشکری نہیں کرتے) اور (ہر حال میں) نیک عمل کرتے رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ○ (الروم۔ ۳۶)

اور (اے رسول) جب ہم لوگوں کو (اپنی) رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے سبب ان کو کوئی

برائی پہنچتی ہے تو یہ (فوراً) ناامید ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضاء اس میں ہے کہ جب وہ کسی انسان کو اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اس کی نافرمانی سے بچے اور جب اللہ تعالیٰ اس کے کسی گناہ کی سزا میں اُسے مصیبت میں مبتلا کرے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فوراً ناامید نہ ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا بہت بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا:۔

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (یوسف۔ ۸۷)	اللہ کی رحمت سے تو بس کافر نا امید ہوا کرتے ہیں۔

الغرض انسان کو چاہئے کہ خوشحال ہو یا تنگ حال ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے اس کی حمد وثناء بیان کرتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ (رواہ الحاکم و سندہ صحیح۔ المستدرک کتاب الدعاء جزء اول ص۵۰۲)	جنت کی طرف جن لوگوں کو پہلے پکارا جائے گا وہ وہ لوگ ہوں گے جو خوشحالی میں بھی اور تنگ حالی میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہتے ہیں۔

آگے فرمایا (قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ کے مطابق عمل کرتا ہے (اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر چل رہا ہے لیکن (اے لوگو، یہ تو) تمہارا ربّ ہی جانتا ہے کہ کون سیدھے راستہ پر ہے (اور کون غلط راستہ پر)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ، فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ، لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ، اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا	اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے اور دشمنان اسلام کی تحریف کی نشان دہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے)، حق آپ کے

كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○
(المآئدۃ - ۴۸)

پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے، ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور (اس پر عمل کرنے کا) واضح راستہ مقرر کر دیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امّت بنا دیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ جو شریعت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (کہ کون اس پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا) تو (اے ایمان والو، اس شریعت کے مطابق) نیک کاموں میں سبقت کرو، (دوسروں کے اختلاف کی پروا نہ کرو) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم کن کن باتوں میں اختلاف کرتے تھے (اور حق کیا تھا)۔

ہر شخص نے وہ راستہ اختیار کر رکھا ہے جو اس کو اس کے آباء و اجداد سے ملا اور ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے آباء و اجداد سیدھے راستہ پر تھے اور وہ بھی سیدھے راستہ پر ہے۔ لیکن یہ اصول صحیح نہیں۔ اس طرح کبھی کوئی سیدھے راستہ پر نہیں آسکتا اور نہ اتنے بے شمار راستے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ کون سیدھے راستہ پر ہے اور کون غلط راستہ پر لیکن وہ دنیا میں فیصلہ نہیں کرتا کہ کون صحیح راستہ پر ہے اور کون غلط راستہ پر۔ دلائل کے لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر فیصلہ کر چکا ہے لیکن کیونکہ اکثر لوگ دلائل کو نہیں مانتے تو اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ ان کا فیصلہ قیامت کے روز ہو، جو غلط راستہ پر ہوں عذاب میں گرفتار ہوں اور جو صحیح راستہ پر ہوں وہ عیش و راحت میں زندگی گزاریں۔

عمل

اے لوگو، حق آگیا ہے، اسے قبول کیجئے۔ اس پر ایمان لائیے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حق دار بن جائیں۔

اے لوگو، قرآن مجید میں آپ کی روحانی بیماریوں کا علاج ہے لہذا ان کو دور کرنے کے لئے قرآن مجید کی ہدایتوں پر عمل کیجئے۔

اے لوگو، جب اللہ تعالیٰ نعمت سے نوازے تو اللہ تعالیٰ کو نہ بھول جایا کیجئے اور جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا کردے تو مایوس نہ ہو جایا کیجئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھا کیجئے۔

اے لوگو، اپنے آبائی راستہ کو بے سوچے سمجھے اختیار نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت کو تلاش کیجئے اور اس کے مطابق عمل کیجئے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ
الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ
اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵

ترجمہ اور (اے رسول) لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ روح تو میرے رب کا ایک حکم ہے (تم اسے سمجھ نہیں سکتے اس لئے کہ) تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

شان نزول

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ وَّهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ اِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَا رَاَبَكُمْ اِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَاَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِيْ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ، وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ بنی اسرآءیل جزء ۶ ص ۱۰۱ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیمۃ

اس حال میں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں چلا جا رہا تھا۔ آپ کھجور کی ایک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے اتنے میں کچھ یہودی سامنے سے گذرے، وہ آپس میں کہنے لگے ان سے پوچھو روح کیا چیز ہے، (پھر آپس میں کہنے لگے) کیوں ایسی کیا ضرورت ہے پھر کسی نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار گذرے، پھر (بحث کرتے ہوئے) کہنے لگے اچھا پوچھو تو سہی الغرض انہوں نے پوچھا روح کیا چیز ہے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے، میں اپنی جگہ پر (خاموش) کھڑا رہا، جب وحی اتر چکی تو آپ نے یہ

باب سؤال الیھود النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الروح جزء ۲ ص۵۱۸)

آیت پڑھی۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (اور اے رسول، لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے: روح تو میرے رب کا ایک حکم ہے۔ تمہیں (بہت) کم علم دیا گیا ہے (تم اسے سمجھ نہیں سکتے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا) اور (اے رسول لوگ) آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ وہ کیا ہے اور کیسی ہے) آپ کہہ دیجئے کہ وہ تو میرے رب کا ایک حکم ہے (تم اسے سمجھ نہیں سکتے اس لئے کہ تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔

روح کی حقیقت سے نہ کوئی واقف ہے اور نہ کوئی واقف ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے علم کی ضرورت ہے اور علم جس کسی کو بھی دیا گیا ہے بہت کم دیا گیا ہے۔ روح کا علم انسان کو نہیں دیا گیا لہذا کسی بھی انسان کو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ، اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۳۶)

اور (اے انسان) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) اس معاملہ میں باز پرس ہو گی۔

عمل

اے لوگو، روح کی حقیقت دریافت کرنے کا ارادہ نہ کیجئے۔ آپ کم علمی کی وجہ سے اس کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ
لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ، اِنَّ فَضْلَهٗ
كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اسے اٹھالے جائیں (اگر ہم ایسا کریں) تو پھر آپ کو اس (کی بازیابی) کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی کارساز نہیں ملے گا (۸۶) مگر یہ آپ کے رب کی رحمت (ہی) ہے (کہ وہ اس کتاب کو آپ کے دل میں محفوظ کئے ہوئے ہے) بیشک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے (۸۷)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا) اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو جو (کتاب) ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اسے اٹھالے جائیں (اگر ہم ایسا کریں) تو پھر آپ کو اس (کی بازیابی) کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی کارساز نہیں ملے گا (اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ، اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا) (اور یہ جو کتاب ہم نے آپ کو عطاء کی ہے تو) سوائے اس کے (اور کوئی بات نہیں) کہ یہ آپ کے رب کی رحمت ہے بے شک آپ پر اس کا بڑا ہی فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ	اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے

اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا ○
(النسآء۔ ۱۱۳)

جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر
تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

عمل

۱۔ اے لوگو، علم شریعت کو اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت سمجھئے۔ وہ اگر چاہے تو اس علم سے
آپ کو محروم کر سکتا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ
وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ
لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ

تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ
وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا
تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا
زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ
بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ
يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ
اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ، وَلَنْ نُّؤْمِنَ
لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا
كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ، قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں ﴿۸۸﴾ اور ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال کو لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے طرح طرح سے بیان کر دیا ہے لیکن اکثر لوگوں نے انکار کر دیا تو بس انکار کر ہی دیا ﴿۸۹﴾ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے اس سرزمین میں کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں ﴿۹۰﴾ یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں اور ان میں آپ نہریں نہ جاری کر دیں ﴿۹۱﴾ یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے آسمان کو ہم پر نہ گرا دیں یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئیں ﴿۹۲﴾ یا جب تک آپ کے پاس (رہنے کے لئے) سونے کا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی تسلیم نہ کریں گے جب تک آپ کوئی کتاب ہم پر نہ نازل کریں جس کو ہم خود پڑھیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز و لاچاری سے) پاک ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے) میں تو بس (اسکی طرف سے) ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (میرے اختیار میں کچھ نہیں) ﴿۹۳﴾

معانی و مصادر (ظَهِيْرًا) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظَهْرٌ وظُهُوْرٌ (ف) غالب ہونا، مدد کرنا (ظَهِيْرٌ۔ مددگار)

(كُفُوْرًا) كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرٌ وكُفْرَانٌ وكُفُوْرٌ (ن) انکار کرنا۔

(اَبٰى) اَبٰى، يَابٰى، اِبَاءٌ واِبَاءَةٌ (ف، ض) ناپسند کرنا، انکار کرنا۔

(تَفْجُرُ) فَجَرَ، يَفْجُرُ، فَجْرٌ (ن) گناہ کرنا، زنا کرنا، بہانا، جھوٹ بولنا۔

(تُفَجِّرُ) (تَفْجِيْرًا) فَجَّرَ، يُفَجِّرُ، تَفْجِيْرٌ (باب تفعیل) پانی نکالنا۔

(تُسْقِطُ) اَسْقَطَ، يُسْقِطُ، اِسْقَاطٌ (باب افعال) گرانا۔

(يَنْبُوْعًا) نَبَعَ، يَنْبُعُ، نَبْعٌ ونُبُوْعٌ (ن) چشمہ سے پانی نکالنا۔

(كِسَفًا) كَسَفَ، يَكْسِفُ، كَسْفٌ (ض) کاٹنا۔ چھپانا، گرہن لگانا (كِسَفٌ = كِسْفَةٌ کی جمع: ٹکڑے)

(قَبِيْلًا) قَبَلَ، يَقْبُلُ، قَبْلٌ (ن) کسی چیز کی طرف منہ کرنا (قَبِيْلٌ = سامنے، ضامن)۔

(زُخْرُفٌ) زَخْرَفَ، يُزَخْرِفُ، زَخْرَفَةٌ (باب فعللہ۔ رباعی مجرد) زینت دینا۔

(تَرْقٰی) رَقِیَ، یَرْقٰی، رَقًی ورُقِیٌّ (س) چڑھنا۔

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات معجزات کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا (قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ، وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (کہ قرآن بذات خود ایک معجزہ ہے اور یہ ایسا معجزہ ہے) کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہیں لا سکیں گے اگرچہ وہ اس کام میں ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں (اور جب یہ بات ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ کافر دوسرے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے لئے تو قرآن مجید ہی کا معجزہ کافی ہے) (وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ، فَاَبٰٓی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا) اور (اے رسول) (صرف یہی نہیں بلکہ) ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالوں کو لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے مختلف طریقوں سے بیان کر دیا ہے لیکن اکثر لوگوں نے انکار کر دیا تو بس انکار کر ہی دیا (نہ قرآن مجید پر غور کیا اور نہ مثالوں پر غور کیا۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے انکار کرتے ہی چلے گئے۔ ایک دفعہ جو بات منہ سے نکل گئی تو بس نکل گئی، اب کسی طرح اس بات کو کالعدم کرنے کے لئے تیار نہیں) (وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا) بلکہ (صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے اس سرزمین میں کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں (اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا) یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں اور ان میں آپ نہریں نہ جاری کر دیں (اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا) یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دیں یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آئیں (اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ) یا آپ کے رہنے کے لئے سونے کا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں (وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ) اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی تسلیم نہ کریں گے جب تک آپ کوئی کتاب ہم پر نازل نہ کریں جس کو ہم خود پڑھ سکیں۔

آسمان کے ٹکڑے گرانے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ○

(سبا - ۹)

کیا انہوں نے آسمان اور زمین کو اپنے آگے اور پیچھے نہیں دیکھا، اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں، اس میں ہر اس بندے کے لئے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے (عبرت کی ایک)

نشانی ہے۔

یہ آیت گویا کَمَا زَعَمْتَ کی تفسیر ہے۔

جب کفار نے ان معجزات کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔ (قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ) (اے رسول کفار سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز ولاچاری سے) پاک ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے، وہ چاہے تو تمام معجزے دکھا سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اس کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں) (هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا) (لیکن میں قادر مطلق نہیں ہوں کہ یہ معجزے دکھا سکوں) میں تو بس (اس کی طرف سے اس کا) پیغام پہنچانے والا ایک انسان ہوں (بغیر اس کی مرضی کے میں معجزے نہیں دکھا سکتا)۔

کفار کے ان مطالبات کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے معجزہ ہونے کا ذکر پہلے ہی کر دیا تھا۔ معجزہ اس خلاف عقل وعادت (یعنی مافوق الفطرت) فعل کو کہتے ہیں جو انسانوں کی طاقت سے باہر ہو اور تمام انسان اس جیسا کام کرنے سے عاجز ہوں۔ قرآن مجید ایسا کلام ہے کہ تمام انسان اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر گذار یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا کام کر کے دکھائیں جس کے کرنے سے وہ عاجز ہوں تو ایسا کام کر کے وہ دکھا چکے ہیں اور تمام کفار کو چیلنج کر چکے ہیں کہ اس جیسا کلام بنا کر لاؤ خواہ ایک ہی سورت سہی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ، اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○

(البقرۃ - ۲۳ و ۲۴)

اور اگر تم کو اس کتاب (کے سلسلہ) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے (ہماری طرف سے ہونے میں) کچھ شک ہے تو اس کے مثل ایک سورت تم بھی (بنا) لاؤ اور اللہ کے علاوہ جو تمہارے (خیال میں) حاضر و ناظر ہیں ان کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بلا لو، اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (کہ یہ انسانی کلام ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اور یہ کام کر گذرو) اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تمہیں رسول اور کتاب کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے آگ میں ڈالا جائے گا اور) وہ کفر کرنے والوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو ایسا کام کر کے دکھا دیا جس کے مثل وہ پیش کرنے سے عاجز رہے تو پھر کسی دوسرے عاجز کر دینے والے کام کا مطالبہ کیوں باقی رہا۔ ایمان لانے کے لئے تو ایک ہی معجزہ کافی ہے۔ جو ایمان لانے والے نہیں ہیں ان کے لئے اگر ہر قسم کے معجزات دکھا دئے جائیں تب بھی وہ نہ مانیں گے لہذا معجزات دکھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۱۲)

اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیں، اگر مردے ان سے بات کریں اور اگر ہم تمام چیزوں کو ان کے سامنے لاکر جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے (کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں گے) اکثر لوگ پھر بھی جہالت کی باتیں کرتے رہیں گے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید ایک معجزہ ہے۔ جن و انس اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں لہذا اس پر ایمان لائیے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا
اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ
كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ
مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ
كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾
وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ، وَنَحْشُرُهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا
وَّبُكْمًا وَّصُمًّا، مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ،
كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾
ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا
وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا
جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ
وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ
فِیْهِ، فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے اور کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کسی انسان کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے ﴿۹۴﴾ آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی کو رسول بنا کر نازل کرتے ﴿۹۵﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے، وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے اور (انہیں) دیکھ رہا ہے ﴿۹۶﴾ اور (اے رسول) اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے اور جن کو وہ گمراہ کر دے تو پھر آپ ان کے لئے اللہ کے علاوہ کوئی کارساز نہ پائیں گے، ہم ان کو قیامت کے دن ان کے مونہوں کے بل اندھے، گونگے اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، جب کبھی وہ ٹھنڈی ہونے لگے گی تو ہم ان کے لئے اس کو اور بھڑکا دیں گے ﴿۹۷﴾ یہ ان کی سزا اس لئے ہوگی کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں (بن جائیں گے) اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کئے جائیں گے ﴿۹۸﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے انسان (مزید) پیدا کر دے۔ اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، لیکن ان ظالموں نے انکار کر دیا تو بس انکار کر ہی دیا ﴿۹۹﴾

معانی و مصادر

(خَبَتْ) خَبَا، یَخْبُوْ، خَبْوٌ وخُبُوٌّ (ن) ٹھنڈا ہونا۔
(سَعِیْرًا) سَعَرَ، یَسْعَرُ، سَعْرٌ، (ف) بھڑکانا۔

(رُفَاتًا) رَفَتَ، یَرْفِتُ، رَفْتٌ (ن ض) چورا کرنا۔
(اَجَلًا) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) تاخیر کرنا، وقت مقرر کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے کفار کے معجزات کے مطالبات کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا (وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا) اور (اے رسول) جب ان کے پاس ہدایت آگئی (تو انہیں چاہئے تھا کہ ایمان لے آتے لیکن) ان کو ایمان لانے سے اور کوئی امر مانع نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے (اللہ تعالیٰ کسی انسان کو رسول بنائے یہ نہیں ہو سکتا، وہ اگر کسی کو رسول بنا کر بھیجتا تو کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا) (قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے (آباد ہوتے اور) اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی کو رسول بنا کر نازل کرتے۔

رسول ہم جنس ہی ہوا کرتا ہے تاکہ اپنے ہم جنسوں کو اچھی طرح سمجھا سکے اور لوگ بھی صحیح معنوں میں اس کی پیروی کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ○ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ○

(قٓ - ۱و۲)

قٓ، قرآن مجید کی قسم (بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ لوگ کسی اور وجہ سے آپ کی رسالت کا انکار نہیں کرتے) بلکہ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس (کیسے) آگیا، کافر کہنے لگے یہ بات تو (بڑی) عجیب ہے (کہ انسانوں کو انسان ہی ڈرائے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ○

(الانعام - ۸و۹)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوا (جو ان کی تصدیق کرتا: تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اگر ہم فرشتہ نازل کر دیتے تو پھر کام ہی تمام ہو جاتا پھر (یقیناً عذاب الٰہی نازل ہوتا اور) انہیں (بالکل) مہلت نہیں ملتی اور اگر ہم کسی فرشتے کو رسول (بنا کر بھیجتے) تو اس کو بھی انسانی شکل ہی میں (رسول بنا کر) بھیجتے، اس طرح ہم

ان کو پھر اسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں یہ اب مبتلا ہیں۔

کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے صرف اس لئے انکار کیا کہ آپ ان ہی جیسے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے (اللہ گواہی دیتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں، اب کسی اور کی گواہی کی ضرورت نہیں) وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے اور وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (جو لوگ رسول کے فرشتہ ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ رسول کے فرشتہ ہونے کا مطالبہ اعتراض برائے اعتراض کے قبیل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ جو ان کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے ضرور ان کو اس کی سزا دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○

(الفتح - ۲۸)

(اور اے ایمان والو) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اللہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کرے اور (رسول کی تصدیق کے لئے) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی گواہی اور قرآن مجید کا اعجاز بھی اگر کافروں کی ہدایت کا سبب نہیں بنتا تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ ہدایت تو درحقیقت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو (وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ) اور جس کو اللہ (ہدایت پر چلنے کی توفیق دے) وہی (درحقیقت) ہدایت یاب ہے (وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ) اور جن کو وہ (ان کی ہٹ دھرمی کے نتیجے میں) گمراہ کر دے تو پھر (اے رسول) آپ ان کے لئے اللہ کے علاوہ کوئی کارساز نہیں پائیں گے (قیامت کے دن اگر ان کی کوئی کارسازی کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے۔ اللہ کے علاوہ دوسرا کوئی ان کی کارسازی نہیں کر سکتا لہٰذا دوسروں کا بھروسہ بالکل بے بنیاد اور لغو ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

(الانعام - ۵۱)

اور (اے رسول) آپ اس (قرآن) کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرائیے جو (قیامت کے دن) اپنے رب کے سامنے جمع کئے جانے سے ڈرتے ہیں (اور جو جانتے ہیں کہ اس دن) اللہ کے

علاوہ نہ کوئی (ان کا) دوست ہو سکتا ہے اور نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ (آپ کے ڈرانے سے) ڈر جائیں (اور متقی بن جائیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، مَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ۔
(یونس - ۲۷)

اور جن لوگوں نے (دنیا میں) بُرے کام کئے تو (ان کے ہر) بُرے کام کا بدلہ برائی کے برابر ہی دیا جائے گا، ان کے چہروں پر ذلت چھا رہی ہو گی، ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔
(سبا - ۴۲)

(اللہ فرمائے گا) تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ، اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○
(الدخان - ۴۱ و ۴۲)

اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آسکے گا اور نہ انہیں (کہیں سے) مدد ملے گی۔ ہاں جس پر اللہ کا رحم ہو جائے (تو اس کے لئے ہر قسم کی بھلائی ہی بھلائی ہے) بے شک اللہ غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ہدایت دیتا ہے اور کس طرح گمراہ کرتا ہے اس سلسلہ میں سورۂ فاتحہ کی آیت ۲ اور سورۂ ۲۶ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا) ہم ان لوگوں کو (جو گمراہی اختیار کریں گے) قیامت کے دن ان کے مونہوں کے بل اندھے، گونگے اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ○
(الفرقان - ۳۴)

(اور اے رسول) جو لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے تو یہ لوگ مکان کے لحاظ سے بدترین ہوں گے اور راہ (راست) کے اعتبار سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ، هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
(النمل ۔ ۹۰)

اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے (پھر ان سے کہا جائے گا) یہ تمہارے اُن اعمال کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○
(اقتربت الساعۃ ۔ ۴۷ و ۴۸)

بے شک گناہ گار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں۔ (قیامت کے) دن یہ لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائیگا) اب آگ کا مزا چکھو۔

حضرت انس فرماتے ہیں :۔
اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلٰى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر جزء ۸ ص ۱۳۶ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ والجنۃ والنار، باب یحشر الکافر علی وجھہ جزء ۲ ص ۵۲۳)

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا کیا جس نے اس کو دونوں پاؤں پر دنیا میں چلایا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے۔

الغرض کافر قیامت کے دن منہ کے بل چلیں گے۔ وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے پھر حساب و کتاب کے وقت انہیں گویائی کی کچھ قوت دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
(النحل ۔ ۱۱۱)

(یہ بخشش اور رحم اس دن ہوگا) جس دن ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے جھگڑنے کے لئے آئے گا اور (جس دن) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

آگے فرمایا (مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ) ان (گمراہوں کے رہنے) کی جگہ دوزخ ہوگی (كُلَّمَا خَبَتْ

زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا) جب کبھی وہ ٹھنڈی ہونے لگے گی تو ہم ان کے لئے اس کو اور بھڑکا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○
(عم یتسآءلون ۔ ۳۰)

(تو اس دن ہم ان سے کہیں گے اپنی بداعمالی کا) مزا چکھو، ہم تم پر کسی چیز کو زیادہ نہیں کریں گے سوائے عذاب کے۔

(ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا) ان کی یہ سزا اس لئے ہوگی کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں (بن جائیں) گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کئے جائیں گے (یہ تو بعید از عقل ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○
(قٓ ۔ ۳)

اور جب ان سے کہا گیا کہ وہ حساب و کتاب کے لئے بھی زندہ کئے جائیں گے تو انہوں نے تعجب سے پوچھا) کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہوں گے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بعید از عقل ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ) کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (یقیناً) اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے انسان پیدا کر دے (جو آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے وہ یقیناً انسانوں کو دوبارہ پیدا کر سکتا ہے اور ان سے حساب و کتاب لے سکتا ہے۔ آخر اس میں ایسی کون سی عجیب بات ہے جو ان کفار کی سمجھ میں نہیں آتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ○
(والنازعات ۔ ۲۷)

(اے کافرو، بتاؤ) کیا تمہارا (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان (کا بنانا) اللہ نے تو آسمان کو بنایا (جس کا بنانا زیادہ مشکل نظر آتا ہے)۔

آسمانوں کے بنانے سے تو انسانوں کا بنانا آسان ہے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان بنائے تو انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۵۷)

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے یقیناً زیادہ بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ جو آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے)۔

الغرض انسان دوبارہ پیدا ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا۔ رہا یہ سوال کہ انسان دوبارہ کب پیدا کئے جائیں (وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ) تو اللہ تعالےٰ نے ان (کی دوبارہ پیدائش) کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے (وہ مقررہ وقت ضرور آ کر رہے گا) اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
(العنکبوت ۔ ۵)

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے (اسے بُرے عمل نہیں کرنے چاہئیں) اس لئے کہ اللہ (سے ملنے) کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

(فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا) لیکن ان ظالموں نے (ایک دفعہ) انکار کر دیا تو (بس) انکار کر ہی دیا (غور و فکر کر کے اپنی بات سے رجوع کرنا نہیں چاہتے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ کی آیات پر ایمان لائیے۔ قیامت پر یقین رکھئے۔ وہ ضرور آ کر رہے گی۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ
رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ
خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ، وَكَانَ
الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے اندیشہ سے تم (انہیں) روکے رکھتے اور (اس میں کچھ شک نہیں کہ) انسان (بڑا ہی) تنگ دل (واقع) ہوا ہے ﴿۱۰۰﴾

معانی ومصادر (قَتُوْرًا) قَتَرَ، يَقْتُرُ، قَتْرٌ وقُتُوْرٌ (ن) رزق تنگ کرنا۔ (قَتُوْرٌ = تنگ کرنے والا)۔

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی جو خصوصی رحمت تھی اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○
(بنی اسرآءیل - ۸۷)

مگر یہ آپ کے رب کی رحمت (ہی) ہے (کہ وہ اس کتاب کو آپ کے دل میں محفوظ کئے ہوئے ہے) بے شک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

کافر کب چاہتے تھے کہ نبوت اور رسالت جیسی نعمت عظمیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئے لیکن اس کی رحمت کو کون روک سکتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(الجمعة - ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(البقرة - ۱۰۵)

(اے ایمان والو، اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہیں نہ وہ چاہتے ہیں اور نہ مشرکین کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی قوم کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

رحمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کافروں کے ہاتھ میں ہوتی تو شاید ہی اس سے کوئی بہرہ ور ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ) (اے رسول ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے اندیشہ سے تم انہیں روک رکھتے (کبھی ان کا دروازہ نہ کھولتے) (وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا) اور (اس میں کچھ نہیں کہ) انسان (بڑا ہی) تنگ دل (واقع ہوا) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ○ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ○ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ○

(سأل سائل - ۱۹ تا ۲۲)

بے شک انسان بڑا ہی بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اُسے کوئی برائی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔ مگر (ہاں) نماز پڑھنے والے (ایسے نہیں ہوتے)۔

عمل

اے لوگو، تنگ دلی نہ کیجئے بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بھی خرچ کرتے رہئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ
بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ
اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ
هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّيْ
لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾
فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ

الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ
لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دی تھیں، آپ بنی اسرائیل سے پوچھ کر معلوم کر لیں (کہ ان کا کیا نتیجہ نکلا)، جب موسیٰ ان (کافروں) کے پاس پہنچے تو (کافروں کے بادشاہ) فرعون نے ان سے کہا اے موسیٰ مجھے یقین ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے ﴿۱۰۱﴾ موسیٰ نے کہا (اے فرعون) تو (دل میں تو) سمجھ گیا ہے کہ ان معجزوں کو بصیرت بنا کر کسی نے نازل نہیں کیا سوائے آسمانوں کے اور زمین کے رب کے اور (اے فرعون) میں سمجھتا ہوں کہ تو (ضرور) ہلاک ہوگا ﴿۱۰۲﴾ پھر (جب) فرعون نے (پکا) ارادہ کر لیا کہ بنی اسرائیل کو ملک سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب کو (سمندر میں) غرق کر دیا ﴿۱۰۳﴾ پھر اس کے (ہلاک ہونے کے) بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو، پھر جب آخرت کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے (اپنے سامنے لا کھڑا کریں گے) ﴿۱۰۴﴾

مصادر و معانی

(بَصَائِرُ) بَصَرَ، يَبْصُرُ، بَصَرٌ و بَصَارَةٌ (ك) دیکھنا (بَصَائِرُ = بَصِيْرَةٌ کی جمع) عقل، بصیرت)

(مَسْحُوْرًا) سَحَرَ، يَسْحَرُ، سِحْرٌ (ف) جادو کرنا۔

(مَثْبُوْرًا) ثَبَرَ، یَثْبُرُ، ثَبْرٌ (ن) ہلاک کرنا، لعنت کرنا، نکال دینا۔
(لَفِیْفًا) لَفَّ، یَلُفُّ، لَفٌّ (ن) ملانا، جمع کرنا۔ (لَفِیْفٌ = جس جگہ درخت کثرت سے ہوں، مخلوط، مجمع عظیم)۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند معجزات کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مطالبات کو مسترد فرما دیا۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور کفار کو تنبیہ کی کہ معجزات ہدایت قبول کرنے کا ذریعہ نہیں (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا) (اے رسول) ہم نے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) (نو) روشن معجزات عطاء فرمائے تھے آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے (لیکن کیا نتیجہ نکلا۔ کفار کو ایمان نہ لانا تھا نہ لائے)۔

جب موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان (کفار) کے پاس پہنچے تو (کافروں کے بادشاہ) فرعون نے ان سے کہا: اے موسیٰ مجھے یقین ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے (یعنی فرعون نے معجزات دیکھنے کے بعد بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کو قبول نہیں کیا)۔

ان "نو" معجزات کی تفصیل قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان میں سے دو معجزات یہ تھے:۔

① عصا کا اژدہا بن جانا۔
② ہاتھ کا چمک دار ہو جانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ○ وَنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ○
(الاعراف - ۱۰۷ و ۱۰۸)

موسیٰ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈال دیا تو وہ حقیقتاً ایک اژدہا بن گیا۔ پھر (موسیٰ نے) اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید (چمک) بن گیا۔

تیسرا معجزہ یہ تھا کہ

③ فرعون اور اس کی قوم سالہا سال قحط سالی میں مبتلا کر دی گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۳۰)

ہم نے قوم فرعون کو قحط سالیوں میں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس کے بعد جو معجزات موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے گئے وہ یہ تھے:۔

④ طوفان۔

⑤ ٹڈیاں ⑥ جوئیں
⑦ مینڈک ⑧ خون

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ، فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۳)

پھر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا۔ (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ) تکبر کیا اور وہ تھے ہی مجرم (جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی)۔

آخری معجزہ جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطاء کیا گیا وہ یہ تھا کہ

⑨ ان کے لاٹھی مارنے سے سمندر پھٹ گیا اور وہ مع تمام مسلمین کے سمندر سے پار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○

(الشعرآء - ۶۳ تا ۶۶)

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ پھر ہم نے دوسروں کو بھی وہاں (ان کے) قریب پہنچا دیا۔ پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

الغرض ان نو معجزات کو دیکھنے کے بعد فرعون اور اس کی قوم ایمان نہیں لائی تو یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ کفار مکہ معجزات دیکھ کر ایمان لے آئیں گے۔

جب فرعون نے معجزات دیکھ کر یہ کہا کہ اے موسیٰ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے تو (قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ) موسیٰ نے (فرعون سے) کہا (اے فرعون) تو (دل میں تو) سمجھ گیا ہے کہ ان معجزات کو بصیرت بنا کر نازل کرنے والا کوئی نہیں سوائے آسمانوں کے اور زمین کے رب کے (پھر بھی تو ایمان نہیں لاتا اور ہٹ دھرمی کر رہا ہے) (وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا) تو اے فرعون میں سمجھتا ہوں کہ تو ہلاک ہونے والا ہے (فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الغرض (جب) فرعون نے پکا ارادہ کر لیا کہ بنی اسرائیل کو اس سرزمین سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب کو (سمندر میں) غرق کر دیا (جیسا کہ نویں معجزے کے ضمن میں اوپر گذر چکا ہے)۔

آگے فرمایا (وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ) اور (اے رسول) فرعون کے

(غرق ہو جانے کے) بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ (اب) تم اس سرزمین پر رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا، وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا، وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۶ و ۱۳۷)

بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے۔ ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے غفلت برتتے رہے۔ پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت دی تھی (الغرض اے رسول) بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وہ وعدۂ خیر (و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم (کی بڑی بڑی عمارتوں کو) جو (وہ تعمیر کرتے تھے اور (ان باغات کو) جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی سلطنت کا مالک بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ○ كَذٰلِكَ، وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○

(الدخان - ۲۵ تا ۲۸)

کتنے ہی باغات اور چشمے وہ چھوڑ گئے، (کتنی ہی) کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مقامات (انہوں نے چھوڑے) اور کتنی ہی نعمتیں (چھوڑیں) جن میں وہ مگن تھے۔ (مجرموں کو ہم) اسی طرح (ہلاک کیا کرتے ہیں) (الغرض) پھر ہم نے ایک دوسری قوم کو ان (تمام) چیزوں کا وارث بنا دیا۔

آگے فرمایا (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا) (اے بنی اسرائیل، دنیا کا وعدہ تو پورا ہو گیا) پھر جب آخرت کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے (اپنے سامنے) لا کھڑا کریں گے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا کہ اگر وہ ثابت قدم رہے تو انہیں کامیابی حاصل ہو گی، وہ دشمن کی سرزمین کے وارث ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۲۸ و ۱۲۹)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو، زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام تو متقیوں ہی کا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیت دی جاتی رہی اور آپ کے آنے کے بعد بھی (ہم کو اذیت دی جا رہی ہے)۔ موسیٰ نے کہا وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے، تم کو زمین میں خلافت عطاء فرمائے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

آیت زیر تفسیر میں اس وعدہ کے پورا ہو جانے کا ذکر ہے۔

آیت زیر تفسیر میں دوسرا وعدہ آخرت کا وعدہ ہے اور وہ یہ کہ تمام انسان قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ان سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ○

(ھود ۔ ۱۰۳)

اور (یوم آخرت) وہ دن ہے کہ جس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہے جس دن سب (اللہ کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○

(الواقعۃ ۔ ۴۹ و ۵۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے: بے شک اگلے اور پچھلے سب ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کئے جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات گویا (جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا) کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے لوگو، حق کی مخالفت نہ کیجئے۔ حق کی مخالفت کرنے والوں کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ حق کا ساتھ دیجئے اور اس پر ثابت قدم رہئے۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ،
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ
نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ
عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ
تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ
لَا تُؤْمِنُوْا، اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾
وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ

كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے اس (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے (اگر اب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو آپ ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے) ہم نے تو آپ کو بس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾ اور (اے رسول) ہم نے قرآن کو اجزاء (میں نازل) کیا ہے تاکہ آپ اسے وقفہ وقفہ لوگوں کو سناتے رہیں اور ہم نے اس کو (اسی مصلحت سے) اتارا بھی رفتہ رفتہ ہی ہے ﴿۱۰۶﴾ (آپ کہہ دیجئے) تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ﴿۱۰۷﴾ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن آگیا) ﴿۱۰۸﴾ اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی و انکساری اور بڑھتی چلی جاتی ہے ﴿۱۰۹﴾

معانی و مصادر

(فَرَقْنَا) فَرَقَ، يَفْرُقُ، فَرْقٌ وفُرْقَانٌ (ن وض) علیحدہ کرنا، پھاڑنا۔
(مُكْثٌ) مَكَثَ، يَمْكُثُ، مَكْثٌ ومَكُوْثٌ ومُكْثَانٌ (ن) رہنا۔
(مُكْثٌ = اس مصدر سے اسم ہے، رہنا، ٹھہرنا، اقامت گزیں ہونا)۔
(يَخِرُّوْنَ) خَرَّ، يَخُرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ، (ن، ض) گر پڑنا۔
(سُجَّدًا) سَجَدَ، يَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) جھکنا، سجدہ کرنا (سُجَّدٌ = سَاجِدٌ کی جمع)
(خُشُوْعًا) خَشَعَ، يَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ن) نیچا کرنا، عاجزی کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں ذکر تھا کہ کفار نے معجزات کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بطور معجزہ پیش فرمایا اور کفار کو چیلنج کیا کہ اس کے مقابلہ کا کوئی کلام پیش کرو۔ کفار عاجز

ہو گئے لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ) اور (اے رسول) ہم نے اس (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے (اس میں باطل کی کوئی آمیزش نہیں اور نہ آمیزش ہو سکتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ، وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝

(حٰمٓ سجدۃ ۔ ۴۱ و ۴۲)

بے شک جن لوگوں نے اس کتاب کا انکار کیا جب یہ کتاب ان کو پہنچی (تو انہوں نے اپنا نقصان کیا)، بے شک یہ کتاب تو بڑی باعزت کتاب ہے۔ باطل اس کے پاس نہ آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، (یہ تو) حکمت والے اور تعریف والے (اللہ) کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝

(الحآقّۃ ۔ ۵۱)

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ (کتاب) یقیناً حق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

(الجن ۔ ۲۶ تا ۲۸)

غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر بھی نہیں کرتا سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے (اور جب وہ ایسا کرتا ہے) تو وہ رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ دیکھ لے کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات کو (بے کم و کاست) پہنچا دیا ہے اور (ویسے تو) اللہ (ہر اس چیز کا) جو ان کے پاس ہوتی ہے احاطہ کر لیتا ہے اور ہر ایک چیز کی تعداد کو وہ گن لیتا ہے (لہذا وہ ضائع نہیں ہو سکتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(الٓمّٓ تنزیل ۔ ۱ و ۲)

الٓمّٓ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے۔

قرآن مجید کی حقّانیت کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقّانیت کا ذکر فرمایا اور ایک لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اے رسول، کفار ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں ہم نے آپ کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا) ہم نے تو آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○

(ھل اتٰك حدیث الغاشیۃ ۔ ۲۱ و ۲۲)

تو (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئے، آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

آگے فرمایا (وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا) اور (اے رسول) ہم نے قرآن کو اجزاء (میں نازل) کیا ہے تاکہ آپ اس کو وقتاً فوقتاً لوگوں کو سناتے رہیں اور (اسی مصلحت سے) ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے۔

کسی کتاب کو بھی ایک ہی وقت میں پورا پڑھا دینا اتنا مفید نہیں ہوتا جتنا مفید کہ اس کو ٹھہر ٹھہر کر وقفہ سے پڑھانا ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پڑھانے سے کتاب کی ہر چیز ذہن میں بیٹھتی چلی جاتی ہے یا اس کو پوری طرح حاصل کرنے کے لئے ذہن بنتا چلا جاتا ہے۔ بار بار یاد دھانی کا موقع ملتا ہے اور اس طرح نصیحت دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ مزید برآں کفار کے اعتراضات کے جوابات ان کو بر وقت ملتے رہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور تشفی بھی ہوتی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۲ و ۳۳)

اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ان پر قرآن پورے کا پورا ایک ہی دفعہ میں کیوں نازل نہیں کیا گیا (جستہ جستہ کیوں اتارا گیا؟ اے رسول، بیشک ہم نے اس کو) اسی طرح (نازل کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ اس کے ذریعہ ہم آپ کے دل کو ثابت رکھیں اور (جس مقصد کی خاطر) ہم نے اس کو (اب تک) آہستہ آہستہ اتارا ہے (اسی طرح آئندہ بھی اتارتے رہیں گے)۔ اور جو بات بھی (یہ لوگ اعتراضاً) آپ کے پاس لائیں گے ہم سچائی کے ساتھ (اسی وقت اس کا دندان شکن جواب) اور بہترین تشریح (اور توجیہ) آپ کو

بتادیں گے۔

آگے فرمایا (قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا) (اے رسول) کہدیجئے (اے کافرو) تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا) اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (ان میں سے سنجیدہ اور حق کے متلاشی لوگ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں) جب یہ (قرآن) انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں (وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا) اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے (وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا) بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے (اور وہ پورا ہو گیا۔ وعدہ کے مطابق قرآن مجید نازل ہو گیا) (وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا) اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کی عاجزی و انکساری میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔

اہل کتاب کی اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اور بھی ایک دو جگہ بیان فرمایا ہے :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۸۳ و ۸۴)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھئے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

(پھر اگر یہ ہمارے فرمان پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ اور حق کے متلاشی لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۴)

طرف سے حق ہے ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے ۔ ان لوگوں کو دُگنا اجر دیا جائے گا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے ہیں (مزید برآں) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ، مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ، وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں ، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں ، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب ، قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں ۔ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں ، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں۔ جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ اور خلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

عمل

اے لوگو ، قرآن مجید حق کے ساتھ نازل ہوا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں لہذا قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور دین و دنیا میں کامرانی حاصل کیجئے ۔ اس سورت کی آیت ۱۰۹ پڑھ کر سجدہ کیا کیجئے ۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى، وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا
وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ
وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، تم جس نام سے (چاہو) اسے پکارو اس کے سب نام اچھے ہی ہیں اور (اے رسول) نماز (میں قرآن) نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھیئے اور نہ بالکل پوشیدہ آواز سے بلکہ ان دونوں کے مابین (درمیانہ) راستہ اختیار کیجئے (۱۱۰) اور (اس طرح کہا کیجئے) سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ تو کوئی بیٹا بنایا ہے، نہ (اس کی) بادشاہت میں کوئی (اس کا) شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے الغرض (اے رسول) اس کی بڑائی خوب بیان کیا کیجئے (۱۱۱)

معانی و مصادر (تَجْهَرْ) جَهَرَ، يَجْهَرُ، جَهْرٌ وجِهَارٌ وجَهْرَةٌ (ف) آواز بلند کرنا، اعلان کرنا، کھولنا۔

(تُخَافِتْ) خَافَتَ، يُخَافِتُ، مُخَافَتَةٌ وخِفَاتٌ (باب مفاعلہ) پست کرنا، چھپانا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ بنی اسرآءیل جزء ۶ ص ۱۰۹ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التوسط فی القراءۃ فی الصلوٰۃ جزء اول ص ۱۸۸)

(یہ آیت) اس وقت اتری جب آپ مکہ میں چھپے ہوئے تھے۔ آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے، مشرک جب قرآن سنتے تو قرآن مجید کو، قرآن اتارنے والے کو اور جو قرآن لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے، اس موقع پر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ اپنی نماز پکار کر نہ پڑھیں یعنی قرأت بلند آواز سے نہ کریں۔

تفسیر کفار مکہ "رحمٰن" نام سے ناواقف تھے۔ جب صلح نامہ حدیبیہ لکھا جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (لکھو)

کافروں کے نمائندہ سہیل نے کہا:

اَنَا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ۔ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب

رحمٰن۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا رحمٰن کیا ہے باسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو جیسا کہ تم (پہلے) لکھا کرتے تھے۔

الشروط فی الجہاد جزء ۳ ص ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا، اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ، وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

(الانبیآء - ۳۶)

اور (اے رسول) کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو تمہارے معبودوں (کی بے بسی) کا ذکر کرتے ہیں (اور ان کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں) حالانکہ (یہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ) یہ خود رحمٰن (جیسے قادر مطلق) کے ذکر کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ، قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ○

(الفرقان - ۶۰)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا چیز ہے؟ کیا ہم بس اس کو سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دیتے ہو اور (اے رسول، آپ کا رحمٰن کو سجدہ کرنے کے لئے کہنا) ان کی نفرت میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

الغرض کفار مکہ "رحمٰن" نام سے نفرت کرتے تھے۔ اسی پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو تم جس نام سے (چاہو) پکارو اس کے سب نام اچھے ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے تمام نام اچھے ہی ہیں، شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے پکارا جائے جو اس نے اپنے لئے پسند فرمائے ہیں۔ ان غلط ناموں سے نہ پکارا جائے جو انسانوں نے خود رکھ لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ، سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۸۰)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، انہی ناموں سے اللہ کو پکارو اور جو لوگ اللہ کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان سے کنارہ کش رہو، جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا انہیں ملنے والی ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا) اور

(اے رسول) نماز میں (قرآن مجید) نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھیئے اور نہ بالکل پوشیدہ آواز سے بلکہ ان دونوں کے مابین (درمیانہ) راستہ اختیار کیجئے (نہ اتنی بلند آواز سے پڑھیئے کہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے والے آواز سنیں اور اس کا مذاق اڑائیں اور نہ اتنی پوشیدہ آواز سے پڑھیئے کہ مسلمین جو نماز میں شریک ہیں وہ بھی نہ سن سکیں) (وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا) اور اے رسول، اس طرح کہا کیجئے: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس کا نہ کوئی بیٹا ہے، نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کمزوری (کی وجہ) سے کوئی اس کا مددگار ہے الغرض (اے رسول) اس کی بڑائی خوب بیان کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ○

(الفرقان - ۲)

(وہ اللہ جس کی بادشاہت ہے (تمام) آسمانوں میں اور زمین میں، اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ○

(الرعد - ۹)

وہ غیب کا بھی جاننے والا ہے اور ظاہر کا بھی جاننے والا ہے، وہ بڑا ہے اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ○

(الحج - ۶۲)

(اور) یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور جس معبود کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و بالا اور بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

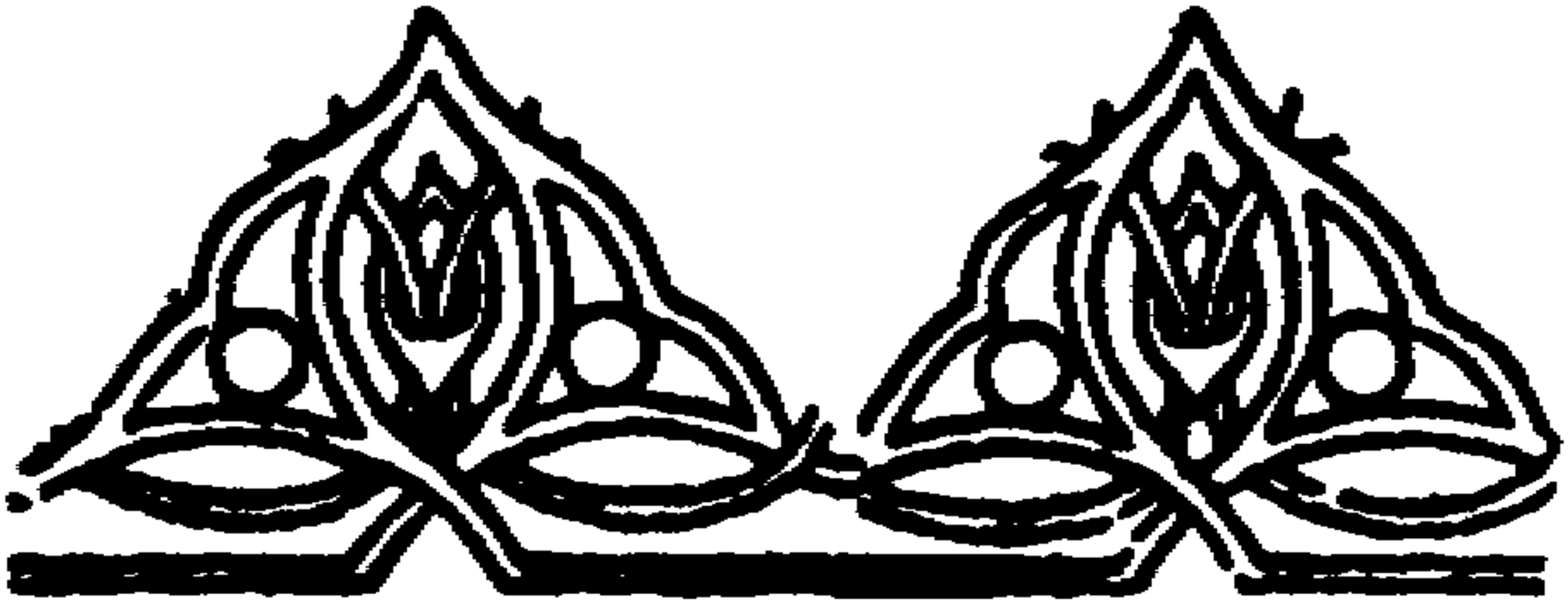
(الجاثیۃ - ۳۶ و ۳۷)

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے پکاریئے، اس کے تمام نام اچھے ہی ہیں۔

اے ایمان والو، نماز میں نہ بہت بلند آواز سے قرأت کیجئے اور نہ بالکل خفیہ آواز سے بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل راستہ اختیار کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہا کیجئے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُورۂ کہف

سورہ کہف کی پہلی دس آیات کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنۡ حَفِظَ عَشۡرَ اٰیَاتٍ مِنۡ اَوَّلِ سُوۡرَۃِ الۡکَہۡفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل سورۃ کہف جزاول ص۳۲۳)

جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرلے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجَا ؕ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝٢ مَّاكِثِيْنَ
فِيْهِ اَبَدًا ۝٣ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝٤ مَا لَهُمْ
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا
كَذِبًا ۝٥

ترجمہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی (۱) وہ ایک سیدھی (اور صاف راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں) کو اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور ان مؤمنین کو جو نیک عمل

کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (بہت) اچھا اجر (وثواب) ہے ② وہ اس اجر (وثواب کی نعمتوں) میں ہمیشہ رہیں گے ③ اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے ④ اس معاملہ میں نہ خود ان کو علم ہے اور نہ ان کے آباء واجداد کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے ⑤

معانی ومصادر (عِوَجًا) عَوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) بدخلق ہونا، ٹیڑھا ہونا (عَوَجٌ = کجی)
(قَیِّمًا) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ، وقَوْمَةٌ وقِیَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا۔ (قَیِّمٌ = نگران، سیدھا)۔
(بَاْسًا) بَؤُسَ، یَبْئُسُ، بَاْسٌ (ك) سخت ہونا، بہادر ہونا (بَاْسٌ = بہادری، خوف، عذاب)
(اَجْرًا) اَجَرَ، یَاْجُرُ، اَجْرٌ واِجَارَةٌ (ن) اجر دینا۔
(مَاكِثِیْنَ) مَكَثَ، یَمْكُثُ، مَكْثٌ ومَكُثٌ ومُكُوْثٌ ومُكْثَانٌ (ن) رہنا۔
(كَبُرَتْ) كَبُرَ، یَكْبُرُ، كِبَرٌ وكُبْرٌ وكِبَارَةٌ (ك) شاق گذرنا، قدر میں بڑا ہونا، جسم میں بڑا ہونا۔
(اَفْوَاهٌ) فَاهَ، یَفُوْهُ، فَوْهٌ (ن) بات کرنا (اَفْوَاهٌ = فَوْهٌ اور فَمٌ کی جمع، منہ)
(كَذِبًا) كَذَبَ، یَكْذِبُ، كَذِبٌ وكِذْبٌ وكِذْبَةٌ وكِذَابٌ وكِذَّابٌ (ض) جھوٹ بولنا، توریہ کرنا، غلطی کرنا، خطاء کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا) سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں رکھی (قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا) یہ بالکل سیدھی (راہ دکھانے والی کتاب) ہے تاکہ (اللہ اس کتاب کے ذریعہ نافرمانوں کو) اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور (ان) مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں (اس بات کی) خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے اچھا اجر (وثواب) ہے۔

قرآن مجید میں کسی قسم کی کجی یا پیچیدگی نہیں ہے۔ یہ بالکل سیدھا، صاف اور واضح راستہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ○ (الزمر - ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) (اور) اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(بنیٰ اسرآءیل ۔ ۹ و ۱۰)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے۔ اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (انہیں یہ بشارت دیتا ہے) کہ ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وہ سیدھا راستہ جو قرآن مجید بتاتا ہے صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم ہی دین قیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(الانعام ۔ ۱۶۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رُخ کرنے والے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

آگے فرمایا (مَاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا) (مؤمن جو نیک عمل کرتے ہیں) اس (اجر وانعام یعنی جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِىَ رَبَّهٗ ۝

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۷ و ۸)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ (قائم) رہنے والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، یہ (بدلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، لَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب فی دوام

جو شخص جنت میں جائے گا (ہمیشہ) راحت و آرام سے رہے گا، کبھی کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوگا۔ نہ کبھی اس کے کپڑے پرانے

نعیم اھل الجنۃ جزء ۲ صـ ۵۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يُنَادِيْ مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فی دوام نعیم اھل الجنۃ جزء ۲ صـ ۵۳۴)

(قیامت کے روز) ایک پکارنے والا پکارے گا (اے جنت کے لوگو) تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی موت نہیں آئے گی، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم ہمیشہ خوشی و مسرّت اور سکون میں رہو گے، کبھی مصیبت زدہ نہ ہو گے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جنت والوں کو پکارا جائے گا کہ یہ جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے ہو اس وجہ سے کہ تم (نیک) عمل کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يُدْخِلُ اللّٰهُ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَيُدْخِلُ اَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيْمَا هُوَ فِيْهِ (و فی روایۃ) فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۸)

اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کرے گا پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان کھڑا ہو گا اور کہے گا اے جنت والو، اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو، اب موت نہیں آئے گی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر ہمیشہ رہے گا۔ جنت والوں کو یہ سنکر خوشی پر مزید خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کو رنج پر مزید رنج پہنچے گا۔

آگے فرمایا (وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا) اور (یہ کتاب اس لئے نبی اتاری گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ) ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنائی ہے (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ) اس سلسلہ میں نہ ان کو کوئی علم ہے اور نہ ان کے آباء (و اجداد کو) علم تھا (كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا) بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے (محض ظن و گمان پر وہ اتنی بڑی بات کہتے ہیں) وہ جو کچھ کہتے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ○ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ○ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ○ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○

(مریم - ۸۸ تا ۹۵)

اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے۔ (آپ ان سے کہئے کہ) یہ تو تم بہت بُری بات (زبان پر) لاتے ہو۔ (یہ تو ایسی بُری بات ہے کہ) اس کی (وجہ) سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ (یعنی محض اس وجہ سے) کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا حالانکہ رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ (کسی کو) بیٹا بنائے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اولاد بنانا اس کی ذات میں شرک کرنا ہے اور شرک کسی قسم کا بھی ہو بہت بُرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○

(الحج - ۳۱)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر یا تو اس کو پرندے (چھک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر ڈال دے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر، قرآن مجید پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے تاکہ آپ کو آخرت میں دائمی عیش و راحت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ کی اولاد نہ بنائیے، یہ بہت ہی بری بات ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ
اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ
اَسَفًا ۝٦ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ
زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨

ترجمہ (اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو آپ ان کے پیچھے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے (اے رسول، آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں) ⑥ جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لئے (باعث) زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش (کر کے یہ معلوم) کریں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے ⑦ (پھر ایک دن) ہم جو کچھ اس زمین پر ہے اس کو بنجر مٹی بنا دیں گے ⑧

معانی و مصادر
(بَاخِعٌ) بَخَعَ، يَبْخَعُ، بَخْعٌ (ف) ہلاکت کے قریب کر دینا۔
(اٰثَارٌ) اَثَرَ، يَاْثُرُ، اَثْرٌ وَاَثَارَةٌ (ض، ن) نقل کرنا۔
(اَسَفًا) اَسِفَ، يَاْسَفُ، اَسَفٌ (س) رنج کرنا۔
(زِيْنَةٌ) زَانَ، يَزِيْنُ، زَيْنٌ (ض) زینت دینا۔

(صَعِيْدٌ) صَعِيْدًا = مٹی، قبر، راستہ، بلند جگہ۔
(جُرُزًا) جَرِزَ، يَجْرَزُ، جَرَزٌ (س)، بنجر ہونا۔ (جُرُزٌ = بنجر۔ اس کی جمع اَجْرَاز ہے)

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مسلسل انکار سے بہت رنجیدہ رہا کرتے تھے۔ آپ کی خواہش اور کوشش تھی کہ کفار ایمان لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ آپ ان کی فکر میں گھلے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا) (اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو ہو سکتا ہے کہ رنج کرتے کرتے آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں (اے رسول، آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا، فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ، فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○
(فاطر۔ ۸)

تو (اے رسول) کیا وہ شخص جس کے لئے اس کا بُرا عمل مزیّن کر دیا گیا ہو اور وہ اس عمل کو اچھا سمجھ رہا ہو (گمراہی سے بچ سکتا ہے)، بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب) واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○
(النمل۔ ۷۰)

اور (اے رسول) آپ ان کے معاملہ میں رنج نہ کریں اور جو کچھ تدبیریں یہ کر رہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○
(النحل۔ ۱۲۷)

اور (اے رسول) ان (کافروں کے حال) پر آپ رنج و غم نہ کریں اور جو تدبیریں یہ لوگ کر رہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں۔

آگے فرمایا (اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا) ہم نے جو کچھ زمین پر ہے اسے زمین کے لئے (باعث) زینت بنایا ہے تاکہ ہم اہل زمین کی آزمائش (کر کے معلوم) کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرتا ہے (اور کون برے عمل کرتا ہے)۔

زمین پر زینت کی جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں ہیں ان کو اہل زمین کے لئے باعث کشش بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ. ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

(اٰل عمرٰن - ۱۴)

عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے خزانوں، نشان دار گھوڑوں، مویشی اور کھیتی کی (طرف انسانوں کو جو) رغبت (دی گئی ہے اس) کی محبت کو لوگوں کے لئے مزیّن کر دیا گیا ہے، (یہی وجہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کی طرف دوڑتے ہیں حالانکہ) یہ مال و متاع دنیا کی زندگی کا عارضی اور قلیل فائدہ ہے اور اللہ کے پاس جو ٹھکانہ ہے وہ (بہت) اچھا ہے۔

اے رسول، یہ ہیں وہ چیزیں جن کی محبت میں کافر گرفتار ہیں۔ دنیا کی زینت نے انہیں غافل کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ آزمائش میں پورے نہیں اترتے، محض دنیا کی خاطر آپ کی تکذیب کر رہے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کے لئے اپنے آپ کو گھلائیں، جن کو خود اپنی فکر نہیں ان کے لئے آپ کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک دن آنے والا ہے جس دن یہ ساری نعمتیں کالعدم ہو جائیں گی (وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا) جو کچھ اس زمین پر ہے ہم اس کو بنجر دو بے آب و گیاہ) میدان بنا دیں گے (جن دنیوی نعمتوں کی وجہ سے آج یہ اپنی آخرت سے غافل ہیں اس دن یہ ساری نعمتیں ان سے چھین لی جائیں گی اس دن ان کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے سخت عذاب ہوگا)۔

عمل

اے لوگو، دنیا کی نعمتیں آزمائش کے لئے پیدا کی گئی ہیں لہذا آپ دنیا کی نعمتوں کی طرف مائل ہو کر آخرت کو خراب نہ کیجئے۔ یہ چند روزہ نعمتیں ہیں ان کی خاطر دائمی نعمتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا
عَجَبًا ۝٩ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى
الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ
لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ
أَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ
فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١ ثُمَّ
بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ
أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا أَمَدًا ۝١٢

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ
بِالْحَقِّ، اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا
بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَ
رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا
فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ
دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾
هٰٓؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ
اٰلِهَةً، لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ

بَيِّنٍ ، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ
وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى
الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ
رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ
مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا
طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ
تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ

فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ، ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ
اللّٰهِ، مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ،
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا
مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا
وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ
الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ، لَوِ
اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا
بَيْنَهُمْ، قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ،
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ،
قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ، فَابْعَثُوْٓا
اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى
الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى
طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ
وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ
اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي
مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾
وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا
أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ
لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ
بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا
عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۗ
قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ
كَلْبُهُمْ، وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ
كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ، وَيَقُوْلُوْنَ
سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ،
قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ، فَلَا
تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا
وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾
وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ

ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ،
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ
عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ
مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ
كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ
وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا لَبِثُوْا، لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ، اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ،
مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ

وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی عجیب نشانی تھے ﴿۹﴾ (وہ غار والے چند نوجوان لوگ تھے) جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تو (اس طرح) دعاء کرنے لگے: اے ہمارے رب ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطاء فرما اور ہمارے کام میں ہماری رہنمائی (کا سامان) مہیا کر دے ﴿۱۰﴾ پھر ہم نے کئی سال تک کے لئے انہیں (سلا دیا اور انہیں لوگوں کی باتیں) سننے سے روک دیا ﴿۱۱﴾ پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم یہ معلوم کریں کہ دونوں جماعتوں میں سے غار میں رہنے کی مدت کس کو زیادہ یاد ہے ﴿۱۲﴾ (اے رسول) ہم ان کا قصہ آپ کو صحیح صحیح بیان کرتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو مزید ہدایت دی تھی ﴿۱۳﴾ ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا (اور استقامت سے انہیں نوازا تھا)، جب وہ اٹھے تو کہنے لگے: ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اس کے سوا کسی الٰہ کو نہیں پکارتے، اگر ہم پکاریں تو ہم نے بڑی ہی بیجا بات کی ﴿۱۴﴾ ہماری قوم کے اِن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کئی الٰہ بنا رکھے ہیں، وہ کیوں نہیں ان (کے الٰہ ہونے) پر کوئی کھلی دلیل پیش کرتے (حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، محض افتراء ہے) تو اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر افترا کرے ﴿۱۵﴾ اور جب تم نے ان لوگوں سے اور ان (معبودوں) سے جن کی اللہ کے علاوہ یہ عبادت کرتے ہیں کنارہ کشی کر لی ہے تو فلاں غار میں جا کر (چھپ جاؤ)، تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت کو وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہیں سہولت فراہم کرے گا ﴿۱۶﴾ (الغرض وہ غار میں جا کر چھپ گئے) اور (اے رسول) (ان کی کیفیت یہ تھی کہ) جب سورج نکلتا تو آپ دیکھتے کہ وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو ہٹ جاتا اور جب غروب ہوتا تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا اور وہ اُس غار کی ایک کشادہ جگہ میں (سو رہے) تھے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی (اس کو دیکھ کر اس زمانے کے کافروں کو ایمان لے آنا چاہیئے تھا مگر) جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو (اے رسول) پھر اس کے لئے آپ کوئی راہ بتانے والا کارساز نہ پائیں گے ﴿۱۷﴾ اور (اے رسول) اگر آپ انہیں دیکھتے تو آپ خیال کرتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے۔ ہم کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف ان کی کروٹ بدلتے رہتے تھے۔ ان کا کتا چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے (سو رہا) تھا، (اے رسول) اگر آپ ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان (کی حالت) سے مرعوب ہو جاتے ﴿۱۸﴾ اور (اے رسول) جس طرح ہم نے ان کو سلا دیا تھا اسی طرح ہم نے ان کو

اٹھا بھی دیا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے (غار میں رہنے کی مدت کے متعلق) سوال کریں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم (غار میں) کتنی مدت رہے؟ انہوں نے کہا ایک دن یا ایک دن سے بھی کم۔ (پھر انہوں نے) کہا جتنی مدت تم (غار میں) رہے اس کو تمہارا رب ہی جانتا ہے۔ (اچھا اب) تم اپنے میں سے ایک آدمی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو، وہ (وہاں جاکر) دیکھے کہ شہر میں کس آدمی کا کھانا پاکیزہ ہے (تو جو کھانا پاکیزہ ہو) اس میں سے وہ تمہارے لئے کھانا لے آئے، اسے چاہیئے کہ نرمی سے بات کرے اور کسی کو تمہارے متعلق کوئی خبر نہ دے (۱۹) وہ اگر تم پر غلبہ پائیں گے تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا تم کو واپس اپنے مذہب میں لے آئیں گے، ایسی صورت میں تم ہرگز فلاح نہیں پاؤ گے (۲۰) اور (اے رسول) اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے خبردار کر دیا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ (قیامت) حق ہے اور یہ کہ قیامت کے (آنے) میں کوئی شک نہیں (جو اللہ کئی سال تک سلانے کے بعد اٹھا سکتا ہے وہ مار کر زندہ بھی کر سکتا ہے) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب لوگ ان کے معاملہ میں آپس میں جھگڑنے لگے، (کچھ) لوگ کہنے لگے ان (کے غار) پر ایک عمارت بناؤ، (اے رسول، لوگوں کو تو اصحاب کہف کے حالات کا صحیح علم نہیں البتہ) ان کا رب ان کے حال سے بخوبی واقف ہے اور جو لوگ ان کے معاملہ میں غلبہ رکھتے تھے کہنے لگے ہم تو ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے (۲۱) (اے رسول، ان کے حالات سننے کے بعد بعض) لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں، چوتھا ان کا کتا ہے اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں، چھٹا ان کا کتا ہے محض ظن و گمان سے وہ یہ تعداد بتائیں گے۔ (بعض لوگ) کہیں گے کہ وہ سات ہیں، آٹھواں ان کا کتا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب تو ان کی گنتی سے بخوبی واقف ہے، (رہے انسان تو اُن میں) ان (کی گنتی) کو کوئی نہیں جانتا سوائے چند لوگوں کے، تو (اے رسول) ان (کی گنتی کے بارے) میں (آپ کسی سے) بحث مباحثہ نہ کریں مگر یہ کہ سرسری طور پر (کوئی بات ہو جائے) اور نہ ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت کریں (۲۲) اور (اے رسول) کسی کام کے متعلق یہ نہ کہا کریں کہ یہ کام میں کل کروں گا (۲۳) (بلکہ اس طرح کہا کریں کہ) اللہ چاہے (تو میں یہ کام کل کروں گا) اور جب آپ بھول جایا کریں تو (جب یاد آئے) اپنے رب (کی مشیّت) کا ذکر کر لیا کریں اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ امید ہے میرا رب مجھے اور زیادہ ہدایت کی باتوں کی طرف رہنمائی فرمائے (۲۴) اور (اے رسول) اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو نو (۳۰۹) سال رہے (۲۵) (اگر کافر اس مدت کی تکذیب کریں تو آپ) کہہ دیجئے کہ جتنی مدت وہ (غار میں) رہے اس کو اللہ (تم سے) زیادہ جانتا ہے، آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے، وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے، اس کے علاوہ ان (لوگوں) کا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا (۲۶)

معانی ومصادر

(کَہْفٌ) کَہْفٌ = غار۔
(رَقِیْمٌ) رَقَمَ، یَرْقُمُ، رَقْمٌ (ن) لکھنا (رَقِیْمٌ = کتاب، کُتُبَہ، مرقوم)
(اَوٰی) اَوٰی، یَاْوِیْ، اُوِیٌّ وَاِوَاءٌ (ض) ٹھکانہ لینا۔
(فِتْیَۃٌ) فَتِیَ، یَفْتٰی، فَتَیً (س) جوان ہونا (فِتْیَۃٌ = فَتًی کی جمع، جوان، غلام)۔
(ھَیِّئْ) ھَیَّأَ۔ یُھَیِّئُ، تَھْیِئَۃٌ، تَھْیِیْئٌ (باب تفعیل) تیار کرنا، اصلاح کرنا۔
(رَشَدًا) رَشِدَ، یَرْشَدُ، رَشَدٌ (س) ہدایت پانا۔
(اَمَدًا) اَمَدٌ = وقت مقررہ، غایت ومنتہٰی۔
(رَبَطْنَا) رَبَطَ، یَرْبُطُ، رَبْطٌ (ن، ض) مضبوط کرنا۔ قوی کرنا۔
(شَطَطًا) شَطَّ، یَشِطُّ، شَطَطٌ (ض) ظلم کرنا، افراط کرنا، حق سے دور نکل جانا۔
(سُلْطَانٌ) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَطَۃٌ وسُلُوْطَۃٌ (س) سخت ہونا۔ (سُلْطَانٌ = قوت، دلیل، بادشاہ)۔
(فَاْوٗا) فَاءَ، یَفِیْءُ، فَیْئٌ (ض) واپس ہونا، رخ بدلنا۔
(مِرْفَقًا) رَفَقَ، یَرْفُقُ، رِفْقٌ ومَرْفِقٌ، مِرْفَقٌ (ن وک) مہربانی کرنا، لطف کرنا۔
(تَطْلُعُ) طَلَعَ، یَطْلُعُ، طُلُوْعٌ، مَطْلَعٌ (ن) نکلنا، سامنے آنا۔
(تَزٰوَرُ) تَزَاوَرَ، یَتَزَاوَرُ، تَزَاوُرٌ (باب تفاعل) انحراف کرنا۔ ایک طرف کو ہٹ جانا، ایک دوسرے کی زیارت کرنا۔
(غَرَبَتْ) غَرَبَ، یَغْرُبُ، غَرْبٌ (ن) جانا، دور ہونا، غروب ہونا۔
(تَقْرِضُ) قَرَضَ، یَقْرِضُ، قَرْضٌ (ض) دائیں بائیں ہو جانا، عبور کرنا، کترانا۔
(فَجْوَۃٌ) فَجَا، یَفْجُوْ، فَجْوٌ (ن) کھولنا (فَجْوَۃٌ = خلا، صحن)۔
(اَیْقَاظٌ) اَیْقَظَ، یُوْقِظُ، اِیْقَاظٌ (باب افعال) جگانا۔ (اَیْقَاظٌ = یَقِظٌ ویَقْظَانُ کی جمع، جاگنے والے)
(رُقُوْدٌ) رَقَدَ، یَرْقُدُ، رَقْدٌ ورُقُوْدٌ (ن) سونا، (رُقُوْدٌ = رَاقِدٌ کی جمع، سونے والے)
(وَصِیْدٌ) وَصَدَ، یَصِدُ، وَصْدٌ (ض) بُننا، ثابت ہونا، رہنا (وَصِیْدٌ = چوکھٹ)۔
(فِرَارًا) فَرَّ، یَفِرُّ، فَرٌّ وفِرَارٌ ومَفِرٌّ (ض) بھاگ جانا۔
(رُعْبًا) رَعَبَ، یَرْعَبُ، رُعْبٌ (ف) ڈرنا، ڈرانا۔
(اَزْکٰی) زَکَا، یَزْکُوْ، زَکَاءٌ وزُکُوٌّ (ن) زَکِیَ، یَزْکٰی، زَکًی (س) بڑھنا، اچھا ہونا۔
(یَتَلَطَّفْ) تَلَطَّفَ، یَتَلَطَّفُ، تَلَطُّفٌ (باب تفعّل) عاجزی کرنا، نرمی کرنا۔
(لَیُشْعِرَنَّ) اَشْعَرَ، یُشْعِرُ، اِشْعَارٌ (باب افعال) خبر دینا، شعار کرنا۔

(یَظْهَرُوْا) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظَهْرٌ وظُهُوْرٌ (ف) غلبہ پانا۔
(اَعْثَرْنَا) اَعْثَرَ، یُعْثِرُ، اِعْثَارٌ (باب افعال) مطلع کرنا، طعن کرنا۔
(تُمَارِ) مَارٰی، یُمَارِیْ، مُمَارَاۃٌ، مِرَاءٌ (باب مفاعلہ) جھگڑا کرنا۔
(ظَاهِرًا) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) ظاہر ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا) (اے رسول) کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی عجیب نشانی تھے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ان سے بھی زیادہ عجیب تر نشانیاں موجود ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝

(یوسف ۔ ۱۰۵)

اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں (جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں) یہ ان کے پاس سے ہو کر گذرتے ہیں لیکن ان سے روگردانی کرتے ہیں (ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ ان کے ذریعہ ایمان کی توفیق ہو)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

(الجاثیۃ ۔ ۳ تا ۵)

ایمان والوں کے لئے آسمانوں میں اور زمین میں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں اور (اے لوگو) تمہاری پیدائش میں بھی اور جو جانور اللہ (زمین میں) پھیلاتا ہے ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں، اور جو رزق اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اس میں اور ہواؤں کے چلانے میں عقل والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۝ وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

(الذّٰریات ۔ ۲۰ و ۲۱)

اور (اے لوگو) یقین کرنے والوں کے لئے تو زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کی بہت سی)

نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تم (انہیں) دیکھتے نہیں۔

انسان کے جسم میں جو مشینیں کام کر رہی ہیں وہ یقیناً قدرت الٰہی کی عظیم الشان نشانیاں ہیں، کاش انسان ان پر غور کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِيْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

(الروم۔ ۱۹ تا ۲۵)

وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور یہ بھی اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان بن کر (روئے زمین پر) پھیلے ہوئے ہو اور یہ بھی اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور (اسی نے) تم میں محبت اور مہربانی کو پیدا کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا یہ بھی اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے، اس میں علم والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں اور تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور (دن کے وقت) اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، اس میں سننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ

کر دیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، پھر جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں سے) نکل پڑو گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں ہمارے اردگرد موجود ہیں۔ اصحاب کہف بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے (اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْکَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا) (اصحاب کہف چند نوجوان تھے، ایک دن) جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تو (اس طرح) دعاء کرنے لگے: اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطاء فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے (ہماری) رہنمائی (کے لئے ذرائع و اسباب) مہیّا فرما (فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا) پھر ہم نے ان (نوجوانوں) کو کئی سال تک کے لئے (اس غار میں) لوگوں کی آواز سننے سے روک دیا (یعنی انہیں سلا دیا) (ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا) پھر (کافی عرصہ کے بعد) ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ (ان کی آپس کی گفتگو سے) یہ دیکھیں کہ ان دونوں جماعتوں میں سے (جنہوں نے غار میں رہنے کی مدت کے متعلق اختلاف کیا تھا) کس کو (غار میں) رہنے کی مدت زیادہ یاد ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ غار میں رہنے کی مدت کے متعلق ان کی دو جماعتیں ہو گئی تھیں ایک کا خیال تھا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم مدت وہ غار میں رہے (ان کا یہ تخمینہ آگے آ رہا ہے) دوسری جماعت کا کیا خیال تھا یہ قرآن مجید میں مذکور نہیں۔

آگے فرمایا (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی) (اے رسول) ہم ان کا قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں۔ وہ (چند) نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے پھر ہم نے ان کو مزید ہدایت عطا فرمائی تھی (وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا) ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا (اور انہیں استقامت سے نوازا تھا)۔ جب (انہوں نے اپنی بت پرست قوم سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا تو وہاں سے جانے کے لئے) اٹھ کھڑے ہوئے اور (جاتے وقت اپنی قوم سے کہنے لگے) ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے۔ ہم اس کے سوا کسی الٰہ کو ہرگز نہیں پکاریں گے (اور اگر ہم کسی کو پکاریں تو) ایسی صورت میں ہم نے بڑی بے جا بات منہ سے نکالی (هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً) ہماری قوم کے لوگوں نے اللہ کے علاوہ کئی الٰہ بنا رکھے ہیں (لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ

بَیِّنٍ) وہ ان کے الٰہ ہونے پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے (بات یہ کہ وہ دلیل پیش کریں تو کہاں سے پیش کریں) انہوں نے اپنی طرف سے ایک بات بنائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح بہتان ہے) (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا) اور جو شخص اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔ (بالآخر انہوں نے اپنی قوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی پھر ایک جگہ جمع ہو کر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے) (وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا) اور جب تم نے ان لوگوں سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں کنارہ کشی کر ہی لی ہے تو (اب یہاں رہنا مناسب نہیں) فلاں غار میں چلے چلو، تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت کو وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہیں سہولت عطاء فرمائے گا (الغرض وہ غار میں چلے گئے اور جیسا کہ اوپر گذرا اللہ تعالیٰ نے انہیں سلا دیا) (وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ) اور (اے رسول، ان کی کیفیت یہ تھی کہ) جب سورج نکلتا تو آپ دیکھتے کہ وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو ہٹ جاتا اور جب غروب ہوتا تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا اور وہ اس غار کی ایک کشادہ جگہ میں (سو رہے) تھے (ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ) (سورج کا دائیں بائیں کترانا) یہ اللہ کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) تھی (اللہ نے ان کو ہدایت دی تھی اور) (مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ) اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے (وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا) اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو (اے رسول) پھر آپ اس کے لئے کوئی راہ بتانے والا کارساز نہیں پائیں گے۔
(یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کے دل پر اس کی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے مہر لگا دے تو پھر اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ہدایت وہی حاصل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین ہدایت کے مطابق ہدایت کو تلاش کرے اور جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہدایت کو تلاش نہ کرے وہ پھر کسی بھی صورت میں نہ خود ہدایت پا سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اس کو ہدایت پر لا سکتا ہے)۔
(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیت ۵ اور سورۂ بقرہ کی آیت ۲ اور ۲۶ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔
آگے فرمایا (وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ) اور (اے رسول) اگر آپ ان کو دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے (وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ) اور ہم (کبھی) داہنی ف اور (کبھی) بائیں طرف ان کی کروٹ بدل دیا کرتے تھے (وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ) اور ان کا کتا چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے ہوئے (سو رہا) تھا (لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا) (اور اے رسول) اگر آپ ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان کی (حالت سے) آپ پر ایک قسم کا خوف طاری ہو جاتا (وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا

یَبۡعَثۡنٰہُمۡ) اور (اے رسول، جس طرح ہم نے اپنی قدرت سے ان کو سلا دیا تھا) اسی طرح ہم نے ان کو اٹھا بھی دیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے (غار میں رہنے کی مدت کے متعلق) سوال کریں (قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡہُمۡ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ) (الغرض جاگنے کے بعد وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے) ان میں سے ایک کہنے والے نے پوچھا: تم (غار میں) کتنی مدت رہے؟ ان میں سے ایک فریق نے کہا: ایک دن یا اس سے بھی کم (دوسرے فریق نے کچھ اور کہا الغرض جب وہ فیصلہ نہ کر سکے تو) (قَالُوۡا رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ) کہنے لگے: تمہارا رب ہی جانتا ہے کہ تم کتنی مدت (غار میں) رہے (فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَکُمۡ بِوَرِقِکُمۡ ہٰذِہٖۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ فَلۡیَنۡظُرۡ اَیُّہَاۤ اَزۡکٰی طَعَامًا فَلۡیَاۡتِکُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡہُ) (پھر وہ کہنے لگے اچھا تو اب تم کھانے کا بندوبست کرو) اپنے میں سے کسی آدمی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو، وہ (وہاں جاکر) دیکھے کہ شہر میں کس کے ہاں پاکیزہ کھانا (ملتا) ہے (تو جو کھانا پاکیزہ ہو) اس میں سے وہ تمہارے لئے کھانا لے آئے (وَلۡیَتَلَطَّفۡ وَلَا یُشۡعِرَنَّ بِکُمۡ اَحَدًا) اسے چاہئے کہ نرمی سے بات کرے اور کسی کو تمہارے متعلق ہرگز کوئی خبر نہ دے (اِنَّہُمۡ اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ یَرۡجُمُوۡکُمۡ اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ مِلَّتِہِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا) (اس لئے کہ) اگر انہوں نے تم پر غلبہ حاصل کر لیا تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا وہ تمہیں واپس اپنے مذہب میں لے آئیں گے، ایسی صورت میں تم کبھی فلاح نہ پا سکو گے (الغرض ان میں سے ایک آدمی شہر گیا) (وَکَذٰلِکَ اَعۡثَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ لِیَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیۡبَ فِیۡہَا) اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے خبردار کر دیا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ (قیامت) حق ہے اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں (جس طرح اصحاب کہف اتنے طویل عرصہ سوتے رہنے کے باوجود زندہ رہے اور اٹھ گئے اسی طرح تمام انسان قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ وہ ہر کام پر قادر ہے (اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) (اِذۡ یَتَنَازَعُوۡنَ بَیۡنَہُمۡ اَمۡرَہُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَیۡہِمۡ بُنۡیَانًا) جب لوگ ان کے معاملے میں جھگڑنے لگے (کچھ) لوگ کہنے لگے: ان کے (غار) پر ایک عمارت بناؤ (پھر کیا ہوا لوگوں کو تو اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں) (رَبُّہُمۡ اَعۡلَمُ بِہِمۡ قَالَ الَّذِیۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰۤی اَمۡرِہِمۡ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیۡہِمۡ مَّسۡجِدًا) ان کا رب ان کے (حالات سے) بخوبی واقف ہے (اور اے رسول) جو لوگ ان کے معاملہ میں غلبہ رکھتے تھے کہنے لگے ہم تو ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے (پھر مسجد بنائی یا نہیں بنائی لوگوں کو اس کا علم نہیں اور مسجد بنانے کا علم تو کجا ان کو تو ان کی تعداد کا بھی علم نہیں) (سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ وَیَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ رَجۡمًۢا بِالۡغَیۡبِ وَیَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَۃٌ وَّثَامِنُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ) عنقریب (یہ لوگ) کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں، چھٹا ان کا کتا ہے۔ (یہ سب کچھ محض) ظن و گمان سے (ہوگا) اور (بعض لوگ) کہیں گے وہ سات ہیں، آٹھواں ان کا کتا ہے۔ (قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِہِمۡ مَّا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ) (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میرا رب تو ان کی تعداد سے بخوبی واقف ہے (رہے انسان تو انسانوں میں سے)

ان (کی تعداد) کو کوئی نہیں جانتا سوائے چند لوگوں کے (فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا) تو (اے رسول) ان کے معاملہ میں (آپ کسی سے) بحث مباحثہ نہ کریں مگر یہ کہ سرسری طور پر (کوئی بات ہو جائے تو ہو جائے) اور (اے رسول) آپ ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت بھی نہ کریں (اس لئے کہ جن کو خود کوئی علم نہیں وہ آپ کو کیا بتائیں گے) (وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا) اور (اے رسول) کسی کام کے متعلق یہ ہرگز نہ کہا کریں کہ یہ کام میں کل کروں گا (إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ) بلکہ (اس طرح کہا کریں کہ) اللہ چاہے (تو میں یہ کام کل کروں گا) (وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا) اور (اے رسول) جب کبھی آپ (انشاء اللہ کہنا) بھول جائیں تو جب یاد آئے تو اپنے رب کو یاد کر لیا کریں (یعنی انشاء اللہ کہہ لیا کریں) اور (اے رسول، آپ لوگوں سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ رشد و ہدایت سے اور زیادہ قریب ہونے (کے معاملہ) میں میری رہنمائی فرمائے گا (وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا) اور (اے رسول) اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو نو (۳۰۹) سال رہے (قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا) (اگر یہ لوگ اس کی تکذیب کریں تو) آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مدت وہ (غار میں) رہے اس کو اللہ (تم سے) زیادہ جانتا ہے (لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا اسی کو علم ہے (أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ) وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے (اس کی نظر اور سماعت سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ وہ ہر ایک کو دیکھتا ہے اور ہر ایک کی سنتا ہے لہٰذا کارسازی صرف وہی کر سکتا ہے) (مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ) اس کے علاوہ لوگوں کا کوئی کارساز نہیں (وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا) اور وہ اپنے حکم میں (بھی) کسی کو شریک نہیں کرتا (جس طرح وہ اکیلا کارساز ہے اسی طرح وہ اکیلا حاکم ہے۔ احکام کونیہ ہوں یا احکام شرعیہ ان سب میں کوئی اس کا شریک نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ○ (الانعام ۔ ۵۷)

حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے، وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ. إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ، ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ (یوسف ۔ ۴۰)

یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا، اے قید خانے کے ساتھیو) جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ (تعالیٰ) نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں

فرمائی (اور یہ بھی سُن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے، برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ (القصص۔ ۷۰)

دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ○

(المؤمنون۔ ۸۸و۸۹)

(اور اے رسول آپ ان سے یہ بھی پوچھئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو)۔

(نوٹ:۔ کارسازی، مشکل کشائی اور احکام شرعی کے سلسلہ میں مکمل معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵، سورہ مائدہ کی آیت ۸۷ اور سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۷ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)

سلیس عبارت میں اصحاب کہف کے حالات

اصحاب کہف چند نوجوان تھے۔ کچھ انسانوں کو ان کی تعداد کا علم تھا لیکن اب ان کی تعداد کا علم کسی کو نہیں سوائے اللہ کے۔ یہ اپنی قوم کے مشرکانہ افعال سے سخت بیزار تھے اور پختگی کے ساتھ ہدایت اور توحید پر قائم تھے۔ ان کی قوم ان کے موحدانہ عقائد اور اعمال کی وجہ سے ان کی سخت مخالف تھی۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ اپنے ایمان اور توحید پر استقامت کے ساتھ گامزن رہے اور قوم سے کنارہ کش ہو گئے۔

قوم سے رخصت ہوتے وقت انہوں نے کہا ہمارا رب تو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے ہم

اس کے سوا کسی الٰہ کو ہرگز نہیں پکاریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہم نے کسی کو پکارا تو ہم نے بہت بری بات منہ سے نکالی۔

قوم سے کنارہ کش ہو کر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: ہماری قوم نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ الٰہ بنا رکھے ہیں، وہ اس پر کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا ہے (کہ اس نے ان کو یہ تعلیم دی ہے اور) اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرے۔ اور (اے ساتھیو) جبکہ تم ان لوگوں سے کنارہ کش ہو ہی گئے ہو تو اب فلاں غار میں جا کر پناہ لو (یہاں رہنا مناسب نہیں) تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت کو وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہیں سہولت عطاء فرمائے گا۔

الغرض وہ نوجوان ایک غار میں جا کر چھپ گئے۔ ان کا کتا بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور غار کے منہ پر بیٹھ گیا۔ غار میں پہنچ کر ان نوجوانوں نے بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کی:۔

اے رب ہمارے، ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطاء فرما اور ہمارے کام میں ہماری رہنمائی کے لئے اسباب و ذرائع مہیا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی اور سالہا سال کے لئے ان کو اس غار کی ایک کشادہ جگہ میں سلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ عجیب نشانی تھی کہ جب سورج نکلتا تو ان کے غار سے داہنی طرف ہٹ جاتا اور جب غروب ہوتا تو بائیں طرف کترا جاتا۔ ان کو اگر کوئی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ یہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف ان کی کروٹیں بدل دیا کرتا تھا۔ ان کا منظر اتنا خوفناک تھا کہ اگر کوئی جھانک کر انہیں دیکھتا تو دہشت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا۔ ان کا کتا بھی چوکھٹ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے سو رہا تھا۔ تین سو نو (۳۰۹) سال تک سلائے رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں جگایا۔ جب وہ جاگے تو انہوں نے ایک دوسرے سے سوال کیا کہ ہم لوگ کتنا عرصہ سوتے رہے۔ ان میں دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق کہتا تھا کہ ہم ایک دن یا اس سے بھی کم مدت سوتے رہے۔ (دوسرے کو ان سے اختلاف تھا، وہ کچھ اور مدت بتاتے تھے)۔ بالآخر وہ کہنے لگے: تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ تم کتنی مدت سوتے رہے۔ پھر ان میں سے کسی نے کہا: تم اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو تاکہ وہ تمہارے لئے پاکیزہ کھانا لے آئے اور جو شخص جائے اسے چاہئے کہ نرمی سے بات کرے اور کسی کو تمہارے متعلق کوئی خبر نہ دے کیونکہ تمہاری قوم کے لوگ اگر تم پر غلبہ پائیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تم کو پھر وہی مذہب قبول کرنے کے لئے مجبور کریں گے (جس سے بیزار ہو کر تم چلے آئے تھے اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو) پھر تم کبھی فلاح نہ پا سکو گے۔

الغرض جب ان میں سے ایک شخص کھانا لانے گیا تو پوری قوم (کسی نہ کسی طرح) ان کے حالات سے باخبر ہو گئی اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت تھی اس لئے کہ اللہ تعالےٰ یہ چاہتا تھا کہ انہیں یہ معلوم ہو

جائے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ سب ایک دن دوبارہ زندہ ہوں گے حق ہے اور قیامت کے آنے میں کہ جس دن یہ وعدہ پورا ہوگا کوئی شک نہیں ہے۔ جس طرح ۳۰۹ سال سلانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو جگا دیا وہ اللہ ضرور اس بات پر قادر ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ اتنی لمبی مدت سونے کے بعد جاگ جانا دوبارہ زندہ ہو جانے کا ایک تمثیلی نمونہ تھا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اس معجزانہ واقعہ سے قوم کے لوگ اصحاب کہف کے عقیدت مند ہو گئے۔ کچھ لوگ کہنے لگے ان کے سونے کے مقام پر (بطور یادگار کے) ایک عمارت تعمیر کر دو، کچھ لوگ جو ان کے معاملہ میں غلبہ رکھتے تھے وہ کہنے لگے ہم تو ان کے سونے کے مقام پر ایک مسجد تعمیر کریں گے۔ اس کے بعد کیا ہوا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، مشرکین سے بیزار رہئے۔ ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔ استقامت کے ساتھ توحید پر قائم رہیئے۔ کسی کے رعب اور مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کیجئے۔ صرف اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھئے۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتٰبِ رَبِّكَ، لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ، وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ کے رب کی کتاب جو بذریعہ وحی آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اس کی پیروی کیجئے، اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں اور نہ آپ اللہ (تعالےٰ) کے علاوہ کہیں پناہ کی جگہ پائیں گے ﴿۲۷﴾

معانی و مصادر (مُلْتَحَدًا) اِلْتَحَدَ، یَلْتَحِدُ، اِلْتِحَادٌ (باب افتعال) مائل ہونا، دین سے پھرنا، پناہ لینا۔ (مُلْتَحَدٌ۔ پناہ کی جگہ)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ) اور اے رسول، آپ کے رب کی کتاب جو (آپ کے رب کی طرف سے) آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کی پیروی کیجئے۔ وحی الٰہی کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ، وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ○

(یونس - ۱۰۹)

اور (اے رسول) آپ تو بس اس چیز کی پیروی کرتے رہیئے جو آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے اور صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ اللہ (اپنا) فیصلہ صادر فرمائے اور اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ○

(الاحزاب - ۲)

اور (اے نبی) جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف وحی جارہی ہے آپ اس کی پیروی کیجئے، بے شک اللہ (ان اعمال سے)

جو تم کر رہے ہو خوب واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا ○

(الجاثیۃ - ۱۸)

پھر (اے رسول)، بنی اسرائیل کے بعد) ہم نے آپ کو امر (دین) کے واضح اور سیدھے راستہ پر (قائم) کر دیا تو آپ اسی راستہ کی پیروی کرتے رہیے۔

(لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ) اللہ (تعالیٰ) کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نازل کی ہے بس وہی قیامت تک کے لئے واجب العمل ہے۔ اس کی شریعت میں کسی قسم کی کمی و بیشی، تغیر و تبدل کرنے کا اختیار کسی کو نہیں۔ دین اسلام اللہ تعالےٰ کا دین ہے اور اسی دین کو نافذ کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ، كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ، اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

(الشوریٰ - ۱۳)

اس نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا۔ (وہی راستہ) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ (اے رسول) جس چیز کی طرف آپ مشرکین کو بلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی (گراں) ہے اور اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے (اس کو) جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی شارع نہیں جو شریعت سازی کر سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ، وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(الشوریٰ - ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو

گیا ہوتا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک
عذاب ہے (جو مقرر وقت ہی پر ان کو دیا جائیگا)۔
آگے فرمایا (وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا) اور (اے رسول، اگر آپ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو چھوڑ کر کسی اور چیز کی اتباع کریں گے تو) اللہ کے علاوہ آپ کو ہرگز کہیں پناہ کی جگہ نہیں ملے گی۔
اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسروں کے خود ساختہ قوانین پر چلنے والا بچ کر کہاں جائے گا۔ وہ کوئی جگہ نہیں پا سکتا جہاں پناہ لے کر وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ سکے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی پیروی کیجئے۔ اس میں کسی قسم کا تغیّر یا تبدّل، کمی یا بیشی نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص رکھیئے۔ اس میں کسی کے قول و فعل کی آمیزش نہ کیجئے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ
تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ
عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ
اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَ
مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا، وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ، بِئْسَ الشَّرَابُ، وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں اور آپ کی نگاہیں ان کو چھوڑ کر (کسی اور طرف) نہ دوڑیں، (کیا) آپ دنیا کی زندگی کی زینت کے خواہش مند ہیں؟ (نہیں اور ہرگز نہیں تو) پھر آپ اس شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور جس کی بدکرداری حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے ﴿۲۸﴾ اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گی اور اگر وہ (پانی کے لئے) فریاد کریں گے تو ان کو (ایسا گرم) پانی دیا جائے گا جیسے پگھلا ہوا تانبا، وہ ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا، (ان کے) پینے کی چیز بھی بُری ہوگی اور آرام کرنے کی جگہ بھی بُری ہوگی ﴿۲۹﴾

معانی و مصادر (اِصْبِرْ) صَبَرَ، يَصْبِرُ، صَبْرٌ (ض) روکنا، رُک جانا۔
(غَدٰوةٌ) غَدَا، يَغْدُوْ، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا (غَدٰوةٌ = صبح)
(عَشِيٌّ) عَشِيٌّ = شام۔
(تَعْدُوْ) عَدَا، يَعْدُوْ، عَدْوٌ وعَدَوَانٌ وعُدُوٌّ (ن) پھرنا، جاری ہونا، جمع کرنا، دوڑنا، تجاوز کرنا
(فُرُطًا) فَرَطَ، يَفْرُطُ، فُرُوْطٌ (ن) آگے بڑھنا (فُرُطٌ = حد سے بڑھا ہوا)۔

(سُرَادِقُ) سَرْدَقَ، یُسَرْدِقُ، سَرْدَقَةٌ (باب فعللة) خیمہ لگانا (سُرَادِقُ = خیمہ، قنات)۔
(اَلْمُهْلِ) مُهْلٌ = پگھلا ہوا تانبا یا لوہا وغیرہ۔
(یَشْوِیْ) شَوٰی، یَشْوِیْ، شَیٌّ (ض) بھوننا۔
(مُرْتَفَقًا) اِرْتَفَقَ، یَرْتَفِقُ، اِرْتِفَاقٌ (باب افتعال) کہنی پر تکیہ لگانا (مُرْتَفَقٌ = آرامگاہ، تکیہ لگانے کی جگہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ) اور (اے رسول) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر کسی اور طرف آپ اپنی نگاہوں کو نہ موڑیں (تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) (کیا) آپ دنیا کی زیب و زینت کے خواہشمند ہیں (کہ مال داروں اور متکبرین کا لحاظ کریں اور ان کی خاطر نادار لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں جن کی زبانیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی ہیں اور جو ہمہ اوقات اللہ تعالےٰ کی رضاء کے متلاشی رہتے ہیں)۔ (وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا) اور (اے رسول) آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور جس کی بدکرداری حد سے بڑھ گئی ہے۔

سورۂ انعام میں اسی مضمون کی ایک اور آیت بھی ہے جس کو ہم اس کے شان نزول کے ساتھ ذیل میں درج کر رہے ہیں۔ وہ آیت مع اپنے شانِ نزول کے گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد

ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مشرکوں نے آپ سے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے۔ یہ لوگ ہم پر جرأت نہ کریں (یعنی جب ہم آئیں تو یہ نہ آیا کریں)۔ ان لوگوں میں میں تھا، ابن مسعود تھے اور ایک شخص ہذیل کا تھا اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا میں نام نہیں لیتا۔ آپ کے دل میں وہ بات آئی جو اللہ نے چاہا کہ آئے۔ آپ دل ہی دل میں سوچتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، اے رسول، ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اللہ کی رضامندی کے

ابن ابی وقاص جزء ۲ ص ۳۶۵)

طالب رہتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ) (اور اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے لوگو) حق تمہارے رب کی طرف سے (آچکا) ہے تو اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے (نہ کسی پر جبر ہے اور نہ ایمان لانے کے لئے کوئی شرط قبول کی جائے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○

(هل اتیٰ علی الانسان ۔ ۳)

ہم نے انسان کو (سیدھا) راستہ بتا دیا (پھر اسے اختیار دیا کہ وہ) چاہے تو شکر گزار بن جائے، چاہے ناشکرا بن جائے۔

(اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا) ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گی (وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ) اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں گے تو ان کو (ایسا گرم) پانی دیا جائیگا جیسا پگھلا ہوا تانبا، وہ پانی ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا (بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا) ان کے پینے کی چیز بھی بری ہوگی اور ان کے آرام کرنے کی جگہ بھی بری ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ○ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○

(اذا وقعت الواقعۃ ۔ ۱ تا ۵۴)

پھر اے جھٹلانے والو، اے گمراہو، تم تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے، پھر اسی سے (اپنے) پیٹ بھرو گے، پھر اس پر گرم پانی پیو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ ○ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ○ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ○

(الدخان ۔ ۴۳ تا ۴۸)

بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا ہو گا) وہ پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا اور پیٹوں میں اس طرح کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (اللہ فرشتوں سے فرمائے گا) اسے پکڑ لو اور سختی کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اسے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جا کر ڈال دو پھر اس کے سر پر تکلیف دینے والا کھولتا ہوا پانی ڈالو۔

الغرض دوزخیوں کا کھانا بھی مثل پگھلے ہوئے تانبے کے کھولتا ہوگا اور پانی بھی مثل پگھلے ہوئے تانبے کے کھولتا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○

(هل اتٰك حديث الغاشية ۔ ۵)

ان کو ایک گرم چشمے سے (پانی) پلایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○

(یونس ۔ ۴)

اور جو لوگ کافر ہیں ان کو ان کے کفر کی وجہ سے پینے کے لئے گرم پانی دیا جائے گا اور وہ دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، مؤمنین کو ذلیل نہ سمجھیئے خواہ وہ غریب اور مسکین ہی کیوں نہ ہوں۔ کفار کے ایمان لانے کی امید میں ان کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائیے، دنیوی ساز و سامان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھئے اور نہ اسے عزت و کرامت کا سبب سمجھئے۔

اے لوگو، آپ کے رب کی طرف سے حق آچکا ہے۔ اس پر ایمان لائیے، دوزخ کے عذاب سے ڈر جائیے، دوزخ بہت بُری جگہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ
عَمَلًا ﴿۳۰﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ
عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ
ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا
مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ
مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ
نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (تو ان کے لئے بڑا اچھا اجر ہے) ہم نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کریں گے ﴿۳۰﴾ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دائمی باغات ہونگے۔ ان (لوگوں) کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی، ان باغات میں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، وہاں وہ سُندس اور اِستبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے (اور) تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھا کریں گے۔ (کتنا) اچھا بدلہ (رہے جو انہیں ملے گا) اور (کتنی) اچھی (ان کی) آرام گاہ ہوگی ﴿۳۱﴾

معانی و مصادر (یُحَلَّوْنَ) حَلّٰی، یُحَلِّیْ، تَحْلِیَۃٌ (باب تفعیل) زیور پہنانا، زینت دینا۔

(یَلْبَسُوْنَ) لَبِسَ، یَلْبَسُ، لُبْسٌ (س) پہننا۔

(سُنْدُسٌ) سُنْدُسٌ = ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

(اِسْتَبْرَقٌ) اِسْتَبْرَقٌ = زربفت۔

تفسیر اوپر کافروں کے انجام کا ذکر تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے انعام و اکرام کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (ان کے لئے بڑا اچھا اجر ہے) جو شخص بھی نیک عمل کرے گا ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے (اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ) یہی لوگ ہیں جن کیلئے دائمی باغات ہوں گے، ان لوگوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی (یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ) ان باغات میں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے (وَیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِئِیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ) وہاں وہ سندس اور زربفت کے سبز کپڑے پہنیں گے اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھا کریں گے (نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا) (بہت) اچھا بدلہ ہے (جو انہیں ملے گا) اور (بہت) اچھی آرام گاہ ہوگی (جو انہیں ملے گی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَقٰىھُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىھُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○ وَجَزٰىھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْھَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○ وَدَانِيَةً عَلَيْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِيْلًا ○

(ھل اتیٰ علی الانسان - ۱۱ تا ۱۴)

اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی برائی سے بچالے گا اور تر و تازگی اور سرور سے ان کو بہرہ ور فرمائے گا اور (دنیا میں) جو وہ صبر کرتے رہے اس کے بدلہ میں انہیں جنّت اور ریشمی کپڑے عطا فرمائے گا وہ اس (جنّت) میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، وہاں انہیں نہ گرمی محسوس ہوگی اور نہ سردی۔ جنت (کے درختوں) کے سائے ان پر جھک رہے ہوں گے اور

اس کے میووں کے خوشے لٹک رہے ہوں گے۔

(نوٹ :۔ جنت کی نہروں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، نیک عمل کیجئے تاکہ آپ کو جنت کی لازوال نعمتیں نصیب ہوں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ
جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ
مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ
وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا
الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ
تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا
نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ، فَقَالَ
لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا
اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ
لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ
تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ
السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ
اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا
مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ
هُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ
خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ
بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ
جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ
اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾
فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا
مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا
حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ
صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾
وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ
كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ
خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ
اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ
يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا
كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ
لِلّٰهِ الْحَقِّ، هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ

خَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان لوگوں سے (ان) دو شخصوں کا حال بیان کیجئے جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطاء کئے تھے، ان دونوں باغوں کے چاروں طرف ہم نے کھجور کے درخت لگا دئے تھے اور ان کے درمیان میں ہم نے کھیتی بھی پیدا کی تھی ﴿۳۲﴾ دونوں باغ (خوب) پھل لاتے تھے، پھل کی پیداوار میں کسی قسم کی کمی نہ ہوتی تھی، مزید برآں ہم نے ان باغوں میں نہر بھی جاری کر رکھی تھی ﴿۳۳﴾ الغرض اس کو خوب پھل ملتے رہتے تھے (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا میں مال و دولت میں بھی تجھ سے زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی تجھ سے زیادہ قوی ہوں ﴿۳۴﴾ (غرور اور تکبر کے اس عالم میں) وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوا (ایک دن) اپنے باغ میں داخل ہوا، کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہوگا ﴿۳۵﴾ اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت (کبھی) قائم ہوگی اور اگر (بالفرض محال قیامت قائم بھی ہو جائے اور) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں تو میں ضرور (وہاں) اس سے بہتر جگہ پاؤں گا ﴿۳۶﴾ اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کیا تو اس ذات کا انکار کرتا ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے موزوں کر کے ایک انسان بنا دیا ﴿۳۷﴾ برخلاف تیرے (میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ) اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ﴿۳۸﴾ اور اگر تو نے مجھے مال و اولاد کے لحاظ سے اپنے سے کمتر دیکھا تھا تو جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے اس طرح کیوں نہیں کہا کہ جو اللہ چاہتا ہے (وہی ملتا ہے) کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے ﴿۳۹﴾ ہو سکتا ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر (کوئی نعمت) عطاء فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت نازل فرما دے پھر وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے ﴿۴۰﴾ یا اس باغ کا پانی زمین میں (اتنی گہرائی میں) اتر جائے کہ تو پھر اسے (کسی طرح) حاصل نہ کر سکے ﴿۴۱﴾ الغرض (عذاب الٰہی نے) اس کے میوے کو چاروں طرف سے گھیر لیا (اور اسے تباہ و برباد کر دیا، یہ دیکھ کر) وہ اس مال پر جو اس نے اس باغ پر خرچ کیا تھا (حسرت سے) اپنے ہاتھ ملنے لگا، (باغ کی حالت یہ ہو گئی کہ) وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ (اسے دیکھ کر ندامت کے ساتھ) یہ کہہ رہا تھا اے کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا ﴿۴۲﴾ (اس وقت) اللہ کے علاوہ کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو اس کی مدد کر سکے اور نہ وہ (اللہ سے) بدلہ ہی لے سکا ﴿۴۳﴾ یہاں سے (یعنی اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ) حکومت تو بس اللہ (اکیلے) کی ہے جو (الٰہ برحق) ہے، ثواب دینے کے لحاظ سے بھی وہی بہتر ہے اور صلہ دینے کے لحاظ سے بھی وہی بہتر ہے ﴿۴۴﴾

معانی ومصادر

(حَفَفْنَا) حَفَفَ، یَحْفُفُ، حَفَفٌ (حَفَّ، یَحُفُّ، حَفٌّ) (ن) احاطہ کرنا۔

(خِلٌّ) خَلَّ، یَخُلُّ، خَلٌّ (ن وض) سوراخ کرنا، خاص کرنا۔ (خِلَالٌ = درمیان، کھودنے یا خلال کرنے کا آلہ، دانت میں بقیہ کھانا)۔

(اَعَزَّ) عَزَّ، یَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّۃٌ (ض) قوی ہونا (اَعَزُّ اسم تفضیل ہے)

(نَفَرًا) نَفَرَ، یَنْفِرُ، نِفَارٌ ونُفُوْرٌ ونَفِیْرٌ (ض) سب کا جنگ کے لئے نکلنا (نَفَرٌ = تین سے تیرہ تک کی جماعت)۔

(تَبِیْدَ) بَادَ، یَبِیْدُ، بَیْدٌ، وبَیَادٌ وبُیُوْدٌ وبَیْدُوْدَۃٌ (ض) ہلاک ہونا۔

(تَرَنِ) رَاٰی، یَرٰی، رَأْیٌ (ف) دیکھنا (تَرَنِ = تَرَنِیْ)۔

(اَقَلَّ) قَلَّ، یَقِلُّ، قِلٌّ وقِلَّۃٌ (ض) کم ہونا۔

(حُسْبَانًا) حُسْبَانٌ = آفت، صاعقہ۔

(زَلَقًا) زَلَقَ، یَزْلَقُ، زَلَقٌ (ف، ن) پھسلانا (زَلَقٌ = پھسلنے کی جگہ، میدان)۔

(غَوْرًا) غَارَ، یَغُوْرُ، غَوْرٌ، (ن) زمین میں چلا جانا، داخل ہونا، غور کرنا، تیز ہو جانا، گہرائی میں جانا۔ غَوْرٌ = غَائِرٌ = نیچے اترا ہوا پانی۔ گڑھا، غار، گہرا)۔

(خَاوِیَۃٌ) خَوٰی، یَخْوِیْ، خَوًی (ض) گر پڑنا، منہدم ہو جانا۔

(عُرُوْشٌ) عَرَشَ، یَعْرِشُ، عَرْشٌ (ن وض) لکڑی کا مکان بنانا (عُرُوْشٌ = عَرْشٌ کی جمع۔ ٹٹیاں)

(وَلَایَۃٌ) وَلِیَ، یَلِیْ، وِلَایَۃٌ (ح) تسلط ہونا، مدد کرنا، والی ہونا۔

(عُقْبًا) عَقَبَ، یَعْقُبُ، عَقْبٌ وعُقُوْبٌ وعَاقِبَۃٌ (ن وض) جانشین ہونا، بعد میں آنا (عُقْبٰی بُرا، آخرت، اَعْقَبُ کا مؤنث)۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر گذر چکا ہے۔ ایک وہ جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اس کی رضاء کے متلاشی رہتے ہیں، دوسرے وہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہیں، اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے گذر جاتے ہیں۔

گذشتہ آیات سے اشارۃً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پہلی جماعت کے لوگوں کے پاس مال ودولت نہیں ہے۔ وہ غریب ہیں لیکن قانع ہیں، اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ دوسری جماعت کے لوگ دنیا کی فراوانی پر جو انہیں حاصل ہے فخر کرتے ہیں، غریبوں کو حقیر سمجھتے ہیں انہیں اپنی دولت پر ناز ہے اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

الغرض ایک جماعت اللہ پرست ہے اور دوسری مادّہ پرست ہے۔ ان دونوں کے دینی اور دنیوی انجام پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ دو شخصوں کا قصہ بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

(وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا) اور (اے رسول) ان (مادّہ پرست) لوگوں سے ان دو شخصوں کا حال بیان کیجئے جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطاء کئے تھے۔ دونوں باغوں کے چاروں طرف ہم نے کھجور کے درخت لگائے تھے اور ان کے درمیان ہم نے کھیتی بھی پیدا کی تھی۔ (كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا) دونوں باغ خوب پھل لاتے تھے، پھلوں کی پیداوار میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی تھی، مزید برآں ہم نے باغوں کے درمیان نہر بھی جاری کر رکھی تھی (وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ) الغرض اس شخص کو (خوب) پھل ملتے رہتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ اگرچہ انسان کوشش کرتا ہے لیکن اس کی کوششوں کا نتیجہ خیز ہونا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ انسان کی کوششوں کو بارآور کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس شخص نے اپنے باغوں اور کھیتوں میں محنت بھی کی، روپیہ بھی لگایا لیکن اس کی محنت اور روپیہ کو بارآور اللہ نے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باغ اگانے، انگور اور کھجور پیدا کرنے اور نہر میں پانی کے جاری کرنے کو اپنی طرف منسوب کیا۔ الغرض انسان کی کوششوں کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اسی کی تعریف کرے، اسی کا شکر ادا کرے، اسی پر بھروسہ رکھے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے۔

آگے فرمایا (فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا) پھر (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا میں مال و دولت میں تجھ سے زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی تجھ سے زیادہ قوی ہوں (وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا) (غرور و تکبر کے اس عالم میں) وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہوگا (وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا) اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی قائم ہوگی اور اگر (بالفرض محال قیامت قائم ہو بھی جائے اور) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں تو میں ضرور (وہاں) اس سے بہتر جگہ پاؤں گا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے باغ پر بھروسہ کرنے، اپنے ساتھی کو حقیر سمجھنے، قیامت کا انکار کرنے اور خوش فہمیوں اور خام خیالیوں کی بنیاد پر آخرت میں بہترین درجہ پانے کا کتنا عمدہ نقشہ کھینچا ہے گویا ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مادّہ پرستی، فخر و گھمنڈ، غریبوں کی تحقیر، قیامت کے انکار اور عدم توحید اور خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی سخت مذمت کی ہے۔

آگے فرمایا (قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا) اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کیا تو اس (ذات) کا انکار کرتا ہے جس نے تجھ کو مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے ٹھیک ٹھاک کر کے انسان بنا دیا رتو

انکار کرتا ہے تو کر) (لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) لیکن (میں انکار نہیں کرتا میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ) اللہ ہی میرا رب ہے اور (میرا عمل یہ ہے کہ) میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا) اور اگر تو نے مجھے مال اور اولاد کے لحاظ سے کمتر دیکھا تھا تو جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے اس طرح کیوں نہیں کہا: جو اللہ چاہتا ہے (وہی ہوتا ہے) کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے (تو نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ کہا یہ سب کچھ اسی کا فضل ہے، اسی کی بخشش ہے، اسی کا احسان ہے کہ اس نے میری محنت کو بار آور کیا) (فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا) ہو سکتا ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بھی بہتر (کوئی نعمت) عطاء فرما دے اور (تیری ناشکری کی وجہ سے) تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت نازل فرما دے اور وہ باغ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے (اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا) یا اس باغ کا پانی (زمین کے اندر اتنی گہرائی میں) اتر جائے کہ پھر تو اسے (کسی طرح) حاصل نہ کر سکے (وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) (الغرض عذاب الٰہی نے) اس کے پھلوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا (اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ دیکھ کر) وہ اس مال پر جو اس نے باغ پر خرچ کیا تھا (حیرت سے) اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ (باغ کی حالت یہ تھی کہ) وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ (اسے دیکھ کر ندامت کے ساتھ) یہ کہہ رہا تھا: اے کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔ (یہ آفت اسی وجہ سے آئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، میں اللہ پرستی کے بجائے مادہ پرستی میں گرفتار ہو گیا، اللہ پر توکل کے بجائے میں نے مال پر بھروسہ کیا، میں نے اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اس کا فضل نہ سمجھا بلکہ اپنی جدوجہد اور محنت کا ثمرہ سمجھا)۔

آگے فرمایا (وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا) (اس وقت) اللہ کے علاوہ (کوئی ایسا نہیں تھا جو اس کی پگڑی بنا سکے) نہ کوئی ایسی جماعت تھی جو اس کی مدد کر سکے اور نہ اس سے یہ ہو سکا کہ (اللہ سے) بدلہ لے (هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ، هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا) یہاں سے (یعنی اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ) اقتدار اور کارسازی تو بس اللہ (اکیلے) کے لئے ہے جو (الٰہ برحق ہے (دنیا میں جدوجہد کا) صلہ دینے کے لحاظ سے بھی وہ بہتر ہے اور (آخرت میں اعمال صالحہ کا) اجر دینے کے لحاظ سے بھی وہ بہتر ہے (یعنی دین و دنیا میں وہی اچھا اجر و انعام دینے والا ہے۔ ہر عمل اور کوشش کا نتیجہ اس کے ہاتھ میں ہے)۔

اس قصہ سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوئے۔

① باغوں کا اگانا اور ان کو پھل اور پھول سے بار آور کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ○ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ الزَّٰرِعُونَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ○ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ○ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ○

(اذا وقعت الواقعۃ - ۶۳ تا ۶۷)

(اچھا) بتاؤ جو (بیج) تم بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ (کہ ہائے افسوس) ہم تو نقصان میں آگئے بلکہ ہم تو (بالکل ہی) محروم ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَ جَنَّٰتٍ مَّعْرُوشَٰتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَٰتٍ وَٱلنَّخْلَ وَٱلزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُۥ وَٱلزَّيْتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَٰبِهٍ ۚ كُلُوا۟ مِن ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَءَاتُوا۟ حَقَّهُۥ يَوْمَ حَصَادِهِۦ ۖ وَلَا تُسْرِفُوٓا۟ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ ○

(الانعام - ۱۴۲)

(اللہ ہی ہے) جس نے ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے۔ اسی نے کھجور کے درخت پیدا کئے اور اسی نے کھیتیاں پیدا کیں جن کے پھل مختلف (اقسام) کے ہوتے ہیں، اسی نے زیتون (کے درخت) پیدا کئے اور انار بھی جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی۔ (اے لوگو) جب (ان میں سے) کوئی درخت پھل لائے تو اس کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو یا کھیتی) کاٹو (تو ان نعمتوں کے شکریہ میں) اللہ کا حق بھی ادا کرو (یعنی عُشر وغیرہ ادا کرو) اور فضول خرچی نہ کیا کرو، اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّٰهُ فِى ٱلْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍۭ بِهِۦ لَقَٰدِرُونَ ○ فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِۦ جَنَّٰتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ ۖ لَّكُمْ فِيهَا فَوَٰكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَآءَ تَنۢبُتُ بِٱلدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْءَاكِلِينَ ○

(المؤمنون - ۱۸ تا ۲۰)

اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کو (واپس) لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر ہم ہی نے اس پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے، ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے (پیدا ہوتے) ہیں پھر ان میووں کو تم کھاتے ہو۔ اور (وہ) درخت بھی (ہم

ہی نے پیدا کیا) جو کوہ سینا میں پیدا ہوتا ہے (اور جو) کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔

(۲) بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھنا چاہئے نہ کہ مال و دولت پر۔ مادہ پرستی کے بجائے اللہ پرستی کرنی چاہئے۔ دنیا تو محض دھوکے کی متاع ہے۔ اس پر فخر و ناز زیبا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(الحدید ۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے، (تو اب تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

(۳) غریب کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ تکبر ذلت و خواری کا سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر جزء ۱ ص ۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا۔ ایک شخص نے کہا ہر آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ بھی غرور و گھمنڈ ہے)۔ آپ نے فرمایا: اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے غرور اور گھمنڈ یہ ہے

کہ حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

④ اپنے مال واسباب کو دیکھ کر اترانا نہیں چاہئے بلکہ یہ کہنا چاہئے۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (الکھف۔ ۳۹)

جو اللہ چاہتا ہے (وہی ملتا ہے) کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے معلوم نہیں کس وقت آجائے۔

⑥ کارسازی صرف اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ○ (الشوریٰ۔ ۹)

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا رکھے ہیں حالانکہ اللہ (اکیلا) ہی کارساز ہے، وہی مُردوں کو زندہ کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○ (الرعد۔ ۱۱)

اللہ کے علاوہ کوئی ان کا مددگار نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ (الانعام۔ ۱۴)

(اے رسول آپ ان سے پوچھئے) کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں۔

(نوٹ:۔ کارسازی کے سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۴، سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۷ اور سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۷ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، اپنے مال واسباب پر نہ اترائیے، غریبوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھئے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہئیے، مادہ پرستی نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے، اس کی دی ہوئی نعمتوں کو دیکھ کر یہ کہا کیجئے۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ
بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ
وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ،
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ
رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَ
يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ

بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ
مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى
رَبِّكَ صَفًّا، لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا
خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾
وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ
يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ
لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً

إِلَّآ أَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿۴۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے پانی، ہم نے اسے بادل سے برسایا پھر زمین سے اگنے والی چیز اس کے ساتھ مل گئی (پھر وہ خوب پھلی پھولی) پھر وہ چورا چورا (ہو کر ایسی) ہو گئی کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۵﴾ (اے رسول) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی (زیب و) زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر اور نیک توقعات کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں ﴿۴۶﴾ اور (اے رسول، نیک اعمال کا یہ صلہ اس دن ملے گا) جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور جس دن زمین آپ کو (ایک) چٹیل (میدان کی طرح) نظر آئے گی پھر ہم ان (سب) کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے ﴿۴۷﴾ اور (اے رسول، یہ سب) آپ کے رب کے سامنے صف بصف پیش کئے جائیں گے، (پھر ہم ان سے کہیں گے آج) تم ہمارے پاس (اسی طرح) پیدا ہو کر) آ گئے ہو جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، (تم تو روز جزا کا انکار کرتے تھے) بلکہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے (جزا و سزا کے لئے) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے (تو اب تم نے دیکھ لیا کہ تمہارا دعویٰ غلط تھا) ﴿۴۸﴾ پھر (اے رسول، ہر ایک کا) اعمال نامہ (اس کے سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ گناہ گار لوگ جو کچھ اس میں (تحریر) ہو گا اس (کو دیکھ کر اس کی سزا) سے ڈر رہے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس! یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی اور نہ کوئی بڑی بات چھوڑی، سب کو گن گن کر محفوظ کر لیا ہے، الغرض جو عمل انہوں نے کئے ہوں گے وہ ان سب کو (اس میں) موجود پائیں گے اور (اے رسول) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کریگا (بلکہ اس کے اعمال کے مطابق ہی اسے بدلہ دیگا) ﴿۴۹﴾

معانی و مصادر (اِخْتَلَطَ) اِخْتَلَطَ، یَخْتَلِطُ، اِخْتِلَاطٌ (باب افتعال) مل جانا، عقل خراب ہونا۔
(تَذْرُوْ) ذَرًا، یَذْرُوْ، ذَرْوٌ (ن) تیزی کرنا، ہوا میں اڑا دینا۔
(هَشِيْمًا) هَشَمَ، یَهْشِمُ، هَشْمٌ (ض) توڑنا (هَشِيْمٌ = ٹوٹی ہوئی خشک روئیدگی)۔
(اَمَلًا) اَمَلَ، یَاْمُلُ، اَمْلٌ (ن) امید کرنا۔
(اَلْبَاقِيَاتُ) بَقِيَ، یَبْقٰی، بَقَاءٌ (س) بَقٰی، یَبْقِیْ، بَقًی (ض) ہمیشہ رہنا، باقی رہنا، ثابت رہنا۔

(بَادِرَۃٌ) بَرَزَ ، یَبْرُزُ ، بُرُوْزٌ (ن) ظاہر ہونا۔
(نُغَادِرُ) غَادَرَ ، یُغَادِرُ ، مُغَادَرَۃٌ وغِدَارٌ (باب مفاعلہ) چھوڑ دینا ، باقی چھوڑنا۔

تفسیر مادّہ پرستی کی مذمّت اور دنیاوی ساز و سامان کی بے ثباتی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے گذشتہ آیات میں ایک قصہ بیان فرمایا پھر فرمایا (وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا) اور (اے رسول) ان لوگوں سے (جو دنیا پرستی میں گرفتار ہیں) دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے پانی ، ہم نے اسے بادل سے برسایا پھر زمین سے اُگنے والی چیز اس کے ساتھ مل گئی (پھر وہ خوب پھلی پھولی) پھر وہ چورا چورا (ہو کر ایسی) ہو گئی کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ (تعالےٰ جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے) ہر چیز پر قادر ہے۔

دنیا کی بے ثباتی پر یہ بہترین مثال ہے۔ دنیا کی مثال کھیتی جیسی ہے۔ جس طرح کھیتی پھلتی پھولتی ہے، فصلیں لہلہاتی ہیں کہ یکایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت آتی ہے اور اسے چورا چورا کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح دنیا کی زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی میں خوب مال و اسباب کی فراوانی ہوتی ہے کہ یکایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آکر تمام مال و اسباب کو تباہ کر دیتا ہے یا ناگہانی طور پر چراغ زندگی گل ہو جاتا ہے اور سارے ارمان رکھے کے رکھے رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ، كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○
(الحدید - ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا ، (زیب و) زینت ، آپس میں فخر و (مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے ، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے ، (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہیئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے۔

آگے فرمایا (اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) مال اور بیٹے دنیا کی (زیب و) زینت ہیں (لیکن یہ دونوں فانی وعارضی ہیں برخلاف اس کے) (وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا) باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر اور نیک توقعات کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں (یعنی جو نیک اعمال باقی رہ جاتے ہیں انہی کے صلہ میں اجر وانعام کی امید رکھی جاسکتی ہے)

مال و دولت کی فراوانی اور بیٹوں کی کثرت کا فائدہ عارضی ہے۔ نیک اعمال جو باقی رہ جائیں اور ضائع نہ ہوں تو ان کا فائدہ نجات بخش اور دائمی ہوتا ہے۔

بعض اعمال مقبول نہیں ہوتے۔ دنیا ہی میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر ۔ ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

ریاکاری کی نیت سے صدقہ دینا یا صدقہ دینے کے بعد احسان جتانا یا صدقہ دینے کے بعد مساکین کو ایذا دینا بھی صدقہ کو برباد کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۶۴)

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال اُس پتھر جیسی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو، پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور وہ بارش اسے دھو کر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے، ایسے ہی ریاء کار آدمی کا دیا ہوا اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے، قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہوگی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکیں) اللہ (تعالیٰ) کافروں کو (کبھی) منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

نیک اعمال میں غیر اللہ کو شریک کرنے سے بھی وہ اعمال نیک ضائع ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب من اشرك فی عمله غیر الله جزء ۲ ص ۵۹۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میں (تمام) شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں اس عمل کو اور اس کے شرک کو (دونوں کو) چھوڑ دیتا ہوں۔

ظلم وستم بھی اعمال صالحہ کو ضائع کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَحَدٍ مِّنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب من كانت مظلمة عند الرجل مخللها له جزء ۳ ص ۱۷)

جس نے کسی دوسرے کی عزت آبرو ریزی کی ہو یا کوئی اور ظلم کیا ہو تو اسے چاہیئے کہ آج اُس دن سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوگا، نہ درہم۔ اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ اُس سے اس کے ظلم کی مقدار کے برابر لے لیا جائے گا اور اگر نیک عمل نہیں ہونگے تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔

اعمال کی بربادی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ، فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ○ (البقرۃ - ۲۶۶)

(اے ایمان والو) کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور جس میں ہر قسم کے پھل موجود ہوں، بڑھاپا اسے آگیا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں ایسی حالت میں ایسا بگولا چلے جس میں آگ بھری ہو اور وہ آگ اس باغ کو جلا دے۔ (یقیناً تم میں سے کوئی اسے پسند نہیں کرے گا، تو بتاؤ اگر اسی طرح قیامت کے دن تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں تو کیا تم اسے پسند کرو گے) الغرض اللہ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم غور وفکر کرو (اور اپنے اعمال کو

بربادی سے بچاؤ)۔

الغرض آخرت میں صرف باقی رہنے والے نیک اعمال کا بدلہ ملتا ہے اور جو نیک اعمال ضائع ہو جائیں انکا آخرت میں کوئی اجر نہیں ملتا۔ (وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا) اور (اے رسول) نیک اعمال کا بدلہ اس دن ملے گا جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے جس دن زمین آپ کو (ایک) چٹیل (میدان) کی طرح نظر آئے گی اور جس دن ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے، سب کو جمع کرلیں گے۔ پہاڑوں کو چلانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○

(اذا الشمس کوّرت - ۳)

جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ○

(طٰہٰ - ۱۰۵)

اور (اے رسول، لوگ) آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو چورا چورا کر (کے اڑا) دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ○

(النمل - ۸۸)

اور (اے رسول) آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ یہ (اپنی جگہ پر مضبوطی سے) جمے ہوئے ہیں (ہل نہیں سکتے) مگر (قیامت کے دن) وہ اس طرح چلیں گے جس طرح بادل چلتے ہیں۔

زمین کے چٹیل میدان بنانے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ○ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ○

(طٰہٰ - ۱۰۶ و ۱۰۷)

پھر (اللہ) ان (پہاڑوں) کو ہموار چٹیل میدان میں تبدیل کر دیگا۔ (اے رسول) آپ کو اس (میدان) میں نہ تو کوئی موڑ نظر آئے گا اور نہ کوئی ٹیلا۔

آگے فرمایا (وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا) اور (اے رسول پھر اس دن یہ سب) آپ کے رب کے سامنے صف بصف پیش کئے جائیں گے (لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ) (پھر ہم ان سے کہیں گے آج) تم ہمارے پاس آگئے ہو (ہم نے تم کو اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیا) جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (ہمیں نہ پہلی مرتبہ پیدا کرنے میں کوئی دقت ہوئی اور نہ دوبارہ پیدا کرنے میں کوئی دقت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

(الروم ۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کیلئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا) (تم تو دوبارہ پیدا کرنے اور روز جزا کا انکار کرتے تھے) بلکہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے (سزا و جزا کے لئے) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے (تو اب تم نے دیکھ لیا تمہارا دعویٰ غلط نکلا) (وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ) پھر (اے رسول، ہر ایک کا) اعمال نامہ (اس کے سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ گناہ گار لوگ (ان کی) جو (بداعمالیاں) اس میں (تحریر) ہوں گی ان (کو دیکھ کر ان کی سزا سے) ڈر رہے ہوں گے (وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا) اور یہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس! یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی اور نہ کوئی بڑی بات چھوڑی، سب کو گن گن کر محفوظ کر لیا ہے (وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا) الغرض جو عمل انہوں نے (دنیا میں) کئے ہوں گے وہ ان سب کو (اس میں) موجود پائیں گے (وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا) اور (اے رسول، سب کو ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزاء ملے گی) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗۤ اَمَدًا بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○

(آل عمران ۔ ۳۰)

(یہ سزا) اس دن (دی جائے گی جس دن) ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو بھی موجود پائے گا اور برے اعمال کو بھی موجود پائے گا، (یہ ایسا ہولناک وقت ہوگا کہ اس وقت) وہ چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہوتا، اور (دیکھو) اللہ (تعالیٰ) تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) اللہ بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○

(اذا زلزلت الارض ۔ ۷ و ۸)

تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اُسے (وہاں) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا۔

عمل

اے لوگو، دنیا عارضی مال و متاع ہے۔ اس پر بھروسہ نہ کیجئے اور نہ اس کی خاطر دائمی عیش و راحت کو قربان کیجئے۔

قبول ہو جانے والی نیکیاں کیجئے۔ یہی آپ کے کام آئیں گی۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ
اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ
مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ
بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَآ
اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ
مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا
بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ
النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَ
لَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ | اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا آدم کو سجدہ کرو، تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ جنات میں سے تھا لہذا اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تو (اے انسانو) کیا تم میرے علاوہ اسے اور اُس کی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں، (بے شک) ظالموں کے لئے (بہت) برا بدلہ ہے ﴿۵۰﴾ (اے رسول) میں نے نہ تو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے وقت ان (شیاطین کو اپنی مدد کے لئے) بلایا تھا اور نہ ان کی اپنی پیدائش کے وقت اور میں ایسا نہیں تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو (اپنا قوت) بازو بناتا ﴿۵۱﴾ اور جس دن اللہ (مشرکین سے) فرمائے گا میرے شریکوں کو بلاؤ (یعنی ان لوگوں کو بلاؤ) جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں)، تو (مشرکین) ان کو بلائیں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور (مشرکین ان تک پہنچ نہ سکیں گے اس لئے کہ)

ہم نے ان (دونوں) کے درمیان ایک ہلاک کرنے والی جگہ بنا رکھی ہوگی (۵۲) اور (جب) گناہ گار دوزخ کو دیکھیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کے لئے کوئی جگہ نہیں پائیں گے (۵۳)

معانی ومصادر

(عَضُدًا) عَضَدَ، یَعْضُدُ، عَضْدٌ (ن) مدد کرنا (عَضُدٌ = بازو، قوت بازو)۔
(مَوْبِقًا) وَبِقَ، یَوْبَقُ، وَبَقٌ وَوُبُوْقٌ وَمَوْبِقٌ (س)
وَبَقَ، یَبِقُ، وَبْقٌ (ض وح) ہلاک ہونا۔
(مُوَاقِعُوْنَ) وَاقَعَ، یُوَاقِعُ، مُوَاقَعَةٌ (باب مفاعلہ) گرنا، گرانا۔
(مَصْرِفًا) صَرَفَ، یَصْرِفُ، صَرْفٌ (ض) لوٹانا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر ابلیس کا ذکر کیا اور انسانوں کو یاد دلایا کہ ابلیس تمہارا قدیمی دشمن ہے، اس سے ہوشیار رہنا۔ میدان محشر میں تمہاری رسوائی اور حسرت وندامت کا اصل سبب ابلیس اور اس کی ذرّیت ہوگی۔ اگر تم اس کے اور اس کی ذرّیت کے دھوکے اور فریب سے بچ گئے تو پھر تمہارے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے (وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ) اور (اے لوگو، وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں (اور ابلیس) سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا (كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ) ابلیس جنات میں سے تھا لہذا (اپنی فطری جبلت کے باعث) اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا۔

فرشتوں کے ساتھ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم دیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○

(الاعراف۔ ۱۱ و ۱۲)

اور (اے لوگو) تم کو ہم ہی نے پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ (تمہارے باپ) آدم کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا۔ (اللہ نے اس سے) فرمایا جب میں نے تجھے (سجدہ کرنے کا) حکم دیا تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا، اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں (اس لئے کہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ابلیس نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسد کیا اور ان سے اور ان کی اولاد سے دشمنی کرنے کی ٹھان لی۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ○ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ، وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ○

(الاعراف ۔ ۱۶ و ۱۷)

(ابلیس نے) کہا جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے بھی، ان کے پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا (اور انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دوں گا) پھر تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا قصہ یاد دلاتے ہوئے انسانوں کو متنبہ کیا کہ اپنے قدیمی دشمن سے ہوشیار رہیں پھر فرمایا (أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ، بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا) تو (اے انسانو) کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو (اپنا) دوست بناتے ہو، وہ تو سب کے سب تمہارے دشمن ہیں، (بے شک) ظالموں کے لئے برا بدلہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو کرامت بخشی، فرشتوں سے سجدہ کرایا، پھر ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کو عذاب الٰہی سے بچانے اور دین و دنیا میں کامرانی حاصل کرنے کا پورا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہر طرح سے خیر خواہی کی اور اس کو اپنی رحمت کی آغوش میں لینے کا ہر طرح سے اہتمام کیا تو ایسے خیر خواہ اور محبت کرنے والے اللہ کو چھوڑ کر اپنے دشمنوں کو دوست بنانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ اے انسانو، سوچو اور اپنے حقیقی دوست خیر خواہ کی طرف آؤ اور اس کے در پر اور اس کے فرمان پر جھک جاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے اور اسی طرح تم قیامت کے دن کی رسوائی اور عذاب سے بچ سکتے ہو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا اور شیطان کا کہنا مانتے رہے تو پھر سمجھ لو کہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا تمہارا مقدر بن چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ، إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○ وَأَنِ اعْبُدُونِي، هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ○ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا، أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ○ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ

(قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے بنی آدم، کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے، (لیکن تم نے اس عہد کو بھلا دیا تو) شیطان نے تم

تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

(یٰسٓ ۔ ۶۰ تا ۶۴)

میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو گمراہ کر دیا، کیا تم میں (اتنی) بھی عقل نہیں تھی (کہ اپنے دشمن سے بچتے) (تو اب) یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جو کفر تم کرتے رہے ہو اس کے بدلے میں آج اس میں داخل ہو جاؤ۔

اے انسانو، آخر تم شیطانوں کی عبادت کیوں کرتے ہو، کیوں ان کا کہنا مانتے ہو، آخر وہ کس کام میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں کہ ان کی اس شرکت کے باعث تم انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شریک کر رہے ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ) میں نے نہ تو ان کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے وقت (اپنی مدد کے لئے) بلایا تھا اور نہ ان کو ان کی اپنی پیدائش کے وقت بلایا تھا (اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے) (وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا) میں ایسا نہیں ہوں کہ جو لوگ (میرے راستہ سے میرے بندوں کو) گمراہ کر رہے ہوں اُن کو اپنا (قوت) بازو بناؤں۔

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس کے مقرر کردہ راستے پر چلیں۔ شیاطین انسانوں کو اس کے راستہ پر چلنے سے روکتے ہیں۔ خود ہی اللہ تعالیٰ کے باغی نہیں بنتے، انسانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا باغی بناتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شیطانوں کو اپنا مددگار بنا لے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ پر آنے سے انسانوں کو روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت پر اکساتے ہیں اور جب شیاطین کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مددگار نہیں تو ان کی عبادت بالکل لغو اور بے بنیاد ہے (وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا) اور (اے انسانو وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ (مشرکین سے) فرمائے گا میرے شریکوں کو (اپنی مدد کے لئے) بلاؤ (یعنی ان شریکوں کو بلاؤ) جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ میرے شریک ہیں) تو وہ (مشرکین) ان کو بلائیں گے لیکن شریک ان کو کوئی جواب نہیں دیں گے اور (مشرکین ان تک پہنچ نہیں سکیں گے اس لئے کہ) ہم ان (دونوں) کے درمیان ایک ہلاک کرنے والی جگہ بنا دیں گے۔ (جس کو وہ عبور نہیں کر سکیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ

اور (جب قیامت کا دن ہوگا تو ظالموں سے کہا جائے گا آج) تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے ہو جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ اکیلے اکیلے پیدا کیا تھا اور جو (مال و متاع) ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور

تَزْعُمُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۹۵)

(آج) ہم تمہارے ساتھ سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تم لوگوں میں (نفع و نقصان پہنچانے کے لحاظ سے ہمارے) شریک تھے، (آج) تمہارے آپس کے تمام تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔

آگے فرمایا (وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا) اور (اے انسانو جب) گناہ گار دوزخ کو دیکھیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کے لئے کوئی جگہ نہ پا سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ○ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ○ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ○
(الشوریٰ ۔ ۴۴ تا ۴۷)

اور جس شخص کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس کا کوئی کارساز نہیں (کہ اس کو گمراہی سے نجات دے سکے) اور (اے رسول) ظالم جب عذاب کا نظارہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی سبیل ہے اور جب وہ عذاب پر پیش کئے جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ذلت کے ساتھ عاجزی کر رہے ہوں گے اور (شرم کی وجہ سے کسی سے آنکھ نہیں ملائیں گے بلکہ) کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، (اس وقت) ایمان والے کہیں گے بے شک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں ڈالا، خبردار ہو جاؤ بے شک ظالم دائمی عذاب میں (مبتلا) ہوں گے۔ وہاں اللہ کے علاوہ ان کے لئے کارساز نہیں ہوں گے جو اُن کی مدد کر سکیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے (گمراہی سے نکلنے کی) کوئی سبیل نہیں۔

(اے لوگو) اپنے رب (کے احکام) کو قبول
کر دقبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کو اللہ
کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں، اس دن
تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم
(گناہوں کا) انکار ہی کر سکو گے۔

عمل

اے لوگو شیطان آپ کا قدیمی دشمن ہے۔ اس کو دوست نہ بنائیے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنائیے۔

اے لوگو، شیطان کسی کام میں بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شریک نہ کیجئے۔ صرف اللہ تعالےٰ کا کہنا مانیئے۔

اے لوگو، کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور حقوق میں شریک نہ کیجئے۔ یہ شریک میدانِ محشر میں آپ کے کام نہیں آسکیں گے دنیا میں بھی صرف اسی کو پکاریئے جو میدان محشر میں آپ کے کام آ سکے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ، وَكَانَ
الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا
اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا
رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ
الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ
اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ،

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا
اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا
قَدَّمَتْ يَدٰهُ ، اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ، وَاِنْ تَدْعُهُمْ
اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا

أَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ، لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ، بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾

ترجمہ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو (سمجھانے کے) لئے ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائی ہیں، لیکن انسان تمام مخلوقات سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے (ہر مثال میں کوئی نہ کوئی جھگڑے کی بات نکال لیتا ہے) ﴿٥٤﴾ اور (اب) جبکہ ان کے پاس ہدایت آچکی ہے تو انہیں کس بات نے ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے روک رکھا ہے سوائے اس کے کہ اگلے لوگوں (میں جو اللہ) کی سنت (رہی ہے وہی) ان لوگوں کو بھی پہنچ جائے یا ان کے سامنے (ہمارا) عذاب آموجود ہو ﴿٥٥﴾ اور ہم رسولوں کو تو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ (مؤمنین کو) خوشخبریاں

سنائیں اور (فاسقین کو) ڈرائیں پھر بھی جو لوگ کافر ہیں وہ باطل کی بنیاد پر جھگڑا کرتے ہیں اور باطل ہی کے ذریعہ حق کو بے دخل کرنے کی کوشش، کرتے ہیں، انہوں نے ہماری آیات کو اور جس چیز سے انہیں ڈرایا جاتا ہے ہنسی کھیل بنا رکھا ہے (۵۶) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے اور جو اعمال اس نے آگے بھیج دئے ہیں ان کو بھول جاتا ہے (بات یہ ہے کہ) ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں تاکہ وہ حق کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ (ڈال دیا ہے تاکہ سُن نہ سکیں) اور (اے رسول) اگر اس حالت میں آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو یہ کبھی ہدایت کی طرف نہ آئیں گے (۵۷) اور (اے رسول) آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے، اگر وہ ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑے تو ان پر (بہت) جلدی عذاب بھیج دے لیکن (وہ ایسا نہیں کرے گا) اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے (جب وہ وقت آجائے گا تو) اللہ (کے دامن رحمت) کے علاوہ کہیں پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے (۵۸) اور (اے رسول) ان بستیوں کو (جن کو یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ویران پڑی ہیں) ہم نے ان کو (اسی وقت) تباہ و برباد کیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی تباہی کا بھی ایک وقت مقرر کر رکھا تھا (وقت مقررہ سے پہلے عذاب نہیں بھیجا) (۵۹)

معانی و مصادر

(جَدَلٌ) جَدَلٌ، یَجْدِلُ، جَدَلٌ (ن وض) سخت جھگڑالو ہونا۔
(لِیُدْحِضُوْا) اَدْحَضَ، یُدْحِضُ، اِدْحَاضٌ (باب افعال) پھسلانا، باطل کرنا۔
(مَوْئِلًا) وَأَلَ، یَئِلُ، وَأْلٌ وَوَئِیْلٌ (ض) نجات حاصل کرنا (مَوْئِلٌ = جائے پناہ)۔
(وَقْرٌ) وَقَرَ، یَقِرُّ وَوَقِرَ، یَوْقَرُ، وَقْرٌ (ض وس) کم سننا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو شخصوں کی مثال بیان فرمائی جن میں سے ایک شخص کے پاس دو باغ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور مادہ پرستی کی وجہ سے اس کے باغ تباہ و برباد ہو گئے۔ یہی حال اس شخص کا ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، آخرت میں اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

دوسری مثال میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو کھیتی باڑی سے تشبیہ دی جس طرح لہلہاتی کھیتی عذاب الٰہی سے تباہ و برباد ہو جاتی ہے اسی طرح مشرک کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، آخرت میں کوئی عمل اس کے کام نہیں آتا۔

ان دو مثالوں کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا) اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے (سمجھانے کے لئے) ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائی ہیں لیکن انسان تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا

ہے (ہر مثال میں بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور اچھے نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی جھگڑے کی بات نکال لیتا ہے اور صحیح راستہ پر نہ آنے کے بہانے تلاش کر لیتا ہے)۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرَقَہٗ وَفَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمْ اَلَا تُصَلُّوْنَ فَقَالَ عَلِیٌّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللّٰہِ فَاِذَا شَآءَ اَنْ یَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالَ لَہٗ ذٰلِکَ وَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیْہِ شَیْئًا ثُمَّ سَمِعَہٗ وَھُوَ مُدْبِرٌ یَّضْرِبُ فَخِذَہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قولہ تعالیٰ وکان الانسان اکثر شیء جدلا جزء ۹ ص۱۳۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح جزء اول ص۲۱۳)

ایک رات ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے اور فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے! میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے ہم کو جگا دیتا ہے (ہم نماز پڑھ لیتے ہیں) جب میں نے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیٹھ موڑ کر چلے اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے تو میں نے سنا آپ اپنی ران پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک کام نہ کرنے کے لئے تقدیر کو بہانہ نہیں بنانا چاہئے۔

کفار ایمان نہ لانے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنایا کرتے تھے لیکن یہ بہانے درحقیقت ایمان لانے سے روکنے والے نہیں تھے۔ جو چیز دراصل انہیں ایمان لانے سے روک رہی تھی وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جو ان کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَھُمُ الْھُدٰی وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّھُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ) اور اب جبکہ ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے تو انہیں کس چیز نے ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے روک رکھا ہے سوائے اس کے کہ اگلے لوگوں (میں جو اللہ) کی سنت (رہی ہے وہی) ان لوگوں کو پہنچ جائے (یعنی اس طرح اچانک عذاب آ جائے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا فَجَآءَھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْھُمْ قَآئِلُوْنَ ○ فَمَا کَانَ دَعْوٰھُمْ

اور (اے لوگو) کتنی ہی بستیاں ہیں (جنہوں نے ہماری نصیحت قبول نہیں کی تو) ہم نے انکو نیست و

إِذَا جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ○

(الاعراف - ۴ و ۵)

نابود کر ڈالا، ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا (جب وہ آرام کر رہے تھے) یا (ایسے وقت آیا) جب وہ قیلولہ کر رہے تھے تو جب ان پر عذاب آتا تھا تو ان کے منہ سے بس یہی نکلتا تھا کہ ہم (واقعی) گناہ گار تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ○ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَّقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَ السَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

(الاعراف - ۹۴ و ۹۵)

اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہم (ہمیشہ یہی کرتے رہے کہ) اس بستی کے رہنے والے (کافر) لوگوں کو سختی اور تنگی میں گرفتار کرتے رہے تاکہ وہ (سرکشی چھوڑیں)، عاجزی کریں (اور ایمان لے آئیں، لیکن جب وہ باز نہ آئے تو) ہم نے ان مصائب کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ (مال و اولاد کے لحاظ) سے بہت بڑھ گئے تو کہنے لگے کہ سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء و اجداد کو بھی پہنچتی رہی ہیں (یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے یہ مصائب جو ہم کو پہنچے ان کا سزا سے کوئی تعلق نہیں، الغرض جب وہ دنیا کی کثرت میں مگن ہو گئے) تو ہم نے انہیں اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اچانک پکڑ لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ○

(الانعام - ۴۴)

پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھی خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

آگے فرمایا (أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا) یا ان کے سامنے عذاب آموجود ہو (وہ عذاب کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں لیکن بے بس ہوں، عذاب کو دور نہ کر سکیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا، بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ، رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ، كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○

(الاحقاف ۔ ۲۴ و ۲۵)

پھر جب قوم کے لوگوں نے عذاب کو دیکھا کہ ابر کی صورت میں ان کی وادیوں کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے تو کہنے لگے یہ تو ابر ہے جو ہم پر برسے گا، (ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا) نہیں یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، یہ تو ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے، یہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے نیست و نابود کر دے گی (اور پھر ایسا ہی ہوا) وہ لوگ ایسے (تباہ و برباد) ہوئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا، مجرم لوگوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

قوم عاد عذاب کو دیکھتے دیکھتے ہلاک ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○

(الحاقۃ ۔ ۶ تا ۸)

اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی کو) سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے) کہ وہ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں، تو کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۴۷)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر (خفیہ طور پر) اچانک آجائے یا علی الاعلان (خبردار کرنے کے بعد) آئے تو کیا ظالموں کے علاوہ کوئی اور بھی ہلاک ہوگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفار کو تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی بے خبری میں یکایک ان پر عذاب آجائے یا اس حالت میں ان پر عذاب آجائے کو وہ عذاب کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں اور کچھ نہ کر سکیں۔

آگے فرمایا (وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ) اور (اے لوگو) ہم رسولوں کو تو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ (مؤمنین کو) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں۔ رسولوں کا کام عذاب سے ڈرا دینا ہے، عذاب کا لانا نہیں ہے۔ عذاب کا لانا اللہ کا کام ہے وہ جب چاہے گا عذاب لے آئے گا۔ اس کے ہاں ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ عذاب وقت مقررہ ہی پر آئے گا۔ عذاب سے ڈرا دینے کے بعد بھی (وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا) جو لوگ کافر ہیں وہ باطل کے ذریعہ جھگڑتے ہیں اور باطل ہی کے ذریعہ حق کو بے دخل (کرنے کی کوشش) کرتے ہیں (ان کے پاس حق نہیں ہوتا محض مفروضہ باتوں اور بے بنیاد قصوں وکہانیوں کے ذریعہ حق کا مقابلہ کرتے ہیں) ان کافروں نے ہماری آیات کو اور جس عذاب سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے اُسے ہنسی کھیل بنا رکھا ہے (حالانکہ وہ ہنسی دل لگی کی بات نہیں ہے۔ عذاب کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر آکر رہے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(الشعرآء ۔ ۶)

انہوں نے (قرآن مجید سے منہ پھیر لیا اور اس کی) تکذیب (بھی) کی تو (عذاب کی) جن (خبروں) کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں عنقریب وہ خبریں (عملاً) ان کے سامنے آجائیں گی۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ) اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان سے منہ پھیر لیتا ہے اور جو اعمال اس نے آگے بھیج دئے ہیں ان کو بھول جاتا ہے (اگر وہ اپنے گذشتہ اعمال پر غور کرتا تو اسے اپنے انجام کا احساس ہوتا اور اگر اپنے انجام کا احساس ہوتا تو ضرور اللہ کی آیات کی طرف پوری توجہ دیتا اور ہرگز ان سے منہ نہ پھیرتا لیکن بات یہ ہے کہ ان کی ہٹ دھرمی اور حق پوشی کے فطری نتیجہ کے طور پر) (اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا) ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں (پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے) کہ وہ حق کو سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں (ہم نے) بوجھ (ڈال دیا) ہے (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان میں حق بات سننے کی صلاحیت باقی رہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج ۔ ۴۶)

(اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

الغرض روحانی طور پر ان کے دل اور ان کے کان بیکار ہو گئے ہیں لہٰذا وہ راہِ راست پر نہیں آسکتے۔

(وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا) اور (اے رسول) اگر آپ ایسی حالت میں ان کو ہدایت کی طرف دعوت دیں تو یہ کبھی بھی ہدایت کو قبول نہیں کریں گے (وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ) اور (اے رسول) آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور (بڑی) رحمت والا ہے (کہ ان کو فوری سزا نہیں دیتا ہے۔ یہ اس کی بخشش اور اس کی رحمت ہے کہ مہلت دے رہا ہے تاکہ مہلت کے زمانے میں وہ ایمان لے آئیں اور عذاب سے بچ جائیں) (لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ) (اور) اگر اللہ ان کو ان کے اعمال کی سزا میں (فوری طور پر) پکڑ لیتا تو ان پر بہت جلدی عذاب بھیج دیتا (بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا) لیکن (وہ ایسا کرے گا) نہیں (اس لئے کہ) ان کے لئے (عذاب کا) ایک وقت مقرر ہے (عذاب اس وقت مقررہ پر آئے گا اور جب وہ آئے گا تو) یہ لوگ اللہ (کے دامن رحمت) کے علاوہ ہرگز کہیں پناہ کی جگہ نہ پائیں گے (اس دن اگر اللہ بچانا چاہے تو بچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(النسآء ۱۷۳ و ۱۷۴)

پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے ان کو کچھ اور بھی دے گا اور جن لوگوں نے (اللہ کا بندہ ہونے سے) عار محسوس کی اور تکبر کیا، ان کو اللہ دردناک عذاب دیگا یہ لوگ (وہاں) اللہ کے علاوہ نہ اپنا کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

آگے فرمایا (وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا) اور (اے لوگو، ان بستیوں کو جن کو تم دیکھتے ہو کہ ویران پڑی ہیں) ہم نے (اسی وقت) تباہ و برباد کیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی تباہی و بربادی کا بھی ایک وقت مقرر کر رکھا تھا (نہ ان کو وقت مقررہ سے پہلے ہلاک کیا اور نہ تم کو وقت مقررہ سے پہلے ہلاک کرے گا)۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کے انکار کے لئے بلاوجہ حجتیں قائم نہ کیجئے۔ اس کے نصائح اور امثال پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ اپنے گذشتہ اعمال پر نظر ڈالئے تاکہ آپ کو تصور میں اپنا انجام نظر آجائے اور جب آپ سمجھ لیں کہ آپ کا انجام اچھا نہیں ہوگا تو پھر اس انجام سے بچنے کے لئے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو قبول کیجئے اور اس سے انحراف نہ کیجئے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ
حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ
اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ
بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ
سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا
جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا
لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا
نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ
اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ

وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ
اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ
عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ
فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ
مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ

لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ
تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾
قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ
صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾
قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي
عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ
مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا، حَتَّىٰ إِذَا
رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا، قَالَ
أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا، لَقَدْ

جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ
وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾
فَانْطَلَقَا، حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا
فَقَتَلَهٗ، قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ
بِغَيْرِ نَفْسٍ، لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا
نُّكْرًا ﴿٧٤﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ

إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا
فَلَا تُصٰحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ
لَّدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى
إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ِۨ اسْتَطْعَمَآ
أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا
فِيهَا جِدَارًا يُّرِيدُ أَنْ يَّنْقَضَّ
فَأَقَامَهُ ۚ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ
عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ
بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا
السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ
يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ
اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ
يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا
الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا
وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا
خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ
يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ
تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا
صَالِحًا، فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ
اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ، وَمَا فَعَلْتُهٗ
عَنْ اَمْرِيْ، ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ
تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا جب تک میں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں اپنے (ارادے سے) باز نہیں آؤں گا خواہ میں برسوں چلتا رہوں ﴿۶۰﴾ پھر جب وہ دونوں سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی

مچھلی کو بھول گئے : مچھلی نے سمندر میں سرنگ کے مثل اپنا راستہ بنالیا (۶۱) جب وہ (اس مقام سے) آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت تکان ہوگئی ہے (۶۲) خادم نے کہا کیا آپ نے (نہیں) دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی (کا ذکر کرنا) بھول گیا تھا اس کا آپ سے ذکر کرنا کسی نے نہیں بھلایا مگر شیطان نے۔ اس نے بڑے عجیب طریقے سے سمندر میں راستہ بنالیا (۶۳) موسیٰ نے کہا وہی تو وہ مقام تھا جس کی ہم تلاش میں تھے، الغرض وہ اپنے قدموں کے نشان پر (چلتے ہوئے) واپس لوٹے (۶۴) جب وہ اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ (خاص) سے رحمت عنایت کی تھی اور جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم عطاء کیا تھا (۶۵) موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ جو علم رشد و ہدایت آپ کو دیا گیا ہے اس میں سے آپ مجھے بھی کچھ سکھا دیں (۶۶) (خضر نے) کہا آپ میرے ساتھ رہ کر (میری باتوں پر) صبر نہ کر سکیں گے (۶۷) اور ایسی بات پر جس کا آپ کو علم ہی نہ ہو آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں (۶۸) موسیٰ نے کہا آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کے خلاف (کچھ) نہ کروں گا (۶۹) (خضر نے) کہا تم میرے ساتھ چلتے ہو تو کسی چیز کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی تم سے اس کے ذکر کی ابتداء نہ کروں (۷۰) الغرض وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی میں سوراخ کر دیا، موسیٰ نے کہا آپ نے کشتی میں اس لئے سوراخ کیا ہے کہ اس کے مسافروں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے عجیب بات کی (۷۱) خضر نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) صبر نہ کر سکو گے۔ موسیٰ نے کہا (میں بھول گیا لہذا) جو بھول مجھ سے ہوگئی ہے اس پر آپ مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے (اس) کام میں مجھے مشکل میں نہ ڈالئے (۷۳) (اس گفتگو کے بعد وہ) آگے روانہ ہوئے یہاں تک کہ انہیں ایک لڑکا ملا۔ خضر نے اُسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ نے کہا آپ نے ایک معصوم بچہ کو بغیر قصاص کے قتل کر دیا، یہ تو آپ نے بہت ہی بُرا کام کیا (۷۴) خضر نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) صبر نہ کر سکو گے (۷۵) موسیٰ نے کہا اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا، (واقعی اب) آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں (آپ کے لئے معقول عذر ہوگا کہ آپ مجھے مزید اپنے ساتھ نہ رکھیں) (۷۶) پھر وہ دونوں آگے چلے یہاں تک کہ وہ ایک بستی میں پہنچے۔ انہوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا۔ بستی والوں نے ان کی مہمانداری کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں انہوں نے اس بستی میں ایک دیوار کو دیکھا کہ گرنے والی ہے۔ خضر نے (مرمت کر کے) اُسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام پر (بستی والوں سے) اجرت لے سکتے تھے (۷۷) (خضر نے) کہا (بس) اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے، البتہ جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے ان کی اصل حقیقت میں تمہیں بتاتا ہوں (۷۸) وہ کشتی چند مسکینوں

کی تھی جو سمندر میں (کشتی چلا کر مسافروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے کا) کام کرتے ہیں، آگے چل کر (ان کا گذر) ایک (ایسے) بادشاہ (کے ملک سے ہونے والا تھا) جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا ہے، میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب دار کر دوں (تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ سکے) ﴿۷۹﴾ اور وہ لڑکا (جس کو میں نے قتل کیا) اس کے ماں باپ مؤمن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ (بڑا ہو کر) سرکشی اور کفر کر کے انہیں تکلیف نہ پہنچائے ﴿۸۰﴾ ہم نے چاہا کہ ان کا رب ان کو بدلے میں ایک ایسا بیٹا عطاء کرے جو پاکیزگی اور شفقت کے لحاظ سے اس سے بہتر ہو ﴿۸۱﴾ اور رہی وہ دیوار تو وہ اس شہر کے رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ (گڑا ہوا) تھا۔ ان دونوں لڑکوں کا باپ (بہت) نیک آدمی تھا لہٰذا تمہارے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ خود نکالیں (کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوار گرنے سے خزانہ ظاہر ہو جائے اور دوسرے لوگ اس پر قبضہ کر لیں۔ ان تمام کاموں میں جو میں نے کئے) تمہارے رب کی (بڑی) رحمت (پوشیدہ) تھی اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے (بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کئے)، یہ ہے ان کاموں کی حقیقت جن (کی ظاہری کیفیت) پر تم سے صبر نہ ہو سکا ﴿۸۲﴾

معانی و مصادر

(اَبْرَحُ) بَرِحَ، یَبْرَحُ، بَرَحٌ وبَرَاحٌ (س) ہل جانا، ہٹ جانا۔
(اَمْضٰی) مَضٰی، یَمْضِیْ، مُضِیٌّ (ض) چلے جانا۔
(حُقُبٌ) حُقُبٌ = ۸۰ سال یا اس سے بھی بڑا عرصہ۔ حُقُبٌ کی جمع اَحْقَابٌ۔
(سَرَبٌ) سَرِبَ، یَسْرَبُ، سَرَبٌ (س) چھلکنا، بہنا۔
سَرَبَ، یَسْرُبُ، سُرُوْبٌ (ن) جاری ہونا، چلتے رہنا۔ (سَرَبٌ = بل، زمین کے اندر گڑھا)۔
(غَدَآءٌ) غَدِیَ، یَغْدٰی، غَدًا (س) صبح کے وقت کھانا (غَدَآءٌ = صبح کے وقت کا کھانا، ناشتہ)
(نَصَبًا) نَصَبَ، یَنْصِبُ، نَصْبٌ (ن وض) تھکانا، تکلیف پہنچانا، کھڑا کر دینا (نَصَبٌ = تکان)۔
(اٰوَیْنَا) اٰوٰی، یَاْوِیْ، اُوِیٌّ (ض) پناہ لینا۔
(نَبْغِ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبُغْیَةٌ وبِغْیَةٌ (ض) سرکشی کرنا، ڈھونڈنا، زنا کرنا۔
(اِرْتَدَّا) اِرْتَدَّ، یَرْتَدُّ، اِرْتِدَادٌ (باب افتعال) لوٹنا، لوٹانا، مرتد ہونا۔
(قَصَصًا) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصٌّ (ن) بیان کرنا، قدم بقدم چلنا۔
(رُشْدٌ) رَشَدَ، یَرْشُدُ، رُشْدٌ ورَشَادٌ (ن) ہدایت پانا۔
(خُبْرًا) خَبَرَ، یَخْبُرُ، خُبْرٌ وخِبْرَةٌ (ن) تجربہ سے جاننا، خبر دینا۔ (خُبْرٌ کسی چیز کا علم، تجربہ، مشاہدہ)

(خَرَقَ) خَرَقَ، یَخْرِقُ، خَرْقٌ (ن وض) پھاڑنا، نیزہ مارنا۔
(اِمْرٌ) اَمَرَ، یَاْمُرُ، اَمْرٌ واِمْرَۃٌ واِمَارٌ (ن) حکم دینا۔ (اِمْرٌ = عجیب کام، منکر)
(تُرْہِقْ) اَرْہَقَ، یُرْہِقُ، اِرْہَاقٌ (باب افعال) مکلّف کرنا، آمادہ کرنا، تاخیر کرنا۔
(عُسْرًا) عَسِرَ، یَعْسَرُ، عُسْرٌ، وعَسَرٌ وعُسُرٌ (س) مشکل ہونا۔
عَسُرَ، یَعْسُرُ، عُسْرٌ وعَسَارَۃٌ (ک) مشکل ہونا۔
(زَکِیَّۃٌ) زَکَا، یَزْکُوْ، زَکَاءٌ وزُکُوٌّ (ن) بڑھنا، اچھا ہونا، پاک ہونا۔
زَکِیَ، یَزْکٰی، زَکًی (س) پاک ہونا، بڑھنا، اچھا ہونا۔
(رُحْمٌ) رَحِمَ، یَرْحَمُ، رَحْمَۃٌ، مَرْحَمَۃٌ ورُحْمٌ ورُحُمٌ (س) رحم کرنا، شفقت کرنا۔
(اَشُدَّ) شَدَّ، یَشُدُّ، شَدٌّ (ن وض) بلند ہونا، قوی ہونا، گرہ لگانا، گرہ کو مضبوط کرنا۔
(اَشُدَّہٗ = جوانی)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا حال بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَامَ مُوْسَی النَّبِیُّ خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ اِذْ لَمْ یَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَیْہِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِیْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ ھُوَ اَعْلَمُ مِنْکَ قَالَ یَارَبِّ وَکَیْفَ بِہٖ فَقِیْلَ لَہٗ اِحْمِلْ حُوْتًا فِیْ مِکْتَلٍ فَاِذَا فَقَدْتَّہٗ فَھُوَ ثَمَّ۔

موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بنی اسرائیل میں تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ موسیٰ نے کہا میں سب سے بڑا عالم ہوں۔ اللہ نے ان پر خفگی کا اظہار فرمایا کیوں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ جانتا ہے۔ پھر اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں وہاں

(صحیح بخاری کتاب العلم باب ما یستحب للعالم اذا سئل ای الناس اعلم ۱/۱۴۱)

میرا ایک بندہ ہے وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے موسیٰ نے عرض کیا اے اللہ میں اس تک کیسے پہنچوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لو جہاں وہ گم ہو جائے وہیں وہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا) اور (اے رسول) وہ وقت یاد کیجئے جب موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی یوشع بن نون) سے کہا (میں خضر سے ملنے جا رہا ہوں لہٰذا) میں مسلسل چلتا رہوں گا حب تک میں سمندروں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں خواہ میں سالہا سال تک چلتا رہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَّحَمَلَا حُوْتًا فِیْ مِكْتَلٍ حَتّٰٓى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوْسَهُمَا فَنَامَا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب ما یستحب للعالم اذا سئل ای الناس اعلم ۱/۱۴۱)

پھر موسیٰ چلے اور ان کے ساتھ ان کے ایک نوجوان (ساتھی) یوشع بن نون بھی تھے۔ ان دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی۔ جب وہ پتھر کے پاس پہنچے تو اپنے سر (زمین پر) رکھ کر سو گئے۔

یہی وہ جگہ تھی جہاں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنا تھا اور اسی جگہ دونوں سمندروں کا سنگم تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا) جب وہ دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس جگہ اپنی مچھلی کا خیال نہیں رہا) مچھلی نے سمندر میں سرنگ کے مثل اپنا راستہ بنا لیا (یوشع بن نون نے مچھلی کے نکلنے اور سمندر میں داخل ہو جانے کو دیکھا لیکن وہ اس بات کا تذکرہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرنا بھول گئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا وَّكَانَ لِمُوْسٰی وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا (صحیح بخاری کتاب العلم)

مچھلی زنبیل سے نکل بھاگی۔ اُس نے سمندر میں سرنگ کے مثل اپنا راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کے لئے یہ بات تعجب خیز تھی۔ وہ دونوں ایک رات دن میں جتنا باقی رہا تھا چلتے رہے۔

الغرض وہ دونوں جب اس مقام کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اور جب انہیں چلتے چلتے صبح ہو گئی تو انہیں ناشتہ کی ضرورت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا) جب وہ دونوں اس مقام سے آگے بڑھ گئے تو صبح کے وقت موسیٰ نے اپنے

نوجوان (ساتھی) سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت تکان ہوگئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَجِدْ مُوسٰى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أُمِرَ بِهٖ (صحیح بخاری کتاب العلم)

موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اس وقت تک تکان محسوس نہیں ہوئی جب تک وہ اس جگہ سے آگے نہ بڑھے جس جگہ تک ان کو جانے کا حکم ہوا تھا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ناشتہ طلب کیا تو اس نوجوان ساتھی کو مچھلی کا سمندر میں چلا جانا یاد آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ أَرَءَيْتَ إِذْ أَوَيْنَآ إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ أَنْسٰنِيْهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ أَنْ أَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا) اس نے کہا: آپ نے (نہیں) دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو (مچھلی تو اسی جگہ سمندر میں چلی گئی تھی) میں (آپ سے) اس (کا ذکر کرنا) بھول گیا اور یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا، اس (مچھلی) نے تو (بڑے) عجیب طریقہ سے سمندر میں (اپنا) راستہ بنالیا (اور سمندر میں داخل ہوگئی) (قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى ءَاثَارِهِمَا قَصَصًا) موسیٰ نے کہا وہی تو مقام تھا جس کی ہم تلاش میں تھے۔ الغرض وہ اپنے قدموں کے نشانات پر (چلتے ہوئے) واپس لوٹے (چلتے چلتے جب وہ اس پتھر کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس مقام پر خضر کو پایا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (یعنی خضر) کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عنایت کی تھی اور جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم عطاء کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ تَسَجّٰى بِثَوْبِهٖ فَسَلَّمَ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)

جب وہ دونوں اس پتھر کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کپڑا لپیٹے ہوئے (وہاں موجود) ہے موسیٰ نے (اس کو) سلام کیا خضر نے کہا تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آیا۔ موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے کہا ہاں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰٓى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا) (اس گفتگو کے بعد) موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ جو علم رشد و ہدایت آپ کو دیا گیا ہے اس میں سے آپ مجھے بھی کچھ سکھا دیں (قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) انہوں نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر (میری باتوں پر) صبر نہیں کر سکیں گے۔ (وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا)

اور ایسی بات پر جس کا آپ کو علم نہ ہو آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خضر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

يَا مُوسَىٰ إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ (صحیح بخاری کتاب العلم)

اے موسیٰ تم سے میرے ساتھ رہ کر صبر نہ ہو سکے گا اور بات یہ ہے کہ اللہ نے ایک (قسم کا) علم مجھے دیا ہے جو تمہیں نہیں دیا اور تم کو ایک (قسم کا) علم دیا ہے جو مجھے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا) موسیٰؑ نے کہا آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے، میں آپ کے حکم کے خلاف (کچھ) نہ کروں گا (قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا) (خضر نے) کہا اگر تم میرے ساتھ چلتے ہی ہو تو کسی چیز کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی تم سے اس کے بیان کرنے کی ابتداء نہ کروں۔ (فَانطَلَقَا) الغرض وہ دونوں روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَمْشِيَانِ عَلَىٰ سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَىٰ حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوسَىٰ مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُورِ فِي الْبَحْرِ (صحیح بخاری کتاب العلم)

وہ ساحل سمندر پر پیدل چلے جا رہے تھے، ان کے پاس کشتی نہیں تھی (کہ سمندر پار جائیں)۔ اتنے میں ایک کشتی ادھر سے گذری انہوں نے کشتی والوں سے کہا ہم کو سوار کر لو۔ انہوں نے خضر کو پہچان لیا اور موسیٰ اور خضر کو بغیر کرائے کے سوار کر لیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں۔ خضر نے کہا موسیٰ میرے اور تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا) یہاں تک کہ جب وہ دونوں کشتی میں سوار ہو گئے (تو دوران سفر) خضر نے کشتی کا (ایک تختہ نکال کر اس) میں ایک سوراخ کر دیا۔ موسیٰ نے کہا، کیا آپ نے کشتی میں اس لئے سوراخ کیا ہے کہ اس کے مسافروں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے عجیب کام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَىٰ لَوْحٍ مِّنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ مُوسَىٰ قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ

اس کے بعد خضر نے کشتی میں سے ایک تختے کا قصد کیا اور اس کو اکھیڑ ڈالا (حضرت) موسیٰ کہنے

عَمَدْتَّ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)

لگے ان لوگوں نے تو ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور تم نے یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں سوراخ کر دیا تاکہ کشتی والے سب ڈوب جائیں۔

آگے فرمایا (قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) (خضر نے) کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) صبر نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا) موسیٰ نے کہا: (میں بھول گیا لہٰذا) اس بھول پر جو مجھ سے ہو گئی ہے آپ مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجئے اور میرے اس کام میں (کہ میں آپ سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں) مجھے مشکل میں نہ ڈالئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا (صحیح بخاری کتاب العلم)

یہ پہلا اعتراض تو موسیٰ کا بھول سے تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهُ) (اس گفتگو کے بعد) وہ آگے روانہ ہوئے۔ (چلتے چلتے راہ میں) انہیں ایک لڑکا ملا۔ خضر نے اسے قتل کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ (صحیح بخاری کتاب العلم)

پھر وہ دونوں چلے۔ (راستے میں) ایک لڑکا (ملا) جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر نے اوپر سے اس کا سر پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر اکھیڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا) موسیٰ نے کہا: آپ نے ایک معصوم بچہ کو بغیر کسی (مقتول) شخص کے (قصاص کے) قتل کر دیا، یہ تو آپ نے بہت ہی برا کام کیا (قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) خضر نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) صبر نہیں کر سکو گے (قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا) موسیٰ نے کہا: اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے آپ اپنے ساتھ نہ رکھئے گا واقعی آپ میری طرف سے (ساتھ نہ رکھنے کے) عذر کو پہنچ چکے ہیں (اب آپ کے لئے معقول عذر ہو گا کہ آپ مجھے مزید اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ اس عذر کا سبب میرا بار بار سوال کرنا ہے، اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے) (فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهُ) پھر وہ دونوں آگے چلے یہاں تک کہ (چلتے چلتے) وہ ایک بستی میں پہنچے۔ انہوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا۔ بستی والوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں انہوں نے اس بستی میں

ایک دیوار کو دیکھا کہ گرنے والی ہے۔ خضر نے اسے سیدھا کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ فَاَقَامَهٗ (صحیح بخاری کتاب العلم)

حضرت خضر نے اپنا ہاتھ جھکا کر اس کو سیدھا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا) موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام پر (ان بستی والوں سے) اجرت لے سکتے تھے (قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا) خضر نے کہا (بس) اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے (تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے) البتہ جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے ان کی اصل حقیقت میں تمہیں بتاتا ہوں۔ (اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا) وہ کشتی (جس کا تختہ میں نے توڑا تھا) چند مساکین کی تھی جو سمندر میں (کشتی کے ذریعہ مسافروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے کا) کام کرتے ہیں (اور اپنی روزی کماتے ہیں)۔ آگے چل کر (ان کا گذر) ایک (ایسے) بادشاہ (کے ملک میں ہونے والا تھا) جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین لیتا ہے۔ میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب دار کر دوں (تاکہ بادشاہ کشتی کو ان سے نہ چھینے اور وہ بدستور اس کشتی کے ذریعہ اپنی روزی کماتے رہیں) (وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا) اور وہ لڑکا (جس کو میں نے قتل کیا) اس کے ماں باپ مؤمن ہیں، ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ لڑکا (بڑا ہو کر) سرکشی اور کفر کر کے اپنے ماں باپ کو صدمہ نہ پہنچائے (لہٰذا ماں باپ کو صدمہ سے بچانے کے لئے میں نے اس لڑکے کو قتل کر دیا) (فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا) (اسی کے ساتھ) ہم نے یہ چاہا کہ ان کا رب ان کو (اس بیٹے کے) بدلے میں ایک ایسا بیٹا عطاء کرے جو پاکیزگی اور شفقت کے لحاظ سے اس (بیٹے) سے بہتر ہو (وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا) اور رہی وہ دیوار تو وہ اس شہر کے رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی ہے۔ اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ (دفن) ہے۔ ان دونوں (لڑکوں) کا باپ (بہت) نیک آدمی تھا لہٰذا آپ کے رب نے چاہا کہ (وہ خزانہ محفوظ رہے جب تک) وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں (کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوار کے گرنے سے خزانہ ظاہر ہو جائے اور دوسرے لوگ ان لڑکوں کے بالغ ہونے سے پہلے اس پر قبضہ کر کے ان لڑکوں کو محروم کر دیں) (رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ) یہ آپ کے رب کی (ان لڑکوں پر بڑی) رحمت تھی (کہ ان کے مال کو ضائع ہونے سے بچاتا رہا اور خود اس کی حفاظت کرتا رہا) (وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ) اور (اے موسیٰ) یہ (تمام) کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے (بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں کئے)۔

(ذٰلِكَ تَاوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا) یہ ہے ان کاموں کی حقیقت جن (کی ظاہری کیفیت) پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کون تھے اس کا فیصلہ کُن جواب دینا مشکل ہے ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ وہ انسان تھے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ دیکھیں کہ ان سے بھی زیادہ علم رکھنے والا بندہ موجود ہے۔ اگر خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتہ تھے (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) تو پھر دونوں کے علم کا مقابلہ کرنا بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ جب جنس ہی بدل جائے تو مقابلہ کیسا!۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انسان ہونے پہ ایک قرینہ اور بھی ہے وہ یہ کہ وہ جانی پہچانی شخصیت تھے۔ کشتی والوں نے ان کو پہچان لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اخبار غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے رسولوں کے جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران - ۱۷۹)

اور اللہ یہ بھی نہیں کرتا کہ تم سب کو غیب کی باتیں (براہ راست) بتائے بلکہ (اس کام کے لئے) اللہ (تعالیٰ) جن لوگوں کو چاہتا ہے اپنے رسول منتخب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ (الجن - ۲۶ و ۲۷)

غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر بھی نہیں کرتا سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے (اور جب وہ ایسا کرتا ہے) تو وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض اخبار غیب پر مطلع کیا تھا لہذا سورۂ آل عمران اور سورۂ جن کی مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ رسول تھے جن کے ذمہ رسالت کے فرائض کے علاوہ انسانوں کی عقل سے ماوراء احکام الٰہی کی تعمیل بھی تھی۔

خضر نام کی وجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ اَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَآءَ فَاِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۴ ص ۱۹)

ان کا نام خضر اس لئے ہوا کہ وہ ایک سوکھی اور بنجر زمین پر بیٹھے (جہاں سبزی کا نام و نشان نہیں تھا) جب وہ وہاں سے نکلے تو زمین سر سبز ہو کر لہلانے لگی۔

عمل

اے لوگو، اگر آپ کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اپنے اندازے سے اس کے متعلق کچھ نہ کہئے۔ اس کے علم کو اللہ کے حوالے کیجئے۔

اے ایمان والو، علم دین حاصل کرنے کے لئے اگر سفر کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں تو برداشت کر لیجئے۔

اے لوگو، بھول چوک پر کسی کی گرفت نہ کیجئے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ
قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ
مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ
سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ
عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا
قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ
اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ
رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾
وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَلَهُ جَزَاءَ الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ
لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ
سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ
قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا

سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ، وَقَدْ اَحَطْنَا
بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ
سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ
السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا
قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ
فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ
خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ

بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي
فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ
أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾
آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ، حَتَّىٰ
إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
قَالَ انْفُخُوا، حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ
نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ
قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ
وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ
وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا
بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ
وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾
وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ
عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ
فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ اور (اے رسول، یہ لوگ) آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے میں اس کا کچھ حال تم کو پڑھ کر سناتا ہوں (۸۳) ہم نے زمین میں اس کو (بڑی) قوت عطا کی تھی اور ہر طرح کا ساز و سامان بھی اس کو دیا تھا (۸۴) اس نے ساز و سامان جمع کیا (پھر وہ سفر پر روانہ ہوا) چلتے چلتے جب وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا تو اُسے ایسا محسوس ہوا کہ سورج ایک کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اس چشمہ کے پاس اسے ایک قوم ملی تو ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تمہیں دونوں قدرتیں حاصل ہیں) خواہ تم انہیں تکلیف دو خواہ تم ان (کے معاملہ) میں بھلائی (کا راستہ) اختیار کرو (۸۶) ذوالقرنین نے (اس قوم سے کہا خبردار تم میں سے) جو شخص ظلم کرے گا ہم اسے سزا دیں گے پھر (جب) وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے اور بھی زیادہ سخت سزا دیگا (۸۷) اور وہ شخص جو ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے اچھا بدلہ ہے اور ہم بھی اپنے امر (حکومت) میں اس سے آسان بات کہیں گے (کسی قسم کی سختی نہیں کریں گے) (۸۸) پھر ذوالقرنین نے (ایک اور سفر کے) ساز و سامان کا اہتمام کیا (۸۹) (ساز و سامان کی تیاری کے بعد وہ سفر پر روانہ ہوا) یہاں تک کہ جب وہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا ہے جن کے لئے ہم نے سورج کے آگے کوئی آڑ نہیں بنائی تھی (۹۰) (ہم نے ان کو ایسا ہی (بنایا تھا) اور جو کچھ (ساز و سامان) ذوالقرنین کے پاس تھا ہمیں اس کا بھی بخوبی علم تھا (۹۱) پھر ذوالقرنین نے (ایک اور سفر کے لئے) ساز و سامان کا اہتمام کیا (۹۲) (ساز و سامان کی تیاری کے بعد وہ سفر پر روانہ ہوا) یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان دیواروں کے اس طرف کچھ لوگوں کو دیکھا جو (کسی کی) بات نہیں سمجھتے تھے (۹۳) ان لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج (ہماری) زمین میں (آکر) فساد مچاتے رہتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کوئی خراج مقرر کر دیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی دیوار بنا دیں (۹۴) ذوالقرنین نے کہا مال (کے سلسلہ) میں جو قوت میرے رب نے عطاء کی ہے وہ (میرے لئے) اچھی (طرح کافی) ہے البتہ (بس) تم محنت سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک اوٹ بنا دوں گا (۹۵) تم میرے پاس لوہے کی تختیاں لاؤ (وہ لوہے کی تختیاں لائے اور ان کو دیواروں کے درمیان میں رکھتے رہے) یہاں تک کہ جب انہوں نے دونوں دیواروں کے درمیان میں جو شگاف تھا اسے برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے ان سے کہا اب اسے دھونکو (انہوں نے دھونکنا شروع کیا) یہاں تک کہ جب اسے (دھونک دھونک کر) انگارا کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ میں اسے اس پر ڈال دوں (۹۶) (الغرض وہ شگاف بند ہو گیا) تو یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے (۹۷) ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے مجھے ایسا کرنے کی قوت عطاء کی) بہرحال جب میرے رب کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا تو وہ اسے زمین کے برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے (۹۸) اس دن ہم ان میں سے

بعض کو چھوڑ دیں گے تو وہ ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو ہم ان سب کو (میدان محشر میں) جمع کریں گے (۹۹) اس روز ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے (۱۰۰) یعنی ان لوگوں کے سامنے) جنکی آنکھوں پر میرے ذکر کے لئے (غفلت کا) پردہ پڑا ہوا تھا اور (کانوں میں ایسا بوجھ تھا کہ) وہ سن نہیں سکتے تھے (۱۰۱)

معانی ومصادر

(حَمِئَۃٍ) حَمِئَ، یَحْمَئُ، حَمْأٌ وَحَمَأٌ (س) کیچڑ دار ہونا۔ کالی مٹی مل جانا (حَمِئَۃٌ = کیچڑ دار)۔

(خُبْرًا) خَبَرَ، یَخْبُرُ، خُبْرٌ وَخِبْرٌ وَخُبْرَۃٌ و مَخْبَرَۃٌ (ک وف) جاننا۔

(سَبَبًا) سَبَبٌ = رسّی، ذریعہ، راستہ، ساز و سامان، اس کی جمع اَسْبَابٌ ہے۔

(خَرْجًا) خَرَجَ، یَخْرُجُ، خُرُوْجٌ (ن) نکلنا (خَرْجٌ = خَرَاجٌ = لگان)۔

(رَدْمًا) رَدَمَ، یَرْدِمُ، رَدْمٌ (ض) سوراخ یا دروازہ بند کرنا (رَدْمٌ = اوٹ، آڑ)۔

(زُبَرٌ) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ن) منع کرنا، جھڑکنا، پتھر مارنا، پتھر سے تعمیر کرنا (زُبَرٌ، زُبْرَۃٌ کی جمع = لوہے کی تختیاں)۔

(سَاوٰی) سَاوٰی، یُسَاوِیْ، مُسَاوَاۃٌ (باب مفاعلہ) برابر کرنا، انصاف کرنا۔

(صَدَفَیْنِ) صَدَفَ، یَصْدِفُ، صَدْفٌ (ض) جھک جانا، اعراض کرنا، رک جانا، لوٹا دینا، (صَدَفٌ = پہاڑوں کے درمیان شگاف، سیپ)۔

(قِطْرًا) قَطَرَ، یَقْطُرُ، قَطْرٌ وَقُطُوْرٌ وَقَطَرَانٌ (ن) بہنا (قِطْرٌ = پگھلا ہوا تانبا)۔

(اِسْطَاعُوْا) یہ اصل میں اِسْتَطَاعُوْا ہے جس میں سے ت حذف کر دی گئی ہے۔

(دَکَّاءَ) دَکَّ، یَدُکُّ، دَکٌّ (ن) زمین کے برابر کر دینا، ہموار کر دینا (دَکَّاءُ = ہموار)۔

(عَرْضًا) عَرَضَ، یَعْرِضُ، عَرْضٌ (ض) پیش کرنا، سامنے لانا۔

تفسیر

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ، قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا) اور (اے رسول، یہ لوگ) آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے میں ان کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں (اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے زمین میں ان کو (بڑی) قوت عطاء کی تھی اور ہر طرح کا ساز و سامان بھی ان کو دیا تھا (فَاَتْبَعَ سَبَبًا) تو (ایک دن) انہوں نے (ایک سفر کے لئے) ساز و سامان مہیا کیا (حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَھَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَۃٍ) (پھر وہ روانہ ہوئے اور برابر چلتے رہے) یہاں تک کہ جب وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچے تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ سورج ایک کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے (وَوَجَدَ

عِنْدَهَا قَوْمًا) اس چشمے کے پاس انہیں ایک قوم ملی (قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا) ہم نے کہا: اے ذوالقرنین (تمہیں دونوں قدرتیں حاصل ہیں) خواہ تم انہیں تکلیف پہنچاؤ خواہ تم ان (کے معاملہ) میں بھلائی (کا راستہ) اختیار کرو (قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا) ذوالقرنین نے (اس قوم سے) کہا (ہم تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں) لیکن (تم میں سے) جو شخص ظلم (وزیادتی) کرے گا (تو اس کے ساتھ ہمارا بھلائی کا ارادہ نہیں بلکہ) ہم اسے (سخت) سزا دیں گے پھر (جب) وہ (موت کے بعد) اپنے رب کی طرف لوٹایا جائیگا تو وہ اسے (اور بھی زیادہ) سخت سزا دیگا (وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى) اور وہ شخص جو ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کو (آخرت میں اس کے رب کی طرف سے) اچھا بدلہ ملے گا (وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا) اور ہم بھی اپنے کام کے سلسلہ میں اس سے آسان کام کے لئے کہیں گے (اس کو سختی میں مبتلا نہیں کریں گے)۔ (ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا) پھر (اس سفر کے بعد) ذوالقرنین نے (ایک اور سفر کی) تیاری کی (حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا) ساز وسامان کی تیاری کے بعد وہ سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ (چلتے چلتے) جب وہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا ہے جس کے لئے ہم نے سورج (کی دھوپ اور گرمی سے بچنے کے لئے) اس کے سامنے کوئی پردہ نہیں بنایا (كَذٰلِكَ) اسی طرح (اور ایسی حالت میں وہ لوگ وہاں اپنی زندگی گذارتے تھے ان کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو دھوپ سے بچا سکیں اور نہ ایسی کوئی قدرتی چیز مثلاً درخت، پہاڑ وغیرہ تھے جس کے سائے میں وہ گرمی سے بچ سکیں) (وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا) اور جو کچھ (ساز وسامان) ذوالقرنین کے پاس تھا ہمیں اس کا بھی بخوبی علم تھا (سفر میں ان کے پاس اتنا ساز وسامان کہاں تھا کہ وہ ان کے لئے دائمی طور پر دھوپ سے بچنے کا انتظام کرتے ذوالقرنین وہاں سے واپس آگئے) (ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا) پھر انہوں نے (ایک اور سفر کی) تیاری کی (تیاری مکمل ہونے کے بعد وہ سفر پر روانہ ہوئے۔ وہ برابر چلتے رہے) (حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا) یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو انہوں نے ان دیواروں کے اس طرف کچھ لوگوں کو دیکھا جو (کسی کی) بات نہیں سمجھتے تھے۔ (قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کہا: اے ذوالقرنین، یاجوج اور ماجوج (ہماری) زمین میں (آکر) فساد مچاتے رہتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کوئی خراج مقرر کردیں کہ (اس کے بدلہ میں) آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی دیوار بنا دیں (قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ) ذوالقرنین نے کہا: جو اقتدار اور استحکام میرے رب نے مجھے عطاء کیا ہے وہ (بہت

اچھا ہے (مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں) (فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ) البتہ محنت کے ذریعہ تم میری مدد کرو (اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ رَدْمًا) میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنا دونگا (اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ) (تو اب تم یہ کرو کہ) میرے پاس لوہے کی تختیاں لاؤ (حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا) (وہ لوہے کی تختیاں لالا کر دونوں دیواروں کے درمیان رکھتے رہے) یہاں تک کہ جب ذوالقرنین نے دونوں دیواروں کے درمیان جو شگاف تھا اُسے (پاٹ کر) برابر کر دیا تو (ان لوگوں سے) کہا اب (اسے) دھونکو (وہ لوگ دھونکتے رہے) (حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا) یہاں تک کہ جب اسے (دھونک دھونک کر) انگارا کر دیا تو (قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْہِ قِطْرًا) ذوالقرنین نے کہا (اب) میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ میں اس کو (گرم انگارا بنی ہوئی تختیوں کے) اس (ڈھیر) پر ڈال دوں (انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور ذوالقرنین نے اس شگاف کو بند کر دیا) (فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْھَرُوْہُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَہٗ نَقْبًا) (وہ اتنی بلند اور مضبوط آڑ تھی کہ) پھر یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے) (قَالَ ھٰذَا رَحْمَۃٌ مِّنْ رَّبِّیْ) ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کا فضل و کرم ہے (کہ اس نے مجھے اس کام کو کرنے کی توفیق اور استطاعت عطاء فرمائی) (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَہٗ دَکَّآءَ، وَکَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا) بہرحال جب میرے رب کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا تو وہ اسے زمین کے برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے (پورا ہو کر رہتا ہے)۔

حضرت زینب بنت جحش فرماتی ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا یَوْمًا فَزِعًا یَّقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ ھٰذِہٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَیْہِ الْاِبْھَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا قَالَتْ زَیْنَبُ ابْنَۃُ جَحْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَھْلِکُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا کَثُرَ الْخُبْثُ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب یاجوج ماجوج جزء ۹ ص۶ وصحیح مسلم کتاب الفتن باب اقتراب الفتن جزء ۲ ص۵۲۸)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے آپ فرما رہے تھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ایک آفت سے جو قریب آپہنچی ہے عرب کے لئے خرابی (ہو کر رہے گی) آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے، آپ نے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنا کر بتایا۔ یہ سنکر ام المؤمنین حضرت زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس حال میں کہ نیک بخت لوگ ہم میں موجود ہوں گے ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں جب برائی کی کثرت ہو جائے گی۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں :۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصة یاجوج وماجوج جزء ۴ ص ۱۶۸ وصحیح مسلم کتاب الفتن باب اقتراب الفتن جزء ۲ ص ۵۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی۔ آپ نے ننانوے کا اور انگشت شہادت کا حلقہ بنا کر نوے کا حلقہ بنایا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ذوالقرنین نے جو آڑ بنائی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں ٹوٹنی شروع ہو گئی تھی اور یہ احادیث گویا (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ) کی تفسیر ہیں۔

آگے فرمایا (وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ) اور ہم اس دن ان میں سے بعض کو (اس طرح) چھوڑ دیں گے کہ وہ (ان میں سے) بعض کے ساتھ (لہروں کی طرح) گڈمڈ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ○ (الانبیآء ۔ ۹۶)

یہاں تک کہ جب (قیامت آئے گی تو اس سے کچھ عرصہ پہلے) یاجوج ماجوج کھول دئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں:

اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ (صحیح مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہیں دیکھ لو گے۔ پھر آپ نے ذکر کیا دھوئیں کا، دجال کا، زمین کے جانور کا، مغرب سے سورج کے نکلنے کا، اور حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کا، یاجوج ماجوج کا اور تین جگہ زمین کے دھنسنے کا: ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں

کتاب الفتن باب فی الایات التی تکون قبل الساعۃ جزء ۲ صـ۵۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَاْتِي عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى قَوْمٍ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُّجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَكَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِّاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ

اور ان سب نشانیوں کے بعد ہمیں سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانکتی ہوئی ان کے جمع ہونے کی جگہ لے جائے گی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اس کو باب لُد پر پائیں گے پھر اس کو قتل کریں گے پھر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا ہوگا۔ وہ شفقت سے ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو خوشخبری سنائیں گے ان درجات کی جو بہشت میں ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالےٰ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں لہذا تم میرے بندوں کو پناہ کے لئے کوہ طور پر لے جاؤ۔ پھر اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر اونچی جگہ سے نکل پڑیں گے۔ ان میں سے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ سے گذریں گے اور جتنا پانی اس میں ہوگا سب پی جائیں گے۔ پھر ان کے پیچھے والے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس جھیل میں پانی تھا اور اللہ کے پیغمبر عیسٰی (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب گھرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر آج کے سو دینار سے بہتر ہوگا۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسٰی (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی دعاء کریں گے پھر اللہ تعالےٰ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا۔ انکی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو صبح تک سب مرجائیں گے

ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَّا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ جزء ۲ ص ۵۷۳)

جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر اللہ کے رسول عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی زمین پہ اتریں گے تو زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی انکی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے (یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوں گی) پھر اللہ کے رسول عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی اللہ سے دعاء کریں گے تو اللہ ایسے پرندوں کو بھیجے گا جن کا جسم بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر ہوگا۔ وہ ان کو اٹھا کر لے جائیں گے اور ان کو اس جگہ پھینک دیں گی جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسا پانی برسائے گا کہ کوئی مٹی کا گھر اور بالوں کا خیمہ اس پانی سے باقی نہیں بچے گا اس طرح اللہ تعالےٰ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل حوض کے صاف کر دے گا۔

الغرض قیامت کے قریب ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار زمین کے برابر ہو جائے گی اور یاجوج یاجوج نکل پڑیں گے پھر اللہ تعالےٰ ان کو ہلاک کر دیگا جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے۔ پھر قلیل عرصہ ہی گذرے گا کہ قیامت آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا) پھر صور پھونکا جائے گا اور ہم ان سب کو (میدان محشر میں) جمع کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

(الانبیاء ۔ ۹۶ و ۹۷)

یہاں تک کہ (قیامت آجائے اور) جب (قیامت آئے گی تو اس سے کچھ عرصہ پہلے) یاجوج اور ماجوج کھول دئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور (اے رسول) جب (قیامت کا) سچا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) قریب آجائے گا تو یکایک کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، (اس وقت وہ کہیں گے)، ہائے ہماری

خرابی، واقعی ہم اس (ساعت) سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے (اور صرف غفلت میں پڑے ہوئے نہیں تھے) بلکہ ہم (واقعی بڑے) ظالم تھے۔

آگے فرمایا (وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا) (اور جب یہ سب میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے تو) اس روز ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے (اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا) (یعنی ان لوگوں کے سامنے لے آئیں گے جن کی آنکھوں پر ہمارے ذکر کے لئے (غفلت کا) پردہ پڑا ہوا تھا اور (کانوں میں ایسا بوجھ تھا کہ) وہ سن نہیں سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ○
(الشعرآء۔ ۹۱)

اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ○
(النازعات۔ ۳۴ تا ۳۶)

پھر جب وہ بڑی آفت آئے گی اس دن انسانوں کو اپنے اعمال یاد آئیں گے اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے لائی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرد جزء ۲ صـ ۱۳۵ و صحیح مسلم

پھر قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوگا اور نہ کوئی درمیان میں ترجمان ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو (دنیا میں) روپیہ نہیں دیا تھا وہ کہے گا کیوں نہیں بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں تو نے بھیجا تھا۔ پھر اپنے داہنی طرف دیکھے گا تو سوائے آگ کے کچھ

کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ جزء اول ص۲۰۶ واللفظ للبخاری)۔

نظر نہیں آئے گا۔ بائیں طرف دیکھے گا تو سوائے آگ کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہئے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے کر سہی، اگر یہ بھی نہ ملے تو میٹھی بات ہی کہہ کر سہی۔

عمل

اے لوگو، ظلم و زیادتی نہ کیجئے۔ اس کی سزا بہت سخت ہے۔ ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے، اس کی جزا بہت اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر و نصیحت سے غفلت نہ برتئے۔ غور سے سنئے اور اس پر عمل کیجئے۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ
يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي
أَوْلِيَاءَ، إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ
نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ
أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ أُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ
جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ
اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾

ترجمہ کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ (اپنا) کارساز بنائیں (اور انہیں کوئی سزا نہ ملے) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (۱۰۲) (اے رسول آپ ان سے کہئے) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (۱۰۳) (یہ وہ لوگ ہیں) جن کی دنیا کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ یہ سمجھے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں (۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا تھا لہٰذا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تہازو قائم نہیں کریں گے (۱۰۵) یہ یعنی جہنم ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا (۱۰۶)

معانی و مصادر (صُنْعًا) صَنَعَ، یَصْنَعُ، صُنْعٌ (ف) بنانا۔
(نُزُلٌ) نَزَلَ، یَنْزِلُ، نُزُوْلٌ و مَنْزِلٌ و مَنْزَلٌ (ض) کسی کے ہاں مہمان ہونا (نُزُلٌ = مہمانی)۔
(وَزْنًا) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ و زِنَةٌ (ض) تولنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ) کیا ان کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ (اپنا) کارساز بنائیں (اور انہیں کوئی سزا نہ ملے۔ انہیں یقیناً سزا ملے گی) (اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا)

ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ (النسآء ۔ ۳۷)

اور ہم نے کفر کرنے والوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا) (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے کون ہیں (اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا) (یہ وہ لوگ ہیں) جن کی دنیاوی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہوگئیں (آخرت میں ان کے کام نہ آئیں) اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ (هل اتٰك حديث الغاشيه ۔ اتام)

(اے رسول) کیا آپ کو ڈھانکنے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔ اس دن بہت سے (آدمیوں کے) چہرے جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ عمل کرنے والے (اور عمل کرتے کرتے) تھک جانے والے ہوں گے (تاہم) دھکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

(اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا) یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا تھا لہذا ان کے تمام اعمال ضائع ہوگئے اور ہم ان کے لئے (قیامت کے دن) کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے (ان کے اعمال کو تولا ہی نہیں جائے گا اس لئے کہ تولا تو جب جائے جب کوئی نیکی باقی ہو، جب کوئی نیکی باقی ہی نہیں رہی تو کس چیز کو تولا جائے۔ تولنے کا مقصد تو یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں۔ جب نیکیاں ہیں ہی نہیں تو برائیاں ہی برائیاں ہیں اور ان ہی کی بنیاد پر فیصلہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ○ نَارٌ حَامِيَةٌ ○ (القارعة ۔ ۶ تا ۱۱)

تو (اس دن) جس کے اوزان بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگی اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا چیز ہے

وہ دھکتی ہوئی آگ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۱۰۲ تا ۱۰۴)

(اس دن) تو (بس) جس کی تولیں بھاری ہوں گی وہی فلاح پائیں گے اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا (اور اب وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور اس میں ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

آخرت کے لحاظ سے کافروں کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کے نیک اعمال کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ آخرت میں جب وہ پہنچتے ہیں تو ان کے نیک اعمال کالعدم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والاٰخرة جزء۲ صـ۵۲۲)

اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیگا اور آخرت میں بھی دے گا اور کافر کو اسکی نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اللہ کے لئے کی ہوں گی دنیا میں دیا جائے گا پھر جب آخرت ہو گی تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہے گی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّهٗ لَيَاْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورة الکهف جزء۶ صـ۱۱۷ و صحیح مسلم کتاب صفة القیمة جزء۲ صـ۵۱۵)

قیامت کے دن ایک بڑے مرتبہ کے آدمی کو جو بہت موٹا ہو گا لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہو گا۔ پھر آپ نے فرمایا (یہ آیت) پڑھو: فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کے لئے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے یعنی نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہو گی اور نہ ان کے اعمال تولے جانے کے قابل ہوں گے)

اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص دنیا میں کتنی ہی بزرگی اور شان و شوکت کا مالک ہو اس کی یہ بزرگی اور شان و شوکت اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ اس کی اتنی قدر و قیمت بھی نہ ہو گی جتنی مچھر کے پر کی ہوتی ہے۔ اس نے آیات ربانی کا انکار کیا تھا لہٰذا نہ اس کا کوئی وزن رہا اور نہ اس کے اعمال کا۔ اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور کوئی عمل باقی نہیں رہا کہ تولا جائے۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا) انہوں نے جو کفر کیا تھا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا جو مذاق اڑایا تھا یہ جہنم اسی کی سزا ہے۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کارساز نہ بنائیے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کا انکار نہ کیجئے۔ اس کی آیات اور اس کے رسولوں کا مذاق نہ اڑائیے۔ ان کاموں کی سزا بہت سخت ہے اور وہ جہنم کا عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ
نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ
عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مہمانی (کے لئے) فردوس کے باغات ہوں گے ﴿۱۰۷﴾ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا نہ چاہیں گے ﴿۱۰۸﴾

معانی و مصادر (فِرْدَوْسُ) فِرْدَوْسٌ = باغ۔
(حِوَلًا) حَالَ، يَحُوْلُ، حَوْلٌ (ن) ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانا۔ (حَوْلٌ = زوال، انتقال)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں کافروں کے اعمال کے ضائع ہونے اور کافروں کے بُرے انجام کا ذکر تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے نیک عمل اور ان کی جزاء کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مہمانی (کے لئے) فردوس کے باغات ہوں گے۔ (خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا) ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان (میں) سے وہ کسی اور جگہ منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ، نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○	جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے ، یہ ان کی مہمانی

(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۹)

ہوگی ان اعمال کے بدلہ میں جو (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۱ تا ۱۱)

(قیامت کے دن) وہ مؤمن فلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں، جو بیکار باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے حفاظت نہ کرنے پر انہیں کوئی ملامت نہیں اور جو ان کے علاوہ کسی اور کے متلاشی ہوں تو وہ زیادتی کرنے والے ہیں، جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہوں گے (یعنی) یہی لوگ ہوں گے جو (جنت) الفردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آیت زیر تفسیر میں جن نیک اعمال کی طرف خاص طور پر اشارہ کیا گیا ہے ان کی کسی قدر تفصیل سورۂ مؤمنون کی مندرجہ بالا آیات میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فردوس تمام جنتوں میں سب سے اعلیٰ جنت ہے۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْهَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَیْنِ مَا بَیْنَهُمَا كَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْئَلُوْهُ

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے نماز پابندی سے ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں لے جائے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا نہ کی ہو اور وہیں رہا ہو جہاں پیدا ہوا (صحابہ نے عرض کیا) یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اس کی خبر کر دیں (ان کو خوشخبری دے دیں) آپ نے فرمایا (سنو)

الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشه علی الماء جزء ۹ ص ۱۵۳)

جنت میں اوپر تلے سو درجے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر درجے کا دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے پھر جب تم اللہ تعالےٰ سے مانگو تو فردوس مانگو وہ جنت کا مرکزی اور سب سے بلند درجہ ہے (یا جنت کا عمدہ ترین اور سب سے بلند درجہ ہے) اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنّت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَاِنْ يَّكُنْ فِي الْجَنَّةِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْاُخْرٰى تَرٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ اَوَهَبِلْتِ اَوَجَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ اِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَاِنَّهٗ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق ابواب غزوة بدر باب فضل من شهد بدرا جزء ۵ ص ۹۸)

حارثہ بدر کے دن شہید ہوئے۔ وہ لڑکے تھے ان کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں حارثہ سے مجھ کو کیسی محبت تھی۔ اب اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی، ثواب کی امید رکھوں گی اور اگر کسی اور حال میں ہے تو آپ دیکھئے میں کیا کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پر افسوس! کیا تم نے جنت کو ایک سمجھ لیا ہے۔ جنتیں تو بہت سی ہیں اور تمہارا بیٹا تو فردوس میں ہے۔

(نوٹ:۔ جنت میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، نیک عمل کیجئے۔ ایمان اور نیک عمل جنت الفردوس میں جانے کا سبب ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ
مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا
لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ (اے رسول آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کے کلمات (لکھنے) کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائے گا اگرچہ اس کی مدد کے لئے ہم اس جیسا ایک اور سمندر ہی کیوں نہ لے آئیں ﴿۱۰۹﴾

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں البتہ میری طرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے، تو جس شخص کو اپنے رب سے ملاقات کا خوف ہو اُسے چاہئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (۱۱۰)

معانی و مصادر

(مِدَادًا) مَدَّ، یَمُدُّ، مَدٌّ (ن) مدد کرنا، دوات میں سیاہی یا پانی ڈالنا، کھینچنا، لمبا کرنا (مِدَادٌ = سیاہی)۔
(نَفِدَ) نَفِدَ، یَنْفَدُ، نَفَدٌ ونَفَادٌ (س) منقطع ہوجانا، فنا ہوجانا۔
(یَرْجُوْا) رَجَا، یَرْجُوْا، رَجَاءٌ ورَجْوٌ ورَجَاةٌ ومَرْجَاةٌ ورَجَاوَةٌ ورَجَاءَةٌ (ن) امید رکھنا۔

تفسیر

اوپر گذر چکا ہے کہ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندوں کو اپنا کارساز بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝
(الکہف - ۱۰۲)

کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ (اپنا) کارساز بنائیں (اور انہیں کوئی سزا نہ ملے) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی امتیازی شان کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا) (اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے ربّ کے کلمات (لکھنے) کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہوجائے گا (لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اگرچہ ہم (اس سمندر کی) مدد کے لئے ایک سمندر اور ہی کیوں نہ لے آئیں۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝
(لقمٰن - ۲۷)

اور (اے رسول) زمین میں جتنے درخت ہیں اگر (یہ سب) قلم بن جائیں اور سمندر (سیاہی بن جائے اور) اس کے بعد سات سمندر اور سیاہی بن جائیں (پھر ان قلموں اور اس سیاہی سے اللہ کے کلمات لکھے جائیں تو قلم ختم ہوجائینگے، سیاہی ختم ہوجائے گی لیکن) اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش، اس کے احکام و کارنامے اور اس کی صفات عالیہ کا بیان

انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ ایک لا متناہی سلسلہ ہے جس کا احاطہ کرنا انسان کے لئے ناممکن ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اس طرح فرماتے تھے :۔

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ (رواہ الترمذی و صححہ فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ۵۱۱)

میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا تو (ایسی ثناء کا مستحق) ہے جیسی ثناء تو نے اپنے نفس کی خود کی ہے۔

الغرض جس ہستی کی یہ شان ہو کہ اس کے کلمات لکھنے سے دنیا عاجز ہو بھلا کوئی بندہ اس کا شریک ہو سکتا ہے، یقیناً ایسی ہی ہستی کارساز ہو سکتی ہے نہ کہ دوسری ہستیاں جو نہ خالق ہیں اور نہ اس شان کی مالک ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کافروں کا اعتراض تھا کہ یہ رسول کیسے ہو سکتے ہیں، یہ تو ہم ہی جیسے انسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۳)

(اور کہتے ہیں) یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، کیا تم دیدہ و دانستہ جادو (کی باتیں سننے) آتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ (بنی اسرآءیل۔ ۹۴)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے اور کوئی امر مانع نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کسی انسان کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے۔

الغرض کافروں کا یہ اعتراض ایک مستقل اعتراض تھا اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب کئی جگہ دیا۔ آیت زیر تفسیر میں بھی اس اعتراض کا جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ یقیناً میں تم ہی جیسا انسان ہوں (مجھ میں اور تم میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور تمہارے پاس نہیں آتی) (یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) میرے پاس وحی آرہی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے (اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہی رب ہے دوسرا کوئی رب نہیں) (فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

رَبِّہٖ اَحَدًا) تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو (اور چاہتا ہو کہ وہ اپنے رب سے انعام واکرام حاصل کرے) تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (اللہ اکیلے کی عبادت کرے، عبادت واطاعت کو صرف اسی کا حق سمجھے، اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہ کرے۔ دین ساز وشریعت ساز اسی کو مانے، تحلیل وتحریم کرنے والا اسی کو مانے، تمام اعمال اس کی رضاء جوئی کے لئے کرے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ۔ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ ص۵۹۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریکوں سے زیادہ ہر قسم کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک (کے کام) کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسمعۃ جزء ۸ ص۱۳۱ وصحیح مسلم کتاب الزھد باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ ص۵۹۳ و اللفظ للبخاری)

جو شخص (لوگوں کو اپنی نیکی) سنائے گا اللہ تعالیٰ اس (کی برائی یا اس کا عذاب لوگوں) کو سنائے گا اور جو شخص دکھانے کے لئے عبادت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائی (لوگوں) کو دکھائے گا۔

الغرض جس شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا ڈر ہو یعنی جس کو یقین ہو کہ ایک دن حساب وکتاب ہوگا اسے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور شرک کسی قسم کا نہ کرے۔ عمل صالح سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ، وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ○

(الاحزاب - ۲۱)

بے شک رسول اللہ کی (سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (یعنی ہر) اس شخص کے لئے جو اللہ (تعالےٰ) اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

(نوٹ:۔ عبادت کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیجئے۔ جو نیک کام بھی آپ کریں وہ صرف اللہ کی رضاء کے لئے کریں، کسی دوسرے کی رضاء کے لئے نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کو دکھانے کے لئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

كٓهٰيٰعٓصٓ ① ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ
عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ② اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
نِدَآءً خَفِيًّا ③ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ
وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ
الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ
بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَاِنِّيْ
خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ

كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ
مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥ يَّرِثُنِيْ وَ
يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ
رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ
لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧ قَالَ رَبِّ
اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ
امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ
الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ،

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ
خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ
شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ
قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ
ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى
قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى
اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝١١
يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَ
اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَحَنَانًا

مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۚ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾
وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا
عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ
وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

ترجمہ کٓهٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ (اے رسول) یہ آپ کے رب کی اس مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی ﴿۲﴾ جب زکریا نے خفی آواز سے اپنے رب کو پکارا ﴿۳﴾ اس نے کہا اے میرے رب میں تجھ سے دعاء کر کے کبھی محروم نہیں رہا ﴿۴﴾ میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں، میری بیوی بانجھ ہے، تو اپنی بارگاہ سے مجھے ایک وارث عطاء فرما ﴿۵﴾ جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے (اپنا) محب بنا ﴿۶﴾ (اللہ نے) فرمایا اے زکریا ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا ﴿۷﴾ (زکریا نے) کہا اے میرے رب، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں حد سے زیادہ بوڑھا ہو گیا ہوں ﴿۸﴾ (اللہ نے) فرمایا اسی حالت میں ہوگا، تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور اس سے پہلے میں تم کو پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تم کوئی چیز نہیں تھے ﴿۹﴾ (زکریا نے) کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے، (اللہ نے) فرمایا تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم برابر تین رات (و دن) لوگوں سے بات نہ کرو ﴿۱۰﴾ پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ زکریا حسب معمول وعظ و نصیحت کے لئے) اپنے عبادت خانہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور (بجائے زبان سے کچھ کہنے کے) ان سے اشارہ سے کہا کہ صبح و شام (اللہ کی) تسبیح پڑھتے رہو ﴿۱۱﴾ (الغرض یحییٰ پیدا ہوئے اور جب ذرا بڑے ہوئے تو اللہ نے ان سے فرمایا) اے یحییٰ (میری) کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور (اے رسول) ابھی وہ جوان بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے ان کو حکمت عطاء فرما دی ﴿۱۲﴾ مزید برآں ہم نے ان کو اپنے

پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی (عطاء کی تھی) اور وہ (واقعی بڑے) پرہیزگار تھے ⑬ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے، سرکش اور نافرمان نہیں تھے ⑭ ان پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوئے، جس دن وہ وفات پائیں گے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھائیں جائیں گے ⑮

معانی ومصادر

(نِدَاءً) نَادٰی، یُنَادِیُ، مُنَادَاۃٌ ونِدَاءٌ (باب مفاعلہ) بلانا، پکارنا، مشورہ کرنا (خَفِیًّا) خَفِیَ، یَخْفٰی، خَفَاءٌ وخُفْیَۃٌ (س) چھپانا (خَفِیٌّ۔ خَافٍ۔ پوشیدہ)۔
(وَھَنَ) وَھَنَ، یَھِنُ، وَھْنٌ (ض) کمزور ہونا، کمزور کرنا۔
وَھِنَ، یَھِنُ و وَھُنَ، یَوْھُنُ ووَھِنَ، یَوْھَنُ، وَھْنٌ (ح، ك، س) کمزور کرنا۔
(اِشْتَعَلَ) اِشْتَعَلَ، یَشْتَعِلُ، اِشْتِعَالٌ (باب افتعال) بھڑکنا، غصہ ہونا، سفید ہونا۔
(شَیْبًا) شَابَ، یَشِیْبُ، شَیْبٌ وشَیْبَۃٌ ومَشِیْبٌ (ض) بال سفید ہونا۔
(شَقِیًّا) شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقًا وشَقَاءٌ وشَقَاوَۃٌ وشَقْوَۃٌ (س) بدبخت ہونا۔
(یَرِثُ) وَرِثَ، یَرِثُ، وَرْثٌ واِرْثٌ واِرْثَۃٌ ورِثَۃٌ وتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔
(رَضِیًّا) رَضِیَ، یَرْضٰی، رُضًی ورِضْوَانٌ ومَرْضَاۃٌ (س) راضی ہونا۔ (رَضِیٌّ = راضی جمع رُضَاۃٌ، رَاضٍ ورَضِیٌّ اسم فاعل ہیں)۔
(سَمِیًّا) سَمَا، یَسْمُوْ، سُمُوٌّ (ن) نام رکھنا، (سَمِیٌّ = ہم نام، نظیر۔ اَلسَّامِیْ اسم فاعل ہے)۔
(عَاقِرًا) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ وعُقَارٌ وعَقَرَ، یَعْقُرُ، عُقْرٌ وعُقَارَۃٌ (ض وك) بانجھ ہونا۔
(عِتِیًّا) عَتَا، یَعْتُوْ، عُتُوٌّ وعَتِیٌّ وعِتِیٌّ (ن) تکبر کرنا، سرکشی کرنا، اکڑنا۔
(کِبَرٌ) کَبِرَ، یَکْبَرُ، کِبَرٌ ومَکْبَرٌ (س) عمر رسیدہ ہونا۔
(ھَیِّنٌ) ھَانَ، یَھُوْنُ، ھَوْنٌ (ن) نرم وآسان ہونا (ھَیِّنٌ = سہل)۔
(سَوِیًّا) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) سیدھا ہونا (سَوِیٌّ = برابر، انصاف، تخلیق میں مناسب، بے عیب، بے مرض)۔
(مِحْرَابٌ) حَرَبَ، یَحْرُبُ، حَرْبٌ (ن) مال چھین لینا (محراب = جنگجو، صدر مقام، قبلہ)
(بُکْرَۃٌ) بَکَرَ، یَبْکُرُ، بُکُوْرٌ (ن) آگے بڑھنا، صبح کے وقت آنا، صبح کے وقت کرنا (بُکْرَۃٌ = صبح)۔
(عَشِیًّا) عَشَا، یَعْشُوْ، عَشْوٌ (ن) رات کو جانے کا ارادہ کرنا، رات کو چرانا، اعراض کرنا (عَشِیٌّ = شام)۔
(حَنَانًا) حَنَّ، یَحِنُّ، حَنَّۃٌ وحَنَانٌ (ض) شفقت کرنا (اس کے بعد حرف جار عَلٰی آتا ہے)۔
(زَکٰوۃً) زَکَا، یَزْکُوْ، زَکَاءٌ وزَکَی، یَزْکٰی، زَکًی (ن وس) بڑھنا، صالح ہونا، پاکیزہ ہونا (زَکٰوۃٌ = پاکیزگی)۔

(تَقِیًّا) تَقٰی، یَتْقِیْ، تُقًی و تِقَاءٌ و تَقِیَّۃٌ (ض) ڈرنا، متقی ہونا (تَقِیٌّ = متقی)۔
(بَرًّا) بَرَّ، یَبُرُّ، بِرٌّ (ن) اطاعت کرنا، محبت کے ساتھ حسن معاملہ کرنا، (بَرٌّ اسم فاعل ہے جمع اَبْرَارٌ۔ بَرٌّ = بَارٌّ۔ بَارٌّ کی جمع بَرَرَۃٌ ہے)۔
(جَبَّارًا) جَبَرَ، یَجْبُرُ، جَبْرٌ و جِبْرٌ و جُبُوْرٌ و جِبَارَۃٌ (ن) جبر کرنا، اصلاح کرنا (جَبَّارٌ = قَہَّارٌ، متکبر)۔
(عَصِیًّا) عَصٰی، یَعْصِیْ، عَصْیٌ و مَعْصِیَۃٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

تفسیر (کٓہٰیٰعٓصٓ) یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق سورۂ بقرہ کی ابتداء میں لکھا جا چکا ہے (ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا) (اے رسول) یہ آپ کے رب کی اس مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی (اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا) جب زکریا نے خفی آواز سے اپنے رب کو پکارا تھا (قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَہَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا) انہوں نے (اس طرح) دعاء کی تھی: اے میرے رب، میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے (کی وجہ) سے سفید ہو گیا ہے اور اے میرے رب میں تجھ سے دعاء کر کے کبھی محروم نہیں رہا (مجھے امید ہے کہ اب بھی محروم نہیں رہوں گا) (وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ) میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں (وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا) اور (اگرچہ) میری بیوی بانجھ ہے (تاہم میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ) تو مجھے اپنی بارگاہ خاص سے (معجزانہ طور پر) ایک ولی (وارث) عطاء فرما (یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ) جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب (یعنی بنی اسرائیل) کا بھی وارث ہو (وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا) اور اے میرے رب اسے اپنا محب بنا۔ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ (اٰل عمران - ۳۸)

اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے صالح اولاد عطاء فرما بے شک تو دعاء سننے والا (اور دعاء قبول کرنے والا) ہے۔

اس آیت میں طَیِّبَۃً گویا رَضِیًّا کی تفسیر ہے۔
حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بھائی بندوں سے ڈر تھا۔ یہ ڈر کس وجہ سے تھا اس کا ذکر اگرچہ صراحتًا بیان نہیں ہوا لیکن ظاہر ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ کوئی مال تھا اور نہ کوئی جائداد تھی جس کا انہیں فکر ہوتا اور فکر ہوتا بھی کیوں جبکہ ان کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں۔ اولاد ہوتی تو فکر ہوتا کہ اولاد نابالغ ہے کہیں ایسا نہ ہو بھائی بند اولاد کے بالغ ہونے سے پہلے مال و جائیداد پر ناجائز قبضہ کر لیں اور اولاد کو محروم کر دیں۔ اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اگر بھائی بند

جائداد پر قبضہ کرتے ہیں تو کرلیں، اس میں فکر کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اولاد کے نہ ہونے پر وہی حق دار ہیں اور اگر وہ قبضہ کرتے ہیں تو انہی کا حق ہے۔ کسی کی حق تلفی کا اندیشہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مال وجائداد کی نفی یہ بات بھی کرتی ہے کہ وہ بڑھئی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل زکریا علیہ السلام جزء ۲ صفحہ ۲۶۷)

زکریا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بڑھئی تھے۔

بڑھئی ہونے کی صورت میں قرین قیاس نہیں کہ وہ کسی بڑی دولت وجائداد کے مالک ہوں۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء میں یہ الفاظ بھی شامل تھے وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یعنی وہ بیٹا آل یعقوب کا بھی وارث ہو۔ ظاہر ہے کوئی شخص پورے قبیلہ کی دولت کا وارث نہیں ہوسکتا۔ ہر میّت کے وارث اس کے لڑکے، لڑکیاں ہی ہوا کرتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وراثت سے مراد مال ودولت اور جائداد کی وراثت نہیں ہے بلکہ کوئی اور چیز مراد ہے۔

انبیاء علیہم السلام زہد وتقویٰ کے انتہائی بلند مقام پر ہوتے ہیں۔ مرتے وقت دنیا کے مال ودولت کی وراثت مراد نہیں بلکہ حضرت زکریا علیہ السلام کی ارفع واعلیٰ شان کے مطابق ہی کوئی چیز ہونی چاہئے جس کا فکر انہیں دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی دامنگیر ہوا اور وہ چاہتے ہوں کہ خاندان کے افراد تو اس قابل نہیں کہ اسے سنبھال سکیں، کوئی نیک بچہ پیدا ہوجائے تاکہ وہ اس وراثت کو بخیر وخوبی سنبھالے اور اس کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرے۔

مزید برآں اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت بڑی دولت اور جائداد کے مالک تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس دولت وجائیداد پر میرا ہی کوئی لڑکا قبضہ کرے تو یہ بات بالکل باطل ہے۔ حضرت زکریا کو تو معلوم تھا کہ اگر ان کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہو بھی جائے تب بھی وہ تو وارث ہوگا ہی نہیں۔ وہ جو کچھ بھی چھوڑ جائیں گے صدقہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ جزء ۸ صفحہ ۱۸۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ جزء ۲ صفحہ ۸۱)

ہمارا (یعنی انبیاء کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا) اے زکریا ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت کے ساتھ اس کا نام بھی اپنی طرف سے رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت فرشتوں کے ذریعہ دی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

(آل عمران ۔ ۳۹)

(اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کو خوشخبری دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا)، فرشتوں نے ان کو ایسی حالت میں آواز دی کہ وہ عبادت خانہ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، (فرشتوں نے ان سے کہا) کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی (ولادت کی) خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کے کلمہ (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے، وہ سردار، حیادار، نبی اور صالح ہوں گے۔

بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سنکر زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعجب سے پوچھا (قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا) اے میرے رب، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں حد سے زیادہ بوڑھا ہو چکا ہوں (قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـًٔا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی حالت میں ہوگا (اے زکریا سنو) تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (اے زکریا) اس سے پہلے میں تم کو پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تم کچھ نہیں تھے (نہ تمہارا وجود تھا اور نہ تمہارا ذکر، جب تم کچھ نہیں تھے تو تمہیں پیدا کر دیا اور یہ کام میرے لئے مشکل نہیں ہوا تو اب تمہارے ہاں لڑکا پیدا کرنا کیا مشکل ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مشکل اور آسان اس کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتے، اس کے لئے ہر کام آسان ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ○

(آل عمران۔ ۴۰)

اسی طرح ہوگا، اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

(والسمآء ذات البروج ۔ ۱۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (التغابن ۔ ۱) اسی کی بادشاہت ہے ، اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً) (زکریا علیہ السلام نے) عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے (جس سے مجھے معلوم ہو جائے کہ اب لڑکا پیدا ہونے والا ہے) (قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا) اللہ نے فرمایا : تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم برابر تین رات (و دن) لوگوں سے بات نہ کرو (جب تم ایسا کرو گے تو سمجھ لینا کہ بس اللہ تعالیٰ تم کو فرزند عطاء کرنے والا ہے)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○ (اٰل عمران ۔ ۴۱)

تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کرو سوائے اس کے کہ (بوقت ضرورت) اشارہ کر دو، (ان تین دنوں میں) کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرتے رہو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ نشانی مقرر فرما دی کہ وہ تین دن و رات صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور کسی سے بات نہ کریں۔ اگر بات کرنے کی ضرورت ہی پیش آئے تو اشارہ سے بات کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں لڑکا عطاء فرمائے گا۔

اس حکم کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام نے تین دن و رات مسلسل کسی سے بات نہیں کی بلکہ ان ایام میں قوم کو نصیحت کی تو وہ بھی اشارہ سے کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا) (ان ایام میں ایک دن) زکریا (وعظ و نصیحت کے لئے اپنے) عبادت خانہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے (اور بجائے زبان سے کچھ کہنے کے) ان سے اشارہ سے کہا کہ صبح و شام (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح پڑھتے رہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کی اصلاح فرمائی اور ایک لڑکا عنایت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی، ان کو یحییٰ بیٹا

لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ○

(الانبیآء۔ ۹۰)

عنایت کیا اور (اس مقصد کے لئے) ان کے لئے ان کی بیوی کی اصلاح کردی، یہ سب لوگ نیکیاں کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے، امید اور خوف کے ساتھ ہمیں پکارتے رہتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی (کا اظہار) کیا کرتے تھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لڑکا عنایت فرمایا۔ ان پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم تھا کہ ایسے حالات میں لڑکا عنایت فرمایا جبکہ لڑکا پیدا ہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ یہی وہ فضل وکرم ہے جس کی طرف (ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا) میں اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔

لڑکا پیدا ہوا اور حسب فرمانِ الٰہی اس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا (يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا) اے یحییٰ (میری) کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو (یعنی اس پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرتے رہو) اور (اے رسول) ابھی وہ جوان بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے ان کو حکمت (یعنی نبوت) عطاء فرمائی۔

حکم اور حکمت ہم معنی الفاظ ہیں۔ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جوان ہونے سے پہلے حکم دیا گیا تھا یعنی حکمت دی گئی تھی۔ قرآن مجید میں حکم اور حکمت ایک دوسرے کی جگہ کئی مقامات پر استعمال ہوئے ہیں مثلاً:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۱۵۱)

(اور اے ایمان والو، ہم اپنی نعمتیں تم کو عطاء فرما رہے ہیں) اسی طرح جس طرح ہم نے (ایک بہت بڑی نعمت تم کو یہ عطاء فرمائی کہ) ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے تمہارے دلوں کو پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ایسی ایسی باتیں سکھاتا ہے جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ

پھر اللہ تعالیٰ نے داؤد کو بادشاہت دی،

مِمَّا يَشَآءُ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۵۱)

حکمت عطاء فرمائی اور جو کچھ چاہا انہیں سکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ، قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۸۱)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے (اس بات کا) مضبوط عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دیدوں پھر تمہارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اُس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہو تصدیق کرے تو تمہیں اس رسول پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ (اللہ نے ان سے) فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان باتوں پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو۔ نبیوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم نے اس عہد کو قبول کیا اور اسے پورا کرینگے)۔ اللہ نے فرمایا تو (اب) تم اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○

(یوسف ۔ ۲۲)

الغرض جب یوسف جوان ہوئے تو ہم نے ان کو حکم اور علم سے بہرہ مند فرمایا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ○

(الانبیآء ۔ ۷۴)

اور لوط کو ہم نے حکم بھی دیا اور علم بھی دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ○

(الانبیآء ۔ ۷۹)

ہم نے حکم اور علم ان دونوں کو عطاء کیا۔

الغرض حکم سے مراد نبوت ہے اور حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن ہی میں نبوت سے سرفراز فرما دیا گیا تھا۔

آگے فرمایا (وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا) اور (صرف نبوت ہی نہیں بلکہ) ہم نے ان کو اپنے پاس سے شفقت اور پرہیزگاری (بھی عطاء فرمائی تھی) اور وہ (واقعی بڑے)

پرہیز گار تھے (وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا) اور وہ والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے، سرکش اور نافرمان نہیں تھے۔

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۳۹)

وہ اللہ کے کلمہ (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے، وہ سردار، حیادار، نبی اور صالح ہوں گے۔

الغرض حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی خوبیوں کے مالک تھے (وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا) اور (یہی وہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے اللہ نے انہیں ان کی زندگی ہی میں خوشخبری دی تھی کہ) ان پر اس دن بھی سلام تھا جس دن وہ پیدا ہوئے اور اس دن بھی سلام ہوگا جس دن وہ وفات پائیں گے اور اس دن بھی سلام ہوگا جس دن وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے یعنی پیدائش، موت اور قیامت ہر حال میں ان کے لئے سلامتی اور امان ہے۔

عمل

اے ایمان والو، آپ ہر حالت میں دعاء کیا کریں اور کسی حالت میں نا امید نہ ہوا کریں۔

اے ایمان والو، ایسی اولاد کے لئے دعاء کیا کیجئے جو آپ کے بعد دین کی خدمت کی ذمہ واری سنبھالے، جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور متقی اور پرہیز گار رہے، جو والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور تمام نوع انسانی کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کرے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک دعاء سکھائی ہے جو مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ آپ ان الفاظ میں اللہ تعالےٰ سے دعاء کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

(الفرقان ۔ ۷۴)

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو (اس طرح) دعاء مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہماری بیویوں اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہمیں متقیوں کا پیشرو بنا دے۔

حضرت زکریّا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مفصّل حالات

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی تھے۔ وہ بڑے صالح اور نیکیاں کرنے والے تھے۔ (الانعام ۔ ۸۹)

اللہ تعالیٰ کو امید و بیم کے ساتھ پکارتے رہتے تھے اور اس کے ساتھ بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا کرتے تھے (الانبیاء ۔ ۹۰)

اپنی گذر اوقات کے لئے وہ کسی کے دست نگر نہیں تھے بلکہ بڑھئی کا کام کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل زکریا علیہ السلام جزء ۲ صفحہ ۲۴۶)

زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں کوئی لڑکا تولد نہیں ہوا تھا وہ فکر مند رہا کرتے تھے کہ دین کے کام کو کون سنبھالے گا۔ رشتہ داروں سے انہیں اس سلسلہ میں کوئی امید نہیں تھی بلکہ انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں وہ دین کے لئے نقصان دِہ ثابت نہ ہوں (مریم ۔ ۵)

حضرت مریم جب بطن مادر میں تھیں تو ان کی والدہ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا تھا۔ (آل عمران ۔ ۳۵)

جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا کفیل بنا دیا۔ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کبھی حضرت مریم کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک دن انہوں نے حضرت مریم سے پوچھا: کھانے کی چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں؟ حضرت مریم نے کہا، اللہ کے پاس سے، وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق مہیّا فرماتا ہے۔ یہی وہ موقع تھا کہ انہیں لڑکے کے لئے دعاء کرنے کا خیال آیا۔ انہیں توقع ہوئی کہ جو اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے رزق مہیّا کر سکتا ہے وہ پردۂ غیب سے بغیر مادّی اسباب کے لڑکا بھی دے سکتا ہے (آل عمران ۔ ۳۷ و ۳۸)۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی خفیہ آواز سے اپنے رب کو پکارا اور اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں، میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا ہے، میری موت کا وقت قریب آگیا ہے، میرے بعد دین کے کام کو کون سنبھالے گا مجھے اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ ہے کہ وہ کہیں دینِ اسلام کو نقصان نہ پہنچائیں۔ میں تجھ سے دعاء کر کے کبھی مطلوبہ چیز سے

محروم نہیں رہا (اور امید ہے کہ آئندہ بھی کبھی دعاء کی مقبولیت سے محروم نہیں رہوں گا) اے میرے رب (میری بیوی اگرچہ بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو چکا ہوں لیکن تجھ سے ناامید نہیں ہوں) تو مجھے اپنی طرف سے ایک لڑکا عنایت فرما جو (دینی خدمات کے سلسلہ میں) میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو (وہ بنی اسرائیل میں پوری طرح سے دینی خدمت کو سنبھال لے) (مریم ۔ ۳ تا ۶)

اے میرے رب مجھے ایسا فرزند عطاء فرما جو بہت نیک اور تجھ سے محبت کرنے والا ہو، بے شک تو دعاء کا سننے والا (اور قبول کرنے والا) ہے (آل عمران ۔ ۳۸)

اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کے ذریعہ سے انہیں لڑکا تولد ہونے کی خوشخبری سنائی ۔ وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے انہیں آواز دی اور کہا: بے شک اللہ آپ کو ایک بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دیتا ہے (آل عمران ۔ ۳۹)

اس لڑکے کا نام یحییٰ ہوگا اور یہ ایسا نام ہے کہ اس لڑکے سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا۔ (مریم ۔ ۷)

وہ اللہ کے کلمہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرے گا۔ وہ سردار، حیادار، نبی اور صالح ہوگا (آل عمران ۳۹)

یہ خوشخبری جب حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنی تو (تعجب سے) پوچھا: اے میرے رب، میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، میری بیوی بانجھ ہے اور میں حد سے زیادہ بوڑھا ہو چکا ہوں (مریم ۔ ۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہی حالات میں ہوگا، تمہارے رب پر یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ تو تمہیں اس سے پہلے ایسے حالات میں پیدا کر چکا ہے جب تم کچھ بھی نہیں تھے (تمہارا کہیں ذکر فکر نہیں تھا)

(آل عمران ۔ ۴۰) (مریم ۔ ۹)

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے کہ اس سے میں پہچان جاؤں کہ اب لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ (مریم ۔ ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارے لئے میں نے یہ نشانی مقرر کر دی ہے کہ تم تین دن رات مسلسل کسی سے بات نہ کرو۔ بس اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرتے رہو اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے رہو اگر کسی ضرورت سے کسی سے کچھ کہنا ہو تو اشارہ کر دو (اس سے زیادہ کچھ نہیں، جب تم ایسا کرو گے تو پھر بہت جلد اللہ تم کو فرزند عطاء فرمائے گا) آل عمران ۔ ۴۱ و مریم ۔ ۱۰)

الغرض حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔ ان تین دنوں میں وہ ایک مرتبہ اپنی قوم کے پاس باہر آئے اور ان کو بھی اشارے سے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا۔ (مریم ۔ ۱۱)

الغرض اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا لڑکا عنایت فرمایا جو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور عام انسانوں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرتا تھا۔ اس لڑکے کا نام اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب یحییٰ رکھا گیا۔ (مریم ۔ ۱۲)

حضرت یحییٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حالات

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لڑکے تھے۔ وہ ایسے حالات میں پیدا ہوئے کہ ان کے والد بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی والدہ بانجھ تھیں یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے یحییٰ نام کا کوئی آدمی نہیں گذرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پیدائش سے پہلے ان کا نام یحییٰ رکھ دیا تھا (مریم۔ ۷ و ۸)

اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے ان کو نیک بنایا تھا۔ وہ بڑے نرم مزاج، والدین کے فرمانبردار اطاعت گزار اور خدمت گزار تھے۔ وہ انتہائی حیادار، سردار اور متقی و پرہیزگار تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں نبوت عطاء فرمائی تھی اور کتاب الٰہی پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا (مریم۔ ۱۲ تا ۱۴)

جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بنائے گئے تو یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نبوت کی تصدیق کی (آل عمران۔ ۳۹)

یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نیکی کے کاموں پر بہت تیزی سے عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کو امید و بیم کے ساتھ پکارتے رہتے تھے اور اس کے سامنے انتہائی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے تھے (الانبیآء۔ ۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ أَنْ يَعْمَلُوْا بِهَا وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا فَقَالَ عِيْسٰى إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ أَنْ يَعْمَلُوْا بِهَا فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ فَقَالَ يَحْيٰى: أَخْشٰى إِنْ سَبَقْتَنِيْ بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِيْ أَوْ أُعَذَّبَ فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَأَ وَقَعَدُوْا عَلَى الشُّرَفِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا

اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو پانچ باتوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ قریب تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے میں کچھ تاخیر کر دیتے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیں تو اب یا تو آپ بنی اسرائیل کو ان باتوں کا حکم دیں ورنہ میں ان کو حکم دوں گا۔ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تم نے مجھ پر سبقت کی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں دھسا نہ دیا جاؤں اور مجھ پر عذاب نازل ہو جائے۔

مِنْ خَالِصِ مَالِهٖ بِذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ فَقَالَ هٰذِهٖ
دَارِیْ وَهٰذَا عَمَلِیْ فَاعْمَلْ وَاَدِّ اِلَیَّ فَکَانَ
یَعْمَلُ وَیُؤَدِّیْ اِلٰی غَیْرِ سَیِّدِهٖ فَاَیُّکُمْ یَرْضٰی
اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدُهٗ کَذٰلِکَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ
اَمَرَکُمْ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ یَنْصِبُ وَجْهَهٗ لِوَجْهِ عَبْدِهٖ
فِیْ صَلٰوتِهٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ وَاَمَرَکُمْ بِالصِّیَامِ
فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ فِیْ عِصَابَةٍ
مَعَهٗ صُرَّةٌ فِیْهَا مِسْکٌ فَکُلُّهُمْ یَعْجَبُ
اَوْ یُعْجِبُهٗ رِیْحُهَا وَاِنَّ رِیْحَ الصَّائِمِ اَطْیَبُ
عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَاَمَرَکُمْ بِالصَّدَقَةِ
فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَاَوْثَقُوْا
یَدَهٗ اِلٰی عُنُقِهٖ وَقَدَّمُوْهُ لِیَضْرِبُوْا عُنُقَهٗ فَقَالَ
اَنَا اَفْدِیْهِ مِنْکُمْ بِالْقَلِیْلِ وَالْکَثِیْرِ فَفَدٰی
نَفْسَهٗ مِنْهُمْ وَاَمَرَکُمْ اَنْ تَذْکُرُوا اللّٰهَ فَاِنَّ
مَثَلَ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِیْ
اَثَرِهٖ سِرَاعًا حَتّٰی اِذَا عَلٰی حِصْنٍ حَصِیْنٍ
فَاَحْرَزَ نَفْسَهٗ مِنْهُمْ کَذٰلِکَ الْعَبْدُ لَا یُحْرِزُ
نَفْسَهٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰهِ (رواہ
الترمذی وصححہ فی ابواب الامثال جزء ۲
ص۲۹۵ وروی احمد نحو الترمذی ۔ بلوغ
الامانی جزء ۲ ص۱۲۷)

الغرض حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ جب
پوری مسجد بھر گئی تو لوگ اونچے مقامات پر بیٹھ گئے۔
یحییٰ علیہ السلام نے وعظ شروع کیا۔ انہوں نے کہا:
اللہ عزوجل نے مجھے پانچ باتوں کے متعلق حکم دیا ہے
کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تمہیں حکم دوں کہ
تم بھی ان پر عمل کرو۔ ان میں پہلا حکم یہ ہے کہ
اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی
شرک نہ کرو کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک
کیا تو اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اپنے
خالص مال یعنی سونے یا چاندی سے کوئی غلام
خریدے پھر اس سے کہے کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ
میرا کام ہے لہذا میرے لئے کام کرتے رہو
اور اپنا عمل مجھے ادا کرتے رہو تو وہ غلام عمل
کرے اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کو اپنا
عمل ادا کرے تو تم میں سے کون اس بات کو پسند
کرتا ہے کہ اس کا ایسا غلام ہو کہ وہ اپنا عمل
آپ کے علاوہ کسی اور کو ادا کرے اور بے
شک اللہ عزوجل نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے
لہذا جب تم اپنے چہرے کو (نماز میں) قائم کر
دو تو ادھر ادھر نہ دیکھو اس لئے کہ اللہ اپنا چہرہ
اپنے بندے کے لئے قائم کر دیتا ہے جب تک
وہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور اس سے منہ نہیں پھیرتا
اور اللہ تمہیں روزوں کا حکم دیتا ہے تو روزہ دار
کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی جماعت میں
ہو اور اس کے پاس تھیلی ہو جس میں مشک ہو تو
سب کے سب اسے پسند کرتے ہوں یا ان
کو اس کی خوشبو پسند آتی ہو اور روزہ دار کی بو

اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ
ہے اور اللہ تمہیں صدقہ کا حکم دیتا ہے تو صدقہ
دینے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کو
دشمن نے قید کر کے اس کا ہاتھ گردن سے باندھ
دیا ہو پھر اس کو اس کی گردن مارنے کے لئے
آگے کیا ہو اس وقت وہ کہے کہ میں قلیل یا کثیر
مال سے اپنے نفس کا فدیہ دیتا ہوں پھر وہ اپنے
نفس کا فدیہ دے (اور بچ جائے) اور اللہ نے
تمہیں حکم دیا ہے کہ اس کا ذکر کیا کرو۔ ذکر کرنے
والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پیچھے
دشمن دوڑتا ہوا نکلے تو وہ (جلدی سے) ایک
قلعہ کے پاس پہنچے اور اپنی جان بچالے۔ (بندہ
اپنے نفس کو (کسی بھی ذریعہ سے) شیطان سے
نہیں بچا سکتا سوائے ذکر اللہ کے ذریعہ
کے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ
اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ
دُوْنِهِمْ حِجَابًا، فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾
قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ
اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا
رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا
زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ

وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ
بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ، قَالَ رَبُّكِ
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ، وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا، وَكَانَ
اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ
بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ،
قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا
وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا

مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ
رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ
اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ
عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَ
اشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا، فَاِمَّا تَرَيِنَّ
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ
نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهٗ، قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ

شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا
كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ
اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ
قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى
الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ
اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾
وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ؗ
وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾
وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ
اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾
ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ
الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾
مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ
سُبْحٰنَهٗ ۚ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ
اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۳۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس کتاب میں (کچھ) مریم کا بھی ذکر کیجئے ۔ (وہ وقت یاد کیجئے) جب وہ اپنے اہل (خاندان سے علیحدہ ہوکر ایک مشرقی مکان میں چلی گئیں (۱۶) پھر انہوں نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے درمیان پردہ ڈال دیا، پھر (اسی حالت میں) ہم نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے مریم کے سامنے ایک مناسب شکل اختیار کرلی (۱۷) مریم نے کہا میں تم سے رحمٰن کی پناہ طلب کرتی ہوں، اگر تم پرہیزگار ہو (تو تمہارا ایک غیر عورت کے پاس آنے کا کیا کام) (۱۸) (فرشتے نے) کہا میں تمہارے رب کا فرستادہ (فرشتہ) ہوں (مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے) کہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں (۱۹) (مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ نہ تو (جائز طور پر) مجھے کسی مرد نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہی ہوں (کہ ناجائز طور پر کوئی ہاتھ لگاتا) (۲۰) (فرشتے نے) کہا اسی حالت میں ہوگا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے اور (تمہارا رب یہ بھی فرماتا ہے کہ اس طرح پیدا کرنے کا مقصد) یہ (ہے) کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں پھر اس کو ہم اپنی طرف سے (لوگوں کے لئے ذریعۂ) رحمت (وہدایت) بنائیں اور (یہ) کام (ہوکر رہے گا، اس) کا فیصلہ ہوچکا ہے (۲۱) الغرض وہ حاملہ ہوگئیں اور اس حمل کے ساتھ وہ (سب سے) علیحدہ ہوکر ایک دور کے مکان میں (جاکر) فروکش ہوگئیں (۲۲) پھر دردِزہ نے انہیں ایک کھجور کے تنے کی طرف جانے پر مجبور کردیا، (وہاں پہنچکر وہ) کہنے لگیں اے کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوجاتی (۲۳) پھر ان کے نیچے سے فرشتے نے انہیں پکارا (اور کہا) کہ (اے مریم) رنجیدہ نہ ہو، تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کردیا ہے (۲۴) اور کھجور کے تنے کو (پکڑ کر) اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تروتازہ کھجوریں جھڑیں گی (۲۵) تو (اب) تم (مزے سے) (کھجوریں) کھاتی رہو، (چشمہ کا پانی) پیتی رہو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو، پھر اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو (اشارے سے) کہنا میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے لہٰذا میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی (۲۶) پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں، (قوم کے لوگوں نے) کہا اے مریم، یہ تو تم نے (بہت ہی) بُرا کام کیا (۲۷) اے ہارون کی بہن نہ تو تمہارا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی (۲۸) (قوم کی یہ باتیں سن کر مریم نے) اس بچہ کی طرف اشارہ کیا (کہ اگر پوچھنا ہے تو اس بچہ سے پوچھ لو)، وہ کہنے لگے ہم اس بچہ سے جو (ابھی) گہوارہ میں ہے کیسے بات کرسکتے ہیں (۲۹) (اتنے میں بچہ خود ہی بول اٹھا) کہنے لگا میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور میں جہاں کہیں بھی ہوں (اللہ

نے) مجھے بابرکت بنایا ہے، اس نے مجھے جب تک میں زندہ ہوں نماز (قائم کرنے) اور زکوٰۃ (ادا کرنے) کا حکم دیا ہے (۳۱) اور اس نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے، مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا (۳۲) مجھ پر (اللہ کی طرف سے) سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا (۳۳) یہ عیسیٰ ابن مریم ہیں، (میں نے) سچی بات (بتا دی ہے) جس میں یہ لوگ ابھی تک شک میں مبتلا ہیں (۳۴) اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ (اس بات سے) پاک ہے، (اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس سے بس اتنا کہہ دیتا ہے: ہو جا، وہ ہو جاتا ہے (۳۵) (عیسیٰ اللہ کے بیٹے نہیں، انہوں نے تو خود کہا تھا کہ) اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے لہٰذا (صرف) اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (۳۶)

معانی و مصادر

(اِنْتَبَذَ) اِنْتَبَذَ، یَنْتَبِذُ، اِنْتِبَاذٌ (باب افتعال) علیحدہ ہونا۔
(شَرْقِیًّا) شَرَقَ، یَشْرُقُ، شَرْقٌ وشُرُوْقٌ (ن) طلوع ہونا، نکلنا، (شَرْقِیٌّ: مشرقی۔ شَرُوْقٌ = مَشْرِق)
(تَمَثَّلَ) تَمَثَّلَ، یَتَمَثَّلُ، تَمَثُّلٌ (باب تفعّل) کسی چیز کے مثل بن جانا، بیان کرنا۔
(سَوِیًّا) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی، (س) سیدھا ہونا۔ (سَوِیٌّ = برابر، انصاف، تخلیق میں مناسب، بے عیب و بے مرض)
(بَغِیًّا) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبَغِیَّةٌ (ض) طلب کرنا، زنا کرنا۔
(مَقْضِیًّا) قَضٰی، یَقْضِیْ، قَضَاءٌ، قَضًی وقَضِیَّةٌ (ض) پورا کرنا، فیصلہ کرنا، واجب کرنا۔ (مَقْضِیٌّ = پورا کیا گیا)۔
(قَصِیًّا) قَصَا، یَقْصُوْ، قَصْوٌ، قُصُوٌّ، قَصًا وقَصَاءٌ (ن) قَصِیَ، یَقْصٰی، قَصًا (س) دور ہونا۔ (قَصِیٌّ = دور جمع اَقْصَاءٌ)
(مَخَاضُ) مَخَضَ، یَمْخُضُ، مَخَاضٌ (ن) جننے کا وقت قریب آنا (مَخَاضٌ = دردِ زہ)
(اَجَآءَ) اَجَآءَ، یُجِیْءُ، اِجَآءَةٌ (باب افعال) آنے پر مجبور کرنا، لے آنا۔
(نَسْیًا) (مَنْسِیًّا) نَسِیَ، یَنْسٰی، نَسْیٌ، نِسْیَانٌ ونِسَایَةٌ ونَسْوَةٌ (س) بھولنا (مَنْسِیٌّ = نَسْیٌ = بھولی ہوئی چیز)
(سَرِیًّا) سَرِیٌّ = چھوٹی نہر۔
(رُطَبًا) رَطَبَ، یَرْطُبُ ورَطُبَ، یَرْطُبُ، رُطُوْبَةٌ ورَطَابَةٌ (ف و ک) تر ہونا (رُطَبٌ = تازہ پکی کھجور)
(جَنِیًّا) جَنٰی، یَجْنِیْ، جَنْیٌ (ض) پھل توڑنا (جَنِیٌّ = اسی وقت توڑا ہوا، تازہ)

(قَرِّیْ) قَرَّ، یَقِرُّ، قُرَّۃٌ وقُرُوْرَۃٌ (ف وض) آنکھ ٹھنڈی ہونا۔
(اِنْسِیًا) اَنِسَ، یَاْنَسُ، اَنَسٌ (س وك) مانوس ہونا، (اِنْسٌ۔ بشر۔ اِنْسِیٌّ = ایک بشر۔ اس کی جمع اُنَاسٌ واَنَاسِیُّ)
(فَرِیًّا) فَرٰی، یَفْرِیْ، فَرْیٌ، (ض) افتراء کرنا (فَرِیٌّ = عجیب، گھڑا ہوا)۔
(سَوْءٌ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا (سَوْءٌ = بُرا)۔
(شَقِیًّا) شَقَا، یَشْقُوْ، شَقْوٌ (ن) شقی بنانا، بدبخت بنانا۔ شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقًا وشَقَاءٌ وشَقَاوَۃٌ وشِقْوَۃٌ (س) بدبخت ہونا (شَقِیٌّ = بدبخت)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا) اور (اے رسول) اس کتاب میں مریم کا بھی (کچھ) ذکر کیجئے (لوگوں کو بتائیے کہ) جب وہ اپنے اہل (خاندان) سے علیحدہ ہو کر مشرق کی جانب ایک جگہ رہنے لگیں (فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا) تو انہوں نے اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا (فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا) پھر (اسی حالت میں) ہم نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس نے مریم کے سامنے ایک مناسب شکل اختیار کر لی (قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا) (مریم نے جب ایک انسان کو اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھا تو گھبرا کر) کہنے لگیں میں تم سے (یعنی تمہارے مقابلہ میں) رحمٰن کی پناہ طلب کرتی ہوں (وہ مجھے تمہاری بُرائی سے محفوظ رکھے) اگر تم پرہیزگار ہو (تو تمہارا ایک غیر محرم عورت کے پاس آنے کا کیا مقصد ہے) (قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا) (فرشتے نے) کہا: میں تمہارے رب کا فرستادہ ہوں (مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے) کہ میں تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں (قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا) (مریم نے) کہا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نہ تو (جائز طور پر) مجھے کسی مرد نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہوں (کہ ناجائز طور پر کوئی ہاتھ لگاتا) (قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ) فرشتے نے کہا: اسی حالت میں ہو گا، تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے (وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا) اور (تمہارے رب نے یہ بھی کہا ہے کہ اس طرح پیدا کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے) کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں (خلاف فطرت پیدائش ہماری قدرت کی بھی نشانی ہو اور اس کی نبوت کی بھی نشانی ہو) اور (اس کا وجود) ہماری طرف سے (لوگوں کے لئے سراپا) رحمت ہو (وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا) اور یہ کام ہو کر رہے گا (اس کا فیصلہ ہو چکا ہے) (فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا) الغرض وہ حاملہ ہو گئیں اور اس حمل کے ساتھ وہ (سب سے) علیحدہ ہو کر ایک دور دراز مکان میں (جا کر) فروکش ہو گئیں (فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا) الغرض (جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو) دردِ زہ نے انہیں ایک کھجور کے تنے

کی طرف جانے پر مجبور کر دیا (پھر جب وضع حمل ہوا تو وہ) کہنے لگیں: اے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی (کوئی نہیں جانتا کہ میں کون تھی اور کیا تھی) (فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا) پھر ان کو فرشتہ نے ایک ایسے مقام سے جو ان (کے مقام) سے نیچے واقع تھا پکارا (اس نے کہا: اے مریم) غمگین نہ ہو، تمہارے رب نے (تمہارے پینے کے لئے) تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے (وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا) اور کھجور کے تنے کو (پکڑ کر) اپنی طرف ہلاؤ (دیکھو) تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑیں گی (فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا) تو اب تم (مزے سے کھجوریں) کھاتی رہو، (چشمہ کا پانی) پیتی رہو اور آنکھیں ٹھنڈی رکھو (فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا) پھر اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو (اس سے بات نہ کرنا بلکہ اشارہ سے) کہنا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے لہذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی (فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ) بالآخر (ایک دن) وہ اس بچہ کو (گود میں) اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں (قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا) (قوم کے لوگوں نے) کہا: اے مریم، یہ تو تم نے (بہت ہی) برا کام کیا (يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا) اے ہارون کی بہن، نہ تو تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی (تم میں یہ بری خصلت کہاں سے آئی) (فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا) (قوم کی یہ باتیں سنکر) مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا (کہ اگر کچھ پوچھنا ہے تو اس بچہ سے پوچھ لو) قوم کے لوگوں نے کہا: ہم اس بچہ سے جو (ابھی) گہوارے میں ہے کیسے بات کر سکتے ہیں (قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا) (بچہ خود ہی بول اٹھا) کہنے لگا: میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا) اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے اللہ نے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز (قائم کرنے) اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے (وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا) اور اس نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے، مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا (کہ والدہ کی نافرمانی کروں) (وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا) مجھ پر (اللہ کی طرف سے) سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میری وفات ہوگی اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا (ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم (اور یہ ہے ان کی حقیقت)۔ میں نے (ان کے متعلق) صحیح بات (بتا دی ہے) جس میں یہ لوگ (ابھی تک) شک کر رہے ہیں۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش مافوق الفطرت طریقہ پر ہوئی۔ فطری قانون کے خلاف وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے پر قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بہت سے دلائل ہیں مثلاً :۔

(۱) قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کہیں بھی ان کے والد کا ذکر نہیں ہے۔ ہر جگہ ان کو ابن مریم کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ان کے والد ہوتے تو ان کو والد کے نام سے ہی پکارا جاتا نہ کہ ماں کے نام سے،

(۲) اگر ان کا کوئی باپ ہوتا تو حضرت مریم کو اتنی پریشانی کیوں ہوتی کہ وہ مرنے کی خواہش کریں،

(۳) حضرت مریم کا فرشتہ سے یہ کہنا کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا لہٰذا بچہ کیسے پیدا ہوگا،

(۴) اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اسی طرح ہوگا یعنی بغیر مرد کے ہاتھ لگائے ہی بچہ پیدا ہوگا،

(۵) اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یہ میرے لئے آسان ہے، کچھ مشکل نہیں، اگر باپ ہوتا تو اس جملہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی،

(۶) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں اس کو لوگوں کے لئے نشانی بناؤں گا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش غیر فطری طور پر ہوئی۔ اگر فطری طور پر ہوتی تو پھر ان کی خصوصیت ہی کیا ہوتی اور وہ کس طرح نشانی بنتے۔

(۷) قوم کا حضرت مریم پر تہمت لگانا، یہ جب ہی ممکن ہے کہ جب وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہوں۔

(۸) عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزانہ طور پر گہوارہ میں بات کرنا،

(۹) عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا گیا ہے اگر ان کا کوئی باپ ہوتا تو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا جاتا۔

(۱۰) عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے تشبیہ دینا۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون تھا حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر رکھا گیا تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں :۔

قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي فَقَالُوا إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب النہی عن التکنی بابی القاسم جزء ۲ صفحہ ۲۵۷)

جب میں نجران آیا تو وہاں کے لوگوں نے (یعنی نصاریٰ نے) مجھ سے سوال کیا تم پڑھتے ہو یَا أُخْتَ هَارُونَ (یعنی حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام کے بھائی تھے اور موسٰی (علیہ السلام) عیسٰی (علیہ السلام) سے اتنی مدت پہلے تھے (پھر مریم حضرت ہارون

کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں) جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا (یہ وہ ہارون نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے) بلکہ بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ وہ پیغمبروں اور اگلے نیک لوگوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر فطری پیدائش کو تو تسلیم کیا لیکن اس بات کی سخت تردید کی کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سے یہ ثابت کیا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بندے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے بیٹے نہیں تھے پھر فرمایا (مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ) اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، وہ اس بات سے پاک ہے (کہ اس کے بیٹا ہو، اس کی تو یہ شان ہے کہ) (اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے بس اتنا کہتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ کام ہو جاتا ہے (بھلا عیسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے شخص میں یہ قدرت کہاں کہ وہ اس طرح کسی چیز کو پیدا کر سکے اور جب ان میں یہ قدرت نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہو اور وہ اتنا بے بس کہ کچھ پیدا نہ کر سکے) (وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ) مزید برآں (انہوں نے تو خود کہا تھا کہ) اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے تو بس اسی کی عبادت کرو (میں رب نہیں ہوں کہ میری عبادت کی جائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا) یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(اٰل عمران - ۵۰ و ۵۱)

اور میں تمہارے رب کی طرف سے (کھلی) نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بے شک میرا اور تمہارا رب اللہ ہے بس اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت (و اطاعت) ہی درحقیقت سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(یٰسٓ - ۶۱)

(اے لوگو) میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی۔

(آل عمران - ۱۰۱)

الغرض عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا قصہ اور ان کی تعلیمات کا ماحصل بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عیسائیوں کے مروجہ عقیدۂ ابنیّت پر کاری ضرب لگائی اور عیسائیوں کو عیسٰی الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کی طرف دعوت دی۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ یہ اس کے شایانِ شان ہے لہذا اس کی اولاد نہ بنائیے۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کا تصور ذہن سے نکال دیجئے۔

اے لوگو، کسی شخص کی مافوق الفطرت پیدائش سے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی ہے۔ مافوق الفطرت پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہے اور بس۔

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے، یہی سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور اُن کی والدہ محترمہ حضرت مریم رحمہا اللہ تعالیٰ کے حالات

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی تھے۔ (مریم۔۳۰)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مریم کے لڑکے تھے اور بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئے تھے (مریم۔۲۰ و ۲۱) (آل عمران۔۵۹)

حضرت مریم حضرت عمران کی لڑکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آل عمران کو تمام عالم پر فضیلت دی اور ان کو منتخب فرمایا۔ اسی منتخب خاندان سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو پیدا کیا۔ (آل عمران۔۳۴)

جب حضرت مریم اپنی والدہ کے بطن میں تھیں تو ان کی والدہ نے اپنے بطن کے بچہ کو لڑکا سمجھ کر اس کو اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا تھا۔ نذر کرنے کے بعد انہوں نے دعاء کی کہ اے میرے رب اس نذر کو قبول فرما (آل عمران۔۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطٰنُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَہِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطٰنِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِہَا (صحیح بخاری کتاب بداء الخلق باب قول اللہ تعالےٰ واذکر فی الکتب مریم جزء ۴ ص ۱۹۹ وروی مسلم نحوہٗ فی صحیحہ فی کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۲ ص ۲۴۱)

ہر بنی آدم کی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے۔ شیطان کے چھونے سے بچہ روتا ہے سوائے مریم اور ان کے بیٹے کے (شیطان ان دونوں کو نہیں چھو سکا)۔

الغرض جب حضرت مریم بطن مادر سے باہر آئیں تو ان کی والدہ نے کہا: اے میرے رب یہ تو لڑکی پیدا ہوئی (اس کو کیسے نذر کروں، یہ کیا دین کی خدمت کرے گی) لڑکا ہوتا تو اس لڑکی جیسا (کمزور) نہ ہوتا۔

ان کی والدہ نے ان کا نام مریم رکھا اور دعاء کی کہ اے میرے رب میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی برائی سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (آل عمران۔۳۶)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو ان کی والدہ کی نذر کے مطابق قبول فرمالیا اور بڑی اچھی طرح سے ان کی پرورش کی (آل عمران ۔ ۳۶)

حضرت مریم پیدا ہوئیں تو لوگوں نے ان کی کفالت کے سلسلہ میں اختلاف کیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ کفالت کرے ۔ الغرض قرعہ اندازی کی گئی ۔ قرعہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نکلا لہذا وہی حضرت مریم کے کفیل قرار پائے (آل عمران ۔ ۳۷۔ ۴۴)

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مریم کو اپنے عبادت خانہ میں رکھا اور ان کی خبر گیری کرتے رہے ۔ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کبھی عبادت خانے میں ان کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی ہیں ۔ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا: اے مریم یہ چیزیں کہاں سے آتی ہیں ۔ حضرت مریم نے کہا: اللہ کے پاس سے آتی ہیں، اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (آل عمران ۔ ۳۷)

ایک روز فرشتے حضرت مریم کے پاس آئے اور ان کو خوشخبری سنائی کہ اے مریم، اللہ نے تم کو پاکیزہ بنایا ہے اور تم کو تمام دنیا کی عورتوں پر (ترجیح دے کر) منتخب فرمایا ہے ۔ اے مریم، اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو، سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتی رہو (آل عمران ۔ ۴۲ و ۴۳)

جب وہ جوان ہوئیں تو چند فرشتے حضرت مریم کے پاس آئے اور ان سے کہا: اللہ تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا اللہ تعالیٰ کے کلمۂ (کُن) سے پیدا ہوگا، اس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا ۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ بلند مرتبہ اور مقربین میں سے ہوگا ۔ وہ گہوارہ میں بھی بات کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی بات کرے گا اور وہ صالحین میں سے ہوگا (آل عمران ۔ ۴۵ و ۴۶)

حضرت مریم نے کہا: اے میرے رب، میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح اللہ پیدا کرے گا ۔ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے: "ہو جا" وہ کام ہو جاتا ہے ۔ الغرض تمہارے ہاں لڑکا ہوگا ۔ اللہ اس لڑکے کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا ۔

(آل عمران ۔ ۴۷ تا ۴۹)

کچھ عرصہ بعد حضرت مریم اپنے خاندان سے علیحدہ ہو کر مشرق کی جانب ایک مقام میں فروکش ہو گئیں اور انہوں نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا ۔ پھر اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا ۔ فرشتہ نے حضرت مریم سے ایک خوبصورت انسان کی شکل میں ملاقات کی ۔ حضرت مریم پہچان نہ سکیں کہ وہ فرشتہ ہے ۔ وہ اسے ایک انسان سمجھ کر کہنے لگیں میں تم سے رحمٰن کی پناہ طلب کرتی ہوں ۔ اگر تم متقی ہو (تو تمہیں میرے پاس تنہائی میں آنے کا

کیا کام) فرشتہ نے کہا: میں تمہارے رب کا فرستادہ (فرشتہ) ہوں۔ میں تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم نے پھر تعجب سے پوچھا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، نہ جائز طور پر کسی مرد نے مجھے ہاتھ لگایا اور نہ ناجائز طور پر کسی مرد نے مجھے چھوا۔ فرشتہ نے کہا: اسی حالت میں ہوگا۔ تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ کام اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں، بہت آسان ہے اور اس طرح پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اسے لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی ایک نشانی اور سراپا رحمت بنائے اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے اور یہ کام اسی طرح ہو کر رہے گا (مریم - ۱۶ تا ۲۱)

الغرض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت مریم حاملہ ہو گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت مریم کسی دور دراز مکان میں جا کر فروکش ہو گئیں (مریم - ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں ایک روح پھونک دی اور کلمۂ کُن سے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کر دیا۔ (التحریم - ۱۲) (النساء - ۱۷۱)

جب وضع حمل کا وقت قریب آیا اور دردِ زہ شروع ہوا تو وہ کھجور کے ایک تنے کے پاس چلی گئیں اور کہنے لگیں اے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی، (نہ یہ بچہ ہوتا اور نہ کوئی تہمت لگاتا)۔ وہ یہ سوچ ہی رہی تھیں کہ کسی نیچے کے مقام سے فرشتہ نے انہیں آواز دی۔ اس نے کہا: غمگین نہ ہو، یہ دیکھو اللہ نے تمہارے لئے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اس میں سے پانی پیتی رہو اور (اے مریم جب بھوک لگے تو) کھجور کے تنے کو اپنی طرف کھینچ کر ہلانا۔ تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑیں گی (تم ان سے اپنا پیٹ بھرتی رہنا، بس اب تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے) کھاتی، پیتی رہو اور آنکھوں کو ٹھنڈا رکھو۔ پھر جب تمہارے ہاں بچہ پیدا ہو جائے اور تم کسی انسان کو دیکھو تو اس سے بات نہ کرنا۔ اگر کوئی انسان تم سے بات کرے تو (اشارہ سے) کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے لہذا میں آج کسی سے بات نہیں کر سکتی (مریم - ۲۳ تا ۲۶)

(الغرض حضرت مریم کے بطن سے فرزند تولد ہوا یعنی) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تولد ہوئے۔ ان کی پیدائش کے وقت شیطان انہیں ہاتھ نہ لگا سکا اگرچہ وہ اور بچوں کے ہاتھ لگاتا ہے۔ (اس سلسلہ میں حدیث اوپر گذر چکی ہے)۔

حضرت مریم (ایک دن) بچہ کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں۔ (جب قوم کے لوگوں نے دیکھا کہ حضرت مریم کے ہاں بغیر شوہر کے لڑکا پیدا ہوا ہے تو انہوں نے ان پر تہمت لگائی اور) کہنے لگے اے مریم، نہ تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں ہی بدکار تھی یہ تو تم نے بہت ہی برا کام کیا۔ حضرت مریم نے فرشتہ کی ہدایت کے بموجب ان سے کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے بس یہ کیا کہ بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ (ان کا منشاء یہ تھا کہ جو پوچھنا ہو اس بچہ سے پوچھ لو) قوم کے لوگ کہنے لگے ہم ایسے بچہ سے کیسے بات کر سکتے ہیں جو ابھی اپنے گہوارے میں جھول رہا ہو۔ حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی بول اٹھے۔ انہوں نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اس نے مجھے جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دیتے رہنے کا حکم دیا ہے، اس نے مجھے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے، سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔ میرے اوپر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ ہو کر دوبارہ اٹھایا جاؤں گا (مریم۔ ۲۷ تا ۳۳)

الغرض عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بڑے ہوئے تو انہوں نے تبلیغ شروع کی۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اس سلسلہ میں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آیا ہوں۔

وہ یہ کہ میں تمہارے اطمینان کے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں مادرزاد اندھوں کو بینا اور برص کے مریضوں کو صحت یاب کرتا ہوں، میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں یہ بتاتا ہوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور کیا جمع کر کے ذخیرہ کیا ہے، اس میں ایمان لانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے۔ مجھ سے پہلے جو کتاب آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض ایسی چیزیں جو تم پر (تمہاری سرکشی کی وجہ سے) حرام کر دی گئیں تھیں ان کو حلال کرتا ہوں میں تمہارے پاس دلائل و براہین اور حکمت کی باتیں لے کر آیا ہوں اور جن چیزوں میں تم اختلاف کر رہے ہو ان میں فیصلہ کر رہا ہوں کہ کونسی چیز صحیح ہے اور کونسی غلط لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں رب والا نہیں ہوں بلکہ میرا اور تمہارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے، اسی کی عبادت کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔

(آل عمران ۴۹ تا ۵۱) (الزخرف - ۶۳)

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طرح طرح کے معجزے دئے تھے اور روح القدس (یعنی جبریل) سے ان کی تائید کی تھی (آل عمران۔ ۸۷)

لیکن کفار نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: کون ہے جو اللہ کے راستہ میں میری مدد کرے، حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے راستہ میں آپ کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں (اور مسلم ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں)۔ حواریوں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعاء کی، انہوں نے کہا: اے ہمارے رب ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو تو نے نازل فرمائی ہے، ہم (تیرے) رسول کی پیروی کرتے ہیں، (توحید و رسالت کی) گواہی دینے والوں کی فہرست میں ہمارا نام بھی لکھ لے۔ کافروں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان پہنچانے کی ٹھان لی۔ وہ ہر قسم کی تدبیریں کرتے رہے لیکن اللہ تعالےٰ ان کی تمام تدبیروں کو ناکام کرتا رہا۔ مصائب

اور آلام کے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے عیسیٰ (گھبراؤ نہیں) میں تمہیں عنقریب اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے محفوظ وماموں رکھنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہاری پیروی کرنیوالوں کو قیامت تک کافروں پر برتری وغلبہ عنایت کروں گا۔ پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے تو اس وقت میں تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔ تو جو لوگ کافر ہوں گے ان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ سخت عذاب میں مبتلا کروں گا اور اس عذاب سے بچانے والا انہیں کوئی نہیں ملے گا اور جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا اجر دوں گا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا۔ (آل عمران۔ ۵۲ تا ۷۷)

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو برابر سمجھاتے رہے لیکن وہ اپنی بداعمالی سے باز نہ آئے۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان بداعمالیوں کے سبب ان پر لعنت کی (المآئدۃ۔ ۷۸ و ۷۹)

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر انہیں معجزات دکھاتے رہے لیکن وہ ان معجزات کو جادو کہہ کر ٹالتے رہتے تھے (المآئدۃ۔ ۱۱۰)

جو لوگ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے تھے وہ حواری کہلاتے تھے۔ ایک دن حواریوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک دستر خوان نازل فرما دے۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا: اللہ سے ڈرو، اگر تم مؤمن ہو (مؤمن ہو کر ایسا مطالبہ اچھا نہیں)۔ حواریوں نے جواب دیا کہ (ایمان تو ہم بے شک لے آئے ہیں) ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ اس دستر خوان میں سے کھاتے رہیں۔ ہمارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور ہم سمجھ لیں کہ جو کچھ آپ نے ہم سے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ حواریوں کا یہ جواب سنکر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اے ہمارے رب، ہم پر آسمان سے ایک دستر خوان نازل فرما دے تاکہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں سب کے لئے بمنزلہ عید کے ہو اور تیری طرف سے (توحید و رسالت کی) نشانی قرار پائے۔ (اے ہمارے رب) ہمیں (اس دستر خوان کے ذریعہ خوب) رزق عطاء فرما، بے شک تو بہترین رزق دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر دستر خوان تو نازل کر دوں گا لیکن یہ (یاد رکھو کہ) اس کے نازل ہونے کے بعد جو شخص کفر کریگا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب کسی اور کو نہ دوں گا (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سخت ترین جواب کے بعد حواریوں نے اس مطالبہ پر اصرار نہیں کیا) (المآئدۃ۔ ۱۱۱ تا ۱۱۵)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان والوں کو بھی اور کافروں کو بھی برابر یہی سمجھاتے رہے کہ اللہ اکیلے کی عبادت کرو، وہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (المآئدۃ۔ ۱۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کو برابر سمجھاتے رہے اور ان سے کہتے رہے کہ

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، میں تصدیق کرتا ہوں کہ توریت سچی کتاب ہے اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد احمد نام کا ایک رسول آئے گا (تم اس پر بھی ایمان لانا). ان خیر خواہانہ نصیحتوں کے باوجود بنی اسرائیل مخالفت پر اڑے رہے اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی سازش کی۔ (النسآء - ۱۵۷و۱۵۸) (المآئدۃ - ۱۱۰) (الصف - ۶)۔

اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ بنی اسرائیل عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے البتہ انہوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شبہ میں کسی اور شخص کو پھانسی دے دی اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھانسی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنی اسرائیل کی تمام شرارتوں سے محفوظ و مامون رکھا۔

(النسآء - ۱۵۷و۱۵۸) (المآئدۃ - ۱۱۰)

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائل

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہی نیک اور صالح انسان تھے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے اور بڑے ہی نرم دل تھے۔ (الانعام - ۸۶) (مریم - ۳۲)

عیسٰی علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی قوّت ایمانی!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَاٰی عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَجُلًا یَسْرِقُ فَقَالَ لَہٗ اَسَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ ھُوَ فَقَالَ عِیْسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، وَکَذَّبْتُ عَیْنِیْ ۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتٰب مریم جزء۴ ص۲۰۴

وروی مسلم نحوہ فی کتاب الفضائل باب فضائل عیسٰی علیہ السلام جزء۲ ص۲۴۲

عیسٰی ابن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس سے فرمایا: کیا تم نے چوری کی؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں میں نے ہرگز چوری نہیں کی عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قیامت

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کی نشانی ہیں (یعنی وہ قیامت کے قریب پھر دنیا میں تشریف لائیں گے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ

(الزخرف۔ ۶۱)

اور (اے رسول) عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قیامت کی نشانی ہیں۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رُبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَفِیْ رِوَايَةِ الْبُخَارِیْ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ مَرْبُوْعُ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطُ الرَّاْسِ (صحیح بخاری کتاب بداء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ صـ۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء جزء اول صـ۸۵و۵۶)

عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میانہ قد کے انسان تھے۔ ان کا رنگ سرخ وسفید تھا۔ تروتازہ ایسے تھے جیسے ابھی غسل خانے سے نکلے ہیں۔ ان کا سینہ چوڑا تھا اور بال گھونگر یالے تھے لیکن بہت زیادہ گھونگر یالے نہیں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کوئی نبی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری کتاب بداء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ صـ۲۰۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسٰی علیہ السلام جزء ۲ صـ۲۶۱)

میں سب سے زیادہ (عیسٰی) ابن مریم سے تعلق رکھتا ہوں۔ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ میرے اور عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں :۔

لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى

معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ابراہیم، موسٰی اور عیسٰی علیہم السلام سے

فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ فَبَدَؤُا بِاِبْرَاهِيْمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ ثُمَّ سَاَلُوْا مُوْسٰى فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ فَرَدُّ الْحَدِيْثَ اِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ..... فَذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ قَالَ فَاَنْزِلُ فَاَقْتُلُهٗ (ابن ماجة ابواب الفتن باب فتنة الدجال جزء ۲ ص۵۱۷ وسندہ صحیح)

ہوئی۔ انہوں نے قیامت کا ذکر کیا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا ان کو اس کا علم نہیں تھا۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ان کو بھی اس کا علم نہیں تھا، پھر انہوں نے اس معاملہ کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا..... انہوں نے دجال کے خروج کا ذکر کیا، پھر فرمایا: میں اتروں گا اور اسے قتل کرونگا۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسی ابن مریم جزء ۴ ص۲۰۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ علیہ السلام جزء اول ص۱۷۶)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب (عیسیٰ) ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، ان کی حیثیت عادل حکمران کی سی ہوگی (یعنی وہ دنیا میں عدل کے ساتھ حکومت کریں گے)۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دو زرد چادریں لپیٹے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے۔ وہ قطرے موتی کی طرح (چمکتے) ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَهْرُوْدَتَیْنِ وَاضِعًا كَفَّیْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَیْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء ۲ ص۵۷۲)

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو (زمین پر) بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے جسم پر دو زرد چادریں لپیٹے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے وہ قطرے ایسے معلوم ہونگے گویا کہ وہ موتی ہیں۔

نماز کی اقامت ہو چکی ہو گی۔ مسلمین کا امیر ان سے عرض کرے گا: نماز پڑھائیے۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے، نہیں (تم ہی پڑھاؤ) اس لئے کہ اللہ کی طرف سے اس امت کی یہ بزرگی ہے کہ امت ہی میں سے کوئی امیر ہو۔ (بالآخر امیر کے اصرار پر) عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نماز پڑھائیں گے اور وہ اس امت کی قیادت بھی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسٰی علیہ السلام جزء اول ص۷۷)

عیسٰی ابن مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نازل ہوں گے تو مسلمین کا امیر ان سے کہے گا آئیے، ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ کہیں گے: نہیں (تم ہی پڑھاؤ) اس لئے کہ اس امت کو یہ بزرگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے کہ امت ہی میں سے کوئی امیر ہو اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہو گی جب تم لوگوں میں ابن مریم نازل ہوں گے اور وہ تم ہی میں سے تمہارے امام ہوں گے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَمَّهُمْ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی فتح قسطنطینیۃ جزء۲ ص۵۵۶)

جب نماز کی اقامت ہو گی تو عیسٰی ابن مریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نازل ہوں گے، پھر وہ مسلمین کی امامت کریں گے۔

اسی زمانہ میں دجال کا ظہور ہو گا۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ باب لُد پر اسے قتل کریں گے۔ اگر وہ قتل نہ کریں تب بھی وہ ان کے سانس کی خوشبو سے مر جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تُرِكَ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی فتح قسطنطینیۃ جزء۲ ص۵۵۶)

جب اللہ کا دشمن (دجال) عیسٰی (علیہ السلام) کو دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر وہ اس کو چھوڑ دیں (قتل نہ کریں) تو وہ خود ہی گھل کر ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ عیسٰی (علیہ السلام) کے ہاتھ سے اُسے قتل کرائے گا پھر وہ مسلمین کو اپنے نیزے پر

اس کا خون دکھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء ۲ صـ ۵۷۳)

(دجال) کافر کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ ان کے سانس کی خوشبو پائے (اور زندہ رہے)۔ وہ (ان کی خوشبو سے ہی گھل گھل کر) مر جائیگا۔ ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے تلاش کریں گے۔ وہ اسے باب لُد پر پائیں گے (اور گھل گھل کر مرنے سے پہلے) اسے قتل کر دیں گے۔ پھر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال (کے فتنہ) سے محفوظ [illegible] گا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنّت میں جو ان کے درجات ہیں وہ ان سے بیان کریں گے۔

دجال کی ہلاکت کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ مسلمین کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں۔ یاجوج وماجوج زمین پر پھیل جائیں گے۔ جب وہ بیت المقدس کے پہاڑ کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا۔ (وہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ

وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ (تعالیٰ) عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں لہذا تم میرے بندوں کو (ان کے شر سے) بچانے کے لئے کوہ طور پر لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا۔ وہ ہر ایک اونچائی سے نکل پڑیں

مَرَّةً مَآءٌ (وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمْرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَنَقْتُلُ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيَصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ وَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء ۲ صـ ۵۷۳)

گے۔ ان کے پہلے گروہ جب بحیرۂ طبریہ پر گذریں گے تو اس کا (سارا) پانی پی جائیں گے (پھر جب) ان کا آخری گروہ (اس پر سے) گذرے گا تو وہ کہیں گے کبھی اس میں پانی تھا۔ پھر وہ چلیں گے یہاں تک وہ جبل خمر تک جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے پہنچیں گے۔ پھر وہ کہیں گے ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب گھرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کی سری تمہارے آج کے حساب سے سو دینار سے بہتر ہوگی، پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب دعاء کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کر دیگا تو وہ صبح تک اس طرح مرجائیں گے جس طرح ایک آدمی مرتا ہے پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب زمین پر اتریں گے تو زمین پر ایک بالشت زمین بھی ایسی نہ پائیں گے جو ان کی گندگی اور بدبو سے بھری ہوئی نہ ہو۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جو بڑے اونٹوں کی گردنوں کے مثل ہوں گے۔ وہ یاجوج وماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے اور وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا پھر اللہ پانی برسائیگا تو کوئی مٹی کا گھر یا بالوں کا گھر ایسا نہیں بچے گا جو اس پانی سے

چھپا رہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ (پوری) زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ وہ مثل حوض کے صاف ہو جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ صلیب کو نیست و نابود کر دیں گے، خنزیر کو کہیں نہیں چھوڑیں گے، سب کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو اٹھا دیں گے، ان کے زمانہ میں مال و دولت کی بڑی فراوانی ہو گی۔ کوئی مال کو قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی منزلت بہت بڑھ جائے گی۔ ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے زیادہ قیمتی سمجھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۱ ص ۴۹۰ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء اول ص ۷۶)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے، اس حالت میں کہ وہ (دنیا میں) عادل حکمران ہوں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو اٹھا دیں گے (ان کے زمانہ میں) مال ہے گا۔ حتیٰ کہ کوئی اُسے قبول نہیں کریگا، ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہر چیز میں برکت ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِیْ ثَمَرَتَکِ وَرُدِّیْ بَرَکَتَکِ فَیَوْمَئِذٍ تَاْکُلُ الْعِصَابَۃُ مِنَ الرُّمَّانَۃِ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِہَا وَیُبَارَکُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی اَنَّ اللِّقْحَۃَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَکْفِی الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَۃَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَکْفِی الْقَبِیْلَۃَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَۃَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَکْفِی الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ ۲/۵۴۳)

زمین سے کہا جائیگا اپنے پھل اگا اور اپنی برکت کو لوٹا دے تو پھر اس دن ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی، اس کے چھلکے کے نیچے ایک جماعت سایہ حاصل کرے گی۔ دودھ میں بھی بڑی برکت ہو گی۔ ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو کافی ہو گا، ایک گائے کا دودھ پورے خاندان کو کافی ہو گا اور ایک بکری کا دودھ ایک گھر کے تمام آدمیوں

کے لئے کافی ہو گا۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جوان اونٹ چھوڑ دئے جائیں گے، کوئی ان پر سواری نہیں کریگا، نہ اُن سے باربرداری کا کام لے گا، لوگوں کے دلوں میں نہ کینہ رہے گا اور نہ حسد۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم جزء اول ص۷۶)

جوان اونٹ چھوڑ دئے جائیں گے ان پر نہ کوئی سواری کریگا اور نہ بوجھ لادے گا، کینہ، بغض وحسد ختم ہو جائے گا۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کریں گے۔ وہ فجّ روحا مقام سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا

(صحیح مسلم کتاب الحج باب اھلال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھدیہ جزء اول ص۵۲۷)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (عیسٰی) ابن مریم ضرور فجّ روحا مقام سے حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ
يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ
الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ
اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ
الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ
الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا

يَرِثُ وَرِثَ

يَرْجِعُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ پھر (ان کے بعد اہل کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا تو جو لوگ کافر ہیں ان کو بڑے دن حاضر ہونے کی جگہ (بڑی) تباہی و بربادی ہے ﴿۳۷﴾ جس دن یہ لوگ ہمارے پاس حاضر ہوں گے تو (اس دن) کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے مگر آج یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ﴿۳۸﴾ اور (اے رسول) آپ ان کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جس دن ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا (افسوس، اس دن کے معاملے میں) یہ لوگ (کیسی) غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ﴿۳۹﴾ ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور ان لوگوں کے بھی وارث ہوں گے جو اس پر (بستے ہیں) اور ان (سب کو) ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (مَشْهَدٌ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شُهُوْدٌ (س) حاضر ہونا (مَشْهَدٌ = حاضر ہونے کی جگہ، اجتماع گاہ، شہادت گاہ)

(حَسْرَةٌ) حَسِرَ، يَحْسَرُ، حَسَرٌ وحَسْرَةٌ (س) حسرت ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش اور ان کی تعلیمات کا ذکر تھا۔ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ) (لیکن ان کے اٹھائے جانے کے بعد نصاریٰ کئی فرقوں میں منقسم ہوئے) ان فرقوں نے (عیسٰی علیہ السلام کے متعلق) آپس میں اختلاف کیا (کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا اور اسی اختلاف پر اب تک جمے ہوئے ہیں)۔

نصاریٰ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ (المائدۃ۔ ۷۲)

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہیں۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ الٰہ تین ہیں ان میں سے ایک عیسٰی الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، وَاِنْ

(اور) ان لوگوں نے بھی کفر کیا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین (الٰہوں) میں سے ایک ہے حالانکہ

ثُمَّ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ، كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۷۳ تا ۷۵)

الٰہ کوئی نہیں سوائے ایک الٰہ کے اور اگر یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے باز نہیں آئے تو ان میں سے جو لوگ (بدستور) کفر کرتے رہیں گے وہ دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ (آخر یہ عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے اور کیوں اللہ سے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے (اگر یہ توبہ کرلیں اور معافی مانگ لیں تو اللہ انہیں معاف کردے گا اس لئے کہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریم تو بس رسول تھے، ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں (ان میں سے کوئی الٰہ نہیں تھا)، مسیح کی والدہ صدیقہ تھیں، وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (پھر الٰہ کیسے ہو گئے، الٰہ تو کھانے کا محتاج نہیں ہوتا، اے رسول) دیکھئے ہم کس کس طرح ان کے لئے (اپنی) آیات کو وضاحت سے بیان کر رہے ہیں لیکن آپ دیکھئے یہ کس طرح بہکے چلے جا رہے ہیں۔

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور بس۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۱۱۱)

اور (اے عیسیٰ، وہ وقت بھی یاد کرو) جب میں نے حواریوں کو حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا (اے اللہ) ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔

پہلے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر کہا۔ تیسرے گروہ کو اللہ تعالیٰ نے مؤمن کہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ، قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ،

اے ایمان والو، اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ (عیسیٰ ابن مریم کے حواری بنے تھے جب) عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا، اللہ کی طرف بلانے کے

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ، فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ○

(الصف ۔ ۱۴)

کام میں کون میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں، پھر بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کیا، تو جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کی ان کے دشمن کے مقابلہ میں مدد کی تو وہ غالب ہو گئے۔

آگے فرمایا (فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ) تو جن لوگوں نے کفر کیا (اور تین الٰہ بنائے یا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کہا) ان کے لئے قیامت کے بڑے دن (بڑی) خرابی ہے۔

مَشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ مَشْهَدٌ حاضر ہونے کی جگہ یا اجتماع گاہ کو کہتے ہیں۔ قیامت کے دن سب لوگ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ○

(مریم ۔ ۹۳ تا ۹۵)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○

(اذا وقعت الواقعۃ ۔ ۴۹ و ۵۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے: بے شک اگلے اور پچھلے سب ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ، ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ○

(ھود ۔ ۱۰۳)

(ان واقعات میں) اس شخص کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے (عبرت کی) ایک نشانی ہے۔ (اور یوم آخرت) وہ دن ہے کہ جس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہے جس دن سب (اللہ کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے۔

قیامت کا دن بہت بڑا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ○ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ○ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

(ویل للمطففین - ۴ تا ۶)

کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ یہ (ایک دن دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنۡ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لَّا یُؤَدِّیۡ مِنۡھَا حَقَّھَآ اِلَّآ اِذَا کَانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ صُفِّحَتۡ لَہٗ صَفَائِحُ مِنۡ نَّارٍ فَاُحۡمِیَ عَلَیۡھَا فِیۡ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکۡوٰی بِھَا جَنۡبُہٗ وَجَبِیۡنُہٗ وَظَھۡرُہٗ کُلَّمَا بَرَدَتۡ رُدَّتۡ اُعِیۡدَتۡ لَہٗ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول صـ۳۹۳)

کوئی سونے اور چاندی کا مالک ایسا نہیں ہے کہ ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر یہ کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو (اس کی چاندی اور سونے سے) آگ کے تختے بنائے جائیں گے پھر وہ جہنم کی آگ میں گرم کئے جائیں گے پھر اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ پر اس سے داغ دئے جائیں گے اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے پھر ان کو گرم کیا جائے گا اور یہ اس دن ہوگا جب ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔

الغرض کافروں کو قیامت کے دن میدان محشر میں جمع ہونا ہے اس دن ان کے سامنے ہر وہ چیز آجائے گی جس پر بغیر دیکھے ایمان لانے کا دنیا میں ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَسۡمِعۡ بِھِمۡ وَاَبۡصِرۡ یَوۡمَ یَاۡتُوۡنَنَا لٰکِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡیَوۡمَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ) جس دن یہ لوگ ہمارے پاس حاضر ہوں گے تو (اس دن) یہ کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے (دنیا میں تو وہ حق بات کو نہیں سنتے تھے اور نہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے تھے اندھے اور بہرے بن جاتے تھے لیکن میدان محشر میں وہ ہر چیز کو غور سے سنیں گے اور ہر چیز کو غور سے دیکھیں گے۔ تعصب اور غفلت کے پردے اٹھ جائیں گے اور ہر وہ چیز جس کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خبر دی جا رہی تھی حقیقت بن کر سامنے آجائے گی۔ اس دن وہ گمراہی سے بچنے کی خواہش کریں گے) لیکن آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (گمراہی سے

نکلنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○

(الٓمٓ تنزیل السجدۃ - ۱۲)

اور (اے رسول) اگر آپ مجرموں کو (اس وقت دیکھیں جس وقت وہ اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (اور اس طرح کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (براہ راست سب کچھ) سن لیا، (اب) ہمیں یقین آگیا ہے، ہمیں واپس (دنیا میں) بھیج دے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○

(قٓ - ۲۰ تا ۲۲)

پھر (ایک دن وہ آئے گا کہ) صور پھونکا جائیگا (تو اس دن کہا جائے گا) یہی تو عذاب کے وعدوں (کے پورا ہونے) کا دن ہے۔ پھر ہر شخص (اس حالت میں) آئے گا کہ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا اس کے ساتھ ہوگا۔ (پھر اس سے کہا جائے گا) تو اس دن سے (بڑا) غافل رہا، (تیری آنکھوں پر غفلت کا جو پردہ پڑا ہوا تھا آج) ہم نے تیرے (اس) پردے کو تیرے سامنے سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے (تجھے آج وہ تمام چیزیں نظر آ رہی ہیں جن سے تجھ کو ڈرایا گیا تھا)۔

آگے فرمایا (وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) اور (اے رسول) آپ ان کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جس دن (سزا اور جزا کے تمام) معاملات کا فیصلہ ہو جائے گا (افسوس اس ہولناک دن کے معاملہ میں) یہ لوگ (کیسی) غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور (کسی طرح) ایمان نہیں لاتے۔

قیامت کا دن حسرت کا دن ہوگا۔ اس دن کافروں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم مسلم ہوتے اور آج اللہ کے عذاب سے بچ جاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○

(الحجر - ۲)

ایک وقت آنے والا ہے جب کافر یہ تمنّا کریں گے کاش وہ مسلم ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ○ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(الزمر - ۵۴ تا ۵۸)

اور (اے میرے بندو) قبل اس کے تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے لئے اسلام لے آؤ (ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر تمہیں (کہیں سے) مدد نہیں ملے گی اور (اے میرے بندو) اس بہترین (کتاب) کی جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو قبل اس کے کہ اچانک تم پر عذاب نازل ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (پھر کہیں ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص یہ کہے اللہ کی جناب میں جو میں نے قصور کیا اس پر (صد ہزار) افسوس! (افسوس کہ) میں (اللہ کے احکام کا) مذاق ہی اڑاتا رہا۔ یا یہ کہے اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا یا عذاب دیکھ کر یہ کہے کہ اگر ایک مرتبہ اور میرا دنیا میں جانا ہو جائے تو میں نیک بن جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

(الحاقۃ - ۴۸ تا ۵۰)

بے شک یہ (کتاب) متقین کے لئے نصیحت ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں لیکن یہی (کتاب ایک دن) کافروں کے لئے (باعث) حسرت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ، وَالَّذِيْنَ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ (دوسروں کو اللہ کا) شریک بناتے ہیں (یعنی) ان سے

اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا، كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ، وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○

(البقرۃ ۔ ۱۶۵ تا ۱۶۷)

ایسی محبت کرتے ہیں، ایسی محبت اللہ سے کرنی چاہیئے، حالانکہ ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے اور اگر یہ ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے (ابھی) دیکھ لیتے (تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ) بے شک تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ ہے اور یہ کہ بے شک اللہ (بہت) سخت عذاب دینے والا ہے (اور اے لوگو، اس وقت کا تصور کرو) جب متبوع اپنے تابعین سے بیزاری کا اظہار کریں گے (وہ ایسا وقت ہو گا کہ) سب عذاب کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور ان کے آپس کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ اس وقت (ان کے تابعین حسرت سے) کہیں گے کہ اگر ایک مرتبہ اور ہم دنیا میں چلے جائیں تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوں گے جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہیں (الغرض) اس طرح اللہ ان کو ان کے اعمال باعث حسرت وندامت بنا کر دکھائے گا۔ (وہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے) اور پھر اس میں سے نکل نہیں سکیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ) يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ) فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى

جب بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی لوگ دوزخ میں پہنچ جائیں گے اس وقت موت کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ اور بہشت کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائیگا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا، اے اہل جنت اب تم کو موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ اب تم کو موت نہیں آئے گی اس وقت اہل جنت

حُزْنِهِمْ۔ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ) ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ وَھٰؤُلَآءِ فِیْ غَفْلَۃٍ اَھْلُ الدُّنْیَا وَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلَی الدُّنْیَا) (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار جزء ۸ صـ۱۲۱ و صـ۱۲۲ و کتاب التفسیر باب سورۃ مریم جزء ۶ صـ۱۱۸ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۴ صـ۵۳۷ و صـ۵۳۸ و اللفظ للبخاری)

کو خوشی پر مزید خوشی ہوگی اور اہل دوزخ کو رنج پر مزید رنج ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی، "وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ" اور (اے رسول) ان کو یوم حسرت سے ڈرائیے جس دن تمام معاملات کا فیصلہ ہو جائیگا اور یہ لوگ یعنی دنیا والے غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے (جب آپ نے "دنیا والے" کہا تو) دنیا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّۃَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَآءَ لِیَزْدَادَ شُکْرًا وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَکُوْنَ عَلَیْہِ حَسْرَۃً (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار جزء ۸ صـ۱۲۶)

جو شخص جنت میں جائے گا اس کو دوزخ میں اس کا ٹھکانہ بتایا جائے گا یعنی اگر وہ برے کام کرتا تو اس میں داخل ہوتا، اس سے غرض یہ ہوگی کہ وہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو شخص دوزخ میں داخل ہوگا اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جائے گا یعنی اگر وہ اچھے کام کرتا تو اس میں رہتا اس کا یہ مقصد ہوگا کہ اسے حسرت ہو۔

یہ احادیث گویا (یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ) کی تفسیر ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْھَا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ) ہم ہی زمین کے (بھی) وارث ہوں گے اور (ان لوگوں کے بھی وارث ہوں گے) جو اس پر (بستے) ہیں اور ان (سب) کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

نہ کوئی دنیا میں ہمیشہ رہا ہے اور نہ رہے گا۔ جس زمین کے یہ لوگ مالک ہیں اسے چھوڑ کر جانے والے ہیں پھر اللہ ہی اس زمین کا وارث ہوگا اور نہ صرف زمین کا وارث ہوگا بلکہ زمین والوں کا بھی وارث ہوگا۔ سب اس کے بندے بن کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے، کوئی اس سے بچ کر کہیں پناہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ (مریم۔۹۲)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝
(القصص۔ ۵۸)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو جو (اسباب) معیشت (کی فراوانی) میں اترایا کرتی تھیں ہم نے ہلاک کر دیا، یہ ان کے مکانات ہیں (جو ویران پڑے ہیں) یہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر (بہت) کم اور ہم ہی (ان کے) وارث ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ، سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
(اٰل عمران۔ ۱۸۰)

اور جو لوگ اپنے مالوں میں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے بخل کرتے ہیں (اور اللہ کے راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں اچھا ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں (بہت) برا ہے، جس مال کو خرچ کرنے میں وہ بخل کر رہے ہیں قیامت کے دن وہ مال (ان کی گردنوں میں) طوق بنا کر ڈالا جائے گا (یہ اس مال کو دنیا ہی میں چھوڑ کر چلے جائیں گے، پھر اللہ ہی اس کا وارث ہوگا) اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین (غرض کہ ہر چیز) کا وارث ہے اور (اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے) بلکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (الحجر۔۲۴ تا ۲۵)

ہم ہی زندہ کرتے ہیں ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (تم سب کے) وارث ہیں۔ تم میں سے جو لوگ پہلے آچکے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں اور جو (تمہارے) بعد آنے والے ہیں ان کو بھی جانتے

ہیں اور (اے رسول) آپ کا رب (قیامت
کے دن) ان سب کو جمع کرے گا، بے شک
وہ حکمت والا، جاننے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اختلاف کر کے فرقے فرقے نہ بنیئے۔ موت کے آنے سے پہلے اپنے اعمال وعقائد کی اصلاح کر لیجئے تاکہ قیامت کے دن حسرت وندامت نہ ہو۔

دنیا کے مال ودولت کی حرص نہ کیجئے۔ ایک دن آپ مال ومتاع کو چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔ پھر ایک دن آپ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کئے جائیں گے اور وہ آپ سے آپ کے اعمال کا حساب وکتاب لے گا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ
لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا
يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ
شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ
مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ
اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ
لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ

إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ
مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ
وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ
ءَالِهَتِي يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ
لَأَرْجُمَنَّكَ وَٱهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾
قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ
رَبِّيٓ إِنَّهُۥ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَ
أَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن
دُونِ ٱللَّهِ وَأَدْعُوا۟ رَبِّي عَسَىٰٓ

اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾
فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ
وَیَعْقُوْبَ، وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ
جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس کتاب میں ابراہیم کا بھی ذکر کیجئے، وہ بہت ہی سچ بولنے والے اور (اللہ کے) نبی تھے (۴۱) (اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا: اے ابّا جان، آپ ایسی چیز کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سن سکے، نہ دیکھ سکے اور نہ آپ کے کچھ کام آسکے (۴۲) اے ابّا جان، میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا لہٰذا آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو سیدھے راستہ پر چلاؤں گا (۴۳) اے ابّا جان، شیطان کی پرستش نہ کیجئے، بے شک شیطان رحمٰن کا (بڑا) نافرمان ہے (۴۴) اے ابّا جان، مجھے ڈر ہے کہیں آپ کو رحمٰن کی طرف سے عذاب نہ آپکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں (۴۵) (باپ نے) کہا: اے ابراہیم، کیا تم میرے معبودوں سے بیزار ہو، اگر تم (اس عقیدے سے) باز نہ آئے تو میں تمہیں ضرور سنگسار کردوں گا (بس اب تم) ہمیشہ کے لئے مجھ سے رخصت ہوجاؤ (۴۶) (ابراہیم نے کہا: اچھا

تو، سلام علیک، میں اپنے ربّ سے تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے (۴۷) میں آپ لوگوں سے اور ان (معبودوں) سے جن کو آپ لوگ پکارتے ہیں (سب) سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں، میں تو (صرف) اپنے رب کو پکارتا رہوں گا، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا (۴۸) پھر جب وہ ان سے اور ان (معبودوں) سے جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے کنارہ کش ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عنایت کئے اور ان سب کو ہم نے نبی بنایا (۴۹) اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں سے (بڑا وافر) حصہ عطاء فرمایا اور ان کے ذکرِ جمیل کو بلند و بالا کر دیا (۵۰)

معانی ومصادر (اُهْجُرْ) هَجَرَ، يَهْجُرُ، هَجْرٌ وهِجْرَانٌ (ن) چھوڑ دینا، قطع تعلق کرنا۔ (مَلِيًّا) اَمْلَا، يُمْلِيْ، اِمْلَاءٌ (ض) لکھوانا، طول دینا، ڈھیل دینا، (مَلِيٌّ = طویل زمانہ)۔
(حَفِيًّا) حَفِيَ، يَحْفٰى، حِفَاوَةٌ، حِفَايَةٌ (س) اکرام میں مبالغہ کرنا۔ (حَفِيٌّ = واقف، اکرام میں مبالغہ کرنے والا، بہت سوال کرنے والا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا) اور (اے رسول) اس کتاب میں ابراہیم کا بھی ذکر کیجئے، وہ بہت سچ بولنے والے اور (اللہ کے برگزیدہ) نبی تھے (اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے ابّا جان، آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکتے ہیں، (يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا) اے ابّا جان، میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا لہٰذا آپ میری پیروی کیجئے، میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا (يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا) اے ابّا جان، شیطان کی پرستش نہ کیجئے (اس کا کہنا نہ مانئے)، وہ تو رحمٰن کا (بڑا) نافرمان ہے (وہ آپ کو بھی رحمٰن کا نافرمان بنا رہا ہے) (يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا) اے ابّا جان، مجھے ڈر ہے کہ رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب آپ کو نہ پکڑ لے پھر (انجام کار) آپ (جہنم میں) شیطان کے ساتھی بن جائیں (اس لئے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے شیطان کے ساتھ جہنم میں ڈالے جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ (صٓ۔ ۸۵)

میں ضرور تجھ سے اور ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

(قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ) (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناصحانہ باتیں سُن کران کے والد نے) کہا: اے ابراہیم کیا تم میرے معبودوں سے بیزار ہو (لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا) اگر تم (اس عقیدے سے) باز نہ آئے تو میں ضرور تمہیں سنگسار کر دوں گا یا تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے رخصت ہو جاؤ (اسی میں تمہاری خیریت ہے) (قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ، اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا) (ابراہیم نے کہا (اچھا تو) میرا تم کو سلام ہے، میں اپنے رب سے تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، اس کا مجھ پر بڑا لطف و کرم ہے (وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا) میں آپ لوگوں سے اور ان معبودوں سے جن کو آپ لوگ اللہ کے علاوہ (اپنی مشکل میں) پکارتے ہیں کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں میں تو (صرف) اپنے رب کو پکاروں گا، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر (کبھی اپنی مراد سے) محروم نہیں رہوں گا (فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا) الغرض (اس گفتگو کے بعد) جب وہ ان لوگوں سے اور ان (معبودوں) سے جن کو وہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے تھے علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطاء فرمائے اور (ان میں سے) ہر ایک کو نبی بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ، وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ،وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ○

(الانبیآء ۔ ۷۱ و ۷۲)

پھر ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو (ان کی قوم سے) نجات دے کر ایک ایسی سرزمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے (بڑی) برکتیں رکھی ہیں۔ پھر ہم نے ابراہیم کو اسحٰق (بیٹا) عطاء کیا اور یعقوب پوتا (عطاء کیا) اور ہم نے ان سب کو صالح بنایا تھا۔

آگے فرمایا (وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا) اور ہم نے ان کو (یعنی ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کو) اپنی رحمت میں سے (بڑا وافر حصہ) عطاء فرمایا اور ان کے ذکر خیر کو رفعت و بلندی عطاء فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ وَبٰرَكْنَا

اور ہم نے بعد والوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔ (وہ یہ کہ جہاں کہیں) ابراہیم (کا ذکر ہو تو ان) پر سلام بھیجا جائے۔ نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ بے شک

عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ
(الصّٰفّٰت - ۱۰۸ تا ۱۱۳)

ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے ان کو اسحٰق کی خوشخبری دی (اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ) وہ نبی ہوں گے اور صالحین میں سے ہوں گے اور (اے رسول) ہم نے اس (بیٹے اسمٰعیل) پر اور اسحٰق پر (اپنی) برکتیں نازل کیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمایا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت کی پیروی کا حکم دے کر اور ان کا اور ان کی اولاد کا ذکر درود شریف میں شامل کر کے ان کے ذکر کو قیامت تک کے لئے بلندی عطاء فرمائی۔

(نوٹ :۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفصل حالات کے لئے سورۂ ابراہیم ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، شیطان کی پیروی نہ کیجئے۔ اس کا کہنا نہ مانیئے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنے باپ وغیرہ کو نرمی اور ادب سے سمجھائیے۔ اگر باپ گھر سے نکال دے تو نکل جائیے۔ ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لیجئے لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکائیے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ
كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا
نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ
الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾
وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ
هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے، وہ ہمارے پسندیدہ (بندے) اور رسول اور نبی تھے (۵۱) ہم نے ان کو (کوہ) طور کے داہنی جانب سے پکارا تھا اور سرگوشی کرنے کے لئے اپنے قریب کرلیا تھا (۵۲) اور ہم نے ان کو اپنی مہربانی سے ان کے بھائی ہارون پیغمبر کو (ان کی مدد کے لئے) عطاء فرمایا تھا (۵۳)

معانی ومصادر (مُخْلَصًا) اَخْلَصَ، يُخْلِصُ، اِخْلَاصٌ (باب افعال) پسند کرنا، اخلاص اور بغیر ریاء کے عبادت کرنا، خلاصہ کرنا۔

(نَجِيًّا) نَجَا، يَنْجُوْ، نَجْوٌ ونَجْوٰى (ن) سرگوشی کرنا (نَجِيٌّ = راز، رازدان)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا) اور (اے رسول) اس کتاب میں موسیٰ کا ذکر کیجئے۔ وہ (ہمارے) پسندیدہ

(بندے) اور رسول اور نبی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب فرما کر ان کو رسالت اور اپنی ہم کلامی سے سرفراز فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۝ (الاعراف۔ ۱۴۴)

اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ، میں نے تمام لوگوں میں سے تم کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے لئے منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ (طٰہٰ۔ ۱۳)

اور (اے موسیٰ) میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے لہذا جو کچھ تمہاری طرف وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ (النسآء۔ ۱۶۴)

اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے باتیں بھی کی تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ ۝ (طٰہٰ۔ ۴۱)

اور (اے موسیٰ) میں نے تم کو اپنا (پیغام پہنچانے کے) لئے (خاص طور پر) تیار کیا ہے۔

آگے فرمایا (وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا) اور (اے رسول) ہم نے ان کو (کوہ) طور کے داہنی جانب سے پکارا تھا اور سرگوشی کرنے کے لئے ان کو (اپنے) قریب کرلیا تھا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہ طور پر نبوت ملی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِىِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (القصص۔ ۴۴)

اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کی طرف (اپنا) حکم بھیجا تو اس وقت آپ (طور کے) غربی جانب موجود نہیں تھے اور نہ (دوری سے) آپ اس کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر برابر آتے جاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا ○
(القصص ۔ ۴۶)

اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کو آواز دی تو (اس وقت بھی) آپ طور کے اطراف میں کہیں موجود نہیں تھے (کہ اس واقعہ سے واقف ہوتے)۔

آگے فرمایا (وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا) اور (اے رسول) ہم نے اپنی مہربانی سے ان کو ان کے بھائی ہارون نبی کو (ان کے مدد کے لئے) عطاء فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ ○ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ○ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ○ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ○ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ○
(طٰہٰ ۔ ۲۹ تا ۳۶)

(موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء کی اے میرے رب) میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے، اس کے ذریعہ میری قوت مستحکم کردے اور اس کو میرے کام میں شریک کردے تاکہ ہم دونوں (مل کر) کثرت کے ساتھ تیری تسبیح پڑھتے رہیں اور کثرت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے رہیں۔ بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ (اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ جو کچھ تم نے مانگا، تمہیں دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ○
(الفرقان ۔ ۳۵)

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ (تبلیغی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ
كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ
رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجئے، وہ وعدہ کے بڑے سچے اور رسول اور نبی تھے (۵۴) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے بڑے پسندیدہ (بندے) تھے (۵۵)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا) اور (اے رسول) اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجئے۔ وہ وعدہ کے (بڑے) سچے تھے اور رسول اور نبی تھے (وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے (بڑے) پسندیدہ بندے تھے۔

اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائل حمیدہ جن کا ذکر آیات زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے تمام انبیاء علیہم السلام ہی میں پائے جاتے ہیں لیکن اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ضمن میں ان خصائل کا ذکر ان خصائل میں ان کا مبالغہ کے ساتھ متصف ہونا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَ
رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے، وہ بڑے سچے (بندے) اور نبی تھے ﴿۵۶﴾ ہم نے ان کو (بڑی) اونچی جگہ اٹھالیا تھا ﴿۵۷﴾

معانی ومصادر (عَلِيًّا) عَلَا، يَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) وعَلِيَ، يَعْلٰى، عَلَاءٌ (س) بلند ہونا (عَلِيٌّ = بلند، شریف)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السلام اور حضرت مریم کا ذکر فرمایا۔ اب آخر میں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا) اور (اے رسول) اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے۔ وہ (بڑے) راست باز اور (اللہ کے برگزیدہ) نبی تھے (وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا) اور (اے رسول) ہم نے ان کو ایک بلند مقام پر اٹھایا تھا۔

عمل

جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر اس سورت میں گذرا انکے اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو متصف کیجئے مثلاً ہر حال میں اپنے رب کو پکاریئے، خفیہ الفاظ سے اس سے التجائیں کیجئے، دین کی خدمت کے لئے نیک اولاد کی دعاء کیجئے، صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیجئے، اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مضبوطی سے پکڑیئے، نرمی اور پاکیزگی اختیار کیجئے، والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیئے ان کی نافرمانی نہ کیجئے اور نہ ان کے ساتھ سرکشی کیجئے، پاک دامن رہیئے، اپنی عصمت کی حفاظت کیجئے، نماز پابندی سے پڑھتے رہیئے، زکوٰۃ پابندی سے ادا کرتے رہیئے، والدہ کے ساتھ خصوصی حسن سلوک سے پیش آیئے، سخت گیری سے پرہیز کیجئے، توحید پر زور دیجئے، صرف

اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے، سچ بولئے، والد وغیرہ کو جب تبلیغ کیجئے تو ادب، نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ تبلیغ کیجئے، معبودانِ باطل سے بیزاری کا اظہار کیجئے، اللہ تعالیٰ سے مانگئے، کسی دوسرے سے نہ مانگئے۔

اپنے وعدوں کو پورا کیجئے، اہل وعیال کو نماز وزکوٰۃ کی تاکید کرتے رہئے۔

سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ
وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ
ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ
وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا
تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا
سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْ
بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ
شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِي
وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ،
إِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا،
وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّ
عَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾

ترجمہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو نبیوں میں سے اللہ نے (اپنے) انعام (خاص) سے نوازا تھا، (یہ لوگ) اولاد آدم میں سے ان لوگوں (کی نسل) سے تھے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے تھے اور یہ لوگ ان میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی تھی اور منتخب فرمایا تھا اور (یہ وہ لوگ تھے کہ) ان کے سامنے جب رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے تھے اور روتے رہتے تھے ﴿۵۸﴾ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے، تو عنقریب ان کی ہلاکت و تباہی ان کے سامنے آئے گی ﴿۵۹﴾ مگر جس نے توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا (یعنی ان کو ان کے عمل کا پورا اجر دیا جائے گا) ﴿۶۰﴾ (وہ) بہشتہائے جاودانی (میں داخل ہوں گے) جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے بغیر ان کو دکھائے وعدہ کیا ہے، بے شک اس کا وعدہ (سامنے) آنے والا ہے ﴿۶۱﴾ ان باغات میں کوئی لغو بات ان کے سننے میں نہیں آئے گی بس (ہر طرف سے) سلام (کی آوازیں آتی ہوں گی) وہاں ان کو صبح و شام کھانا ملا کرے گا ﴿۶۲﴾ یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے جو متقی ہوں گے ﴿۶۳﴾

معانی و مصادر (خَرُّوْا) خَرَّ، یَخِرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ن،ض) گر پڑنا۔
(سُجَّدًا) سَجَدَ، یَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) جھکنا، سجدہ کرنا، (سُجَّدٌ = سَاجِدٌ کی جمع = سُجُوْدٌ)۔
(بُكِيًّا) بَكٰى، يَبْكِيْ، بُكَاءٌ وبُكًى، (ض) رونا، (بُكِيٌّ = بَاكٍ کی جمع = رونے والے)۔
(غَيًّا) غَوٰى، يَغْوِيْ، غَيٌّ (ض) گمراہ کرنا، گمراہ ہونا، ہلاک ہونا۔
(مَأْتِيًّا) اَتٰى، يَأْتِيْ، اَتْيٌ وإِتْيَانٌ وإِتْيَانَةٌ ومَاتَاةٌ (ض) آنا، (مَأْتِيٌّ = مفعول ہے بمعنی لایا ہوا)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا۔ اس آیت میں فرمایا (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ) یہی وہ لوگ ہیں جن کو نبیوں میں سے اللہ نے (اپنے) انعام (خاص) سے نوازا تھا (مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا

مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ) (یہ لوگ) آدم کی نسل سے تھے اور ان لوگوں کی نسل سے تھے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل (یعنی یعقوب) کی نسل سے تھے (وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا) اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی تھی اور منتخب فرمایا تھا (اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا) ان کے سامنے جب رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے تھے (فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا) پھر ان کے بعد ان کے جانشین ایسے لوگ ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو عنقریب ان کو (اپنی) ہلاکت اور تباہی کا سامنا کرنا ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تباہی کے دو سبب بتائے۔

① نمازوں کو ضائع کرنا،

② خواہشات کی پیروی کرنا۔

نمازوں کو ضائع کرنے سے مراد نمازوں کا ترک کرنا اور ان کے اوقات اور ارکان سے غفلت برتنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ○

اور (اے رسول) ان نمازیوں کی بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

(ارأیت الذی۔ ۴ و ۵)

نماز کا ترک کرنا بہت بڑا گناہ بلکہ کفر و شرک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ جزء اول ص ۴۹)

آدمی اور شرک و کفر کے درمیان ترک نماز کا فرق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الایمان باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ جزء ۲ ص ۲۳۱)

وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے نماز کو چھوڑ دیا بے شک اس نے کفر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ (ابن ماجة ۔ سندہ صحیح ۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء ۲ ص ۹۵)

بندے اور شرک کے درمیان صرف ترکِ نماز کا فرق ہے لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو شرک کیا۔

خواہشات کی پیروی کرنا اور شریعت الٰہیہ کو نظر انداز کرنا گویا اپنی خواہشات کو الٰہ بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشٰوَةً ، فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ ، أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○

(الجاثیۃ ۔ ۲۳)

(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے، ایسے شخص کو اللہ نے بھی اس کے علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے، اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، تو اب اللہ کے بعد اسے کون ہدایت پر لا سکتا ہے تو (اے لوگو) تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (اپنی خواہش کے بجائے اللہ کو اپنا الٰہ کیوں نہیں بناتے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ○

(القصص ۔ ۵۰)

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش پر چلے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

آگے فرمایا (إِلَّا مَنْ تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْـًٔا) (ناخلف لوگوں کے لئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی تباہی و بربادی ہے) مگر جس نے (کفر سے) توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا (ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق اجر ملے گا، کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَأَمَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ (آل عمران۔ ۵۷) اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا۔

آگے فرمایا (جَنَّاتِ عَدْنِ نِ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ) (وہ جنت جس میں ایمان لاکر عمل صالح کرنے والے داخل ہوں گے وہ) ہمیشہ باقی رہنے والے باغات ہیں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے بغیر دکھائے وعدہ کیا ہے (إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا) بے شک اس کا وعدہ (سامنے) آنے والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور نیک لوگوں کو ضرور جنت میں داخل کرے گا) (لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا) ان (باغات) میں کوئی لغو بات سننے میں نہیں آئے گی (وہاں تو ہر طرف سے) بس سلام (کی آوازیں آتی ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ○ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ○

(اذا وقعت الواقعة۔ ۲۵ و ۲۶)

وہاں وہ نہ تو کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات، وہاں تو بس سلام سلام کی آوازیں (آرہی ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ○ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ○

(هل أتىٰك۔ ۸ تا ۱۱)

بہت سے (آدمیوں) کے چہرے اس دن (نعمتوں میں) شاداں و فرحاں ہوں گے، وہ اپنی کوشش (کے اجر و ثواب) سے راضی ہوں گے، بلند جنت میں جس میں وہ کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ○

(یٰسٓ۔ ۵۸)

مہربان رب کی طرف سے (ان کو) سلام کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ، وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ○ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

(الرعد۔ ۲۳ و ۲۴)

یہ لوگ ہمیشہ (قائم) رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور (ان کے ساتھ) ان کے آباء و اجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے وہ لوگ بھی (ان باغات میں داخل ہونگے) جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے۔ (ان باغات کے) ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے (اور ان سے کہیں گے) تم پر سلام ہو،

یہ تمہارے صبر کا بدلہ ہے اور کتنا اچھا بدلہ ہے۔

آگے فرمایا (وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا) ان (باغات) میں ان لوگوں کو صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا، قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا، وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵)

اور (اے رسول،) آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جب کبھی ان باغات میں سے انہیں کھانے کے لئے پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہے جو ہمیں (اس سے) پہلے دیا گیا تھا اور (وہ یہ بات اس لئے کہیں گے کہ) ان کے لئے جو پھل لائے جائیں گے وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں گے، مزید برآں ان کیلئے ان باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ کھانا بے حساب ہوگا، اس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(حٰمٓ المؤمن - ۴۰)

جو شخص نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے - ان کو وہاں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

جنت کے صبح و شام کیا ہوں گے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی جنّت کے صبح و شام اور اس کی نعمتوں کا بیان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ

پہلا آدمیوں کا گروہ جو بہشت میں جائے گا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگی۔ ان لوگوں کو نہ تھوک آئے گا،

أَنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبُ وَاحِدٌ يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ صـ ۱۴۳ وصحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب اول زمرة تدخل الجنة جزء ۲ صـ ۵۳۳ واللفظ للبخاری)

نہ رینٹ اور نہ وہ پاخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے، ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں سے عود کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور ان کے پسینہ میں سے مشک کی خوشبو پھوٹے گی ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے نیچے سے نظر آئے گا۔ نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔ ان کے دل ایک دل ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح پڑھا کریں گے۔

آگے فرمایا (تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا) یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو بنائیں گے جو متقی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ، وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ، لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

(الاعراف ۔ ۴۳ و ۴۴)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (اور نیک عمل کے معاملے میں) ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے تو ایسے لوگ جنتی ہوں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے دلوں میں جو کینے ہوں گے انہیں ہم نکال دیں گے، ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ اس طرح کہیں گے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مقام تک پہنچنے میں ہماری رہنمائی کی اور اگر اللہ رہنمائی نہ کرتا تو ہم کبھی بھی (یہاں تک پہنچنے کا) راستہ نہ پاتے، واقعی ہمارے رب کے رسول (ہمارے پاس) حق لے کر آئے تھے۔ پھر ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے بدلہ (اب) تم کو اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب دوام نعیم اھل الجنۃ جزء۲ ص۵۳۲)

(جنت کے لوگوں سے) ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا: ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے، تم ہمیشہ زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، اور تم ہمیشہ عیش اور چین میں رہو گے، کبھی رنج نہیں ہو گا، یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ (جنت والوں کو) آواز دی جائے گی یہ جنّت جس کے تم وارث ہوئے ہو ان (نیک) عملوں کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو نمازوں کو ضائع نہ کیجئے۔ نمازوں کو سنت کے مطابق ادا کرتے رہیئے۔ خواہشات کی پیروی نہ کیجئے، متقی اور پرہیز گار بنیئے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ، لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ، هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب فرشتے نے آپ سے کہا کہ) ہم بغیر آپ کے ربّ کے حکم کے نازل نہیں ہوتے، جو کچھ ہمارے سامنے ہے، جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور (اے رسول) آپ کا رب بھولتا نہیں ﴿۶۴﴾ وہ آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا مالک ہے لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اور اسی کی عبادت پر قائم رہئے، کیا آپ کسی ایسی ہستی سے واقف ہیں جو اس کا ہم نام ہو ﴿۶۵﴾

معانی ومصادر نَسِيَ، يَنْسٰى، نَسْيٌ ونِسْيَانٌ ونِسَايَةٌ ونَسْوَةٌ (س) بھولنا (نَسِيٌّ = بھولنے والا)۔

(اِصْطَبِرْ) اِصْطَبَرَ، يَصْطَبِرُ، اِصْطِبَارٌ (باب افتعال) صبر کرنا، ثابت قدم رہنا۔

(سَمِيًّا) سَمّٰى، يُسَمِّيْ، تَسْمِيَةٌ (باب تفعیل) نام رکھنا۔

سَمَا، یَسْمُوْ، سَمْوٌ (ن) نام رکھنا (سَمِیٌّ۔ نام رکھنے والا، نظیر)۔

شان نزول | حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِیْلَ مَا یَمْنَعُکَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب کٓهٰیٰعٓصٓ جزء ۶ ص۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا: کیا چیز تمہیں مانع ہے اس بات سے کہ تم ہم سے (جتنی مرتبہ اب) ملاقات کرتے ہو اس سے زیادہ (مرتبہ) ملاقات کرو۔

تفسیر | شان نزول سے معلوم ہوا کہ آیت زیر تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اے جبریل، تم بار بار کیوں نہیں آتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا (وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ) ہم بغیر آپ کے رب کے حکم کے نازل نہیں ہوتے (ہمارا اترنا اور چڑھنا، آنا اور جانا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ ہم اپنی مرضی سے کہیں آتے جاتے نہیں۔ ہم تو حکم الٰہی کے تابع ہیں) (لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ) اسی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (نہ صرف ہم اس کے حکم کے تابع ہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر چیز پر اس کی حکومت ہے) (وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا) اور (اے رسول) آپ کا رب بھولتا نہیں (کہ اپنے احکام اور اپنا پیغام بھیجنا بھول جائے بلکہ جب اس کی مصلحت ہوتی ہے تو اپنے احکام یا اپنا پیغام بھیجتا ہے اور ان احکام یا پیغام کو لے کر ہم نازل ہوتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِیَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰہِ الْعَافِیَةَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ نَسِیًّا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا (رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر باب سورۃ مریم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص۳۷۵ ونیل الاوطار جزء ۲ ص۸۹)

جو چیز اللہ نے اپنی کتاب (یعنی شریعت) میں حلال کر دی ہے وہ حلال ہے اور جو چیز اللہ نے حرام کر دی وہ حرام ہے اور جس چیز سے سکوت فرمایا وہ عافیت ہے (یعنی معاف ہے) لہٰذا اللہ کی طرف سے (ملی ہوئی) عافیت کو قبول کرو اس لئے کہ اللہ بھولنے والا نہیں (کہ کسی چیز کو حرام کرنا بھول گیا ہو) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا) اور

(اے رسول) آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔

آگے فرمایا (رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا) وہ آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا مالک ہے (ہر جگہ اسی کی حکومت ہے، اسی کا حکم چلتا ہے، سب اسی کے حکم پر چلتے ہیں) (فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ) لہٰذا آپ بھی اسی کے حکم پر چلتے رہیئے، اسی کی عبادت کیجئے اور اس کی عبادت پر جمے رہیئے (هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا) کیا آپ کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جو (ان صفات کے لحاظ) سے اس کا ہم نام، نظیر اور مثیل ہو (یعنی رَبُّ السَّمٰوٰتِ، رَبُّ الْاَرْضِ، رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ یا مَالِكُ الْمُلْكِ وغیرہ اس کے نام ہوں۔ کسی میں یہ صفت نہیں پائی جاتی لہٰذا کوئی بھی ان صفاتی ناموں سے موسوم نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل بے مثل اور لاثانی ہے، اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں لہٰذا کوئی اس کی عبادت واطاعت میں بھی شریک نہیں ہو سکتا)

عمل

اے لوگو، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر جمے رہیئے، صرف اسی کی عبادت کیجئے اور کسی دوسرے کو عبادت کے لائق نہ سمجھیئے۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ
لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ
الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ
وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ
لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ
لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾
ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ
اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾
ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى

بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا
كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾
ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ
الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

ترجمہ اور (اے رسول) انسان کہتا ہے کیا جب میں مرجاؤں گا تو (دوبارہ زندہ کر کے زمین سے) نکالا جاؤں گا (۶۶) کیا اس انسان کو یہ یاد نہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم پہلے بھی تو اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کوئی چیز بھی نہیں تھا (۶۷) (اور اے رسول) آپ کے رب کی قسم ہم ان کو بھی اور شیطانوں کو بھی (دوبارہ زندہ کر کے) ضرور (ایک دن) جمع کریں گے پھر ان کو جہنم کے اردگرد (اس حالت میں) حاضر کریں گے کہ وہ دوزانو بیٹھے ہوں گے (۶۸) پھر ہر گروہ میں سے ہم ایسے لوگوں کو (علیحدہ) نکال لیں گے جو (دنیا میں) رحمٰن (کے احکام) سے سرتابی کرنے میں بہت سخت تھے (۶۹) پھر (یہ بات نہیں کہ ہم انہیں جانتے نہ ہوں) ہم ان سب لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں جو دوزخ میں جلنے کے زیادہ لائق ہیں (۷۰) اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے، یہ (ایک ایسا امر) ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور (اس کا پورا کرنا) آپ کے رب نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے (۷۱) پھر ہم متقی لوگوں کو (دوزخ سے) بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں دوزانو بیٹھا ہوا چھوڑ دیں گے (۷۲)

معانی ومصادر (جِثِيًّا) جَثَا، يَجْثُو، جُثُوٌّ (ن) جَثْيٌ، يَجْثِي، جُثِيٌّ (ض) دوزانو بیٹھنا (جِثِيٌّ = جَاثٍ کی جمع، دوزانو بیٹھنے والے)

(نَنْزِعَنَّ) نَزَعَ، يَنْزِعُ، نَزْعٌ (ض) کھینچ لینا، نکالنا۔

(شِيَعَةٌ) شَاعَ، يَشِيعُ، شِيَاعٌ (ض) پیچھے ہونا اور رفاقت کرنا (شِيْعَةٌ = فرقہ، اتباع)۔

(عِتِیًّا) عَتَا، یَعْتُوْ، عُتُوٌّ وعِتِیٌّ (ن) عَتِیَ، یَعْتٰی، عَتْیٌ (س) تکبر کرنا، حد سے نکل جانا، سرکشی کرنا (عَاتٍ اسم فاعل ہے۔ اس کی جمع عُتَاۃٌ اور عِتِیٌّ ہے۔ عَاتٍ = سرکش)
(اَوْلٰی) وَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ح) قریب ہونا (اَوْلٰی = اَحَقُّ۔ یہ اسم تفضیل ہے)
(صِلِیًّا) صَلِیَ، یَصْلٰی، صَلًی وصِلِیٌّ (س) جلنا، آگ میں داخل ہونا۔
(حَتْمًا) حَتَمَ، یَحْتِمُ، حَتْمٌ (ض) مضبوط کرنا، واجب کرنا (حَتْمٌ = لازم)

تفسیر کفار قیامت کے قائم ہونے اور انسان کے دوبارہ پیدا ہونے کا انکار کرتے تھے بلکہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا) اور (اے رسول) انسان (تعجب سے) پوچھتا ہے: جب میں مرجاؤں گا تو کیا زندہ کرکے (زمین سے) نکالا جاؤں گا۔

کفار کے اس تعجب کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے مثلاً:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ (الرعد - ۵)

(اور (اے رسول) اگر آپ کو (کسی بات پر) تعجب ہو تو ان کے اس قول پر واقعی تعجب ہونا چاہئے (جب وہ کہتے ہیں) کیا جب ہم (مرکر) مٹی ہو جائیں گے تو ہم (پھر) از سر نو پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ○ (یٰسٓ - ۷۸)

(انسان) کہتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائینگی تو انہیں کون زندہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ○ (قٓ - ۳)

کفار کہتے ہیں کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہوں گے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بعید (از عقل) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جواب میں فرمایا (اَوَلَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْـًٔا) کیا انسان کو یہ یاد نہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم پہلے بھی تو اسے پیدا کر چکے ہیں جب کہ وہ کوئی چیز نہیں تھا (جب بغیر کسی وجود کے ہم نے اسے پیدا کر دیا تو اب تو اس کا وجود ہے، اب اس کو مرنے کے بعد دوبارہ وجود میں لے آنا تو اور بھی زیادہ آسان ہے، کیا اتنی سی بات انسان کی سمجھ میں نہیں آتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

(هل اتى على الانسان ۔ ۱و۲)

کیا زمانہ میں انسان پر ایسا وقت نہیں آیا جبکہ اس کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ (پھر) ہم نے اس کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا، (پھر) ہم اس کی جانچ پڑتال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا (انسان) بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی دوبارہ پیدائش کے سلسلہ میں انسان کی عقل کو بار بار جھنجھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○

(یٰسٓ ۔ ۷۹)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، وہ ہر (طرح) پیدا کرنا جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَيُحْيِيْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الروم ۔ ۲۴ تا ۲۷)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے، اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، پھر جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں سے) نکل پڑو گے۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اسی کے ہیں، سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ

(وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا) (اے رسول یہ دوبارہ زندہ ہونے کو مانیں یا نہ مانیں) آپ کے رب کی قسم، ہم ضرور ان کو بھی اور شیطانوں کو بھی (دوبارہ زندہ کرکے ایک دن) جمع کریں گے پھر ہم ان کو جہنم کے اردگرد جمع کریں گے اس حالت میں کہ وہ دوزانو بیٹھے ہوں گے (ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا) پھر ہر گروہ میں سے ہم ایسے لوگوں کو (علیحدہ) نکال لیں گے جو (دنیا میں) رحمٰن (کے احکام) سے سرتابی کرنے میں بہت سخت تھے (یعنی جو شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے) (ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا) پھر (یہ بات نہیں کہ ہم انہیں جانتے پہچانتے نہ ہوں) ہم ان سب لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں جو دوزخ میں جلنے کے زیادہ لائق ہیں (وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا) اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو دوزخ پر سے ہو کر نہ گذرے (ہر شخص کو دوزخ پر سے ہو کر گذرنا ہوگا) یہ (ایک ایسی بات) ہے جس کا حتمی فیصلہ ہو چکا ہے اور (جس کا پورا کرنا) آپ کے رب پر لازم ہے (ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا) پھر ہم متقی لوگوں کو (دوزخ سے) بچالیں گے (وہ خیریت وسلامتی کے ساتھ اس پر سے گذر جائیں گے) اور ظالموں کو اس میں دوزانو بیٹھا ہوا چھوڑ دیں گے (وہ دوزخ کو پار نہیں کرسکیں گے اور اسی حالت میں وہ دوزخ میں جا پڑیں گے جس حالت میں کہ وہ پہلے جہنم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے) ہر شخص کو جہنم پر سے ہو کر گذرنا ہوگا، اس کی تشریح کرتے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ

قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو شخص جس کی عبادت کرتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے لہٰذا کوئی سورج کے ساتھ ہو جائے گا، کوئی چاند کے ساتھ اور کوئی شیطانوں اور بتوں کے ساتھ۔ اس امت کے لوگ رہ جائیں گے ان میں منافق بھی شامل ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ (ایک نئی صورت میں) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب تک ہمارا مالک آئے۔ جب ہمارا

اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود جزء اول ص۲۰۴)

مالک آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ (دوسری صورت میں) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے (بے شک) تو ہمارا رب ہے پھر (اللہ تعالیٰ) ان کو بلائے گا پھر پل صراط دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر پار ہو جاؤں گا۔ اس دن سوائے رسولوں کے کوئی بات نہ کر سکے گا اور رسول یہ کہہ رہے ہوں گے اے اللہ سلامت رکھ، سلامت رکھ۔ دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی شکل کے آنکڑے ہوں گے تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ جی ہاں دیکھا ہے آپ نے فرمایا بس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی شکل کے ہوں گے لیکن ان کی بڑائی کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچک لیں گے کوئی اپنے (برے) عمل کی وجہ سے بالکل ہلاک ہو جائے گا اور کوئی چکنا چور ہو کر پھر بچ جائیگا (پھر) جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے بعض پر رحم کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا (دیکھو دوزخ کی طرف جاؤ اور) جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کو نکال لو۔ فرشتے ایسے (موحد) لوگوں کو نکال لیں گے۔ وہ سجدے کے نشان سے ان کو پہچان لیں گے کیونکہ اللہ نے سجدے کے نشانات کا کھانا دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔ الغرض یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ آگ آدمی کا سارا بدن

کھالے گی سوائے سجدے کے نشان کے (وہ باقی رہ جائیگا)۔ یہ لوگ کوئلہ کی طرح جلے ہوئے دوزخ سے نکلیں گے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو اس طرح ابھر آئیں گے جیسے دانہ نالے کے کوڑے میں اُگتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ (حساب کتاب شروع کرے گا) اور بندوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب فضل من مات له

جس مسلم کے تین بچے مر جائیں پھر بھی وہ دوزخ میں جائے (یہ نہیں ہوگا) مگر صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے۔

فاحتسب جزء ۲ ص ۹۳)

حدیث میں تَحِلَّةَ الْقَسَمِ کے الفاظ کو یا فَوَرَبِّكَ اور حَتْمًا مَّقْضِيًّا کی تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے فَوَرَبِّكَ کہہ کر قسم کھائی ہے اور جواب قسم کے طور پر فرمایا ہے "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" تو اب اس قسم کو پورا کرنا ضروری ہے لہذا قسم کو پورا کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو جہنم کے پُل پر سے گزارے گا خواہ سلامتی کے ساتھ ہی کیوں نہ گزارے۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیے۔ اس کے وقوع کے سلسلہ میں کسی قسم کے اشکال کو پیش نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر پختہ ایمان رکھیئے۔ دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کیجئے اور گناہوں سے بچئے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ
اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ
اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِى
الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ
مَدًّا ، حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَ
يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا
هُدًى، وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کفار (کی تو یہ حالت ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ایمان والوں سے کہتے ہیں (دیکھو) دونوں فریقوں میں سے کس کے مکان اچھے ہیں اور کس کی مجلسیں بہتر ہیں ﴿۷۳﴾ حالانکہ (اے رسول، دنیا کے یہ ساز و سامان کوئی حقیقت نہیں رکھتے) ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جو مال و دولت اور شان و شوکت میں ان سے کہیں بہتر تھے ﴿۷۴﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے تو رحمٰن اس کو ڈھیل دیتا رہتا ہے (اس ڈھیل سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ حق پر ہے اسی طرح اے رسول، یہ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے) یہاں تک کہ (اپنی آنکھوں سے) وہ چیز نہ دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت، پھر اس وقت انہیں معلوم ہو گا مکان کے لحاظ سے کون بُرا ہے اور لشکر کے لحاظ سے کون کمزور ہے ﴿۷۵﴾ اور (اے رسول)

جو لوگ راہ راست پر آجاتے ہیں اللہ انہیں مزید ہدایت دیتا رہتا ہے اور آپ کے رب کے نزدیک تو باقی رہنے والی نیکیاں ہی اجر و ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں (۷۶)

معانی و مصادر

(نَدِیًّا) نَدَا، یَنْدُوْ، نَدْوٌ (ن) مجلس میں اکٹھے ہونا (نَدِیٌّ = مجلس)
(اَثَاثًا) اَثَّ، یَؤُثُّ، اَثَاثٌ وَاُثُوْثٌ وَاَثَاثَةٌ (ن، ض، ف) پتوں کا لپٹ جانا اور زیادہ ہو جانا (اَثَاثٌ = متاع البیت، مال)۔
(رِئْیًا) رَأی، یَرٰی، رَأْیٌ وَرُؤْیَةٌ وَرَائَةٌ (ف) دیکھنا (رِئْیٌ = منظر)۔
(جُنْدًا) جُنْدٌ = لشکر۔ جمع جُنُوْدٌ وَاَجْنَادٌ۔
(شَرٌّ) شَرَّ، یَشُرُّ، شَرٌّ وَشَرُرٌ وَشَرَارَةٌ (ن و ف) شر سے متصف ہونا، برائی کرنا (شَرٌّ = برا، برائی کرنے والا۔ جمع اَشْرَارٌ)۔
(مَرَدًّا) رَدَّ، یَرُدُّ، رَدٌّ، مَرَدٌّ، مَرْدُوْدٌ (ن) لوٹانا (مَرَدٌّ = انجام، ثواب)

تفسیر

ابتدائے اسلام میں کفار خوشحال اور فارغ البال تھے اور مسلمین عموماً تنگ حال تھے۔ کفار نے خوشحالی اور فارغ البالی کو حق و صداقت کا معیار سمجھا اور اپنی دولت پر فخر و ناز کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا) اور (اے رسول، ان) کفار (کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ایمان والوں سے کہتے ہیں (دیکھ لو) دونوں فریقوں میں سے کس کے مکان اچھے ہیں اور کس کی مجلس بہتر ہے (اگر تم حق پر ہوتے تو تم خوشحال اور فارغ البال ہوتے اور ہم مفلوک الحال)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْیًا) (اے رسول، کفار کے اس فخر و ناز کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ) ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جو مال و دولت اور شان و شوکت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں (اگر مال و دولت حق پر ہونے کی علامت ہے تو وہ عذاب میں کیوں مبتلا ہوئے اور کیوں نیست و نابود کر دئے گئے)۔

کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آ رہی ہے کہ وہ ایمان والوں کو مفلوک الحال دیکھ کر ان پر طنز کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ، وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ

ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم کو تو تم ہمارے ہی جیسے آدمی نظر آتے ہو اور ہمیں تو یہ نظر آتا ہے کہ تمہاری پیروی کرنے والے صرف ظاہر بین اور وہ لوگ ہیں جو ہم میں سب

بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِيْنَ ○
(ھود۔ ۲۷)

سے زیادہ حقیر (مانے جاتے) ہیں اور ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ تم لوگوں کو ہم پر کوئی برتری (حاصل) ہے، ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(سبا۔ ۳۴ تا ۳۶)

اور (اے رسول) جس بستی میں بھی ہم نے (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا: جو چیز دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور (اے رسول، یہ کافر) کہتے ہیں، ہم مال اور اولاد تم سے زیادہ رکھتے ہیں (یہ ہمارے حق پر ہونے کی نشانی ہے) لہٰذا (آخرت میں) ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے (یہ حق پر ہونے کی نشانی نہیں بلکہ) میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے، اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

الغرض مال کی فراوانی اور رزق کی کشادگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنی مشیت کے مطابق جس کو چاہتا ہے فارغ البال کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مفلوک الحال کر دیتا ہے۔ فارغ البال ہونا حق پر ہونے کی نشانی ہرگز نہیں ہے۔ دنیا کی نعمتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
(الانعام۔ ۳۲)

دنیا کی زندگی لہو و لعب سے زیادہ کچھ نہیں البتہ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے دار آخرت (بہت) بہتر ہے تو کیا (اے کافرو) تم (اتنی سی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض

وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ، كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○
(الحدید۔ ۲۰)

کھیل وتماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (ومباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے، (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے، (تو اب تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہیئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

آگے فرمایا (قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے تو رحمٰن اس کو خوب ڈھیل دیتا ہے (اور اس کے مال کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اس ڈھیل اور مال کی فراوانی سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے۔ اسی غلط فہمی میں یہ کفار بھی مبتلا ہیں اور مبتلا رہیں گے) (حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ) یہاں تک کہ (اپنی آنکھوں سے) وہ چیز نہ دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے (یعنی عذاب یا قیامت (فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا) پھر (اس وقت) انہیں معلوم ہو گا کہ مکان کے لحاظ سے کون بُرا ہے اور لشکر (فوج و سپاہ) کے لحاظ سے کون کمزور ہے (وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى) اور (اے رسول، برخلاف ان کافروں کے وہ لوگ) جو راہ راست پر آ جاتے ہیں اللہ انہیں مزید ہدایت دیتا رہتا ہے (انہیں توفیق دیتا ہے کہ وہ مسلسل راہ راست پر چلتے رہیں، نیکیاں کرتے رہیں اور ہر لمحہ منزل مقصود کے قریب ہوتے رہیں) (وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا) اور (اے رسول، آپ کے رب کے نزدیک تو باقی رہنے والی نیکیاں ہی اجر و ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔

نیکیاں دراصل وہی کام آئیں گی جو باقی رہ جائیں۔ ایسی نیکیاں کام نہیں آئیں گی جو دنیا

میں ہی ضائع ہو جائیں یا جن کا اجر صرف دنیا ہی میں ملے، آخرت میں ان کا کوئی اجر نہ ملے۔
بہت سی نیکیاں ہیں جو ضائع ہو جاتی ہیں مثلاً شرک کرنے سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر۔ ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

اذیت پہنچانے اور احسان جتانے سے صدقات ضائع ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرۃ۔ ۲۶۴)

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع کرو۔

کافروں کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کو ان اعمال کا صلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِى الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِى الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا۔ صحیح مسلم کتاب صفة القيمة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والاخرة جزء ۲ صـ ۵۲۴)

اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کسی ایک نیکی کے سلسلہ میں بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اسکا بدلہ دنیا میں بھی دیگا اور آخرت میں بھی دیگا اور کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے لہذا جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔

آیات زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیاوی مال و دولت کی کوئی اہمیت نہیں۔ اہمیت تو ان نیکیوں کو حاصل ہے جو مقبول ہوں اور جن کا اجر آخرت میں ملے۔

عمل

اے لوگو، دنیوی مال و دولت اور جاہ و منزلت کو حق کا معیار نہ سمجھئے اور مؤمنین کو اگرچہ وہ

مفلوک الحال ہوں حقیر نہ سمجھیئے۔ مؤمنین کو یہ منزلت حاصل ہے کہ ان کی نیکیاں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کی ہوں گی آخرت میں ان کے کام آئیں گی جب کہ کافروں کی نیکیاں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں ان کے کام نہ آئیں گی خواہ وہ کسی بھی نیت سے کی گئی ہوں۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَ
قَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾
أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ
الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ
مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ
مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا
فَرْدًا ﴿٨٠﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (اگر بالفرض محال میں دوبارہ زندہ بھی کیا گیا تو) مجھے (اُس زندگی میں بھی خوب) مال ملے گا اور (خوب) اولاد ملے گی ﴿۷۷﴾ کیا اس کو غیب کی خبر ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے ﴿۷۸﴾ ہرگز (ایسا) نہیں، جو کچھ یہ کہہ رہا ہے ہم عنقریب اس کا فیصلہ کریں گے اور اس کے عذاب کو بڑھاتے چلے جائیں گے ﴿۷۹﴾ اور جن چیزوں کو یہ (فخریہ) بیان کر رہا ہے ہم ان چیزوں کے معاملہ میں اس کے وارث ہوں گے اور یہ (تو) ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا ﴿۸۰﴾

معانی ومصادر (نَرِثُ) وَرِثَ، یَرِثُ، وِرْثٌ وإِرْثٌ وتُرَاثٌ وغیرہ (ح) وارث ہونا۔
(أُوْتَیَنَّ) أَتٰی، یُؤْتِیْ، إِیْتَاءٌ (باب افعال) دینا۔
(فَرْدًا) فَرَدَ، یَفْرُدُ، فُرُوْدٌ (ن وس) علیحدہ ہونا، اکیلا ہونا۔

شان نزول حضرت خبابؓ فرماتے ہیں:۔

جِئْتُ الْعَاصِیَ ابْنَ وَائِلِ السَّهْمِیَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِیْ عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِیْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّیْ لَمَیِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِیْكَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ أَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ مریم جزء ۶ ص ۱۱۸ وصحیح مسلم کتاب صفة القیٰمة والجنة باب سؤال الیهود النبی صلی الله علیه وسلم عن الروح ۵/۱۸ ۲)

میں نے عاص بن وائل سہمی کے پاس جاکر اپنے روپیہ کا تقاضا کیا جو میرا اس پر نکلتا تھا۔ وہ کہنے لگا میں تیرا قرض اس وقت دوں گا جب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرے میں نے کہا: میں تو انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ کیا جائے (یعنی قیامت تک انکار نہیں کروں گا)۔ وہ کہنے لگا، کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر تو وہاں (یعنی آخرت میں) میرے پاس (بہت) مال ہوگا اور (بہت) اولاد ہوگی میں تیرا قرضہ ادا کردوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، أَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

تفسیر عاص بن وائل کے مذکورہ بالا قول کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (أَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا) (اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے، (قیامت کو جھٹلاتا ہے) اور کہتا ہے کہ (اگر میں دوبارہ زندہ کیا بھی گیا تو) مجھے (اُس زندگی میں بھی خوب) مال ملے گا اور (خوب) اولاد ملے گی (أَطَّلَعَ الْغَیْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا) کیا اس کو غیب کی خبر ہے (کہ وہ اس خبر کی بنیاد پر اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے) یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے (کہ وہ ضرور اس کو آخرت میں مال واولاد دے گا) (كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا) ہرگز (ایسا) نہیں ہوگا، (نہ اسے مال ملے گا اور نہ اولاد، اس کا یہ دعویٰ لایعنی ہے) جو کچھ یہ کہہ رہا ہے (اس کی سزا میں) ہم عنقریب (عذاب کا) حکم صادر فرمائیں گے اور اس عذاب کو اس کے لئے بڑھاتے ہی چلے جائیں گے (وَنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَأْتِیْنَا فَرْدًا) اور جس (مال ودولت) کا یہ ذکر کر رہا ہے (یہ تو اس کو دنیا ہی میں چھوڑ جائے گا اور اس مال ودولت

کے سلسلہ میں) ہم اس کے وارث ہوں گے، یہ تو ہمارے پاس اکیلا (خالی ہاتھ) آئیگا (نہ دنیا کا مال اس کے پاس ہوگا اور نہ آخرت میں اس کو کچھ ملے گا۔ اس کو اگر کچھ ملے گا تو عذاب ملے گا اور کچھ نہیں)۔

میدان محشر میں نہ صرف یہ شخص اکیلا حاضر ہوگا بلکہ وہاں تو ہر شخص اکیلا حاضر ہوگا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○

(مریم۔ ۹۵)

اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

عمل

اے لوگو، مال و دولت پر ناز نہ کیجئے۔ یہ سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔ آخرت میں کچھ کام نہ آئے گا۔ وہاں تو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہی کام آئے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لائیے اور ان پر عمل کیجئے۔

اے لوگو، قیامت کے دن بخشش کے سلسلہ میں کسی سے کوئی وعدہ نہ کیجئے۔ کسی کو بخشش کی ضمانت نہ دیجئے، یہ غیب کی باتیں ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہاں کسی کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ کسی کو بخشش کے سلسلہ میں کچھ کہہ سکے یا کچھ کر سکے۔ اس دن تمام معاملات صرف اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○

(اذا السماء انفطرت۔ ۱۷ تا ۱۹)

اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ وہ حساب و کتاب کا دن کیسا ہے۔ (اور اے رسول، ہم) پھر (آپ سے کہتے ہیں کہ) آپ کو کیا معلوم کہ وہ حساب و کتاب کا دن کیسا ہے۔ اس دن کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے لئے (نفع و نقصان کا) ذرا سا بھی اختیار نہیں ہوگا، اس دن تو بس اللہ ہی کی حکومت ہوگی۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ
سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ
عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا
الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ
اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا
نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ
الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾
وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ

وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ
إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
عَهْدًا ﴿۸۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) معبود (محض اس خیال سے) بنا لئے ہیں کہ وہ (قیامت کے دن) ان کے لئے باعث قوت ہوں (۸۱) ہرگز ایسا نہیں ہوگا، وہ تو ان کی پرستش کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے (۸۲) (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے، وہی ان کو (کفر و سرکشی پر) برانگیختہ کرتے رہتے ہیں (۸۳) تو (اے رسول) آپ ان پر (نزول عذاب) کی جلدی نہ کیجئے، ہم ان کے لئے دن گن رہے ہیں (۸۴) جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس بطور مہمان جمع کریں گے (۸۵) اور گناہ گاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانک دیں گے (۸۶) (تو اس دن) لوگوں کو (کسی کی) سفارش کرنے کا اختیار نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہو (۸۷)

معانی و مصادر (عِزًّا) عَزَّ، یَعِزُّ، عِزٌّ و عَزَازَۃٌ و عِزَّۃٌ (ض) باعث عزت ہونا، عزیز ہونا، قوی ہونا۔

(ضِدًّا) ضَدَّ، یَضُدُّ، ضَدٌّ (ن) خصومت میں غلبہ کرنا، دفع کرنا، (ضِدٌّ = مخالفت)

(تَؤُزُّ) اَزَّ، یَؤُزُّ و یَئِزُّ، اِزٌّ و اَزِیْزٌ (ن و ض) جوش مارنا، برانگیختہ کرنا، جوش پیدا کرنا۔

(وَفْدًا) وَفَدَ، یَفِدُ، وَفْدٌ و وُفُوْدٌ و اِفَادَۃٌ و وَفَادَۃٌ (ض) امیر کے پاس جانا (وَفْدٌ = وَافِدٌ کی جمع، بادشاہ کے پاس جانے والے)۔

(وِرْدًا) وَرَدَ، یَرِدُ، وُرُوْدٌ (ض) پانی پر آنا (وِرْدٌ = پیاس، پانی پر آنے والے، لشکر)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا) اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) الٰہ (محض اس خیال سے بنا رکھے ہیں

کہ وہ (قیامت کے دن) ان کے لئے باعث قوت ہوں (کَلَّا، سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا) ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ وہ تو ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے (اور صاف کہہ دیں گے ہم نے نہ ان سے اپنی عبادت کے لئے کہا تھا اور نہ ہمیں خبر ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے اور (اے رسول، وہ ان کے مددگار تو کیا ہوں گے بلکہ) ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ○ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ○

(الاحقاف - ۵ و ۶)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ایسے لوگوں کی پکار سے بھی غافل ہیں اور جب (قیامت کے دن) تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ○ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ○ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ○

(الفرقان - ۱۷ تا ۱۹)

اور (اے رسول) جس دن اللہ ان کو اور جن کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ان کو جمع کرے گا تو (ان معبودوں سے) پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے، ہمارے لئے یہ زیبا نہیں تھا کہ ہم تیرے علاوہ کسی اور کو (ان کے لئے) کارساز بناتے لیکن (ہوا یہ کہ) تو نے ان کو اور ان کے آباء و اجداد کو (خوب) آسودگیاں دیں یہاں تک کہ یہ (ان آسودگیوں میں مگن ہو گئے اور تیری) نصیحت کو فراموش کر دیا اور یہ تھے ہی ہلاک ہونے والے (اللہ ان کافروں سے فرمائے گا) انہوں نے تو جو کچھ تم کہتے تھے اس میں تمہاری تکذیب کر دی تو اب تم نہ تو (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی سے مدد ہی حاصل کر سکتے ہو اور (اے کافرو) تم

میں سے جو شخص ظلم (یا شرک) کرے گا ہم اس کو (بہت بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ○ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ○

(القصص۔ ۶۲ تا ۶۴)

اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا اور فرمائے گا (بتاؤ) میرے (وہ) شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں)، (اس وقت) وہ شریک جن پر (عذاب کا) وعدہ سچا (ثابت) ہوگا (اپنے شریک کرنے والوں کی طرف اشارہ کرکے) کہیں گے: اے ہمارے رب یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ جس طرح ہم گمراہ ہوئے اسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا، اب ہم تیرے سامنے (ان سے) بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (بلکہ حقیقت میں اپنی خواہش کو پوجتے تھے) پھر (ان شریک کرنے والوں سے) کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو، وہ ان کو پکاریں گے لیکن وہ (شرکاء) ان کو کوئی جواب نہیں دیں گے اور (جب) وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (کہیں گے) کاش وہ (دنیا میں) ہدایت پر چلتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ فَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ○ هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا

اور (اے رسول، قیامت کے) دن ہم ان سب کو جمع کریں گے، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک (سب) اپنی اپنی جگہ (کھڑے) رہیں۔ پھر ہم ان میں تفرقہ ڈال دینگے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان کے شریک (اپنے علم کے مطابق ان سے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ (اس سلسلہ میں) ہمارے اور

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(یونس - ۲۸ تا ۳۰)

تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے، ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ (اس موقع پر) وہاں ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے (موت سے) پہلے بھیج دئے ہوں گے جانچ پڑتال کرے گا (تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی) پھر وہ لوگ اپنے مالک حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا) اور (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے، وہی ان کو (کفر و سرکشی پر) برانگیختہ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○

(الشعراء - ۲۲۱ تا ۲۲۳)

(اے لوگو) کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ تو ہر بڑے گناہ گار کذاب پر اترتے ہیں۔ وہ (ہر) سنی سنائی بات (اس کے دل میں) القاء کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو (بالکل ہی) جھوٹے ہوتے ہیں (کوئی صحیح بات القاء نہیں کرتے)۔

(فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ) تو (اے رسول) آپ ان پر (نزول عذاب) کی جلدی نہ کیجئے (اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا) ہم ان کے لئے دن گن رہے ہیں (وقت مقررہ پر یہ ضرور عذاب میں گرفتار ہوں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ، كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ، بَلٰغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ

(الاحقاف - ۳۵)

(اے رسول) جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے آپ بھی صبر کرتے رہیں اور ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کریں، جس دن وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو (انہیں ایسا محسوس ہوگا)

گویا وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی (سے زیادہ نہیں) رہے (اور اے رسول، یہ قرآن اللہ کا ایک) پیغام (ہے) تو (اب اس کے پہنچ جانے کے بعد) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان ہیں۔

(یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا) اور (اے رسول، ان لوگوں کے عذاب کا ایک دن مقرر ہے اور وہ قیامت کا دن ہے) جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس بطور مہمان جمع کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا، حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ○

(الزمر - ۷۳)

اور (اے رسول) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے، جنت کے داروغہ ان سے کہیں گے، تم پر سلام ہو، خوش آمدید، تم جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(الٓمّٓ السجدۃ - ۲۰)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے، یہ ان کی مہمانی ہوگی ان اعمال کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

(وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا) اور ہم گناہ گاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانک دینگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا، حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ

اور (اے رسول، اس دن) کافروں کی (مختلف) ٹولیاں بنا کر انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ (اس طرح چلتے چلتے) جہنم کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے، جہنم کے داروغہ ان

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(الزمر - ۷۱ و ۷۲)

سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (اللہ کے) رسول نہیں آئے جو تم کو تمہارے رب کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے، وہ جواب دیں گے کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) لیکن (بدقسمتی سے) کافروں پر اللہ کا وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا۔ (پھر ان سے) کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، (اب تم) اس میں ہمیشہ رہو گے، تکبر کرنے والوں کا (برا) بُرا ٹھکانہ ہے۔

الغرض قیامت کے دن متقی عیش و راحت میں ہوں گے اور کافر دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے (لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا) (وہ دن ایسا ہوگا کہ) لوگوں کو (کسی کی) سفارش کا اختیار نہیں ہوگا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہو۔

عہد سے مراد اجازت اور شہادت بالحق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔

(یونس - ۳)

(اس کے ہاں) بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ○

(طٰہٰ - ۱۰۹)

اس دن (کسی کی) سفارش نفع نہیں دے گی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جس کو رحمٰن نے اجازت دے دی ہو اور جس کی بات کو وہ پسند کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(الزخرف - ۸۶)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ لوگ اللہ (تعالیٰ) کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا بھی اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں وہ جو علم (و یقین) کے ساتھ سچی گواہی دیں (تو انہیں سفارش کی اجازت مل سکتی ہے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ کے علاوہ کسی کو الٰہ نہ سمجھیئے اور نہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کیجئے۔

اے لوگو، تقویٰ اختیار کیجئے۔ تقویٰ ہی نجات کا باعث ہے۔ گناہوں سے بچئے۔ گناہگار کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾
لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ
السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾
اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا
يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾
اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ

اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے (۸۸) (آپ ان سے کہئے کہ) یہ تو تم بہت بُری بات (زبان پر) لاتے ہو (۸۹) (یہ تو اتنی بُری بات ہے کہ) اس (کی وجہ) سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں (۹۰) (محض اس وجہ سے) کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا (۹۱) حالانکہ رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ (کسی کو) بیٹا بنائے (۹۲) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے (۹۳) اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے (۹۴) اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا (۹۵)

معانی و مصادر (اِدًّا) اَدَّ، یَؤُدُّ، اَدٌّ (ن) بھاری ہونا (اِدٌّ = بری بات۔ اس کی جمع اِدَادٌ اور اِدَدٌ ہیں)۔

(یَتَفَطَّرْنَ) تَفَطَّرَ، یَتَفَطَّرُ، تَفَطُّرٌ (باب تفعّل) پھٹ جانا۔

(یَنْبَغِیْ) اِنْبَغٰی، یَنْبَغِیْ، اِنْبِغَاءٌ (باب انفعال) آسان ہونا، شایانِ شان ہونا۔

(تَنْشَقُّ) اِنْشَقَّ، یَنْشَقُّ، اِنْشِقَاقٌ (باب انفعال) پھٹ جانا۔

(هَدًّا) هَدَّ، یَهُدُّ، هَدٌّ وهُدُوْدٌ (ن) دھماکے کے ساتھ پارہ پارہ ہونا۔

تفسیر یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا رکھا تھا، عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا بنا رکھا تھا اور مشرکین نے فرشتوں کو اور لات، منات اور عزّٰی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ، ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ، قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بیٹے ہیں، یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں)، پہلے (زمانہ کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا، اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ○ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۴۹ تا ۱۵۷)

(اے رسول، یہ جو کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں تو ذرا) آپ ان سے پوچھئے کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور (کیا) یہ (اس وقت) موجود تھے۔ خبردار! یہ خود ساختہ جھوٹ بات کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے، بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ کیا تمہارے پاس کوئی صاف وصریح دلیل ہے؟ اگر تم سچے ہو تو (دلیل میں) اپنی کتاب پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○

(النجم۔ ۱۹ تا ۲۲)

(اے کافرو) تم نے لات اور عزّٰی کو دیکھا اور ان کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں)۔ کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے۔

ان تمام لوگوں کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا) اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنائی ہے یعنی وہ صاحب اولاد ہے (لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا) (ہرگز نہیں۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ اے رسول آپ ان سے کہئے) یہ تو بہت ہی بُری بات ہے جو تم (زبان پر) لاتے ہو (تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا) (یہ اتنی بُری بات ہے کہ) اس کی وجہ سے قریب ہے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں (افسوس ہے انسان پر کہ وہ ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس کو آسمان، زمین

اور پہاڑ تک برداشت نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے اور صبر کرتا ہے اور آسمانوں کو، زمین کو اور پہاڑوں کو اپنی جگہ پر ٹھہرائے ہوئے ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اِنَّهُمْ یَجْعَلُوْنَ لَهُ نِدًّا وَیَجْعَلُوْنَ لَهُ وَلَدًا وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ یَرْزُقُهُمْ وَیُعَافِیْهِمْ وَیُعْطِیْهِمْ) (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ انا الرزاق ذو القوۃ المتین جزء ۹ صـ ۱۲۱ وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب لا احد اصبر علی اذًی من اللہ عزوجل جزء ۲ صـ ۵۲۲)

اللہ تعالیٰ سے زیادہ تکلیف کی بات سنکر صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے مشرک کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے اور اللہ ان باتوں کے باوجود ان کو شفاء عطاء فرماتا ہے اور روزی سے نوازتا ہے اور (بہت کچھ) عطاء فرماتا ہے (نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

الغرض یہ بات (اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا) کہ ان لوگوں نے اللہ کی اولاد بنا رکھی ہے (اس قدر قبیح ہے کہ آسمان، زمین اور پہاڑ اپنی حالت پر قائم نہ رہ سکیں۔ ان میں سے ہر ایک ٹوٹ پھوٹ کر قیامت کا نمونہ پیش کرے) (وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا) اور (ایسا کیوں ہو، محض اس وجہ سے کہ) رحمٰن کے شایانِ شان نہیں کہ اس کی اولاد ہو (اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب (قیامت کے دن) رحمٰن کے سامنے بندے و غلام ہو کر حاضر ہوں گے (لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا) اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے (وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا) ان میں سے ہر ایک تن تنہا اللہ کے پاس حاضر ہوگا (نہ کسی کے ساتھ کوئی جماعت ہوگی، نہ کسی کے ساتھ کوئی فوج ہوگی، نہ کوئی کسی بھی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے ہم پلہ ہوگا، سب عاجز و درماندہ ہو کر غلامانہ حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو کسی نہ کسی حد تک کسی نہ کسی حیثیت سے اس کی ہم پلہ ہوتی لیکن کوئی بھی ایسا نہیں بلکہ سب اس کے عاجز و مجبور غلام ہیں تو پھر یہ کیسے اس کی اولاد ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غلاموں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بنانا اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا صبر ہے کہ اس کے غضب کے نتیجہ میں قیامت خیز واقعات ظہور پذیر نہیں ہو رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ،
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ
يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○

(الکہف ۔ ۴ و ۵)

اور اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اس معاملہ میں نہ ان کو خود کو علم ہے اور نہ ان کے آباء و اجداد کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو انکے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی مخلوق اس کی اولاد ہو۔ سب اس کے غلام ہیں تو غلام اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾
فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ
بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾
وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ،
هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ
أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے رحمٰن ان کے لئے (اپنی) محبت (کو قائم) کر دے گا ﴿٩٦﴾ تو (اے رسول) ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو اس لئے آسان کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ آپ متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں ﴿٩٧﴾ اور (اے رسول، اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو) ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم (ان کے جھٹلانے کی وجہ سے) ہلاک کر چکے ہیں، کیا آپ ان میں سے کسی کو (کہیں) دیکھتے ہیں یا آپ ان کی (کہیں) آہٹ سنتے ہیں ﴿٩٨﴾

معانی و مصادر (وُدًّا) وَدَّ، یَوَدُّ، وُدٌّ، ووِدَادٌ ومَوَدَّۃٌ (ف) محبت کرنا۔
(لُدٌّ) لَدَّ، یَلَدُّ، لَدَدٌ (ف) جھگڑالو ہونا۔
لَدَّ، یَلُدُّ، لَدَدٌ ولَدٌّ ولِدَادٌ (ن) جھگڑنا، روکنا (لُدٌّ = جھگڑالو، اَلَدُّ کی جمع)۔
(تُحِسُّوْنَ) اَحَسَّ، یُحِسُّ، اِحْسَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔
(رِکْزًا) رَکَزَ، یَرْکُزُ، رَکْزٌ (ن) گاڑنا، پھڑکنا (رِکْزٌ = خفیہ آواز، آہٹ)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ آیات زیر تفسیر میں ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، رحمٰن ان کے لئے (اپنی) محبت (کو قائم) کر دے گا (اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا، پھر سب ان سے محبت کرنے لگیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ○
(اٰل عمران - ۷۶)

البتہ وہ لوگ جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں (فلاح پا سکتے ہیں کیونکہ) اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِی السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ وَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی اَھْلِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب کلام الرب مع جبریل جزء ۹ ص۱۷۳ وصحیح مسلم کتاب البر باب اذا احب اللہ عبدا حببہ لعبادہ جزء ۲ ص۳۲۸)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو پکارتا ہے (اور ان سے کہتا ہے) اللہ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اسکے بعد جبریل سارے آسمان میں منادی کرتے ہیں: اللہ کو فلاں شخص سے محبت ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو، پھر سارے آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین کے لوگوں میں بھی وہ شخص مقبول ہو جاتا ہے۔

آگے فرمایا (فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا) تو (اے رسول) ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو اس لئے آسان کر دیا ہے کہ آپ اس کے ذریعہ متقیوں کو (جنت کی) خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں۔

قرآن مجید کے آسان ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۂ "اقتربت الساعۃ" میں چار مرتبہ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۱۷و۲۲و۲۳و۴۰)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

(الدخان۔ ۵۸)

ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے جگہ جگہ متقین کو جنت کی بشارت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۵۴)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○

(الذاریات۔ ۱۵)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔

متقین وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔

(نوٹ:۔ متقین کے اوصاف کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بار بار ڈرایا ہے جو جھگڑتے رہتے ہیں، طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں، حق بات کو تسلیم نہ کرنے کے لئے مختلف بہانے ڈھونڈھتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنے کفر پر اڑے رہتے ہیں۔ مثلاً اسی سورت میں ہے کہ انہوں نے اپنے حق پر ہونے کی دلیل یہ دی کہ وہ خوشحال ہیں اور مؤمنین تنگ دست ہیں۔ ان کی اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے انہیں عذاب سے ڈرایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ○ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا ○ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

اور (اے رسول) کفار (کی تو حالت یہ ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ایمان والوں سے کہتے ہیں (دیکھو) دونوں فریقوں میں سے کس کے مکان اچھے ہیں اور کس کی مجلسیں بہتر ہیں حالانکہ (اے رسول،

الرَّحْمٰنِ مَدًّا حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ، فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○

(مریم - ۷۳ تا ۷۵)

دنیا کے یہ ساز و سامان کوئی حقیقت نہیں رکھتے) ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جو مال و دولت اور شان و شوکت میں ان سے کہیں بہتر تھے۔ (اے رسول،) آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے تو رحمٰن اس کو ڈھیل دیتا رہتا ہے (اس ڈھیل سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ حق پر ہے، اسی طرح اے رسول، یہ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے) یہاں تک کہ (اپنی آنکھوں سے) وہ چیز نہ دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت، پھر اس وقت انہیں معلوم ہوگا مکان کے لحاظ سے کون بُرا ہے اور لشکر کے لحاظ سے کون کمزور ہے۔

کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہتا ہے کہ ہم شرک کریں۔ اگر وہ نہیں چاہتا تو ہمیں شرک سے روک کیوں نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ، كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا، قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ○

(الانعام - ۱۴۹)

(اور اے رسول، شرک کی تردید سننے کے بعد) یہ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے۔ (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا۔ (اے رسول) آپ ان سے کہیئے کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے۔ اگر ہے تو اُسے ہمارے سامنے پیش کرو (ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) تم تو بس وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہو اور محض اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

(النحل۔ ۳۵ و ۳۶)

اور (اے رسول) مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد (کسی کی عبادت کرتے) اور نہ ہم بغیر اس کے (حکم کے) کسی چیز کو حرام کرتے (اے رسول، جس طرح کی حرکتیں یہ کر رہے ہیں) اس طرح کی حرکتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں، کافروں کی ان باتوں کی ذمہ داری رسولوں پر نہیں ہوتی) رسولوں کی ذمہ داری تو بس اتنی ہوتی ہے کہ (احکام الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دیں اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول کو مبعوث فرمایا (جس نے اپنی امت سے یہی کہا) کہ اللہ (اکیلے) کی عبادت کرو اور طاغوت (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔ پھر ہم نے ان میں سے بعض کو ہدایت دی اور بعض گمراہی پر ہی جمے رہے تو (اے لوگو، ذرا) زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ (نبیوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

آگے فرمایا (وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا) اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو (ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہلاک کر چکے ہیں، کیا آپ ان میں سے کسی کو (کہیں) دیکھتے ہیں یا آپ کو ان کی (کہیں) آہٹ سنائی دیتی ہے (ہم نے ان کو اس طرح سے نیست و نابود کیا کہ وہ بس ایک افسانہ بن کر رہ گئیں بلکہ بعض تو افسانہ بھی نہ بن سکیں، ان کا نام و نشان مٹ گیا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا

الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○ وَكُلًّا
ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○
وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ
مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوْا
لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○

(الفرقان - ۳۷ تا ۴۰)

ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی اُمّتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امّت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بری (طرح پتھروں کی) بارش کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہٰذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔

سورۂ مریم کی آخری آیت گویا تمام حجت اور نہایہ ہے۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کافر بدستور جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے تو عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو ان سے پہلے بہت سی قوموں کا ہو چکا ہے۔ یہ آیت گویا ایک قسم کی دھمکی ہے۔ کافروں سے کہا جا رہا ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ ورنہ عذاب الٰہی آکر تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیگا۔

عمل

اے لوگو، لغو اعتراضات اور لایعنی بحث سے بچئے، ایمان لائیے، ایمان لاکر نیک عمل کیجئے اگر آپ ایمان لاکر عمل صالح کریں گے تو لوگ آپ کے گرویدہ ہوں گے اور آپ سے محبت کریں گے۔
اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے۔ جنت کی خوشخبری تقویٰ والوں ہی کے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ طٰہٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ③
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ
وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى
الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا

بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝٦ وَ
اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ
السِّرَّ وَاَخْفَى ۝٧ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ، لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝٨

ترجمہ طٰہٰ ① (اے رسول) ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں ② یہ تو بس اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہو ③ یہ اس ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ④ (اور وہ ہستی) رحمٰن ہے جو عرش (بریں) پر جلوہ افروز ہے ⑤ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، جو کچھ زمین میں ہے، جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے ⑥ اور (اے رسول) اگر آپ (اللہ سے) پکار کر کوئی بات کہیں (تو اللہ کو آپ کے پکار کر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں) اس لئے کہ وہ تو بھید کو بھی جانتا ہے اور چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے ⑦ اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے اچھے اچھے نام ہیں ⑧

معانی ومصادر (تَشْقٰی) شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقًا ومَشْقَاءٌ وشِقَاوَةٌ وشَقْوَةٌ (س) بدبخت ہونا، مشقت اٹھانا۔

(تَذْكِرَةٌ) ذَكَرَ، يَذْكُرُ، ذِكْرٌ وتَذْكَارٌ (ن) یاد کرنا، بیان کرنا (تَذْكِرَةٌ = ضرورت کو یاد دلانے والی چیز)۔

(عُلٰی) عَلَا، يَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) وعَلِيَ، يَعْلٰى، عَلَاءٌ (س) بلند ہونا، (عُلٰی = بلندی، شرف)

(الثَّرٰی) ثَرِيَ، يَثْرٰى، ثَرًى (س) چھڑکنا، خشکی کے بعد تر ہو جانا۔ (ثَرٰی = گیلی مٹی)۔

(اَخْفٰی) خَفِيَ، يَخْفٰى، خَفَاءٌ وخُفْيَةٌ (س) چھپنا (خَفِيٌّ = پوشیدہ۔ اَخْفٰی = اسم تفضیل

ہے، زیادہ پوشیدہ)
(حُسْنٰی) حَسُنَ ، یَحْسُنُ، حُسْنٌ (ک ون) خوبصورت ہونا (حُسْنٰی = اَحْسَنُ کا مؤنث، اسم تفضیل ہے)۔

تفسیر طٰہٰ۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کے متعلق سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى) (اے رسول) ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں (آپ کو قرآن مجید کی تبلیغ میں اتنی جدوجہد اور مسلسل محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی مانتا ہے مانے، نہیں مانتا نہ مانے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل تبلیغی جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ○
(یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّل۔ ۷)

دن کے وقت تو آپ بڑی بڑی دیر تک دوسرے کاموں میں مصروف رہتے ہیں (اور رہیں گے)

الغرض محنت و مشقت جب حد سے زیادہ بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر کے ذریعہ آپ کو تلقین کی کہ اتنی محنت و مشقت نہ کریں جو آپ کی پریشانی کا باعث ہو جائے۔ قرآن مجید آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے (اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى) یہ تو اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے (آپ کو اتنی جانفشانی کرنے کی کیا ضرورت ہے، جو ڈرتا ہے وہ نصیحت حاصل کرلے گا اور جو نہیں ڈرتا وہ نصیحت حاصل نہیں کرے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○
(یٰسٓ۔ ۱۱)

آپ تو اسے ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے، (اے رسول) ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔

آگے فرمایا (تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى) یہ (قرآن مجید) اس ذات (والاصفات) کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا اور بلند و بالا آسمانوں کو پیدا کیا (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) (وہ ذات ذات) رحمٰن ہے جو عرش (بریں) پر جلوہ افروز ہے۔

(نوٹ:۔ نہ عرش کی حقیقت کو کوئی جان سکتا ہے اور نہ اس پر اللہ عزّ وجلّ کے جلوہ افروز ہونے کی کیفیت کو کوئی سمجھ سکتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کیفیت کو اللہ پر چھوڑتے ہیں)۔

آگے فرمایا (لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، جو کچھ زمین میں ہے، جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے (یعنی زمین کے اندر) ہے۔

(وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى) اور (اے رسول) آپ بلند آواز سے بات کریں (تو اسے بھی وہ سنتا ہے اور آہستہ آواز سے بات کریں تو وہ اسے بھی سنتا ہے) کیونکہ وہ تو (دلوں کے) بھید اور پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کو بھی جانتا ہے (جب کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہ سکتی تو منہ سے نکلی ہوئی بات کیسے اس سے چھپ سکتی ہے وہ) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى) اللہ (ہی تو ہے جس کی یہ صفات ہیں اور جو واحد الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرۂ کی آیت ۷۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

الٰہ کا مفہوم ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ الٰہ وہ ہے جو ہر قسم کی حمد و ستائش کا مستحق ہو، جو معبود ہو، جو مطاع ہو، جو مشکل کشا ہو، جو حاجت روا ہو، جو کارساز ہو، جو رزاق ہو، جو مالک ہو، جو قادر ہو، جو بے نیاز ہو، جو مسبب ہو، جو حیّ ہو، جو قیّوم ہو، جو خالق ہو۔ . . . . . غرض یہ کہ ان صفات کی کوئی انتہا نہیں جو لفظ الٰہ میں مضمر ہیں کیونکہ یہ صفات سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی میں نہیں پائی جاتیں لہٰذا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں سے ہر صفت سے اللہ تعالیٰ کا ایک نام بنتا ہے۔ کیونکہ یہ صفات اچھی ہیں لہٰذا ان صفات سے بننے والے نام بھی اچھے ہی ہونے چاہئیں اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بیشمار اور لاتعداد ہیں لہٰذا اس کے اسماء حسنیٰ بھی بے شمار اور لاتعداد ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(لقمٰن ۔ ۲۷)

اور (اے رسول) زمین میں جتنے درخت ہیں اگر (یہ سب) قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی (بن جائے اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی بن جائیں پھر ان قلموں اور اس سیاہی سے اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے جائیں تو قلم ختم ہو جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن) اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ بے شک اللہ

غالب اور حکمت والا ہے۔

(نوٹ :۔ الٰہ اور اسماء حسنٰی کے متعلق مزید معلومات کے لئے بالترتیب سورۂ بقرہ کی آیت ۱۶۳ اور سورۂ اعراف کی آیت ۱۸۰ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝٩
اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا
بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ۝١١ اِنِّيْٓ
اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ، اِنَّكَ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٢ وَاَنَا
اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝١٣
اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾
اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا
لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾
فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کیا آپ نے موسٰی کا واقعہ سنا ہے ﴿۹﴾ جب انہوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم (یہاں) ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں اس میں سے تمہارے لئے کوئی انگارا لے آؤں یا (وہاں) آگ کے مقام پر (پہنچ کر کسی سے) راستہ معلوم کرلوں ﴿۱۰﴾ پھر جب وہ آگ کے مقام پر پہنچے تو انہیں آواز آئی اے موسٰی ﴿۱۱﴾ میں تمہارا رب ہوں، تم اپنی جوتیاں اتار دو (اس لئے کہ اس وقت) تم طوٰی نامی ایک مقدس وادی میں ہو ﴿۱۲﴾ اور (اے موسٰی) میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے لہذا جو کچھ تمہاری طرف وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو ﴿۱۳﴾ میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا (صرف) میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو ﴿۱۴﴾ قیامت یقیناً آنے والی ہے اگرچہ میں اس (کے وقت) کو چھپائے ہوئے ہوں، (قیامت اس لئے قائم ہوگی) تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے ﴿۱۵﴾ اور (اے موسٰی) جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے وہ تمہیں اس (پر ایمان لانے) سے روک نہ دے پھر تم (دوزخ میں) جا گرو ﴿۱۶﴾

معانی ومصادر (اٰنَسْتُ) اٰنَسَ، یُؤْنِسُ، اِیْنَاسٌ (باب افعال) مانوس کرنا، سننا اور محسوس کرنا. دیکھنا۔
(قَبَسٍ) قَبَسَ، یَقْبِسُ، قَبْسٌ (ض) علمی استفادہ کرنا، آگ لینا، سلگانا (قَبَسٌ = شعلہ)
(اَجِدُ) وَجَدَ، یَجِدُ، وُجْدٌ، جِدَۃٌ، وُجُوْدٌ، وِجْدَانٌ (ض و ج) پانا۔
(اِخْلَعْ) خَلَعَ، یَخْلَعُ، خَلْعٌ (ف) طلاق دینا چھوڑ دینا، کھینچ لینا، اتارنا۔
(وَادٍ) وَدَی، یَدِیْ، وَدْیٌ (ض) بہنا (وَادٍ = بہنے والا)۔
(طُوًی) طَوٰی، یَطْوِی، طَیٌّ (ض) طے کرنا، موت دینا، (طُوًی = ایک وادی کا نام ہے)۔
(اِخْتَرْتُ) اِخْتَارَ، یَخْتَارُ، اِخْتِیَارٌ (باب افتعال) پسند کرنا، (اس کے اصلی حروف خ، ی اور ر ہیں)۔
(تَرْدٰی) رَدِیَ، یَرْدٰی، رَدًی (س) گر جانا، ہلاک ہونا۔

تفسیر ان آیات سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکار جلیلہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى) اور (اے رسول) کیا آپ نے موسیٰ کا قصہ سنا ہے (اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى) جب (وہ سفر میں چلتے چلتے راستہ بھول گئے تو) انہیں (ایک جگہ) آگ دکھائی دی۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم (یہاں) ٹھہرو، مجھے (ایک جگہ) آگ دکھائی دی ہے۔ (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں اس میں سے تمہارے لئے کوئی انگارا لے آؤں یا (وہاں) آگ (کے مقام) پر (پہنچ کر کسی سے) راستہ معلوم کروں۔

یہ مقام جہاں آگ دکھائی دی کوہ طور تھا۔ آگ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ سردی کا موسم تھا۔ سردی میں وہ آگ سے گرمی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا، قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○

(القصص - ۲۹)

پھر جب موسیٰ نے مقررہ مدت پوری کی اور اپنے اہل (وعیال) کو لے کر (وہاں سے) چلے تو (اثنائے راہ میں) انہوں نے (کوہ) طور کی طرف ایک آگ دیکھی، انہوں نے اپنے اہل (وعیال) سے کہا تم یہاں ٹھہرو (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں وہاں سے تمہارے پاس (راستہ کی) کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارا لے آؤں تاکہ تم (آگ جلا کر اس سے) تاپو۔

(فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى) الغرض جب وہ آگ (کے مقام) پر پہنچے تو انہیں آواز آئی: اے موسیٰ (اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى) میں تمہارا رب ہوں، تم اپنی جوتیاں اتار دو (اس لئے کہ اِس وقت) تم طوٰی (نامی ایک) مقدس وادی میں ہو (وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى) (اور اے موسیٰ) میں نے تم کو (اپنی رسالت کے لئے) منتخب کیا ہے لہذا جو کچھ تمہاری طرف وحی کی جارہی ہے اُسے غور سے سنو (اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ) میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہذا (صرف) میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَّا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَّلَآ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَهُمْ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِيَ الَّذِيْ اَخَذَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِنَفْسِكَ فَقَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَّسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے لوٹے تو آپ رات کو سفر کرتے رہے۔ جب آخر شب ہوئی تو آپ کو اونگھ آئی۔ آپ نے پڑاؤ کیا اور بلال سے کہا کہ آج کی رات تم ہمارا پہرہ دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جتنی کہ ان کی تقدیر میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور آپ کے اصحاب بھی سو گئے پھر جب صبح قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ مشرق کی طرف منہ کرکے اپنی اونٹنی پہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھ لگ گئی، پھر نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جاگے اور نہ بلال اور نہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اور جاگا یہاں تک کہ جب ان پر دھوپ پڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جاگے۔ آپ گھبرا گئے اور فرمایا اے بلال۔ بلال نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے نفس کو بھی اسی نے پکڑ لیا جس نے آپ کے نفس کو پکڑا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اونٹوں کو ہانکو۔ انہوں نے تھوڑی دور اونٹوں کو ہانکا پھر رسول اللہ

اِذَا ذَکَرَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۴۳)

صلی اللہ علیہ وسلم (اترے)۔ آپ نے وضوء کیا اور حضرت بلال کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اقامت کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَقَدَ اَحَدُکُمْ عَنِ الصَّلٰوۃِ اَوْ غَفَلَ عَنْھَا فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی سو جائے یا نماز سے غافل ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ جب یاد آجائے پڑھ لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو۔

ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی الفاظ فرمائے جو آیت زیر تفسیر میں ہیں یعنی اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

آگے فرمایا (اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی) قیامت (یقیناً) آنے والی ہے اگرچہ میں (اس کے وقت) کو چھپائے ہوئے ہوں (اور اے موسیٰ، قیامت کا آنا ضروری ہے) تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے (فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْھَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِھَا وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ فَتَرْدٰی) (اور اے موسیٰ) جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے (اس سے ہوشیار رہنا) کہیں وہ تمہیں اس (پر ایمان لانے) سے نہ روک دے، پھر تم (دوزخ میں) جا گرو (اور تباہ و برباد ہو جاؤ)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہٰذا صرف اسی کی عبادت کیجئے اور قیامت پر پختہ یقین رکھئے۔ بے ایمان اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی بات ہرگز نہ سنئے اور نہ مانئے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ﴿١٧﴾
قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا
وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا
مَآرِبُ أُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ أَلْقِهَا
يٰمُوسٰى ﴿١٩﴾ فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ
حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا
وَلَا تَخَفْ، سَنُعِيدُهَا
سِيرَتَهَا الْأُولٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ
يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾

ترجمہ اور اے موسیٰ، یہ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے؟ (۱۷) (موسیٰ نے) کہا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس سے سہارا لیتا ہوں، اپنی بکریوں کے لئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے اپنی اور بھی ضرورتیں پوری کرتا ہوں (۱۸) (اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ اسے (زمین پر) ڈال دو (۱۹) انہوں نے اُسے (زمین پر) ڈال دیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے (۲۰) (اللہ نے) فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں، ہم اسے عنقریب پھر اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے (۲۱) اور (اے موسیٰ) اپنے ہاتھ کو اپنے بازو (کے نیچے) کی طرف قبض کر لو (پھر اسے نکالو تو) وہ بغیر کسی عیب کے سفید بن کر نکلے گا (یہ تمہاری نبوت کی) دوسری نشانی ہے (۲۲) (یہ دو نشانیاں ہم نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ ہم تم کو (اپنی قدرت کی) بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں (۲۳) (اے موسیٰ) فرعون کے پاس جاؤ، وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے (۲۴)

معانی و مصادر (اَتَوَكَّؤُا) تَوَكُّاً، يَتَوَكَّأُ، تَوَكُّؤٌ (باب تفعّل) سہارا لینا۔
(اَهُشُّ) هَشٌّ، يَهُشُّ، هَشٌّ (ن) پتے جھاڑنا۔
(مَاٰرِبُ) اَرَبٌ، يَاْرَبُ، اَرَبٌ (س) حاجت مند ہونا، (مَاٰرِبُ۔ مَاْرَبٌ کی جمع، حاجت)
(سِيْرَةٌ) سَارَ، يَسِيْرُ، سَيْرٌ وَسُيُوْرٌ وَيَسِيْرٌ وَمَسِيْرَةٌ وَسَيْرُوْرَةٌ (ض) سدا رہنا، جانا، چلانا، عمل کرنا (سِيْرَةٌ = حالت، طریقہ، ملّت)۔
(اُضْمُمْ) ضَمَّ، يَضُمُّ، ضَمٌّ (ن) جمع کرنا، قبض کرنا، معانقہ کرنا۔

(جَنَاحٌ) جَنَحَ، یَجْنَحُ، جَنْحٌ (ف) بازو پر مارنا۔ (جَنَاحٌ = ہاتھ، بغل، بازو اور پہلو)۔
(بَیْضَآءُ) بَاضَ، یَبِیْضُ، بَیْضٌ (ض) انڈے دینا، تیز ہونا۔ سفیدی میں غالب آنا۔
(بَیْضَآءُ = اَبْیَضُ کا مؤنث، سفید)۔
(سُوْءٌ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوْآءٌ (ن) بُرا ہونا (سُوْءٌ۔ برائی)
(کُبْرٰی) کَبُرَ، یَکْبُرُ، کِبَرٌ وکُبْرٌ وکُبَارَۃٌ (ک) بڑا ہونا، قدر و منزلت میں بڑا ہونا، شاق ہونا،
(کُبْرٰی) = اَکْبَرُ کا مؤنث)۔
(طَغٰی) طَغٰی وطَغِیَ، یَطْغٰی، طَغْیٌ وطُغْیَانٌ (ف و س) حد سے گزر جانا، نافرمانی کرنا۔

تفسیر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا (وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی) اور اے موسیٰ، یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ (قَالَ ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی) (موسیٰ نے) کہا: یہ میرا عصا ہے، میں اس سے سہارا لیتا ہوں، اپنی بکریوں کے لئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میں اور بھی ضرورتیں پوری کرتا ہوں (قَالَ اَلْقِھَا یٰمُوْسٰی) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو (فَاَلْقٰھَا فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی) انہوں نے اُسے (زمین پر) ڈال دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے (قَالَ خُذْھَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: (اے موسیٰ) اسے پکڑ لو، ڈرو نہیں، ہم اسے پھر اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا کو ہاتھ میں لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاضْمُمْ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَۃً اُخْرٰی) اور (اے موسیٰ) اپنے ہاتھ کو اپنے پہلو سے ملاؤ (پھر) وہ بغیر کسی عیب کے سفید (بن کر) نکلے گا (یہ تمہاری نبوت کی) دوسری نشانی ہے (یہ کام ہم نے اس لئے کیا ہے) (لِنُرِیَکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی) تاکہ ہم اپنی (قدرت کی) بڑی نشانیوں میں سے کچھ نشانیاں تو تمہیں (فوری طور پر) دکھا دیں (تاکہ تمہارا دل مطمئن ہو جائے) (اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی) (اچھا اے موسیٰ، اب) تم فرعون کے پاس جاؤ (اور اس کو نصیحت کرو) وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، سرکش لوگوں کو نصیحت کیجئے اور انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کیجئے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾
وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ
عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا
قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ
اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِيْ ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ
بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾
كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ
كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾
قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾

ترجمہ (موسیٰ نے) کہا: اے میرے رب میرے (اس کام کے) لئے میرا سینہ کھول دے (۲۵) میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے (۲۶) میری زبان کی گرہ کو کھول دے (۲۷) تاکہ (وہ لوگ) میری بات کو سمجھ سکیں (۲۸) میرے خاندان میں سے میرے لئے ایک وزیر مقرر فرما دے (۲۹) (یعنی) میرے بھائی ہارون کو (میرا وزیر بنا دے) (۳۰) اس کے ذریعہ میری قوت کو مستحکم کر دے (۳۱) اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے (۳۲) تاکہ ہم دونوں (مل کر) کثرت کے ساتھ تیری تسبیح پڑھتے رہیں (۳۳) اور کثرت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے رہیں (۳۴) بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے (۳۵) (اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ جو کچھ تم نے مانگا، تمہیں دیا گیا (۳۶)

معانی و مصادر (یَسِّرْ، یَسَّرَ، یُیَسِّرُ، تَیْسِیْرٌ (باب تفعیل) آسان کرنا۔
(اُحْلُلْ) حَلَّ، یَحُلُّ، حَلٌّ (ن) کھولنا۔
(عُقْدَۃٌ) عَقَدَ، یَعْقِدُ، عَقْدٌ (ض) گرہ لگانا، مستحکم کرنا۔
(یَفْقَھُوْا) فَقِہَ، یَفْقَہُ، فِقْہٌ (س) سمجھنا۔
(وَزِیْرًا) وَزَرَ، یَزِرُ، وَزَارَۃٌ (ض) وزیر ہونا۔
(اُشْدُدْ) آزَرَ، یُؤْزِرُ، اَزْرٌ (ض) قوت دینا (اَزْرٌ = قوت)
(سُؤْلٌ) سَأَلَ، یَسْأَلُ، سُؤَالٌ وَسَأَلَۃٌ، سَآلَۃٌ، مَسْئَلَۃٌ (ف) سوال کرنا، مانگنا (سُؤْلٌ = سُوْلٌ، سُؤَلَۃٌ = سوال)۔

تفسیر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسالت کے فرائض تفویض کئے گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کی (قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ) انہوں نے کہا: اے میرے رب (اس کام کے) لئے میرا سینہ کھول دے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کام کے لئے اپنے دل میں کچھ تنگی محسوس کی لہذا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے شرح صدر کی درخواست کی، تنگی اور خوف وہراس کو ختم کرنے کی دعا کی۔ دل کی تنگی کے اسباب دو ہو سکتے ہیں۔

① ایک فرعون کی قوم کے ایک آدمی کا قتل۔
② دوسرے زبان کی لکنت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ○ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی ھٰرُوْنَ ○ وَلَھُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ○ (الشعراء۔ ۱۲ تا ۱۴)

(موسیٰ نے) کہا اے میرے رب مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زبان (بھی اچھی طرح) نہیں چلتی لہذا ہارون کو بھی پیغام بھیج دے (تاکہ وہ میرا

ساتھ دیں اور (اے میرے رب، مجھ سے ان کا ایک جرم (ہو گیا تھا، اس کی سزا بھی) مجھ پر (واجب الادا) ہے مجھے ڈر ہے کہ (اس جرم کی سزا میں) وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

دعاء جاری رکھتے ہوئے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا (وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ) اور (اے میرے رب) میرے لئے میرے (اس) کام کو آسان کر دے (وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ) میری زبان کی گرہ کو کھول دے (يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ) (تاکہ وہ لوگ) میری بات کو سمجھ سکیں (وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ) اور (اے میرے رب) میرے خاندان میں سے میرے لئے ایک وزیر مقرر فرما دے (هٰرُوْنَ اَخِيْ) یعنی میرے بھائی ہارون کو (میرا وزیر بنا دے) (اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ) اس کے ذریعہ میری قوت میں شدت پیدا کر دے (وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ) اور میرے اس کام میں اس کو میرا شریک بنا دے (وہ میرا ہاتھ بٹائے، وہ بھی تبلیغ کرے اور میں بھی تبلیغ کروں، اگر میں تبلیغ کروں تو وہ میرا ساتھ دے، میری تائید کرے، اس کی تائید سے لوگوں پر اچھا اثر پڑے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ○

(القصص ۔ ۳۳ و ۳۴)

(موسیٰ نے) کہا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے (اس کے بدلے میں) قتل نہ کر دیں اور میرا بھائی ہارون زبان کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ فصیح ہے، اس کو میرے ساتھ (میرا) مددگار بنا کر بھیج دے تاکہ وہ میری تصدیق کرے، مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔

دعاء کے آخر میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا (كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا) (ہارون کو رسول بنا دے) تاکہ ہم دونوں (مل کر) کثرت سے تیری تسبیح پڑھتے رہیں (وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا) اور کثرت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے رہیں (اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا) بے شک تو ہم کو دیکھ رہا ہے (ہمارے حالات کا تجھے علم ہے)۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دعاء کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى) اے موسیٰ، جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وہ تمہیں دیا جاتا ہے (تمہاری دعاء قبول کی جاتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا، بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○

(القصص۔ ۳۵)

(اللہ نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائیں گے اور تم دونوں کو (ایسا) غلبہ دیں گے کہ وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے، (اور) ہماری نشانیوں کے ساتھ تم اور تمہارے متبعین ہی غالب رہیں گے۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرٰى ﴿۳۷﴾
إِذْ أَوْحَيْنَا إِلٰى أُمِّكَ مَا يُوحٰى ﴿۳۸﴾
أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ
فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ
بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَ
عَدُوٌّ لَّهُ، وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً
مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِي ﴿۳۹﴾ إِذْ
تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ
عَلٰى مَنْ يَكْفُلُهُ، فَرَجَعْنٰكَ إِلٰى

أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ، وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا، فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾

ترجمہ (یہ تم پر ہمارا احسان ہے) اور ہم نے تم پر ایک مرتبہ اور احسان کیا تھا ﴿۳۷﴾ جب ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی بھیجی جو (اب تمہاری طرف) وحی کی جارہی ہے ﴿۳۸﴾ (وہ یہ) کہ موسیٰ کو صندوق میں رکھ دو، پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو، دریا اسے ساحل پر ڈال دے گا (پھر) اس کو وہ شخص اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ) میں نے اپنے پاس سے تم پر (اپنی) محبت ڈال دی (کہ جو دیکھتا تم سے محبت کرنے لگتا) اور (اے موسیٰ) (اس کا مقصد یہ تھا) کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ ﴿۳۹﴾ (اور اے موسیٰ وہ وقت یاد کرو) جب تمہاری بہن چلتی چلاتی (فرعون کے ہاں) پہنچی اور کہنے لگی کیا میں تم کو ایسا آدمی بتاؤں جو اس کی کفالت کرے الغرض (اس طرح) ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ (کسی قسم کا) رنج نہ کرے اور (اے موسیٰ تمہیں وہ واقعہ بھی یاد ہے جب) تم نے

ایک شخص کو قتل کر دیا تھا (پھر تم بہت فکرمند ہوئے) تو ہم نے تم کو غم سے نجات دی، غرض یہ کہ ہم نے تمہاری خوب آزمائش کی، پھر تم کئی سال مدین والوں میں رہے پھر (اے موسیٰ) تم (رسالت کے مقررہ) معیار پر پہنچ گئے (تو ہم نے تم کو رسالت سے نوازا) (۴۰) اور (اے موسیٰ) میں نے تم کو اپنے (پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے) لئے (خاص طور پر) تیار کیا ہے (۴۱)

معانی ومصادر (اِقْذِفِیْ) قَذَفَ، یَقْذِفُ، قَذْفٌ (ض) پھینکنا، قے کرنا، تہمت لگانا۔
(یَمٌّ) یَمٌّ = سمندر۔
(اَلتَّابُوْتُ) تَابُوْتٌ ۔ لکڑی کا صندوق۔
(یَکْفُلُ) کَفَلَ، یَکْفُلُ، کَفْلٌ وکَفَالَۃٌ (ن) کفالت کرنا۔
(تَقَرَّ) قَرَّ، یَقَرُّ، قُرَّۃٌ وقُرُوْرَۃٌ (ف وض) آنکھ ٹھنڈی ہونا۔
(فُتُوْنًا) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فَتْنٌ وفُتُوْنٌ (ض) فتنہ میں ڈالنا، فتنہ میں مبتلا ہونا، آزمانا۔
(مَدْیَنَ) مَدَنَ، یَمْدُنُ، مُدُوْنٌ (ن) رہنا، ٹھہرنا (مَدْیَنَ ایک شہر کا نام ہے)
(لَبِثَ) لَبِثَ، یَلْبَثُ، لُبْثٌ، لَبْثٌ، لَبَاثٌ، لَبَاثَۃٌ، لَبَثَانٌ (س) رہنا۔
(اِصْطَنَعْتُ) اِصْطَنَعَ، یَصْطَنِعُ، اِصْطِنَاعٌ (باب افتعال) کسی چیز کے بنانے کا حکم دینا، اپنے لئے پسند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخش کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بڑا احسان کیا پھر فرمایا (وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْکَ مَرَّۃً اُخْرٰی) اور (اے موسیٰ ہم نے تم پر یہی احسان نہیں کیا بلکہ) ہم نے تم پر ایک مرتبہ اور بھی احسان کیا تھا (اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓی) جب ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی بھیجی تھی جس کا حال اب تمہاری طرف وحی کیا جا رہا ہے (اَنِ اقْذِفِیْہِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْہِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِہِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْہُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّہٗ) (وہ یہ) کہ (میں نے ان سے کہا) موسیٰ کو صندوق میں رکھ دو، پھر اس صندوق کو سمندر میں ڈال دو، (تاکہ) پھر اسے سمندر ساحل پر ڈال دے (پھر) اس صندوق کو وہ اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے (وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ) اور (اے موسیٰ) میں نے اپنے پاس سے تم پر (ایسی) محبت (و کشش) ڈال دی (کہ جو دیکھتا تمہارا فریفتہ ہو جاتا)۔

اللہ تعالیٰ کے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن سے مراد فرعون ہے۔ فرعون کی رعیت میں سے کچھ لوگوں نے اس صندوق کو اٹھا کر فرعون کو پیش کر دیا۔ فرعون کی بیوی نے جب اس بچے کو دیکھا تو کہنے لگیں: یہ میری اور تمہاری دونوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔ الغرض وہ فرعون کے محل میں پرورش پانے لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا، اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ○ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ، لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ:

(القصص - ۸ و ۹)

(الغرض انہوں نے فرعون کے ڈر سے موسٰے کو سمندر میں ڈال دیا) تو فرعون کے لوگوں نے انہیں اٹھا لیا تاکہ وہ ان کے لئے دشمن اور غم کا باعث ہوں، بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکر غلطی کر بیٹھے (جب موسٰی فرعون کے محل میں لے جائے گئے تو) فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو، شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں (وہ اس بات پر راضی ہو گئے اور انہیں خبر بھی نہیں تھی (کہ اس کا کیا انجام ہو گا)

آگے فرمایا (وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ) اور یہ کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ (اور اس کے ہاں پرورش پاؤ جو تمہارا جانی دشمن ہے۔ میری نگرانی کی وجہ سے وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا)۔

دوست کے ہاں کسی بچہ کی پرورش بظاہر اطمینان بخش ہوتی ہے۔ کسی کو کیا ضرورت کہ اس کی پرورش کی نگرانی کرے۔ نگرانی کی تو درحقیقت اسے ضرورت ہے جو دشمن کے ہاں پرورش پائے اور اصل نگرانی یہی ہے کہ جانی دشمن کے ہاں پرورش پائے اور دشمن اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش ان کے جانی دشمن سے کرائی اور اس خوش اسلوبی سے کرائی کہ دشمن کو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان پہنچانے کا موقع نہیں دیا۔ یہ نگرانی اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کی ادنیٰ سی نشانی ہے ورنہ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ اس کی قدرت کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ جل جلالہٗ۔

دوست اور دشمن دونوں کے ہاں بچہ کی پرورش اللہ تعالیٰ کی نگرانی ہی میں ہوتی ہے لیکن دونوں نگرانیوں میں بظاہر بہت فرق ہے اور یہی وہ فرق ہے جس کی طرف (وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ) میں اشارہ ہے۔

الغرض موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے ہاں پرورش پانے لگے لیکن انہوں نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ فرعون کے گھر والے پریشان ہوئے تو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن جن کو ان کی والدہ نے بھیجا تھا کہنے لگیں میں تم کو ایسے گھر والے بتاتی ہوں جو ان کی پرورش خوش اسلوبی سے کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا، اِنْ

موسٰی کی والدہ (نے موسٰی کو سمندر میں ڈال تو دیا

كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ
قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ
مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ
بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○
فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(القصص - ۱۰ تا ۱۳)

لیکن ان) کا دل بیقرار ہو گیا اور اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ رکھتے تو ان سے بعید نہ تھا کہ وہ اس بات کو (سب پر) ظاہر کر دیتیں، (ان کے دل کو مضبوط رکھنے سے ہمارا مقصد یہ تھا) کہ وہ (ہماری بات پر) ایمان رکھیں (اور دل جمعی کے ساتھ بیٹھی رہیں)۔ (انہوں نے موسیٰ کو سمندر میں ڈالتے وقت) موسیٰ کی بہن سے کہا ان کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ (والدہ کے کہنے کے مطابق) وہ (موسیٰ کے پیچھے پیچھے جاتی رہیں اور) دُور سے موسیٰ کو دیکھتی رہیں لیکن فرعون کے لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں ہوئی۔ اور ہم نے موسیٰ کو پہلے ہی سے دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) سے روک رکھا تھا (وہ کسی کا دودھ پیتے ہی نہ تھے)، تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تم کو ایسے گھر والے نہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کی کفالت کریں اور وہ اس کے ساتھ خیر خواہی بھی کریں۔ الغرض ہم نے (اس طرح) موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ موسیٰ کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، انہیں (کسی قسم کا) رنج نہ ہو اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ) (اور اے موسیٰ وہ وقت یاد کرو) جب تمہاری بہن (کسی طرح) چلتی چلاتی (فرعون کے ہاں پہنچی) اور کہنے لگی کیا میں تم کو (ایسی دایہ) بتاؤں جو اس کی کفالت کر سکے (اور یہ اس کا دودھ پی لیں۔ فرعون والے اس بات پر راضی ہو گئے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی والدہ کے ہاں بھیج دیا) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) الغرض (اے موسیٰ) ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس لوٹا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی

رہیں اور وہ غمگین نہ ہوں (وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا) اور (اے موسیٰ تمہیں وہ واقعہ یاد ہے جب) تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا (پھر تم بہت فکرمند ہوئے) تو ہم نے تم کو اس فکر سے نجات دی، غرض یہ کہ ہم نے تمہاری خوب آزمائش کی (طرح طرح کی تکلیفوں اور فکروں میں تمہیں مبتلا کیا اور تمہیں صابر و شاکر پایا)۔

جوان ہونے کے بعد موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کی قوم کے ایک شخص کو غلطی سے قتل کر دیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حکومت انہیں قصاص میں قتل کرنے والی ہے تو وہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ، هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ، فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ، قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ○

(القصص۔ ۱۴ و ۱۵)

پھر جب موسیٰ بالغ اور پوری طرح سے جوان ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطاء کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے غفلت میں (پڑے ہوئے سو رہے) تھے۔ موسیٰ نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک موسیٰ کی قوم کا آدمی تھا اور ایک ان کی دشمن قوم کا آدمی تھا۔ تو جو شخص ان کی قوم کا آدمی تھا اس نے موسیٰ سے اس شخص کے خلاف جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد مانگی۔ موسیٰ نے اس کے مُکّا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا (جب وہ مر گیا تو موسیٰ کو افسوس ہوا) کہنے لگے یہ شیطانی عمل ہے (جو مجھ سے نادانستہ سرزد ہو گیا) بیشک شیطان انسان کا دشمن اور کھلم کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَّا

موسیٰ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے، وہ ڈر رہے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے (جب وہ شہر سے

تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○
(القصص ۔ ۲۱ و ۲۲)

نکلنے لگے تو انہوں نے اس طرح) دعا کی اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔ پھر جب انہوں نے مدین کی طرف رُخ کیا تو کہنے لگے (راستہ تو معلوم نہیں لیکن) امید ہے کہ مجھے میرا رب سیدھے راستہ پر لگا دیگا۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدین پہنچے اور کچھ عرصہ وہاں رہے۔ آیت زیر تفسیر میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ) پھر (اے موسیٰ) تم چند سال مدین والوں میں رہے (ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى) بالآخر اے موسیٰ تم (مقررہ) میعاد پر پہنچ گئے (اور آخر وہ وقت آگیا کہ تم پر رسالت کے فرائض کی ذمہ داری ڈالی جائے) (وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ) اور (اے موسیٰ) میں نے تم کو اپنے (پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے) لئے (خاص طور پر) تیار کیا ہے (اب تم جاؤ اور میرا پیغام پہنچاؤ)۔

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ
وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ
اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا
لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ
اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا
نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ
يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ
مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ
فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

مَعَنَا بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ
قَدۡ جِئۡنَٰكَ بِـَٔايَةٖ مِّن رَّبِّكَ
وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىٰ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلۡهُدَىٰٓ ﴿٤٧﴾
إِنَّا قَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡنَآ أَنَّ ٱلۡعَذَابَ
عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ
فَمَن رَّبُّكُمَا يَٰمُوسَىٰ ﴿٤٩﴾ قَالَ
رَبُّنَا ٱلَّذِيٓ أَعۡطَىٰ كُلَّ شَيۡءٍ
خَلۡقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا
بَالُ ٱلۡقُرُونِ ٱلۡأُولَىٰ ﴿٥١﴾ قَالَ عِلۡمُهَا

عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ
رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ اَلَّذِيْ جَعَلَ
لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ
لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا
مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا
اَنْعَامَكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ
وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ

تَارَةً أُخْرٰى ﴿۵۵﴾

ترجمہ (اے موسٰی) تم اور تمہارے بھائی (دونوں) میری نشانیاں لے کر (تبلیغ کے لئے) جاؤ (اور دیکھو) میرے ذکر (کے سلسلہ) میں (کسی قسم کی) کمزوری نہ دکھانا ﴿۴۲﴾ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ بہت سرکش ہوگیا ہے ﴿۴۳﴾ اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے ﴿۴۴﴾ ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے یا یہ کہ وہ (اور زیادہ) سرکشی کرنے لگے ﴿۴۵﴾ (اللہ نے) فرمایا، ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں (جو کچھ تمہارے ساتھ ہوگا) میں (اسے) سنتا رہوں گا اور دیکھتا رہوں گا ﴿۴۶﴾ تو (اب) تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے رسول ہیں (تو اپنے رب پر ایمان لا اور) بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں (لہذا تو ہماری لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کر تاکہ تو سلامتی حاصل کرے اس لئے کہ) سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت (ربانی) کی پیروی کرے ﴿۴۷﴾ ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ عذاب اسی پر (نازل) ہوگا جو (اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو) جھٹلائے اور اس سے منہ موڑے ﴿۴۸﴾ (فرعون نے) کہا اے موسٰی تم دونوں کا رب کون ہے؟ ﴿۴۹﴾ (موسٰی نے) کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کو ہدایت کی (تاکہ وہ ان اغراض و مقاصد کو پورا کر سکے جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے) ﴿۵۰﴾ (فرعون نے) کہا اگلے لوگوں کا کیا حال ہے؟ ﴿۵۱﴾ (موسٰی نے) کہا ان لوگوں (کے انجام) کا حال میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے، (ویسے اسے لکھنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں اس لئے کہ) میرا ربّ نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے (اس کے علم میں ہر چیز محفوظ ہے) ﴿۵۲﴾ (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، تمہارے لئے زمین میں (چلنے کے لئے) راستے بنائے اور بادل سے پانی برسایا، پھر اس سے انواع و اقسام کی مختلف نباتات اگائیں ﴿۵۳﴾ (اے لوگو، ان نباتات کو خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ، بے شک ان (چیزوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۵۴﴾ (اے لوگو) ہم نے تم کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، زمین ہی میں تم کو لوٹا دیں گے اور پھر زمین ہی سے تم کو (زندہ کر کے) دوبارہ نکالیں گے ﴿۵۵﴾

معانی و مصادر (تَنِیَا) وَنٰی، یَنِیُ وَوَنِیَ، یَوْنٰی، وَنًی وَوَنًی و وَنِیٌّ وَوِنَاءٌ (ض و س) تھک جانا، کمزور ہو جانا۔

(لَیِّنًا) لَانَ، یَلِیْنُ، لِیْنٌ ولَیَانٌ ولِیْنَۃٌ (ض) نرم ہونا (لَیِّنٌ = نرم)
(یَفْرُطُ) فَرَطَ. یَفْرُطُ، فَرْطٌ (ن) زیادتی کرنا (علیٰ کے ساتھ)، تکلیف پہنچانا۔
(بَالٌ) بَالٌ = حال۔
(سَلَکَ) سَلَکَ، یَسْلُکُ، سَلْکٌ وسُلُوْکٌ (ن) داخل ہونا، داخل کرنا، راستہ پر چلنا۔
(شَتّٰی) شَتَّ، یَشِتُّ، شَتٌّ وشَتَاتٌ وشُتِیْتٌ (ض) متفرق ہونا۔
(اِرْعَوْا) رَعٰی، یَرْعٰی، رَعْیٌ ورِعَایَۃٌ ومَرْعًی (ف) چرانا، چرنا، نگرانی کرنا۔
(نُہٰی) نَہٰی، یَنْہٰی، نَہْیٌ (ف) منع کرنا، روکنا (نُہٰی = عقل کیونکہ وہ بُری باتوں سے روکتی ہے)

تفسیر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسالت کی خوشخبری سنانے اور دو معجزے عطاء کرنے کے بعد فرمایا تھا فرعون کے پاس جاؤ، وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے ازراہ احسان ان دعاؤں کو قبول فرمایا اور اپنا مزید احسان جتایا۔ الغرض جب یہ سب باتیں ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وہی حکم دہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ) (اے موسیٰ اچھا اب) تم میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور تمہارا بھائی بھی جائے اور (دیکھو) میرے ذکر (کے معاملہ) میں (کسی قسم کی) کمزوری نہ دکھانا۔

نشانیوں سے مراد وہی دو نشانیاں ہیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے یعنی عصا کا اژدہا بن جانا اور ہاتھ کا سفید ہو جانا۔

آگے فرمایا (اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ بہت سرکش ہو گیا ہے (فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی) (لیکن دیکھو) اس سے نرمی سے بات کرنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کر لے اور ڈر جائے۔

نرمی سے جو کام نکل جاتا ہے وہ سختی سے نہیں نکل سکتا۔ نرمی بڑی اچھی چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق جزء ۲ ص ۳۲۳)

جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ بھلائی سے محروم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ رَفِیْقٌ یُّحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَا لَا یُعْطِیْ عَلٰی مَا سِوَاهُ۔ (صحیح مسلم

بے شک اللہ نرم ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے اور جو کچھ وہ نرمی پر عطاء فرماتا ہے، سختی پر عطاء نہیں فرماتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطاء

کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق جزء ۲ ص ۴۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَہٗ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَہٗ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق جزء ۲ ص ۴۳۳)

بے شک جب کسی چیز میں نرمی ہوتی ہے تو وہ نرمی اس چیز کو زینت دیتی ہے اور جب کسی چیز سے نرمی نکل جاتی ہے تو اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

فرماتا ہے۔

آگے فرمایا (قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) عرض کیا: اے ہمارے رب، ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر (کسی قسم کی) زیادتی (نہ) کرے یا (کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اور زیادہ) سرکشی کرنے لگے) قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں (جو کچھ تمہارے ساتھ ہو گا میں اسے سنتا رہوں گا اور دیکھتا رہوں گا (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا ۔ (القصص ۔ ۳۵)

اور ہم تم دونوں کو (ایسا) غلبہ دیں گے کہ وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔

(فَاْتِیٰہُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَا تُعَذِّبْھُمْ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ، وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی) تم دونوں جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تمہارے رب کے رسول ہیں (تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور) بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو، ہم تمہارے رب کی طرف سے (اپنی رسالت کی) نشانی لے کر آئے ہیں (لہٰذا تم ہماری لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کرو اس لئے کہ) سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت (ربانی) کی پیروی کرے (اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی) اور (اے فرعون) ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ عذاب اسی پر (واقع) ہو گا جو (اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو) جھٹلائے اور (اس سے) منہ موڑ لے (قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی) فرعون نے کہا: اے موسیٰ، تم دونوں کا رب کون ہے؟ (قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو ہدایت دی (تاکہ وہ ان اغراض و مقاصد کو پورا کر سکے جن کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے)۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ○ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ○
(سبح اسم ربك الاعلیٰ ۔ ۱ تا ۳)

(اے رسول) اپنے عالی شان رب کی تسبیح پڑھتے رہیئے جس نے پیدا کیا پھر (اعضاء کو) ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر رہنمائی کی۔

آگے فرمایا (قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى) فرعون نے کہا: اگلے لوگوں کا کیا حال ہے (کیا وہ بھی عذاب میں گرفتار ہیں)؟ (قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ، لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا ان لوگوں (کے انجام) کا حال میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں محفوظ ہے (وہیں اسے لکھنے کی ضرورت بھی نہیں اس لئے کہ) وہ نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے (اس کے علم میں بھی ہر چیز محفوظ ہے) (اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى) (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے (چلنے پھرنے کے) لئے راستے بنائے، (اسی نے) بادل سے پانی برسایا پھر اس سے انواع واقسام کی (زمین سے) اُگنے والی چیزیں پیدا کیں (كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى) (تاکہ ان چیزوں کو تم بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ، بے شک ان (چیزوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (جن سے وہ رب کائنات کا علم حاصل کر سکتے ہیں) (مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى) (اور اے فرعون، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے تم کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، زمین ہی میں تم کو لوٹائیں گے۔ اور پھر زمین ہی سے تم کو (زندہ کر کے) دوبارہ نکالیں گے۔

فرعون کے اس سوال کا جواب کہ اگلے لوگوں کا کیا حال ہے، (کیا ان سب کو بھی عذاب ہوگا، وہ بھی تو آخر اسی راستہ پر تھے جس راستہ پر میں ہوں، کیا ہمارے آباء واجداد سب گمراہ تھے) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی خوش اسلوبی سے جواب دیا اور فرعون کو خاموش کر دیا۔ فرعون کے سوال کا جواب اشتعال انگیز بھی ہو سکتا تھا اور پوری قوم اور خود فرعون بھی اس جواب سے غصہ میں بھڑک سکتا تھا لیکن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتعال انگیز جواب سے بچ کر ایسا جواب دیا کہ فرعون مزید کچھ سوال نہ کر سکا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً اپنے توحید کے مضمون کو پھر شروع کر دیا اور اس کو اس سوال کے دوٹوک جواب سے غافل کر دیا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہیئے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہا کیجئے۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا
فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا
لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ
يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ
مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ
مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ
اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ
يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ
ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

كَيْدَهٗ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ
الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى
اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا
حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ
سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ
فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا
لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ
مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ
اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ
السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ
وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى
﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا جَاۗءَنَا
مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ
مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا
لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا
عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى
﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ
لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى
﴿۷۴﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ
الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ
الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ
جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ
اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ
تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا
حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ
مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ
فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا
لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَ
اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا

صَنَعُوا ۚ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سٰحِرٍ ۖ
وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴿٦٩﴾
فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوٓا ءَامَنَّا
بِرَبِّ هٰرُونَ وَمُوسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ
ءَامَنتُمْ لَهُۥ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ
إِنَّهُۥ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَ
أَرْجُلَكُم مِّنْ خِلٰفٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ
فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ

أَيُّنَآ أَشَدُّ عَذَابًا وَّأَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا
لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ
الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ
مَآ أَنْتَ قَاضٍ، إِنَّمَا تَقْضِيْ
هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّآ اٰمَنَّا
بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ أَكْرَهْتَنَا
عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ، وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّ
أَبْقٰى ﴿٧٣﴾ إِنَّهٗ مَنْ يَّأْتِ رَبَّهٗ
مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ، لَا يَمُوْتُ

فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ
مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

ترجمہ

اور (اے رسول) ہم نے فرعون کو سب نشانیاں دکھائیں لیکن اس نے (پھر بھی) جھٹلایا اور (ایمان لانے سے) انکار کر دیا ﴿۵۶﴾ (فرعون نے) کہا اے موسیٰ، کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو (کے زور) سے ہم کو ہماری زمین سے نکال دو ﴿۵۷﴾ (اچھا) تو (اب) ہم بھی تمہارے (مقابلہ کے) لئے ایسا ہی جادو لائیں گے لہذا تم ہمارے اور اپنے درمیان کسی ہموار میدان میں ایک خاص وقت پر (جمع ہونے) کا وعدہ کرو، پھر نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تم اس کے خلاف کرو ﴿۵۸﴾ موسیٰ نے کہا عید کے دن کو تمہارے جمع ہونے کا دن مقرر کیا جاتا ہے اور یہ (بھی طے کیا جاتا ہے) کہ اس دن تمام لوگ صبح کے وقت جمع ہو جائیں ﴿۵۹﴾ (اس کے بعد) فرعون لوٹ گیا، پھر اس نے اپنی تدبیروں کو جمع کیا اور (وقت مقررہ پر مقابلہ کے لئے) آگیا ﴿۶۰﴾ موسیٰ نے ان لوگوں سے (جو جمع ہوئے تھے) کہا تمہاری خرابی، اللہ پر (جھوٹ) افترا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ

وہ تم کو (اپنے) عذاب کے ذریعہ نیست و نابود کر دے اور (یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ) جس نے افتراء کیا وہ خود نامراد ہوگا (۶۱) (یہ سنکر) وہ لوگ اپنے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے (۶۲) کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری زمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے سچے مذہب کو اکھاڑ پھینکیں (۶۳) لہذا اپنی تمام تدبیریں جمع کرو اور صف بستہ (مقابلہ کے لئے) آؤ، آج جو غالب ہوگا وہی کامیاب ہوگا (۶۴) جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو تم اپنی (چیزیں) ڈالو یا ہم پہلے (اپنی چیزیں) ڈالتے ہیں (۶۵) (موسیٰ نے) کہا نہیں تم ہی (پہلے) ڈالو، (الغرض انہوں نے اپنی چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو ایسا معلوم ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں (۶۶) (ان کو دیکھ کر) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا (۶۷) ہم نے کہا (اے موسیٰ) ڈرو نہیں، بے شک تم ہی غالب رہو گے (۶۸) اور (اے موسیٰ) جو (لاٹھی) تمہارے سیدھے ہاتھ میں ہے اُسے ڈال دو، وہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اسے نگل جائے گی انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ تو بس جادو کا کرتب ہے اور جادوگر جہاں کہیں بھی جائے فلاح نہیں پائے گا (۶۹) (غرض یہ کہ موسیٰ کی لاٹھی نے سانپ بن کر ان کے تمام کرتبوں کو ہڑپ کرنا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر) تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے (۷۰) (فرعون نے) کہا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم ان پر ایمان لے آئے، بے شک یہ تم لوگوں کا بڑا (استاد) ہے، اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے، تو (اب) میں ضرور تمہارے مخالف سمت کے ہاتھ اور پیر کٹواؤں گا اور کھجور کے تنوں پر تمہیں پھانسی دونگا پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے بلحاظ عذاب کون زیادہ سخت ہے اور کون زیادہ باقی رہنے والا (۷۱) (جادوگروں نے) کہا جو کھلے دلائل ہمارے پاس آگئے ہیں اُن پر اور جس ہستی نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے، تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گذر، تو زیادہ سے زیادہ اس دنیا کی زندگی ہی میں (جو اللہ تجھ سے کرانا چاہے) کر سکتا ہے (اس کے بعد تیرا کوئی اختیار نہیں) (۷۲) ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کرایا (اُسے بھی معاف کر دے)، (بے شک) اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے (۷۳) جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ گناہ گار ہو تو اس کے لئے جہنم ہے، اس میں وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ ہی رہے گا (۷۴) اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے (۷۵) یعنی دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو گناہوں سے) پاک رہا (۷۶)

معانی و مصادر

(نُخْلِفُ) اَخْلَفَ، یُخْلِفُ، اِخْلَافٌ (باب افعال) خراب ہو جانا، وعدہ خلافی کرنا۔

(سُوًی) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) ٹھیک ہونا، (سُوًی = ہموار، وسط، برابر = سِوًی)
(ضُحًی) ضَحِیَ، یَضْحٰی، ضَحًی وضَحَاءٌ (س) دھوپ کھانا، ظاہر ہونا (ضُحًی = سورج کے چمک دار ہونے کا وقت)۔
(یُسْحِتُ) اَسْحَتَ، یُسْحِتُ، اِسْحَاتٌ (باب افعال) بگاڑ دینا، استیصال کرنا، فنا کرنا، ہلاک کرنا۔
(خَابَ) خَابَ، یَخِیْبُ، خَیْبَۃٌ (ض) نامراد ہونا۔
(نَجْوٰی) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ و نَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔
(طَرِیْقَۃٌ) طَرِیْقَۃٌ = سیرت، حالت، ملّت۔
(مُثْلٰی) مَثُلَ، یَمْثُلُ، مَثَالَۃٌ (ک) بافضیلت ہونا (مُثْلٰی = اَمْثَلُ کا مؤنث، افضل۔ طَرِیْقَۃُ الْمُثْلٰی = وہ طریقہ جو حق کے بہت مشابہ ہو)۔
(اِسْتَعْلٰی) اِسْتَعْلٰی، یَسْتَعْلِیْ، اِسْتِعْلَاءٌ (باب استفعال) بلند ہونا۔
(عِصِیٌّ) عِصِیٌّ = عصا کی جمع، لاٹھیاں۔
(یُخَیَّلُ) خَیَّلَ، یُخَیِّلُ، تَخْیِیْلٌ (باب تفعیل) تہمت لگانا، گمان ہونا۔
(اَوْجَسَ) اَوْجَسَ، یُوْجِسُ، اِیْجَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔
(خِیْفَۃٌ) خَافَ، یَخَافُ، خِیْفَۃٌ وخَوْفٌ و خَیْفٌ ومَخَافَۃٌ (س) ڈرنا۔
(تَلْقَفُ) لَقِفَ، یَلْقَفُ، لَقْفٌ ولَقَفَانٌ (س) نگل جانا۔
(سُجَّدًا) سَجَدَ، یَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) سجدہ کرنا (سُجَّدٌ = سَاجِدٌ کی جمع)۔
(خِلَافٌ) خَلَفَ، یَخْلِفُ، خَلْفٌ (ض) جانشین ہونا۔ (مِنْ خِلَافٍ = مخالف سمت سے)

تفسیر موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کو مسلسل تبلیغ کرتے رہے معجزے بھی دکھاتے رہے لیکن وہ نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَرَیْنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ وَاَبٰی) اور (اے رسول) ہم نے فرعون کو سب نشانیاں دکھائیں لیکن اس نے پھر بھی (موسٰی کی) تکذیب کی اور (ان پر ایمان لانے سے صاف) انکار کر دیا (قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِکَ یٰمُوْسٰی) اس نے کہا: اے موسٰی کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو (کے زور) سے ہم کو ہماری زمین سے نکال دو (فَلَنَاْتِیَنَّکَ بِسِحْرٍ مِّثْلِہٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُہٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَکَانًا سُوًی) تو (اچھا اب) ہم بھی تمہارے (مقابلہ کے) لئے ایسا ہی جادو لائیں گے۔ تم ہمارے اور اپنے درمیان کسی ہموار میدان میں ایک خاص وقت (پر جمع ہونے) کا وعدہ کرو، پھر نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تم اس کے خلاف کرو (دونوں مقررہ وقت اور مقررہ مقام پر جمع ہو جائیں) (قَالَ مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَۃِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی)

موسیٰ نے کہا (ہمارے اور) تمہارے وعدہ (کے مطابق جمع ہونے) کا دن عید کا دن ہوگا اور (اس دن یہ بھی ہونا چاہئے کہ تمام) لوگ صبح کے وقت جمع کرائے جائیں۔ (فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى) (اس گفتگو کے بعد) فرعون لوٹ گیا، (اس اثناء میں) اس نے اپنی تمام تدبیروں کو جمع کیا اور (وقت مقررہ پر مقابلہ کے لئے) آگیا (قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى) موسیٰ نے ان (لوگوں) سے (جو جمع ہوئے تھے) کہا: تمہاری خرابی، اللہ پر جھوٹ کو منسوب نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو (اپنے) عذاب کے ذریعہ نیست و نابود کر دے اور (اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) جس نے جھوٹ کو (اللہ کی طرف) منسوب کیا وہ ضرور نامراد ہوگا (فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى) (یہ سن کر) وہ لوگ اپنے معاملہ میں باہم ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے (قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى) کہنے لگے: یہ دونوں جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے ذریعہ تم کو تمہاری زمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے سچے مذہب کو نیست و نابود کر دیں (فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى) لہٰذا اپنی تمام تدبیروں کو جمع کرو اور صف بستہ (مقابلہ کے لئے) آؤ آج جو غالب ہوگا وہی کامیاب و کامران ہوگا۔

اس درمیانی مدت میں فرعون نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ کے لئے ملک کے تمام جادوگروں کو جمع کرلیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (الشعراء - ۳۸)

الغرض تمام جادوگر مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع ہو گئے۔

(قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى) (ان جادوگروں نے جو مقابلہ کے لئے جمع ہوئے تھے) کہا: اے موسیٰ یا تو (پہلے) تم (اپنی چیزیں) ڈالو یا پہلے ہم (اپنی چیزیں) ڈالیں (قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى) موسیٰ نے کہا: تم ہی (پہلے اپنی چیزیں) ڈالو (جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں) تو ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ محسوس ہوا کہ رسیاں اور لاٹھیاں رسانپ بن کر دوڑ رہی ہیں۔ (فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى) (ان کو دیکھ کر) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ (قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى) ہم نے کہا: اے موسیٰ ڈرو نہیں، بے شک تم ہی غالب رہو گے (وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى) اور (اے موسیٰ) جو (لاٹھی) تمہارے سیدھے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو، وہ

جو کچھ ان لوگوں نے بنایا ہے اس کو نگل جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ تو بس جادو کا کرتب ہے (اے موسیٰ، یہ کامیاب و کامران نہیں ہوں گے) اور (یہ حقیقت ہے کہ) جادوگر جہاں کہیں بھی جائے گا کامیاب نہیں ہو سکتا (فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هٰرُونَ وَمُوسٰى) (موسیٰ نے لاٹھی ڈالی، اس نے سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا، یہ دیکھتے ہی) جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔ (قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ) فرعون نے (جادوگروں سے) کہا: اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے (معلوم ہوتا ہے) یہ تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے (فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى) میں ضرور تمہارے مخالف سمت کے ہاتھ اور پیر کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر تمہیں پھانسی (پر لٹکا) دوں گا پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے سزا دینے میں کون زیادہ سخت ہے (اللہ یا میں) اور کون باقی رہنے والا ہے۔ (اللہ یا میں) (قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ، إِنَّمَا تَقْضِي هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا) انہوں نے کہا: جو کھلے دلائل ہمارے پاس آگئے ہیں ان پر اور جس ہستی نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے، تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گذر، تو (زیادہ سے زیادہ) اس دنیا کی زندگی ہی میں کچھ کر سکتا ہے (اس کے بعد تو تیرا کوئی اختیار نہیں) (إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ، وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى) ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے (اسے بھی معاف کرے) اللہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے (إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى) جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ گناہ گار ہو تو اس کے لئے جہنم ہے۔ اس میں وہ نہ مریگا اور نہ زندہ ہی رہے گا (وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى) اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے (جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا، وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى) (یعنی) ہمیشہ قائم رہنے والے باغات (انہیں ملیں گے) جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو (کفر و شرک اور معصیت الٰہی کی گندگیوں سے) پاک رہا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب نہ کیجئے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔
اے ایمان والو، جادو نہ کیجئے نہ کرائیے۔ جادوگر کو کبھی فلاح نہیں مل سکتی۔

اے ایمان والو، صبر و استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیئے۔ دنیا کی تکلیف عارضی ہے اس کو برداشت کر لیجئے۔ آخرت کی تکلیف برداشت نہیں ہو سکے گی، اس سے بچنے کی کوشش کیجئے۔

اے ایمان والو، گناہ گار بن کر اللہ تعالیٰ کے پاس نہ جائیے بلکہ نیک عمل کر کے اللہ تعالےٰ کے پاس جائیے۔ ایمان اور نیک عمل کا اللہ کے ہاں اچھا صلہ ہے۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ
اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا
فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا
وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ
بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ
مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ
قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول، پھر) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لے کر راتوں رات یہاں سے چلے جاؤ اور ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دو پھر نہ تو تمہیں (فرعون کے) پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا ڈر) ﴿۷۷﴾ (الغرض جب موسیٰ مؤمنین کو لے کر وہاں سے چل دئے) تو فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا پھر سمندر کی جس چیز نے انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا) ﴿۷۸﴾ فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سیدھا راستہ نہ بتایا ﴿۷۹﴾

معانی ومصادر (اَسْرِ) اَسْرٰی، یُسْرِیْ، اِسْرَاءٌ (باب افعال) رات کو جانا۔ (یَبَسًا) یَبِسَ، یَیْبَسُ، یُبْسٌ (س) خشک ہوجانا۔ (یَبَسٌ = خشک)۔ (دَرَکًا) اَدْرَکَ، یُدْرِکُ، اِدْرَاکٌ (باب افعال) پالینا، علم ہونا، دیکھنا (دَرَکٌ = پانا)۔

تفسیر جادوگروں سے مقابلہ کے بعد بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر تبلیغ کرتے رہے۔ انہوں نے فرعون کو بہت سی نشانیاں دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ، فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۳۳)

پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ) تکبر کیا اور وہ تھے ہی مجرم (جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی)۔

فرعون ان تمام نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لایا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ملک سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى) اور (اے رسول پھر) ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لے کر راتوں رات یہاں سے چلے جاؤ اور میرے بندوں کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دو پھر نہ تو تمہیں (فرعون کے) پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر (فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ) (جب) فرعون (کو معلوم ہوا کہ مؤمنین اس کے ملک کو چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اس) نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا پھر سمندر کی جس چیز نے انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ، فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا۔ پھر ہم نے دوسروں کو بھی وہاں (ان کے) قریب پہنچا دیا۔ پھر

(الشعرآء۔ ۶۳ تا ۶۶) ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی۔ اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مع مؤمنین کے سمندر کو پار کر لیا، فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گیا (وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى) فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سیدھا راستہ نہ بتایا۔

عمل

اے لوگو، ہدایت کو قبول کیجئے، احکام الٰہی سے سرتابی نہ کیجئے۔ احکامِ الٰہی سے سرتابی کا نتیجہ سوائے بربادی کے کچھ نہیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھئے، وہ آپ کو ہر مصیبت سے بچائے گا۔

يٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ قَدۡ أَنجَيۡنَٰكُمۡ
مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ وَوَٰعَدۡنَٰكُمۡ جَانِبَ
ٱلطُّورِ ٱلۡأَيۡمَنَ وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ
ٱلۡمَنَّ وَٱلسَّلۡوَىٰ ﴿٨٠﴾ كُلُواْ مِن
طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقۡنَٰكُمۡ وَلَا
تَطۡغَوۡاْ فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ
غَضَبِي، وَمَن يَحۡلِلۡ عَلَيۡهِ
غَضَبِي فَقَدۡ هَوَىٰ ﴿٨١﴾ وَإِنِّي
لَغَفَّارٞ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَ

عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾

ترجمہ اے بنی اسرائیل، ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی، تم سے (ملاقات کے لئے کوہ) طور کے داہنی جانب کا وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا ﴿۸۰﴾ (پھر ہم نے تم سے کہا) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اس (حکم) میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا تو بس وہ ہلاک ہو گیا ﴿۸۱﴾ اور جو شخص توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے۔ پھر ہدایت پر قائم (بھی) رہے تو ایسے شخص کے لئے میں بہت معاف کرنے والا ہوں ﴿۸۲﴾

معانی و مصادر (یَحِلَّ) حَلَّ، یَحِلُّ، حَلٌّ وحَلَلٌ، وحُلُوْلٌ (ن وض) نازل ہونا، اترنا یا اتارنا۔

(ھَوٰی) ھَوًی، یَھْوِیْ، ھُوِیٌّ (ض) گذر جانا، مر جانا، ہلاک ہو جانا۔

تفسیر فرعون مع اپنی فوج کے غرق ہو گیا۔ بنی اسرائیل کو اپنے جانی دشمن سے نجات ملی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا (یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ) اے بنی اسرائیل نے ہم نے تمہارے دشمن سے تم کو نجات دی۔

دشمن سے نجات دینا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ، وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ○ وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۴۹ و ۵۰)

اور اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی۔ وہ تم کو بڑی تکلیف پہنچاتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے، اس تکلیف میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی (زبردست) آزمائش تھی۔ اور (اے بنی اسرائیل، اس

نعمت کو یاد کرو) جب ہم نے تمہارے (گذرنے کے) لئے سمندر کو پھاڑ دیا، پھر تم کو نجات دی اور آل فرعون کو (جو تمہارا پیچھا کر رہے تھے) غرق کر دیا اور تم (یہ سب کچھ) دیکھ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا، وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا، وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۶ و ۱۳۷)

بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے، ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے غفلت برتتے رہے۔ پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت دی تھی۔ (الغرض، اے رسول) بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وعدۂ خیر (و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم (کی ان بڑی بڑی عمارتوں کو) جو (وہ) تعمیر کرتے تھے اور (ان باغات کو) جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

آگے فرمایا (وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ) (اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنا دوسرا احسان جتاتے ہوئے فرمایا) اور اے بنی اسرائیل ہم نے تم سے (کوہ) طور کے داہنی جانب کا وعدہ کیا۔

بنی اسرائیل نے ایک مرتبہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار یہ بھی کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کرائیں گے تو ہم ایمان نہیں

نُؤْمِنَ لَكَ اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب

حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً ۔
(البقرۃ ۔ ۵۵)

تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ (اے موسیٰ) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ان کو ایک خاص وقت پر کوہِ طور کے داہنی جانب آنے کا حکم دیا۔ بنی اسرائیل وقت مقررہ پر پہنچ گئے تو زلزلے کے ساتھ ایک صاعقہ نے انہیں پکڑ لیا اور وہ سب مر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے انہیں پھر زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا، فَلَمَّآ اَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَھْلَکْتَھُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ، اَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَھَآءُ مِنَّا، اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ، تُضِلُّ بِھَا مَنْ تَشَآءُ وَتَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ، اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ○
(الاعراف ۔ ۱۵۵)

اور (اے رسول) موسیٰ نے اپنی قوم کے ستّر آدمیوں کو ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور پر حاضر ہونے کے لئے) منتخب کیا، پھر (وہاں پہنچ کر) جب (انہوں نے دیدارِ الٰہی کے مطالبہ پر اصرار کیا تو) ایک زلزلہ نے ان کو پکڑ لیا (اور ہلاک کر دیا)، موسیٰ نے کہا اے میرے رب، اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی ہلاک کر سکتا تھا (اے میرے رب) بیوقوف لوگوں نے جو (سوال) کیا کیا تو اس کی سزا میں ہم سب کو ہلاک کر دیگا، یہ تو تیری آزمائش ہے تو اپنی آزمائش میں (ناکام کر کے) جس کو چاہے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے (کامیاب کر کے) ہدایت پر چلائے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما، تو سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۵۵و۵۶)

(تمہارے اس مطالبہ پر) تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے تمہیں پکڑ لیا (اور بجلی سے تمہاری موت واقع ہو گئی)۔ پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کر دیا تاکہ ہمارا احسان مانو۔

آیت زیرِ تفسیر میں اسی احسان کی طرف اشارہ ہے۔
تیسرا احسان جتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی)

اور (اے بنی اسرائیل) ہمارے احسان کو یاد کرو کہ ہم نے تم پر مَنّ وسلوٰی اتارا (کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ) (پھر ہم نے تم سے کہا) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے (خوب) کھاؤ۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو جہاد کرنے کا حکم دیا،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ○

(المآئدۃ - ۲۱)

اے میری قوم، اس مقدس زمین میں جس کو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے (جنگ کرتے ہوئے) داخل ہو جاؤ اور (دیکھو مقابلہ کے وقت) پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ نقصان کے ساتھ لوٹو گے۔

بنی اسرائیل نے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○

(المآئدۃ - ۲۲)

قوم کے لوگوں نے کہا "اے موسیٰ، جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انہیں ایک میدان میں قید کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ، فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○

(المآئدۃ - ۲۶)

اللہ نے فرمایا "اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی۔ (اس عرصہ میں) یہ لوگ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے (انہیں کہیں چین وسکون نصیب نہ ہوگا، جنگ سے پہلوتہی کرنے کی سزا میں گرفتار رہیں گے) لہٰذا اے موسیٰ، آپ ان فاسق لوگوں کے حال پر (کسی قسم کا) افسوس نہ کرنا"۔

اس قید وبند کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کھانا فراہم کیا جس کو مَنّ وسلوٰی کہا جاتا ہے اسی کھانے کی طرف آیت زیر تفسیر میں اشارہ ہے۔

مَنّ وسلوٰی جیسی نعمت عطاء کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا (کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ

فَقَدْ هَوٰى) (اے بنی اسرائیل) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور (ہمارے) اس (حکم) میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ تم پر غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو جائے تو بس (سمجھ لو) وہ ہلاک ہو گیا (اس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں) (وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى) البتہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے پھر ہدایت پر قائم رہے تو میں بہت معاف کرنے والا (بھی) ہوں (ایسی صورت میں میں اس کو معاف کر دوں گا)

عمل

اے لوگو، سرکشی نہ کیجئے، ایمان لائیے اور نیک عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی کوشش کیجئے۔

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾
قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَ
عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾
قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ
بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾
فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
اَسِفًا، قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ
رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا، اَفَطَالَ
عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا
مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا
وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ
الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى
السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ
اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾
اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

قَوْلًا ۝ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا
نَفْعًا ۝۸۹ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ
مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ
بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ
وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝۹۰ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا
مُوْسٰى ۝۹۱ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ
اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ
اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ

لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي
إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ
بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ
قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾
قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ
فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي
نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ
لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُولَ

لِلْمِسَاسِ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا
لَّن تُخْلَفَهُۥ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰٓ إِلَٰهِكَ
الَّذِى ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ
لَّنُحَرِّقَنَّهُۥ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُۥ فِى الْيَمِّ
نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِى
لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ
عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ
مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ
ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ
وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾
يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ
يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ
بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ
طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ اور (اے بنی اسرائیل، جب موسیٰ باقی لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے تو ہم نے ان سے پوچھا) اے موسیٰ، اپنی قوم سے پہلے (یہاں پہنچنے پر) تمہیں کس چیز نے جلدی پر ابھارا ﴿۸۳﴾ (موسیٰ نے) کہا وہ میرے پیچھے (پیچھے آ رہے) ہیں اور اے میرے ربّ،

میں نے تیرے پاس آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تو خوش ہو (۸۴) (اللہ نے) فرمایا ہم نے تمہارے (آنے کے) بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا یعنی سامری نے ان کو گمراہ کر دیا (۸۵) موسیٰ غم و غصّے میں بھرے ہوئے اپنی قوم کے پاس لوٹے۔ انہوں نے کہا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا اس وعدہ کی مدّت تم پر بہت طویل ہو گئی تھی یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے غضب نازل ہو لہٰذا تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی (۸۶) وہ لوگ کہنے لگے ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ ہم پر لوگوں کے زیورات کا جو بوجھ لاد دیا گیا تھا ہم نے اس کو اتار دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اتار دیا (۸۷) پھر سامری نے (اس زیور کا) ان کے لئے ایک بچھڑا بنا دیا، وہ ایک جسم تھا جس میں سے گائے جیسی آواز نکلتی تھی، لوگ کہنے لگے یہ تمہارا الٰہ ہے اور یہی موسیٰ کا الٰہ ہے، وہ تو بھول (کر کوہ طور پر چلے) گئے ہیں (۸۸) (بچھڑے کو پوجتے وقت) انہوں نے یہ کیوں نہیں دیکھا کہ یہ تو کسی بات کا جواب ہی نہیں دیتا اور نہ ان کے نفع، نقصان کا اختیار رکھتا ہے (پھر یہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے) (۸۹) اور ہارون نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کر دئے گئے ہو، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، لہٰذا تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو (۹۰) وہ کہنے لگے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے ہم ہرگز اس کی پرستش سے باز نہیں آئیں گے (۹۱) (موسیٰ نے ہارون سے ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ) کہا اے ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو گئے تو تمہیں کیا امر مانع تھا (۹۲) کہ تم نے میری پیروی نہیں کی، کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (۹۳) (ہارون نے) کہا اے میرے بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیئے، میں تو اس بات سے ڈرا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا لحاظ نہیں کیا (۹۴) (پھر موسیٰ نے سامری سے مخاطب ہو کر کہا) اے سامری: تیرا کیا حال ہے (۹۵) اس نے کہا مجھے وہ چیز سوجھی جو اوروں کو نہیں سوجھی، میں نے رسول کی تعلیمات سے ایک مٹھی ہی لی تھی اسے بھی پھینک دیا اور میرے نفس نے (مجھے) اسی طرح سجھایا اور) میرے لئے (اس کام کو) مزیّن کر دیا (۹۶) (موسیٰ نے) کہا جا، (دنیا میں) تیرے لئے یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا رہے "مجھے ہاتھ نہ لگانا" اور (آخرت میں) تیرے لئے ایک اور (عذاب کا) وعدہ ہے جو تجھ سے کبھی نہیں ٹلے گا اور (اب) دیکھ اپنے الٰہ کو جس کے سامنے تو جما بیٹھا تھا، ہم اُسے جلا ڈالیں گے پھر اس (کی راکھ) کو سمندر میں اڑا دیں گے (۹۷) تمہارا الٰہ تو بس اللہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے (۹۸) (اے رسول) اس طرح ہم آپ کو بعض ایسے واقعات سنا رہے ہیں جو گذر چکے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو نصیحت (کی کتاب) عطا فرما دی ہے (۹۹) جو شخص اس نصیحت سے روگردانی کرے گا تو وہ قیامت کے دن (اپنے گناہوں کا) بوجھ اٹھائے ہو گا (۱۰۰) (گناہ گار لوگ) ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے، (بہت) برا ہو گا وہ بوجھ جو

یہ لوگ قیامت کے دن اٹھائے ہوں گے (۱۰۱) جس دن صور پھونکا جائے گا (تو) ہم اس دن گناہ گاروں کو جمع کریں گے، ان کی آنکھیں نیلی، نیلی ہوں گی (۱۰۲) (اس وقت) وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے تم (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے (۱۰۳) ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کہہ رہے ہوں گے جبکہ اندازے کے لحاظ سے ان میں جو سب سے بہتر ہوگا کہے گا کہ تم (دنیا میں) صرف ایک دن رہے (۱۰۴)

معانی ومصادر

(اَعْجَلَ) اَعْجَلَ، یُعْجِلُ، اِعْجَالٌ (باب افعال) سبقت کرنا۔
(اَثْرٌ) اَثَرَ، یَاْثُرُ، اَثْرٌ و اَثَارَۃٌ (ض و ن) نقل کرنا (اَثَرٌ = قدم)
(عَجِلْتُ) عَجِلَ، یَعْجَلُ، عَجَلٌ و عُجْلَۃٌ (س) جلدی کرنا۔
(اَسِفًا) اَسِفَ، یَاْسَفُ، اَسَفٌ (س) غمگین ہونا (اَسِفٌ = غمگین)۔
(طَالَ) طَالَ، یَطُوْلُ، طُوْلٌ (ن) لمبا ہونا۔
(خُوَارٌ) خَارَ، یَخُوْرُ، خُوَارٌ (ن) گائے کا آواز کرنا۔
(تَبْرَجُ) بَرِجَ، یَبْرَجُ، بَرَاجٌ، بَرَجٌ (س) ہٹ جانا، جگہ چھوڑنا۔
(تَرْقُبْ) رَقَبَ، یَرْقُبُ، رُقُوْبٌ، رَقُوْبٌ و رَقَابَۃٌ و رِقْبَانٌ و رِقْبَۃٌ (ن) نگرانی کرنا۔
(عَاكِفِيْنَ) عَكَفَ، یَعْكُفُ، عَكْفٌ (ن و ض) اعتکاف کرنا، روکنا، جم کر بیٹھ جانا۔
(خَطْبُ) خَطَبَ، یَخْطُبُ، خُطْبَۃٌ و خَطْبٌ و خَطَابَۃٌ (ن) خطاب کرنا، وعظ کہنا (خَطْبٌ = حال)۔
(سَوَّلَتْ) سَوَّلَ، یُسَوِّلُ، تَسْوِیْلٌ (باب تفعیل) کسی عمل کو مزین کر کے دکھانا۔
(مِسَاسَ) مَاسَّ، یُمَاسُّ، مُمَاسَّۃٌ و مِسَاسٌ (باب مفاعلہ) چھونا۔
(ظَلْتَ) ظَلَّ، یَظَلُّ، ظَلٌّ و ظُلُوْلٌ (ف) ہمیشہ رہنا۔ (ظَلْتَ اصل میں ظَلَلْتَ ہے۔ تخفیف کی وجہ سے ایک لام خارج کر دیا گیا)۔
(لَنَنْسِفَنَّ) نَسَفَ، یَنْسِفُ، نَسْفٌ (ض) اڑا دینا۔
(حِمْلٌ) حَمَلَ، یَحْمِلُ، حَمْلٌ و حَمَلَانٌ (ض) اٹھانا (حِمْلٌ = بوجھ، ہودج، ہودج والا اونٹ)۔
(زُرْقًا) زَرِقَ، یَزْرَقُ، زَرَقٌ (س) نیلا ہونا (زُرْقٌ = اَزْرَقُ کی جمع، نیلی آنکھ والے)۔
(یَتَخَافَتُوْنَ) تَخَافَتَ، یَتَخَافَتُ، تَخَافُتٌ (باب تفاعل) چھپانا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کوہ طور پر بلایا تھا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ۔ (طٰہٰ۔ ۸۰)

ہم نے تم سے (کوہ) طور کے داہنی جانب کا وعدہ کیا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی کر کے اپنی قوم سے پہلے کوہ طور پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى) اے موسیٰ، اپنی قوم سے پہلے (یہاں پہنچنے پر) تمہیں کس چیز نے ابھارا (قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى) (موسیٰ نے) کہا: وہ میرے پیچھے (پیچھے آرہے) ہیں اور اے میرے ربّ، میں نے تیرے پاس آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تو خوش ہو (قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ) (اللہ نے) فرمایا: ہم نے تمہارے (آنے کے) بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا یعنی سامری نے انہیں گمراہ کر دیا (فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا) موسیٰ غم و غصہ میں بھرے ہوئے اپنی قوم کے پاس لوٹے، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا: اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کہ وہ تمہیں توریت دے گا، دین و دنیا کی بھلائی عطاء فرمائے گا) (اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ) تو کیا اس وعدہ کی مدت بہت طویل ہو گئی تھی یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے غضب نازل ہو لہذا تم نے مجھ سے (توحید پر قائم رہنے کا) جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی (کیونکہ توحید پر قائم رہتے ہوئے عذاب کا کوئی امکان نہیں تھا اور تمہیں عذاب کی خواہش تھی لہذا تم نے توحید کا عہد توڑ کر شرک کیا اور اپنی خواہش کو پورا کرانے کا سبب پیدا کیا، کیا اس سے زیادہ بدبختی بھی کوئی ہو سکتی ہے کہ اللہ کا غضب مول لیا جائے اور عذاب الٰہی کو دعوت دی جائے)۔

اگرچہ ان کی خواہش تو یہ نہیں ہو گی کہ عذاب الٰہی نازل ہو لیکن کام انہوں نے ایسا ہی کیا جس سے بظاہر ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا کہ وہ عذاب الٰہی کو خود دعوت دے رہے ہیں۔

(قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ) (قوم کے لوگوں نے) کہا: ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی (بس بے اختیار ہم سے ایک کام ہو گیا) ہم پر لوگوں کے زیورات کا جو بوجھ لاد دیا گیا تھا ہم نے اس کو اتار پھینکا پھر سامری نے بھی (اپنا بوجھ لا کر اسی جگہ اتار کر) ڈال دیا (فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِىَ) پھر (اسے کیا سوجھی کہ) اس نے لوگوں کے لئے (ان زیورات کا) ایک بچھڑا (بنا ڈالا (یعنی) ایک جسم (بنا ڈالا جس) میں سے گائے کی آواز جیسی آواز نکل رہی تھی (بس) پھر (کیا تھا) لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: یہی تو تمہارا الٰہ ہے اور موسیٰ کا بھی الٰہ (یہی ہے) وہ تو بھول (کر کوہ طور پہ چلے)

گئے (اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا) (بچھڑے کو پوجتے وقت) انہوں نے یہ کیوں نہ سوچا کہ یہ تو کسی بات کا جواب ہی نہیں دیتا اور نہ ان کے نفع، نقصان کا اختیار رکھتا ہے (یہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے) (وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ) حالانکہ ہارون نے تو ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم، تم اس کے ذریعہ آزمائش میں ڈال دئے گئے ہو (یہ تمہارا رب نہیں ہے) تمہارا رب تو رحمٰن ہے، تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو (قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ حَتّٰى یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰى) وہ کہنے لگے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئیں ہم ہرگز اس کی پرستش سے باز نہیں آئیں گے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قوم کے مابین جو گفتگو جاری تھی اس کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے گذرے ہوئے واقعہ کی ایک جھلک پیش کی اور قوم کی عقل و دانش پر سخت تنبیہ فرمائی۔ اس کے بعد پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو کا بقیہ حصہ نقل فرمایا (قَالَ یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْۤا) موسیٰ نے (ہارون کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے اور) کہا (اور) اے ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تمہیں کیا امر مانع تھا (اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ) کہ تم نے میری پیروی نہیں کی؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ) ہارون نے کہا اے میرے بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیئے۔ (اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ) (میں نے توقع کیا تھا لیکن یہ مانے نہیں میں نے مزید کوئی کارروائی اس لئے نہیں کی کہ یہ مجھے قتل کرنے پر تل گئے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ کہیں ان میں پھوٹ نہ پڑ جائے) اور میں ڈرا کہ کہیں آپ (واپس آکر) یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا (کوئی) لحاظ نہیں کیا۔

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب کا بعض حصہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۫ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(الاعراف - ۱۵۰)

ہارون نے کہا اے (میرے) بھائی، (میں نے تو حتی الامکان انہیں اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن) انہوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں تو اب آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع تو نہ دیجئے اور مجھے ان ظالم لوگوں میں (شمار) نہ کیجئے۔

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول (وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ) میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی جس ہدایت کی طرف اشارہ ہے وہ مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۴۲)

موسیٰ (جانے لگے تو انہوں) نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم (میرے جانے کے بعد) میری قوم میں میری نیابت کرنا، (ان کی) اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر (ہرگز) نہ چلنا۔

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کرنے کے بعد موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سامری سے جواب طلب کیا (قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے سامری تیرا کیا حال ہے (یہ تو نے کیا حرکت کی کس چیز نے تجھے اس کام پر اکسایا) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ) اس نے کہا: مجھے وہ چیز سوجھی جو اوروں کو نہیں سوجھی (مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ زیورات کا ایک بچھڑا بناؤں اور اس کی پوجا کروں) الغرض رسول کی تعلیمات سے میں نے ایک مٹھی (تو) لی (ہی) تھی پھر (جب یہ کام کرنا چاہا تو) اسے بھی پھینک دیا اور میرے نفس نے میرے لئے اس کام کو بڑا خوبصورت بنا کر پیش کیا (لہذا میں یہ کام کر گذرا)۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات اور توحید کے اسباق سے سامری نے بہت ہی تھوڑا فائدہ حاصل کیا تھا پھر وہ اس پر بھی قائم نہ رہ سکا۔ اس کے نفس نے اس کو بہکایا اور پھر اس کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا (قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ) (موسیٰ نے کہا: جا (دنیا میں) تیرے لئے یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا رہے "مجھے ہاتھ نہ لگانا" (وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ) اور (آخرت میں) تیرے لئے مزید (عذاب کا) وعدہ ہے جو تجھ سے کبھی نہیں ٹلے گا (وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا) اور (اب) دیکھ اپنے الٰہ کو جس کے سامنے تو جما بیٹھا تھا (لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا) ہم اسے جلا ڈالیں گے پھر اس (کی راکھ) کو سمندر میں اڑا دیں گے (کیا جس چیز کو جلا کر راکھ کر دیا جائے وہ چیز الٰہ ہو سکتی ہے، ہرگز نہیں) (اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا) (اے لوگو) تمہارا الٰہ تو بس اللہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے (یعنی اسے ہر چیز کا علم ہے، اس کے سوا کوئی ایک بھی ایسا نہیں جسے ہر چیز کا علم ہو تو پھر جسے ہر چیز کا علم نہ ہو وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے)۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے کہ اسے ہر چیز کا علم ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○
(التغابن ۔ ۴)

وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا ، وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(الانعام ۔ ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ، وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○
(سبا ۔ ۲)

وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو آسمان میں چڑھ جاتا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا اور بہت معاف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ) (القرآن) اے رسول، جس طرح ہم نے موسیٰ کا قصہ آپ کو سنایا، اسی طرح ہم آپ کو بعض ایسے واقعات سناتے رہتے ہیں جو پہلے گذر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ، وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ، كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ○
(الاعراف ۔ ۱۰۱)

(اے رسول) یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم آپ کو سنا رہے ہیں، ان (بستیوں کے رہنے والوں) کے پاس ان کے رسول کھلے معجزات لے کر آئے تھے لیکن یہ لوگ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا دیا تھا

(معجزات دیکھ کر) اُسے مان لیتے، حق پوشی کرنے والوں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ، مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ○

(هود - ۱۰۰)

(اے رسول) یہ (چند) بستیوں کے حالات ہیں جو ہم آپ کو سُنا رہے ہیں، ان میں سے بعض بستیاں ابھی تک قائم ہیں اور بعض تباہ و برباد کر دی گئیں۔

آگے فرمایا (وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا) اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو یہ نصیحت نامہ (یعنی قرآن مجید) دیا ہے (مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے وہ قیامت کے دن (اپنے گناہوں کا) بوجھ اٹھائے ہوں گے (خٰلِدِيْنَ فِيْهِ) (اور) اسی (حالت) میں ہمیشہ رہیں گے (وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا) (بہت) برا ہوگا وہ بوجھ جو یہ لوگ قیامت کے دن اٹھائے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ، حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ، اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ○

(الانعام - ۳۱)

جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا بلاشبہ وہ بڑے نقصان میں ہیں (اور وہ قیامت کو جھٹلاتے ہی رہیں گے) یہاں تک کہ ایک دن قیامت ان پر ناگہانی طور پر واقع ہو جائے گی (اس وقت یہ) کہیں گے ہائے افسوس ہم نے قیامت (کے معاملہ) میں بڑی کوتاہی کی۔ (اس دن) وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (قبیح افعال کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے (اور) خبردار ہو جاؤ جو بوجھ وہ اٹھائے ہوں گے وہ بہت بُرے (بوجھ) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ (دیکھو) تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ (کوئی خاص چیز نہیں) یہ تو اگلوں

يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ○
(النحل ۔ ۲۴ و ۲۵)

کے قصے کہانیاں ہیں۔ (ان کے اس کہنے کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکلے گا) کہ یہ قیامت کے دن اپنے تو پورے بوجھ اٹھائے ہوئے ہی ہوں گے، ان کے بھی بوجھ اٹھائیں گے جن کو یہ بغیر علم کے گمراہ کر رہے ہیں، خبردار جو بوجھ یہ اٹھائیں گے وہ (بہت) بُرا بوجھ ہے۔

(يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا) (اور قیامت کا دن وہ ہوگا جس دن صور پھونکا جائے گا اور (جس دن صور پھونکا جائے گا تو) اس دن ہم (سب) گناہ گاروں کو جمع کریں گے، ان کی آنکھیں (ڈر اور دہشت کی وجہ سے) نیلی ہوں گی (يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا) (اس وقت) وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے: تم دنیا میں صرف دس دن ہی رہے، (نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا) (اور اے رسول) ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ وہ (چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے، ان کے چپکے چپکے کہنے سے یہ نہیں کہ اس بات کا ہمیں علم نہ ہو) ہمیں (اس بات کا بھی علم ہے اور) اس بات کا بھی علم ہے جو بات وہ شخص کہے گا جو اندازے لگانے کے لحاظ سے ان میں سب سے بہتر ہوگا۔ (وہ کہے گا: نہیں نہیں) تم (دنیا میں) صرف ایک دن رہے۔

الغرض آپس کی بحث و تمحیص کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ دنیا میں وہ ایک دن یا اس سے بھی کم مدت رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ○ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ○ قُلْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○
(المؤمنون ۔ ۱۱۲ تا ۱۱۴)

(پھر اللہ ان سے) پوچھے گا (بتاؤ) تم زمین میں کتنے سال رہے۔ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ (زمین میں) رہے، آپ گننے والوں سے پوچھ لیجئے (ہمیں تو صحیح علم نہیں) (اللہ) فرمائے گا تم (زمین میں) بہت کم ہی رہے، کاش تمہیں اس کا علم ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد کہ تم بہت کم وقت دنیا میں رہے انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ واقعی دنیا میں ایک دن سے بھی کم رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ○ ۔
(والنّٰزعٰت ۔ ۴۶)

جب یہ (لوگ) اس کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا اس کی صبح۔

عمل

اے لوگو، کسی ایسی ہستی یا چیز کی عبادت نہ کیجئے جو آپ کے نفع و نقصان کی مالک نہ ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اس لئے کہ وہی آپ کے نفع و نقصان کا مالک ہے۔

اے ایمان والو، ایسی بات نہ کہئے جس سے مسلمین میں پھوٹ پڑ جائے۔ پھوٹ پڑ جانے کے بعد اصلاح بہت دشوار ہوتی ہے۔

(نوٹ:۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مفصل حال ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ قصص میں بیان کریں گے۔ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال صفحات ۵۱۷ و ۵۱۸ پر درج ہے)۔

حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال

حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے۔ ان کی رسالت کے سلسلہ میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء کی اور تبلیغ کے کام میں ان کو اپنا شریک بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی تھی۔

(طٰہٰ۔ ۲۹ تا ۳۲ و ۳۶)

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی فصیح زبان بولتے تھے۔ (القصص۔ ۳۴)

اللہ تعالیٰ نے انہیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرکت میں تبلیغ کے کام کا حکم دیا۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب اور نور ہدایت سے سرفراز فرمایا۔

(طٰہٰ۔ ۴۲) (الانبیآء۔ ۴۸)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں انہیں فرعون کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ فرعون سے نرمی سے بات کرنا اور اس سے کہنا کہ ہم تیرے رب کے رسول ہیں۔ انہوں نے فرعون سے رب العالمین پر ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا اور اس سے یہ بھی کہا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان پر ظلم و زیادتی نہ کر (طٰہٰ۔ ۴۷) (الشعرآء ۱۶)

(الاعراف۔ ۱۳۴)

فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا آسمانوں کا زمین کا اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کا رب ہے (الشعرآء۔ ۲۳ و ۲۴)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معجزات پیش کئے تو قوم فرعون کے سرداروں نے کہا یہ دونوں جادوگر ہیں تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے بہترین مذہب کو ختم کر دیں (طٰہٰ۔ ۶۳)

فرعون نے تمام ماہر جادوگروں کو مقابلہ کے لئے بلایا (یونس۔ ۷۹)

جادوگر مقابلہ میں شکست کھا گئے اور فوراً ایمان لے آئے (طٰہٰ۔ ۶۹ و ۷۰)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے ان کی قوم کے چند آدمیوں کے اور وہ بھی فرعون سے ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں وہ انہیں سزا نہ دے۔

(یونس۔ ۸۴)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی کہ مصر میں گھر بناؤ، گھروں کو قبلہ رو بناؤ اور انہی میں نماز پڑھو۔ (یونس۔ ۸۷)

کیونکہ قوم فرعون کی سرکشی، ظلم و زیادتی حد سے بڑھ گئی تھی لہٰذا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح دعاء کی کہ اے ہمارے رب، ان کو ان کے مال سے محروم کردے: ان کے دل سخت کردے تاکہ یہ عذاب کو دیکھے بغیر ایمان ہی نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی (یونس۔ ۸۸ و ۸۹)

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے (مسلم) بندوں کو لے کر یہاں سے رات کے وقت نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنادیا، مسلمین پار ہوگئے۔ فرعون نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا، وہ ڈبو دیا گیا (طٰہٰ۔ ۷۷، ۷۸)

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کوہ طور پر چالیس راتوں کے لئے جانے لگے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم میں خلیفہ بنادیا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں (کے آپس کے تعلقات) کی اصلاح کرتے رہنا (الاعراف۔ ۱۴۲)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے کے بعد ان کی قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی۔ (الاعراف۔ ۱۴۸)

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں سمجھایا۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم تم فتنہ میں مبتلا ہوگئے، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو۔ قوم کے لوگوں نے کہا ہم تو موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی واپسی تک اسی کی پوجا کرتے رہیں گے۔ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لائے تو ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: اے ہارون جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ لوگ گمراہ ہوگئے تو تمہیں کیا امر مانع تھا کہ تم میری پیروی کرتے اور میری ہدایت پر چلتے۔ کیا تم نے میری نافرمانی کی۔ یہ کہہ کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا۔ (طٰہٰ۔ ۹۲ تا ۹۴)

حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے بھائی میری ڈاڑھی اور سر کے بال تو نہ پکڑیئے (طٰہٰ۔ ۹۴)

میں نے تو انہیں خوب سمجھایا لیکن اے میرے بھائی انہوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کردیں لہٰذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے اور مجھ کو ان ظالموں میں شمار نہ کیجئے (الاعراف۔ ۱۵۰)

پھر میں مزید کوشش بھی کرتا لیکن مجھے ایسے آثار نظر آئے کہ ان میں پھوٹ پڑ جائے گی میں ڈرا کہ کہیں آپ واپس آکر یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری ہدایت کا کہ ان کے آپس کے حالات کی اصلاح کرتے رہنا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ (طٰہٰ۔ ۹۴)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اس طرح دعاء کی: اے میرے رب مجھے اور میرے

بھائی کو معاف فرمادے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما، تُو تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے (الاعراف ۔ ۱۵۱)

اللہ تعالٰے نے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بڑے احسانات کئے۔ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۱۴)

بعد میں آنے والی قوموں میں ان کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ اب ان کا ذکرِ خیر کرنے والے ان کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہتے رہتے ہیں (الصّٰفّٰت ۔ ۱۱۹ و ۱۲۰)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ
يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا
قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا
عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ
يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ
وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ
لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾
وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ
وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ
هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا
وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول، لوگ) آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو چورا چورا کر دے گا (۱۰۵) پھر ان کو ہموار چٹیل میدان میں تبدیل کر دے گا (۱۰۶) (اے رسول) آپ کو اس (میدان) میں نہ تو کوئی موڑ نظر آئے گا اور نہ کوئی ٹیلا (۱۰۷) اس دن (تمام لوگ) ایک پکارنے والے کے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ اس (کی پیروی) سے (سرمو) انحراف نہ کریں گے، رحمٰن کے سامنے (سب کی) آوازیں پست ہو جائیں گی تو (اے رسول) آہٹ کے سوا آپ اور کچھ نہ سن سکیں گے (۱۰۸) اس دن (کسی کی) سفارش نفع نہیں دے گی

سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جس کو رحمٰن نے اجازت دے دی ہو اور جس کی بات کو وہ پسند کرے (۱۰۹) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور یہ لوگ علم کے لحاظ سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰) (اس دن) حیّ و قیّوم کے سامنے (سب کے) چہرے جھکے ہوں گے پھر اس دن وہی شخص ناکام و نامراد ہوگا جو ظلم کا بوجھ اٹھائے ہوگا (۱۱۱) اور جو شخص نیک عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اسے نہ ناانصافی کا خوف ہوگا اور نہ حق تلفی کا (۱۱۲)

معانی و مصادر

(یَنْسِفُ) نَسَفَ، یَنْسِفُ، نَسْفٌ (ض) اڑا دینا، کوٹنا اور چورا کر دینا۔
(قَاعًا) قَاعٌ = چٹیل میدان۔ اس کی جمع = اَقْوَاعٌ، وَقِیْعٌ وقِیْعَانٌ و قِیْعَةٌ واَقْرُعٌ۔
(صَفْصَفًا) صَفْصَفَ، یُصَفْصِفُ، صَفْصَفَةٌ (باب فَعْلَلَة۔ رباعی مجرّد) ہموار زمین میں اکیلا چلنا (صَفْصَفٌ = ہموار اطمینان بخش زمین)۔
(عِوَجًا) عَوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) ٹیڑھا ہونا (عِوَجٌ = کجی)۔
(اَمْتًا) اَمَتَ، یَاْمِتُ، اَمْتٌ (ض) اندازہ لگانا (اَمْتٌ = بلند جگہ۔ اس کی جمع = اِمَاتٌ و اُمُوْتٌ)
(هَمْسًا) هَمَسَ، یَهْمِسُ، هَمْسٌ (ض) آواز کو پوشیدہ کرنا، چھپانا (هَمْسٌ = آہٹ، سرسراہٹ)۔
(عَنَتْ) عَنَا، یَعْنُوْ، عَنَاءٌ وعُنُوٌّ (ن) پست ہونا، نیچے ہونا۔
(اَذِنَ) اَذِنَ، یَاْذَنُ، اِذْنٌ (س) اجازت دینا، خبردار کرنا۔
(خَابَ) خَابَ، یَخِیْبُ، خَیْبَةٌ (ض) نامراد ہونا۔
(هَضْمًا) هَضَمَ، یَهْضِمُ، هَضْمٌ (ض) ہضم کرنا، توڑنا، ظلم کرنا۔

تفسیر

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا) اور (اے رسول) لوگ آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ قیامت کے دن اُن کا کیا حال ہوگا) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو چورا چورا کر دے گا (فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا) پھر ان کو ہموار چٹیل میدان میں تبدیل کر دیگا (لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا) (پھر اے رسول) آپ کو اس (میدان) میں نہ تو کوئی موڑ نظر آئے گا اور نہ کوئی ٹیلا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ○ فَكَانَتْ هَبَآءً (جب) پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (اور)

مُّنۡبَثًّا ○ (الواقعۃ۔ ۵ و ۶)

غبار کی طرح اڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ (الحاقۃ۔ ۱۴)

اور زمین کو اور پہاڑوں کو اٹھا لیا جائے گا اور ان کو ایک ہی بار میں (توڑ پھوڑ کر) برابر کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ○ (المزمّل۔ ۱۴)

اس دن زمین اور آسمان لرز جائیں گے اور پہاڑ بھربھرے ٹیلے بن جائیں گے۔

آگے فرمایا (يَوۡمَئِذٍ يَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهٗ) اس دن (تمام لوگ) ایک پکارنے والے کے پیچھے چلے جا رہے ہوں گے، اس (کی پیروی) سے (سرمو) انحراف نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوۡمَ يَدۡعُ الدَّاعِ اِلٰى شَىۡءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ○ مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ○ (اقتربت الساعۃ۔ ۶ تا ۸)

جس دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائے گا۔ تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے یہ لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

آگے فرمایا (وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا) اور (اے رسول، اس دن) رحمٰن کے سامنے (سب کی) آوازیں پست ہو جائیں گی، آہٹ کے سوا اور کچھ نہیں سن سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا يَوۡمُ لَا يَنۡطِقُوۡنَ ○ وَلَا يُؤۡذَنُ لَهُمۡ فَيَعۡتَذِرُوۡنَ ○ (المرسلٰت۔ ۳۵ و ۳۶)

یہ وہ دن ہو گا کہ لوگ ایک لفظ نہیں بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ عذر پیش کر سکیں۔

آگے فرمایا (يَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِىَ لَهٗ

قَوْلًا) اس دن (کسی کی) سفارش نفع نہیں دے گی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جس کو رحمٰن نے اجازت دے دی ہو اور اس کے بولنے کو پسند فرمالیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ (البقرۃ ۔ ۲۵۵)

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔

(نوٹ:۔ شفاعت کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (اس کو علم ہے ان تمام باتوں کا جو ان لوگوں کے سامنے ہو رہی ہیں اور جو کچھ ان کے مرنے کے بعد ہوں گی۔ وہ جانتا ہے ان اعمال کو بھی جو یہ لوگ اپنی موت سے پہلے بھیج چکے ہیں اور ان اعمال کو بھی جانتا ہے جو اپنی موت کے بعد چھوڑ آئیں گے یعنی وہ اعمال جو ان کی اولاد اور ان کے متبعین ان کی وجہ سے کریں گے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا علم بڑا وسیع ہے) اور یہ لوگ (اپنے) علم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے (نہ اس کی ذات کا یہ لوگ احاطہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کی صفات کا) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ (اس دن) حیّ و قیّوم (اللہ) کے سامنے (سب کے) چہرے جھکے ہوئے ہوں گے (وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا) پھر اس دن وہ شخص ناکام و نامراد ہوگا جو ظلم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا (ظلم سے مراد ہر قسم کی بداعمالی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا) (وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا) اور جو شخص نیک عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اسے نہ ناانصافی کا خوف ہوگا اور نہ حق تلفی کا (اس کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ، وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ (اٰل عمران ۔ ۲۶)

تو پھر (افتراء پردازی کے نتیجہ میں) ان کا اس دن کیا حال ہوگا جس دن (کے آنے) میں کچھ شبہ نہیں، اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ان (میں سے کسی) کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی۔

عمل

اے لوگو، ایمان لاکر نیک عمل کیجئے۔ بغیر ایمان لائے آپ کے نیک عمل قبول نہیں ہوں گے۔ سفارش پر بھروسہ نہ کیجئے، قیامت کے دن کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دیدے اور اس کے بولنے کو پسند فرمائے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ، وَلَا
تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ، وَقُلْ
رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ اور ہم نے اس (کتاب) کو یعنی قرآن کو عربی زبان میں اسی طرح نازل کیا ہے (جس طرح تم اسے پاتے ہو) اور ہم نے اس میں طرح طرح کے (عذاب سے) ڈرا دیا ہے تاکہ یہ لوگ ڈر جائیں یا اللہ ان کے لئے نصیحت (و عبرت کا سامان) پیدا کر دے ﴿۱۱۳﴾ (اے رسول) اللہ جو (کائنات کا) حقیقی بادشاہ ہے بہت بلند و بالا ہے اور (اے رسول) جب تک قرآن کی وحی (جو) آپ کی طرف (بھیجی جا رہی ہے) ختم نہ ہو جائے آپ قرآن کے پڑھنے کے لئے جلدی نہ کیا کیجئے اور آپ اس طرح دعاء کیا کیجئے کہ اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم عطاء فرما ﴿۱۱۴﴾

معانی و مصادر (یُحْدِثُ) اَحْدَثَ، یُحْدِثُ، اِحْدَاثٌ (باب افعال) ایجاد کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ سُنایا پھر فرمایا (وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا) اور (اے رسول، جس طرح ہم نے موسیٰ پر کتاب نازل کی تھی بالکل) اسی طرح ہم نے (آپ کی طرف) اس (کتاب) کو نازل فرمایا ہے یعنی قرآن (کو نازل فرمایا ہے) جو عربی زبان میں ہے (وَصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ) اور ہم نے اس میں طرح طرح سے (اپنے عذاب سے) ڈرایا ہے تاکہ لوگ ڈر جائیں (اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا) یا اللہ ان کے لئے نصیحت (کی کوئی اور صورت) پیدا کر دے (یعنی یا تو وہ قرآن مجید کی وعیدوں سے ڈر جائیں یا قرآن مجید کا اعجاز اور اس کی صاف اور ستھری توحید کی تعلیم ان پر اثر کر جائے اور وہ ایمان لے آئیں) (فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ) بہر حال اللہ بہت بلند و بالا ہے اور (کائنات کا) حقیقی بادشاہ ہے (وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ) اور (اے رسول، یہ قرآن اسی حقیقی بادشاہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور وہی اس کا محافظ ہے لہٰذا) اس سے پہلے کہ اس (قرآن) کی وحی جو آپ کی طرف نازل ہو رہی ہو ختم نہ ہو جائے آپ قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کیجئے۔

اسی حکم کی تشریح کرتے ہوئے
اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :-

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○
(لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ - ۱۶ تا ۱۹)

(اے رسول) اس (قرآن) کو جلدی سے یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کیجئے۔ اس کا (آپ کے سینہ میں) جمع کرنا اور پھر اس کا پڑھوانا ہمارا ذمّہ ہے۔ لہٰذا جب ہم پڑھا کریں تو (آپ سنتے رہیئے پھر) اس کے پڑھنے کی پیروی کیجئے۔ پھر اس کی تشریح کر دینا بھی ہمارا ذمّہ ہے۔

آیت زیر تفسیر میں جو حکم دیا گیا تھا (لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ) کی مندرجہ بالا آیات میں اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے اور اطمینان دلایا گیا ہے کہ قرآن مجید کا کوئی لفظ ضائع یا تبدیل نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

آگے فرمایا (وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا) اور (اے رسول) آپ اس طرح دعاء کیا کیجئے کہ "اے میرے رب، مجھے اور زیادہ علم عطاء فرما"۔

علم بڑی فضیلت کی چیز ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علم کی زیادتی کے لئے دعاء کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ، اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(الزمر۔ ۹)

اے رسول آپ کہہ دیجئے جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں (نہیں ہو سکتے، اور اے رسول) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

(المجادلۃ۔ ۱۱)

(اور) اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تم کو کشادگی عطاء فرمائے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آتے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَ الْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْۢبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَآ اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْۢبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ

اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت اور علم مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال زوردار بارش کی سی ہے جو زمین پر برسی تو جو زمین عمدہ تھی اس نے پانی جذب کر لیا اور گھاس اور سبزی اگائی اور جو زمین سخت تھی اس نے پانی جذب تو نہیں کیا لیکن اپنے اوپر روک رکھا تو اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو اس پانی سے فائدہ پہنچایا (یعنی لوگوں نے پانی) پیا، (جانوروں کو) پلایا اور کھیتی کو سیراب کیا اور کچھ زمین صاف اور چٹیل تھی، جب بارش ہوئی تو اس نے نہ تو پانی کو روکا اور

مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ (صحیح بخاری کتاب العلم باب فضل من علم وعلّم جزء اول ص۳)

نہ اس نے گھاس اگائی۔ بالکل ایسی ہی اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھ کو دے کر بھیجا ہے اس کو اس سے فائدہ ہوا۔ اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور جس شخص نے نہ اس کی طرف سر کو اٹھا کر (دیکھا) اور نہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت جس کو دے کر میں بھیجا گیا ہوں اس کو قبول کیا۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کی وعید سے ڈریئے، اس کے اعجاز اور اس کی صاف و ستھری توحید کی تعلیم سے نصیحت حاصل کیجئے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ
فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟
لِـَٔادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ
أَبَىٰ ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ إِنَّ هَٰذَا
عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا
مِنَ ٱلْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰٓ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ
أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾
وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا۟ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ
يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ
الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا
مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ
فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ
عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا
مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي
هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ
فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ
أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ
مَعِيشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ
حَشَرْتَنِي أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ
بَصِيرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ
آيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا، وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ
اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے پہلے آدم سے ایک عہد لیا تھا لیکن وہ (اسے) بھول گئے اور ہم نے ان (کے ارادے) میں مضبوطی نہیں پائی ﴿۱۱۵﴾ اور (اے رسول) وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اس نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا ﴿۱۱۶﴾ ہم نے کہا اے آدم، یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے پھر تم بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ (لہٰذا اس سے ہوشیار رہنا) ﴿۱۱۷﴾ (اے آدم) اس (جنت میں) تم نہ کبھی بھوکے ہو گے اور نہ ننگے ﴿۱۱۸﴾ اور نہ (یہاں) تم کبھی پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ (کی تکلیف) پاؤ گے ﴿۱۱۹﴾ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدم کیا میں تم کو دائمی (زندگی بخشنے والا) درخت نہ بتاؤں اور ایسی بادشاہت (نہ بتاؤں) جو کبھی زوال پذیر نہ ہو ﴿۱۲۰﴾ (شیطان کے فریب میں آ کر) ان دونوں نے اس درخت میں سے کچھ کھا لیا، (کھانا ہی تھا کہ) ان دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئیں، (عریاں ہوتے ہی) وہ جنت کے پتے اپنے (جسم پر) اوپر تلے رکھنے لگے، الغرض آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ بہک گئے ﴿۱۲۱﴾ پھر (جب انہوں نے توبہ کی تو) ان کے رب نے انہیں منتخب کر لیا، ان پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا اور سیدھے راستہ پر لگا دیا ﴿۱۲۲﴾ (پھر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں یہاں سے اکٹھے (نیچے) اتر جاؤ، تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں (لہٰذا تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں) پھر جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا ﴿۱۲۳﴾ اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگی (و پریشانی) میں گذرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے ﴿۱۲۴﴾ وہ کہے گا اے میرے رب، میں تو (دنیا میں) بینا تھا

تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا (۱۲۵) اللہ فرمائے گا اسی طرح (تجھ کو سزا ملنی چاہیئے تھی۔ دنیا میں) تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں، تو نے ان کو بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا (۱۲۶) اور (ہر وہ شخص) جو (حدود الٰہی سے) تجاوز کرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے ہم اسے اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب یقیناً بہت سخت اور بہت باقی رہنے والا ہے (۱۲۷)

معانی ومصادر

(عَزْمًا) عَزَمَ، یَعْزِمُ، عَزْمٌ و مَعْزِمٌ وعَزَمَةٌ وعَزِیْمَةٌ وعُزْمَانٌ (ض) قصد کرنا (عَزْمٌ۔ ثبات، ارادہ میں مضبوطی)۔
(تَشْقٰی) شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقَاءٌ و شِقَاوَةٌ وشِقْوَةٌ (س) بدبخت ہونا۔
(تَجُوْعُ) جَاعَ، یَجُوْعُ، جَوْعٌ ومَجَاعَةٌ (ن) بھوکا ہونا۔
(تَعْرٰی) عَرِیَ، یَعْرٰی، عُرْیَةٌ وعُرْیٌ (س) ننگا ہونا۔
(تَظْمَؤُا) ظَمِئَ، یَظْمَؤُ، ظَمَأٌ وظَمْأٌ وظَمَاءٌ وظَمَاءَةٌ (س) پیاسا ہونا۔
(تَضْحٰی) ضَحِیَ، یَضْحٰی، ضَحَاءٌ (س) دھوپ پہنچنا۔
(یَبْلٰی) بَلِیَ، یَبْلٰی، بِلًی وبَلَاءٌ (س) پرانا ہونا۔
(بَدَتْ) بَدَا، یَبْدُوْ، بُدُوٌّ وبَدَاءٌ وبَدْوٌ وبَدَاءَةٌ (ن) ظاہر ہونا۔
(سَوْاٰتُہُمَا) سَوْاٰةٌ = سَوْءَةٌ کی جمع۔ ستر، بے حیائی۔
(طَفِقَا) طَفِقَ، یَطْفَقُ، وَطَفِقَ، یَطْفِقُ، طَفْقٌ وطُفُوْقٌ (س وض) شروع کرنا، کرنے لگنا۔
(یَخْصِفٰنِ) خَصَفَ، یَخْصِفُ، خَصْفٌ (ض) اوپر تلے رکھنا۔
(غَوٰی) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) وغَوِیَ، یَغْوٰی، غَوَایَةٌ (س) گمراہ ہونا، ہلاک ہونا۔
(مَعِیْشَةً) عَاشَ، یَعِیْشُ، عَیْشٌ وعِیْشَةٌ ومَعِیْشَةٌ ومَعَاشٌ ومَعِیْشٌ وعَیْشُوْشَةٌ، (ض) زندہ رہنا۔
(ضَنْکًا) ضَنُکَ، یَضْنُکُ، ضَنْکٌ وضَنَاکَةٌ وضُنُوْکَةٌ (ک) تنگ ہونا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی کہ انسانوں کو ابلیس سے ہوشیار رہنا ضروری ہے اس لئے کہ انسان کو تباہ و برباد کرنے والا وہی ہے۔ وہ انسان کا قدیمی دشمن ہے، اس سے ہوشیار رہنے میں ہی انسان کی اُخروی کامیابی کا انحصار ہے۔

انسان کے قدیمی دشمن ہونے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا) اور (اے رسول) (آج سے کافی عرصہ) پہلے (کی بات ہے کہ) ہم نے آدم سے ایک

عہد لیا تھا (انہوں نے عہد کیا لیکن) پھر اسے بھول گئے اور (اے رسول) ہم نے ان (کے ارادے) میں مضبوطی نہیں پائی۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خاص درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا تھا۔ آیت زیر تفسیر میں اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۹)

اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر اس میں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس بھی نہ جانا ورنہ تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ چاہتے تھے کہ اس وعدہ پر قائم رہیں لیکن نہ رہ سکے، وہ بھول گئے اور دھوکا کھا گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۔

(الاعراف ۔ ۲۲)

الغرض ابلیس نے دھوکا دے کر ان دونوں کو (معصیت الٰہی میں) مبتلا کر دیا (ان دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا)۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھول چوک میں گویا فطرت انسانی کی طرف اشارہ ہے۔ انسان سے بھول چوک ہو ہی جاتی ہے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہی ہے کہ انسان شیطان سے دھوکا نہ کھائے جس طرح انسانوں کے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ محترمہ نے دھوکا کھایا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا، اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ، اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اے بنی آدم (ہوشیار رہنا) کہیں شیطان تم کو فتنہ میں نہ مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے ماں، باپ کو (فتنہ میں ڈال کر) جنت سے نکلوا دیا (تاکہ) ان سے ان کے کپڑے اتروا دے اور اُن کے ستر ان کو دکھا دے، وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اس جگہ سے دیکھتے

(الاعراف۔ ۲۷) ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے (اور اے بنی آدم، بے ایمان نہ ہو جانا اس لئے کہ) ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا دوست بنایا ہے جو بے ایمان ہیں۔

آگے فرمایا (وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، اَبٰى) اور (اے رسول) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو (فرشتوں نے) تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ (اس نے سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا (اور انسان کا دشمن ہو گیا) (فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى) تو (پھر اس واقعہ کے بعد) ہم نے کہا: اے آدم، اس سے ہوشیار رہنا یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے پھر تم بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ محترمہ کو جنت میں رہنے کی جگہ دی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ۔ ۳۵)

اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب) ہم نے کہا اے آدم، تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

جنت میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقیم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى) (اے آدم) اس (جنت) میں تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے (وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى) اور نہ (یہاں) تم کبھی پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ (کی تکلیف) پاؤ گے (لیکن ابلیس یہ کب چاہتا تھا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیش و راحت سے جنت میں زندگی گذاریں، وہ ان کے پیچھے لگا ہوا تھا) (فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى) اس نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا: اے آدم، کیا میں تمہیں والی (زندگی بخشنے والا) درخت نہ بتاؤں اور ایسی بادشاہت (نہ بتاؤں) جو کبھی زوال پذیر نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۲۰)

پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کے ستر جو اُن پر پوشیدہ تھے ان پر ظاہر کردے۔ اس نے کہا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ (اس جنت میں) رہنے والے نہ ہو جاؤ۔

شیطان نے قسم کھا کر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی خیر خواہی جتائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۲۱)

پھر اس نے ان دونوں کے سامنے قسم کھائی (اور کہا) میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں (تمہاری خیر خواہی میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہ درخت تمہیں ضرور کھانا چاہیے)۔

آگے فرمایا (فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ) (الغرض آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ محترمہ دونوں دھوکا کھا گئے) انہوں نے اس درخت میں سے (کچھ تھوڑا سا) کھا ہی لیا (اس درخت میں سے کھانا ہی تھا کہ وہ دونوں ننگے ہو گئے اور) ان دونوں کی شرم گاہیں ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئیں۔ (ننگے ہوتے ہی) وہ دونوں جنت کے پتے اپنے (جسم) پر اوپر تلے رکھنے لگے (اور اپنے ستر کو چھپانے لگے) (وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى) الغرض آدم اپنے رب کی نافرمانی کر بیٹھے اور بہک گئے (ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى) پھر (جب انہوں نے توبہ کی تو) ان کے رب نے ان کو (از سر نو) برگزیدہ کر لیا، ان کی طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا اور سیدھے راستہ پر لگا دیا (قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ، تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں (لہٰذا تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں، یہ تو ان لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے جن کے دل میں آپس میں ایک دوسرے سے نہ بغض ہو نہ عداوت)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ اَمْشَاطُهُمْ

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگی۔ ان لوگوں کو نہ تھوک آئے گا، نہ ریٹ اور نہ وہ پاخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة جزء ۴ صـ۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها باب اول زمرة تدخل الجنة علی صورة القمر لیلة البدر جزء ۲ صـ۵۳۲)۔

ہوں گے اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور انگیٹھیوں میں سے عود کی خوشبو نکل رہی ہوگی۔ ان کے پسینہ سے مشک کی خوشبو پھوٹے گی۔ ہر جنتی کو دو بیویاں ملیں گی جو ایسی نازک اور خوبصورت ہوں گی کہ ان کی پنڈلی کا گودا گوشت میں سے دکھائی دے گا۔ جنتی لوگوں میں نہ اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔ ان کے دل ایک دل (کے مانند) ہوں گے۔ وہ صبح و شام تسبیح پڑھا کریں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے دلوں میں نہ بغض ہوگا نہ عداوت۔

آگے فرمایا (فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى) (اے آدم) جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو (تم اور تمہاری اولاد میں سے) جس نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبختی کا شکار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا، فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(البقرة ۔ ۳۸)

ہم نے ان سے کہا تم سب یہاں سے اتر (کر زمین پر چلے) جاؤ، پھر جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا) جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں (بروزِ محشر) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳۵)

اے بنی آدم، جب کبھی تمہارے پاس تم ہی میں سے (میرے) رسول آئیں جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو لوگ (ان پر ایمان لاکر) متقی بن جائیں گے اور (اپنی) اصلاح کر لیں گے انہیں (قیامت کے دن)

نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا) اور جس نے میری نصیحت (میری شریعت) سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگی (اور پریشانی) میں گذرے گی (اُسے چین و سکون نصیب نہیں ہوگا خواہ وہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو۔ دولت سے سکون اور بے فکری نصیب نہیں ہوتی۔ دولت سے جسمانی آرام تو مل سکتا ہے لیکن ذہنی سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ ذہنی سکون تو بس اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے مل سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○

(الرعد ۔ ۲۸)

(اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی شریعت سے تغافل برتنے والے کی دنیوی زندگی چین و سکون سے خالی ہوگی۔ رہی آخرت کی زندگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى) قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے (قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا) وہ کہے گا: اے میرے رب، میں تو (دنیا میں) بینا تھا تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا (قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى) (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: اسی طرح تجھ کو سزا ملنی چاہئے (دنیا میں) تیرے پاس میری آیتیں آتی تھیں (میرے احکام تجھ کو پہنچتے تھے تو ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا! ان کی طرف سے اندھا بنا ہوا تھا، اسی لئے آج تجھے اندھا اٹھایا گیا ہے) تو نے (میری) آیات (و احکام) کو بھلا رکھا تھا (بالکل) اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیا جائے گا (تیری طرف توجہ نہیں کی جائے گی کہ تو دوزخ کے کس کونے میں پڑا ہے) (وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ) اور (ہر وہ شخص) جو (حدود الٰہی سے) تجاوز کرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے ہم اسے اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى) اور آخرت کا عذاب یقیناً بہت سخت بھی ہے اور بہت باقی رہنے والا بھی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، شیطان سے ہوشیار رہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی پیروی کیجئے، اس سے ذرا سا بھی تغافل نہ برتئے۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ
فِي مَسٰكِنِهِمْ، إِنَّ فِي ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ
لِزَامًا وَّأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ
عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ
قَبْلَ غُرُوبِهَا، وَمِنْ اٰنَآئِ

الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ
لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

ترجمہ کیا یہ بات کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو جن کے مکانات میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا ان کے لئے موجب ہدایت نہیں ہوئی، بے شک عقل والوں کے لئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۱۲۸﴾ اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے (سے طے) نہ ہو گئی ہوتی اور (ان کے عذاب کا) ایک وقت مقرر نہ ہو گیا ہوتا تو ان پر کبھی کا عذاب آ گیا ہوتا ﴿۱۲۹﴾ تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے اور رات کے اوقات میں (بھی کچھ دیر) اور دن کے (دونوں) حصوں میں (بھی کچھ دیر) تسبیح پڑھا کیجئے تاکہ (قیامت کے دن) آپ شاداں و فرحاں ہوں ﴿۱۳۰﴾

معانی و مصادر (لِزَامًا) لَزِمَ، يَلْزَمُ، لُزُوْمٌ وَلَزْمٌ وَلِزَامٌ وَلُزْمَةٌ وَلُزُمَانٌ (س) ثابت اور دائم رہنا (لِزَامٌ = موت، حساب، بہت زیادہ چمٹنے والا) (اٰنَآءٌ) اَنٰى، يَأْنِيْ، اَنْيٌ وَاِنًى وَاَنَاءٌ (ض) قریب ہونا، حاضر ہونا (اٰنَآءٌ = اَنًى کی جمع، اوقات)

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ کفار طرح طرح کے بہانے کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دھمکی دیتے ہوئے فرمایا (اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ) کیا یہ بات کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو جن کے مکانات میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا ان کے لئے موجب ہدایت نہیں (ان کو گذشتہ قوموں کی ہلاکت سے عبرت ہونی چاہئے تھی۔ انہیں سوچنا چاہئے تھا کہ جس طرح گذشتہ قومیں اپنے نبیوں پر ایمان نہ لانے اور ان کا مذاق اڑانے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ایمان نہ لانے اور اللہ تعالیٰ کے نبی کا مذاق اڑانے کی وجہ سے ہلاک کر دئے جائیں۔ آخر جن مکانوں میں آج ہم رہتے اور چلتے پھرتے ہیں کیا ہم سے پہلے یہاں دوسری قومیں آباد نہیں تھیں۔ وہ ہلاک کر دی گئیں تو ہم نے

ان کی جگہ لی تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم بھی تکذیبِ رسول کی بنیاد پر ہلاک کر دئے جائیں اور پھر دوسری قومیں ان مکانات میں آباد کر دی جائیں۔ (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی) بے شک عقل والوں کے لئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (اگر ان کفار میں ذرا سی بھی عقل ہوتی تو انہیں گذشتہ قوموں کی تباہی و بربادی سے عبرت حاصل ہوتی اور یہ ایمان لے آتے۔ ان کا ایمان نہ لانا اس بات کی علامت ہے کہ ان کی عقل سلب ہو چکی ہے، یہ اپنے نفع و نقصان کا شعور نہیں رکھتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ○

(یٰسٓ - ۳۰)

بندوں پر افسوس ہے کہ جب (کبھی) ان کے پاس رسول آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی امتوں کو نیست و نابود کر دیا اور اب وہ لوگ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آ سکتے اور (قیامت کے روز) یہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ، اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا، بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا، اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ○

(الفرقان - ۳۷ تا ۴۱)

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری طرح (سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع

نہیں (لہٰذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔ اور (اے رسول) یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى) اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے (سے طے) نہ ہو گئی ہوتی یعنی (ان پر عذاب نازل ہونے کا) ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر کبھی کا عذاب آگیا ہوتا۔

آگے فرمایا (فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا) تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں (عذاب کا مقررہ وقت آنے تک آپ) اس پر صبر کیجئے اور طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے (وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى) اور رات کے اوقات میں بھی (کچھ دیر) اور دن کے حصوں میں (بھی کچھ دیر) تسبیح پڑھا کیجئے تاکہ (قیامت کے دن) آپ شاداں و فرحاں ہوں۔

آیات زیر تفسیر کی طرح سورۂ قٓ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو دہرایا ہے۔ پہلے گذشتہ قوموں کی ہلاکت کا ذکر کیا، پھر قلب آگاہ یعنی عقل و بصیرت کا ذکر کیا، پھر صبر کی تلقین کے بعد تسبیح و تحمید کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ، هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ○

اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ (تمام) شہروں میں بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (آئے) گئے تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)۔ اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ

دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان محسوس نہیں ہوئی، تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے اور رات میں بھی کچھ دیر اس کی تسبیح پڑھا کیجئے اور نماز کے بعد بھی تسبیح پڑھا کیجئے۔

مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت زیر تفسیر میں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ يَعْنِي الْبَدْرَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العصر جزء اول ص۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلاتی الصبح والعصر جزء اول ص۲۵۳)

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ اسی اثناء میں آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا تم (ایک دن) اپنے مالک کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو، اس کو دیکھنے میں تم کو کوئی رکاوٹ نہ ہوگی پھر اگر تم سے یہ ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی فجر کی) اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی عصر کی) ان کو چھوڑ کر (کسی اور کام میں) نہ پھنس جاؤ تو (ضرور) ایسا کرو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (اے رسول) اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیئے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

تسبیح قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے، تسبیح قبل غروب الشمس سے مراد نماز عصر ہے، اوقات شب کی تسبیح سے مراد نماز مغرب، نماز عشاء اور نماز تہجد ہے اور اطراف النہار کی تسبیح سے مراد نماز فجر، نماز ظہر اور نماز عصر ہے۔ نماز فجر اور نماز عصر کا دو بار ذکر ان نمازوں کی اہمیت اور خصوصیت کی طرف اشارہ کرنا ہے جیسا کہ حضرت جریر کی مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہے اور جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب فضل صلوٰۃ العصر جزء اول ص۱۲۵ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر جزء اول ص۲۵۳)

رات اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ فجر اور عصر کی نماز میں یہ فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے ساتھ رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے خوب واقف ہوتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

آیت زیر تفسیر میں اگرچہ "اطراف النہار" میں "اطراف" جمع کا صیغہ ہے لیکن اس سے مراد دن کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ صبح صادق سے زوال آفتاب تک اور دوسرا حصہ زوال آفتاب سے غروب تک۔ مندرجہ ذیل آیت، آیت زیر تفسیر کی تشریح کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○

(ھود ۔ ۱۱۴)

اور (اے رسول) دن کے دونوں حصوں میں اور رات کی (چند) ساعتوں میں نماز کو قائم کیجئے (اور نیکی کرتے رہیئے) بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے۔

دن کے پہلے حصہ میں نماز فجر ہے اور دن کے دوسرے حصہ میں نماز ظہر اور نماز عصر ہیں۔

الغرض آیت زیر تفسیر میں دو باتوں کا حکم ہے:۔

ایک صبر کرنے کا، دوسرے نماز پڑھنے کا، کیونکہ نماز صبر کی تربیت دیتی ہے لہٰذا صبر کے ساتھ نماز کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بار بار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۴۵)

اور (ہر مشکل اور ہر صدمہ کے وقت) صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کیا کرو اور بیشک نماز کا ادا کرنا بڑا مشکل کام ہے، لیکن ان لوگوں کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں جو عاجزی کرتے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۱۵۴)

اے ایمان والو، صبر اور نماز کے ذریعہ (اللہ سے) مدد طلب کیا کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(نوٹ:۔ صبر اور نماز کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ البقرہ کی آیات ۴۵ اور ۱۵۳ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

صبر اور نماز کی ہدایت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَعَلَّكَ تَرْضٰى) یعنی اے رسول، صبر اور نماز پر اگر آپ کاربند رہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو راضی کر دیگا، آپ کو اتنا انعام و اکرام سے نوازے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○
(الضحیٰ ۔ ۵)

عنقریب آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ نماز پابندی سے پڑھتے رہیئے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا
مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ
الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ
وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾
وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ
نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ) آپ کے رب کا (وہ) رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے وہ) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ﴿۱۳۱﴾ اور (اے رسول) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی پابندی سے نماز پڑھتے رہئے، ہم آپ سے رزق طلب نہیں کر رہے بلکہ ہم تو خود آپ کو رزق دیتے ہیں اور انجام تو تقویٰ ہی کا (اچھا) ہے ﴿۱۳۲﴾

معانی و مصادر

(تَمُدَّنَّ) مَدَّ، یَمُدُّ، مَدٌّ (ن) دراز کرنا، کھینچنا، پھیلانا، دوات سے سیاہی لینا۔
(زَهْرَةٌ) زَهِرَ، یَزْهَرُ، زَهَرٌ (س) وزَهُرَ، یَزْهُرُ، زَهُوْرَةٌ (لک) رونق دار ہونا۔
(اِصْطَبِرْ) اِصْطَبَرَ، یَصْطَبِرُ، اِصْطِبَارٌ (باب افتعال) صبر کرنا۔

تفسیر

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی) اللہ تعالیٰ آپ کو راضی کر دے گا یعنی آپ کو آخرت میں بہت سی نعمتیں عطاء فرمائے گا۔ وہ ایسی نعمتیں ہوں گی کہ ان کو پاکر آپ خوش ہو جائیں گے لہذا آپ آخرت کی طرف نظر رکھیئے (وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) اور دنیوی زندگی کے سامانِ آرائش کی طرف جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھا ہے نظر اٹھا کر نہ دیکھئے (لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ) (یہ تو ہم نے ان کو اس لئے دیا ہے) کہ ہم اس (مال و دولت کی فراوانی) میں ان کی آزمائش کریں (اور ان کو فتنہ میں مبتلا کریں) (وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی) اور (آپ کے لئے تو) آپ کے رب کا رزق (جو آخرت میں آپ کو ملے گا) وہ (اس مال و دولت سے بہت) بہتر ہے اور وہ زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

مال و دولت تو آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کرنے والی چیز ہے لہذا اس کی حرص سے بچنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(التغابن ۔ ۱۵ و ۱۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں اور (اگر تم آزمائش میں پورے اترے تو) اللہ کے ہاں (تمہارے لئے) اجر عظیم ہے۔ لہذا (اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، (احکام الٰہی کو) سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو (یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیات میں "وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ" گویا آیت زیر تفسیر کے الفاظ "وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی" کی تفسیر ہے۔ ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے حرص سے بچنے کی ترغیب دی ہے بلکہ فلاح کا مستحق الٰہی کو بنایا ہے جو حرص سے بچا لئے گئے، گویا حرص کی موجودگی میں فلاح و نجات

ممکن نہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال کی حرص فتنہ میں مبتلا کرنیوالی چیز ہے اور یہ فتنہ نجات سے مانع ہے لہذا اللہ تعالےٰ حرص کی ممانعت فرمارہا ہے اور قناعت کی تلقین کر رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی الکفاف والقناعۃ جزء اول ص۴۸۶)

اس شخص نے فلاح پائی جس نے اسلام قبول کیا، جو ضرورت کے مطابق دیا گیا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز پر جو اس نے اس کو قناعت کی توفیق بخشی۔

حضرت حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ جزء ۲ ص۱۵۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ان الید العلیا خیر من الید السفلی ۱/۴۱۴)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کچھ روپیہ) مانگا آپ نے دیا، پھر مانگا پھر دیا، پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا اے حکیم یہ (دنیا کا) مال میٹھا سبزہ ہے۔ جو شخص اس کو اپنا نفس سخی رکھ کر لے گا اس کو تو برکت ہوگی اور جو شخص دل میں لالچ رکھ کر لے گا اس کو برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا شَاْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر آکر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے آپ نے فرمایا مجھے اپنے بعد جس چیز کا تم پر ڈر ہے وہ دنیا کی زیب و زینت ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کیا اچھی چیز سے بھی برائی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ سن کر) آپ خاموش ہوگئے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ

وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَاَيْنَا اَنَّهٗ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَآءَ فَقَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ وَكَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرَآءِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا اَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ مَنْ يَّاْخُذْهُ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتامی جزء ۲ ص۱۵۱ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تخوف ما یخرج من زھرۃ الدنیا ۱/۴۱۹)

تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے ہو حالانکہ آپ تم سے بات نہیں کرتے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے۔ آپ نے چہرہ پر سے پسینہ پونچھا۔ آپ نے فرمایا وہ سوال کرنے والا کہاں ہے گویا آپ کو اس کا پوچھنا اچھا معلوم ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ بات تو صحیح ہے کہ اچھی چیز برائی نہیں لاتی مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا کرتی ہے) دیکھو موسم بہار میں جو گھاس اگتی ہے وہ کبھی جانور کو مار ڈالتی ہے یا کبھی مرنے کے قریب کر دیتی ہے لیکن وہ جانور جو ہری ہری گھاس چرے، اس کی دونوں کوکھیں پھول جائیں تو سورج کی طرف منہ کر کے لید کرے، پیشاب کرے اور جگالی کرتا رہے (وہ نہیں مرتا) (دنیا کا) مال (بے شک بڑا) میٹھا سبزہ ہے لیکن مسلم کا وہ مال (ہی) اچھا ہے جس میں سے وہ مسکین کو، یتیم کو اور مسافر کو دیتا رہتا ہے اور بے شک جو شخص ناجائز طریقہ سے مال کماتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مال قیامت کے دن (اس کے خلاف) گواہی دے گا۔

حرص سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا:۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب جزء ۸ ص۱۱۱)

دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر ہو یا راہ گیر۔

حضرت عمرو بن عوف کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن

بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِهٖ فَوَافَتْهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ وَقَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَ اَنَّهٗ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها جزء ۸ ص ۱۱۲)

جراح کو بحرین سے جزیہ لانے کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور وہاں کا حاکم علاء بن حضرمی کو مقرر کیا تھا۔ ابو عبیدہ بحرین سے روپیہ لے کر آئے۔ انصار نے جب ابو عبیدہ کی آمد کی خبر سنی تو صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور سلام پھیرنے کے بعد آپ کے سامنے آگئے۔ آپ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا شاید تم ابو عبیدہ کے آنے اور مال لانے کی خبر سن کر آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو اللہ کی قسم مجھ کو تمہاری محتاجی کا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھ کو تو یہ ڈر ہے کہ کہیں تم کو اگلی امتوں کی طرح دنیا کی فراخی نہ مل جائے پھر تم دنیا حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جیسے انہوں نے کی تھی پھر دنیا تم کو اسی طرح (آخرت) سے غافل کر دے جس طرح ان کو کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال و دولت ایک فتنہ ہے۔ مال و دولت کی حرص دین کو تباہ کر دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یبقی من فتنة المال جزء ۸ ص ۱۱۵)

دینار کا بندہ، درہم کا بندہ، چادر کا بندہ اور سیاہ کملی کا بندہ یہ سب تباہ ہو گئے (انہوں نے اپنی آخرت برباد کی) اگر ان کو ملا تو خوش ہو گئے اور نہیں ملا تو ناخوش ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ

دو بھوکے بھیڑیئے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ

بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَ الشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الزھد باب ماجاء فی اخذ المال بحقہ جزء ۲ صـ۱۵۵)

دئے جائیں تو وہ ان کو اتنا تباہ و برباد نہیں کرتے جتنا مال و جاہ کی حرص کسی شخص کے دین کو تباہ کرتی ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْتُ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ وَلَيْسَ مَعَهٗ اِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَكْرَهُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَهٗ اَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ اَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ اَبُوْذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآءَكَ قَالَ يَآاَبَاذَرٍّ تَعَالَ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ اِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَ شِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب المکثرون ھم المقلون جزء ۸ صـ۱۱۶ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الترغیب فی الصدقۃ جزء اول صـ۳۹۸)

میں ایک رات (اپنے گھر سے) باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے چلے جا رہے ہیں، ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ میں یہ سمجھ کر کہ آپ کسی کو اپنے ساتھ لے جانا پسند نہیں فرماتے (آپ کے پاس نہیں گیا) دور ہی دور چاندنی سے الگ سایہ میں چلنے لگا۔ آپ نے جو منہ پھیرا تو مجھے دیکھ لیا پوچھا: کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، ابوذر اللہ مجھ کو آپ پر سے قربان کرے۔ فرمایا ابوذر ذرا ادھر آؤ میں ایک گھڑی تک آپ کے ساتھ چلتا رہا پھر آپ نے فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی نادار ہوں گے البتہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو پھر وہ داہنے اور بائیں اور سامنے اور پیچھے (ہر طرف سے) اس کو دے اور دولت کو نیک کام میں خرچ کرے وہ آخرت میں نادار نہیں ہوگا۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْاَلْهُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اِلَّا اَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ اَنْفَقَ بِيَدَيْهِ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ

انصار کے کئی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو جس کسی نے بھی مانگا آپ نے اس کو دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب آپ نے دونوں ہاتھوں سے جو کچھ تھا وہ خرچ کر ڈالا

لَا اَدَّخِرُهٗ عَنْكُمْ وَاِنَّهٗ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَآءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الصبر عن محارم اللہ جزء ۸ ص ۱۲۴ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل التعفف والصبر جزء اول ص ۲۲۰)

تو فرمایا میرے پاس جو کچھ بھی آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر رکھنے والا نہیں۔ بات یہ ہے کہ جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اللہ بھی اس کو سوال سے بچائے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرنا چاہے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور جو شخص بے پرواہ رہنا پسند کرے گا اللہ اس کو بے پرواہ کر دے گا اور صبر سے بہتر اور وسیع تر کوئی نعمت تم کو ہرگز نہیں ملے گی۔

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

رَفَعْتُ بَصَرِیْ فِیْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰٓى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرٰى فِی الثِّمَارِ وَالْاَنْهَارِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَفْوَتُهٗ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ) وَكَانَ مُتَّكِئًا (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاسْتَوٰى جَالِسًا) فَقَالَ اَوَفِیْ شَكٍّ اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمَا الدُّنْيَا وَلَكَ الْاٰخِرَةُ) فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِیْ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ جزء ۳ ص ۱۷۶ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء جزء اول ص ۶۳۴ و ص ۶۳۶ و ص ۶۳۸)

میں نے نظر اٹھا کر آپ کے گھر کو دیکھا تو اللہ کی قسم میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کے۔ میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول) آپ اللہ سے دعا کیجئے تاکہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا کرے، فارس اور روم کو تو بہت فراخی دی گئی ہے (یعنی) انہیں دنیا خوب دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور یہ قیصر و کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں اور آپ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ آپ کی کل کائنات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے (یہ سنکر) آپ سیدھے بیٹھ گئے آپ نے فرمایا: اے ابن خطاب کیا تم شک میں ہو۔ ان لوگوں کو تو ان کے لذائذ دنیا کی زندگی میں دے دئے گئے ہیں، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا اور تمہارے لئے آخرت، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، میرے لئے اللہ سے

استغفار کیجئے۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

الغرض آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مال و دولت آزمائش کی چیز ہے۔ اس میں مؤمن کی بھی آزمائش ہے اور کافر کی بھی۔ بعض مؤمن دنیا کے لالچ میں پھنس کر بہت سے خلاف شرع کام کر بیٹھتے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔ کافر مال کے فریب میں آکر دنیا کی زندگی میں مگن ہو جاتا ہے، آخرت کو بھول جاتا ہے، وہ اپنی خوشحالی ہی کو اپنے حق پر ہونے کی دلیل سمجھ بیٹھتا ہے اور ایمان لانے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ○ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ○ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ، اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

(الزخرف - ۵۱ تا ۵۴)

پھر (ایک دن) فرعون نے اپنی قوم (کے مجمع) میں کہا: اے میری قوم کیا مصر کی بادشاہت کا میں مالک نہیں اور (کیا) یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے نہیں بہ رہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ کیا میں اس شخص سے جو بے عزت ہے اور جو اچھی طرح بات بھی نہیں کر سکتا بہتر نہیں ہوں؟ (اگر اس کا دعویٰ صحیح ہے) تو اس پر (اللہ کی طرف سے) سونے کے کنگن کیوں نہیں نازل ہوئے۔ الغرض اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنا دیا، انہوں نے اس کی اطاعت کی اور وہ تو تھے ہی فاسق۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کافروں کو دولت مند دیکھ کر سب کافر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں کو سونے چاندی کے ساز و سامان سے آراستہ کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ○ وَزُخْرُفًا، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

اور (اے رسول) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ (کافروں کے مال و متاع کو دیکھ کر) سب لوگ ایک ہی جماعت بن جائیں گے (اور کفر اختیار کر لیں گے) تو ہم جو لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی

الدُّنْيَا، وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(الزخرف - ۳۳ تا ۳۵)

کا بنا دیتے اور ان سیڑھیوں کو بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازوں کو اور تختوں کو بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں (چاندی کا بنا دیتے) مزید برآں، (ان کے لئے) سونا (ہی سونا کر دیتے) مگر یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہوتا (آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملتا اس لئے کہ) آخرت (کا ساز و سامان) تو آپ کے رب کے ہاں متقیوں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ، ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○

(اٰل عمران - ۱۹۶ تا ۱۹۸)

(اے رسول) شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے، پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی اور جو کچھ اللہ کے ہاں نیک لوگوں کے لئے ہے وہ بہت اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِى الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب فناء الدنيا و بيان الحشر جزء ۲ صفحہ ۵۴)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے سامنے ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی یہ انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ کتنی تری وہ سمندر میں سے لے کر لوٹتی ہے۔

آیت اور حدیث مندرجہ بالا گویا " وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى " کی تفسیر ہیں۔

الغرض دنیا کی حرص اچھی نہیں۔ مال و دولت تو آزمائش کی چیز ہے۔ اس سے کافر تو کافر مؤمن کی بھی آخرت خراب ہو سکتی ہے۔

آگے فرمایا (وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا) اور (اے رسول) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی پابندی سے نماز پڑھتے رہئے۔

پابندی سے نماز پڑھنا ہی درحقیقت نماز پڑھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ○ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ○ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○

(سَاَلَ سَآئِل - ۱۹ تا ۳۵)

بے شک انسان بڑا ہی بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اسے کوئی برائی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے۔ اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔ مگر (ہاں) نمازی (ایسے نہیں ہوتے) جو اپنی نماز کو ہمیشہ بلا ناغہ ادا کرتے ہیں۔ جن کے مالوں میں (ایک) حصہ مقرر ہے، مانگنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو (مانگتا نہیں اور) کما بھی نہیں سکتا، جو روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے۔ جو (تمام عورتوں سے) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر ہاں اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں سے (حفاظت نہ کرنے میں) ان پر کوئی ملامت نہیں۔ پھر جو شخص ان کے علاوہ (کسی اور عورت کا) طلب گار ہو تو ایسے ہی لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو اپنی گواہیوں پر (سچائی کے ساتھ) قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی (وہ) لوگ ہیں جو جنتوں میں عزّت و اکرام کے ساتھ ہوں گے۔

(لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا) ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے (نَحْنُ نَرْزُقُكَ) بلکہ ہم آپ کو رزق دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی ہے تو اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دولت کا محتاج ہے بلکہ اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اُخروی فائدہ کے لئے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى) اور (اے رسول) انجام تو تقویٰ ہی کا (اچھا) ہے (جس نے تقویٰ اختیار کیا وہی آخرت میں سرخرو ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(ھود - ۴۹)

(اے رسول، کافروں کی ایذا رسانیوں پر) آپ صبر کیجئے (کافروں کا انجام اچھا نہیں ہوگا) اچھا انجام تو متقی لوگوں کا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○

(صٓ - ۴۹)

(ان رسولوں کا تذکرہ) یہ (بجائے خود) ایک نصیحت ہے (جس سے متقی فائدہ اٹھاتے ہیں) اور متقیوں کے لئے بہت عمدہ جگہ ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دنیا کے مال و دولت کی طرف لالچ سے نہ دیکھئے۔ یہ تو فتنہ میں مبتلا کرنے والی چیز ہے۔ نماز پڑھتے رہئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی نماز کی تاکید کرتے رہئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے، یہی نجات کا سبب ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ
رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ
اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ
لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ
مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾
قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ یہ رسول اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا؟ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں میں (بیان) کردہ جو (پیشین گوئیاں) ہیں وہ معجزہ بن کر ان کے سامنے نہیں آئیں ﴿۱۳۳﴾ اور اگر ہم ان کو (رسول کے بھیجنے سے) پہلے کسی عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے اے ہمارے رب، تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم اس سے پہلے کہ ذلیل و رسوا ہوں تیری آیات کی پیروی کرتے ﴿۱۳۴﴾ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے (ہم) سب انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستہ پر چلنے والے کون ہیں اور (پھر) منزل مقصود تک پہنچنے والے کون ہیں ﴿۱۳۵﴾

معانی و مصادر (نَذِلَّ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّةٌ ومَذَلَّةٌ وذَلَالَةٌ (ض) ذلیل ہونا۔
(نَخْزٰی) خَزِیَ، یَخْزٰی، خِزْیٌ وخَزًی (س) رسوا ہونا، ذلیل ہونا۔
(سَوِیٌّ) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) سیدھا ہونا (سَوِیٌّ۔ برابر، وسط، سیدھا)۔

تفسیر کفار بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نبوت کی کوئی نشانی پیش کرنے کا اصرار کرتے تھے، وہ کہتے تھے یہ کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ) اور (اے رسول) کفار کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے (کہ اس کو دیکھ کر ہم یقین کر لیں کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) (اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی) کیا ان کے پاس اگلی کتابوں میں (بیان کردہ) جو (پیشین گوئیاں) ہیں وہ نشانی بن کر ان کے سامنے نہیں آئیں (اے رسول، اگلی کتابوں میں جو علامات پیغمبر آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لکھی ہوئی ہیں وہ سب آپ میں موجود ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میں ان علامات کے پورا ہو جانے کو وہ آپ کے رسول ہونے کی نشانی نہیں سمجھتے۔

اس آیت کے ذیل میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ خصوصاً قابل ذکر ہیں اس لئے کہ جو علامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں ان سے وہ آپ کو بخوبی پہچان گئے تھے لیکن اس کے باوجود سوائے چند افراد کے وہ محض ہٹ دھرمی سے آپ پر

ایمان نہیں لائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ (الانعام - ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

ان علامات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ○ (الاعراف - ۱۵۷)

جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ کے اصحاب کرام کی صفات بھی توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (الفتح - ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔ (اے رسول) آپ ان کو دیکھئے کہ وہ (کبھی) رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے (ہمہ اوقات) متلاشی رہتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدے کے نشان پڑ گئے ہیں، ان کے یہ اوصاف توریت میں بھی (مذکور) ہیں اور انجیل میں بھی (مذکور) ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی) اور (اے رسول) اگر ہم ان کو اس (کتاب کے نازل کرنے) سے پہلے کسی عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے کہ: اے ہمارے رب، تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوں تیری آیات کی پیروی کرتے (اور عذاب سے بچ جاتے)۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ رسول کے بھیجنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۱۵)

اور ہم (کسی بستی پر) عذاب نہیں بھیجتے جب تک (اس بستی میں) کسی رسول کو نہ بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ○
(القصص۔ ۵۹)

اور (اے رسول) آپ کا رب (ایسا) نہیں کہ بستیوں کو ہلاک کر دے جب تک کہ ان کے کسی مرکزی شہر میں رسول نہ بھیج دے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو صرف اسی صورت میں ہلاک کرتے ہیں کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں۔

رسول کی بعثت کفار کی حجت کو ختم کر دیتی ہے نہ وہ دنیا میں کوئی حجت پیش کر سکتے ہیں اور نہ آخرت میں کوئی حجت پیش کر کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ، وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○
(النسآء۔ ۱۶۳ تا ۱۶۵)

(اے رسول) ہم نے آپ پر بالکل اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، ان کی اولاد، عیسٰی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ اور (ان ہی پر کیا منحصر ہے، ہم نے تمام رسولوں پر اسی طرح وحی نازل کی تھی) بہت سے رسولوں کا قصہ تو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور (موسٰی کو بھی ہم نے اسی طرح وحی کی تھی البتہ) اللہ نے موسٰی سے باتیں بھی کی تھیں۔ (تمام) رسولوں کو (اللہ نے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا

بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجّت باقی نہ رہے، اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر کفار کی حجّت کو توڑ دیا، اب اگر کفار کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کر دیا جائے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں رسول کے بھیجنے سے پہلے کیوں ہلاک کر دیا، البتہ اگر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انہیں ہلاک کر دیتا تو وہ اللہ تعالیٰ پر حجّت قائم کر سکتے تھے۔ کفار کی حجّت ختم ہو چکی ہے اور اب اللہ تعالےٰ انہیں کسی وقت بھی عذاب بھیج کر ہلاک کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

یہ آیت گویا کفار کے لئے ایک دھمکی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ اگر وہ اب بھی ایمان نہیں لائے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حجّت پوری کر دی اور اب کسی وقت بھی عذاب آسکتا ہے، لہٰذا (قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (تم پر حجّت پوری ہو چکی ہے) سب ہی اپنے اپنے انجام کا انتظار کر رہے ہیں، تم بھی انتظار کرو، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستہ پر چلنے والے اور منزل مقصود تک پہنچنے والے کون ہیں اور کون غلط راستہ پر چلنے والے اور عذاب سے ہلاک ہونے والے ہیں۔ جو عذاب سے بچ گیا وہ ہدایت یاب تھا اور جو عذاب سے ہلاک ہو گیا وہ گمراہ تھا)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُورۂ انبیآء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بہت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ۔

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ①
مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ② لَاهِیَةً قُلُوۡبُهُمۡ، وَاَسَرُّوا النَّجۡوَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝٣
قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤
بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ
افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا
بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥
مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا
أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا
تَعْلَمُونَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا
لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا
خَالِدِينَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ
فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا
الْمُسْرِفِينَ ۝٩ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ
كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝١٠

ترجمہ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے لیکن وہ پھر بھی غفلت میں (پڑے ہوئے دین حق سے) روگردانی کر رہے ہیں ① ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اُسے سنتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں ② ان کے دل (نصیحت

کی بات سننے سے بالکل) غافل ہوتے ہیں مزید برآں یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں بھی کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، کیا تم دیدہ ودانستہ جادو (کی باتیں سننے) آتے ہو ③ (رسول نے) کہا میرا رب تو آسمان اور زمین میں (کہی جانے والی) ہر بات کو جانتا ہے (اس سے تمہاری سرگوشیاں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں)، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ④ (ظالم) کہنے لگے یہ (قرآن) تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں (اگر یہ) نہیں (تو) اس کو انہوں نے خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اگر یہ بھی نہیں (تو) یہ شاعر ہیں (اور یہ قرآن ان کے شاعرانہ کلام کا مجموعہ ہے اور اگر یہ واقعی رسول ہیں) تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتے (آخر ان کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے ⑤ (اے رسول) ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ (معجزہ دیکھ کر بھی) ایمان نہیں لائی تھیں تو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے (نہیں یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے) ⑥ اور (اے رسول) آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے سب آدمی ہی تھے، انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، (اے لوگو) اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لو ⑦ ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے ⑧ پھر (جب کافروں نے ان کی تکذیب جاری رکھی تو ہم نے ان سے (عذاب کا) جو وعدہ کیا تھا اُسے سچ کر دکھایا، (جب عذاب آیا) تو ہم نے ان (رسولوں) کو بچا لیا اور جس کو ہم چاہتے ہیں (عذاب سے) بچا لیا کرتے ہیں اور جو لوگ (نافرمانی میں) حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے ان کو ہلاک کر دیا ⑨ (اے لوگو) ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے، تو کیا تم سمجھتے نہیں ⑩

معانی ومصادر

(مُحْدَثٌ) اَحْدَثَ، یُحْدِثُ، اِحْدَاثٌ (باب افعال) ایجاد کرنا، (مُحْدَثٌ = نیا)۔

(لَاهِیَةٌ) لَهَا، یَلْهُوْ، لَهْوٌ (ن) کھیلنا۔

(نَجْوٰی) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ نَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔

(اَضْغَاثُ) ضَغَثَ، یَضْغَثُ، ضَغْثٌ (ف) خلط ملط کرنا (اَضْغَاثٌ = ضِغْثٌ کی جمع، مختلط)۔

(اَحْلَامٌ) حَلَمَ، یَحْلُمُ، حَلْمٌ وحُلُمٌ (ن) خواب دیکھنا۔ بالغ ہونا (اَحْلَامٌ = حُلُمٌ کی جمع، خواب)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ) لوگوں کے حساب (وکتاب) کا وقت قریب آپہنچا ہے (ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ لوگ حساب وکتاب کے قریب آجانے سے ڈر جاتے، ایمان لے آتے اور اپنی اصلاح کر لیتے) لیکن

وہ (بدستور) غفلت میں (پڑے ہوئے دین حق سے) روگردانی کر رہے ہیں۔

یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حساب وکتاب اور لوگوں کے اعمال کا محاسبہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں ہوگا۔ حساب وکتاب کے قریب آجانے سے مراد یہی ہے کہ قیامت قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ (اقتربت الساعة ۔۱)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے)

دنیا کی زیادہ عمر گذر چکی ہے اور اب بہت قلیل عمر باقی رہ گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب جزء اول ص۱۲۶)

تمہارا دنیا میں رہنا اگلی امتوں کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِىْ اِصْبَعَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین جزء ۸ ص۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ جزء ۲ ص۵۸۱)

میں اور قیامت دونوں اتنے نزدیک بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔

حساب وکتاب قریب آجانے سے مراد یہ ہے کہ جزا وسزا کا وقت قریب آگیا ہے۔ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا اس کے فیصلہ کا وقت قریب آپہنچا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الجنۃ اقرب الی احدکم من شراک نعلہ جزء ۸ ص۱۳۷)

بہشت تمہاری جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے، اسی طرح دوزخ بھی (اتنا ہی قریب ہے)۔

الغرض جنت دوزخ بہت قریب ہیں۔ جو لوگ دوزخ میں جانے کے کام کر رہے ہیں

انہیں چاہیئے کہ ڈر جائیں اور ایمان لے آئیں۔ حساب و کتاب اور دوزخ کے اتنے قریب آجانے کے بعد تو ہر شخص کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ وہ پھر بھی خواب غفلت میں پڑے ہوئے دین حق سے اعراض کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے۔

موت قیامت سے بھی زیادہ قریب ہے۔ موت قیامت کا پیش خیمہ ہے گویا ہر شخص کی موت ہی اس کی اولین قیامت ہے۔ موت بے حد یقینی اور بہت جلدی آنے والی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهٗ مَتَى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلٰى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ إِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب سکرات الموت جزء ۸ صـ۱۳۳ و صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ جزء ۲ صـ۵۸۲ واللفظ للبخاری)

بہت سے گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور پوچھتے، قیامت کب ہو گی۔ آپ ان لوگوں میں جو سب سے کم عمر ہوتا اس کی طرف دیکھتے پھر فرماتے اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے تمہاری قیامت آجائے گی (یعنی تم مر جاؤ گے، مرنا بھی قیامت ہے)۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَيْهَةً ثُمَّ نَظَرَ إِلٰى غُلَامٍ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ أَزْدِ شَنُوْءَةَ فَقَالَ إِنْ عُمِّرَ هٰذَا لَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ جزء ۲ صـ۵۸۲)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کب آئے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے۔ آپ کے سامنے قبیلہ ازد شنوءہ کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اگر اس بچہ کی عمر (دراز) ہوئی تو یہ بوڑھا نہ ہو گا یہاں تک کہ تمہاری قیامت آجائے گی۔

الغرض ہر شخص کی اولین قیامت اس کی موت ہے اور موت بہت قریب ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی موت کو یاد رکھیں اور بداعمالی سے باز آجائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی ذکر الموت)

لذتوں کو مٹا دینے والی کو یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو۔

جزء۲ ص۱۳۹ وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جلد۳
ص۴۴۳ وحاکم جزء۴ ص۳۲۱ والتعلیقات
للالبانی جزء۱ ص۵۴)

آگے فرمایا (مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ) (لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، قیامت قریب ہے پھر بھی غفلت نہیں جاتی بلکہ اس کے برخلاف، جب ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اسے سن کر دل لگی کرتے ہیں (اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝
(یٰسٓ ۔ ۳۰)

بندوں پر افسوس ہے کہ جب (کبھی) ان کے پاس رسول آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

آگے فرمایا (لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ) ان کے دل (نصیحت کی بات سننے سے بالکل) غافل ہوتے ہیں۔

(وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا) اور (صرف یہی نہیں بلکہ) یہ ظالم لوگ (اس نصیحت کی مخالفت میں) چپکے چپکے سرگوشیاں بھی کرتے ہیں (هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ) (اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں) کیا یہ تم ہی جیسے ایک آدمی (نہیں) ہیں (یہ رسول کیسے ہو سکتے ہیں، اگر یہ رسول ہوتے تو کچھ اور ہوتے، انسان نہ ہوتے البتہ یہ جادوگر معلوم ہوتے ہیں، ان کی باتیں سب جادو پر مبنی ہیں اسکے علاوہ کچھ نہیں) (أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ) تو کیا ایسی حالت میں تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے آتے ہو (قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) (ان کو سرگوشیاں کرتے دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا رب تو آسمان اور زمین میں (جتنی باتیں کہی جاتی ہیں ان میں سے ہر) بات کو جانتا ہے (اس سے تمہاری سرگوشیاں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں) وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝
(التوبۃ ۔ ۷۸)

کیا انہیں نہیں معلوم کہ اللہ ان کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے اور ان کی سرگوشیوں سے بھی واقف ہے، بے شک اللہ (تمام) غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى
(بنیٓ اسرآءیل۔ ۴۷)

(اور اے رسول) جب یہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر سنتے ہیں تو جو کچھ یہ سنتے ہیں ہمیں اس کا بخوبی علم ہے اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں (تو اس کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ، بَلٰى، وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ○
(الزخرف۔ ۸۰)

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھیدوں اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے، کیوں نہیں، ہم (ضرور) سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس (ان کی تمام باتوں کو) لکھ بھی رہے ہیں۔

(بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ) (سرگوشیاں کرتے کرتے آپس میں) کہنے لگے (ان کی باتیں جادو بھی نہیں) بلکہ خوابہائے پریشان ہیں (یہ وحی کی باتیں ہرگز نہیں ہیں) بلکہ انہوں نے خود ہی اس (کلام) کو گھڑ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہیں (ان کی باتیں شعر و شاعری کے سوا کچھ بھی نہیں)۔

الغرض قرآن مجید پر مختلف قسم کے تبصرے کرتے رہے آخر میں کہنے لگے (فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ) (اگر یہ واقعی رسول ہیں (تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتے آخر ان کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے۔ (مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا، اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ) (اے رسول) ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں وہ (معجزہ دیکھ بھی) ایمان نہیں لائی تھیں تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے؟ (معجزہ دکھا کر بھی ان کے ایمان لانے کی توقع نہیں تو پھر معجزہ دکھانے سے کیا فائدہ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ، وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا، وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○
(بنیٓ اسرآئیل۔ ۵۹)

اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے تھے مثلاً ہم نے قوم) ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کھلی (نشانی) تھی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا (اور ایمان نہیں لائے) اور ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرا دیں (کہ اگر وہ مطلوبہ

معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب
سے ہلاک کر دئے جائیں گے)۔

(وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے سب آدمی ہی تھے، ان (آدمیوں ہی کی) طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے (اے رسول، ان سے کہیئے کہ) اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لو (وہ تمہیں بتائیں گے کہ جتنے رسول بھی بھیجے گئے وہ سب انسان ہی تھے۔ ان میں سے کوئی فرشتہ نہیں تھا)۔

کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے، ان کے کھانے پینے اور بازاروں میں آمدو رفت رکھنے پر اعتراض کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ، لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا، وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

(الفرقان۔ ۷تا۹)

اور (اے رسول) کافر یہ بھی کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں آتا جاتا ہے، اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ (مل کر لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراتا یا اس پر کوئی خزانہ نازل کیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے یہ (پھل وغیرہ) کھاتا اور (اے رسول) یہ ظالم (مؤمنین سے) یہ بھی کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔ (اے رسول) آپ دیکھئے یہ آپ کے متعلق کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں، یہ گمراہ ہو گئے ہیں لہٰذا (اب) راستہ نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا (وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ) ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ (وہ کھانے سے بے نیاز ہوں اور) کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے (یعنی فطرۃً وہ انسانوں سے مختلف نہیں تھے۔ عام انسانوں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور عام انسانوں کی طرح وہ دنیا سے رخصت ہو گئے، تو اسی طرح اگر یہ رسول کھانا کھاتے ہیں اور دنیا سے رخصت بھی ہونے والے ہیں تو آخر اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ نبیوں کا امتیازی وصف تو بس منصب رسالت پر فائز ہونا ہے نہ کہ مافوق الفطرت ہستی ہونا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝
(الکھف ۔ ۱۱۰)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) میری طرف یہ وحی آرہی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے، تو جس شخص کو اپنے رب سے ملاقات کا خوف ہو اُسے چاہئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

کافروں کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے بطور تنبیہ فرمایا (ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ) (جب کافروں نے انبیاء کی تکذیب جاری رکھی تو) پھر ہم نے ان سے (عذاب کا) جو وعدہ کیا تھا اُسے سچ کر دکھایا (وقت موعود پر عذاب آیا) تو ہم نے اُن (نبیوں) کو (عذاب سے بچالیا) اور جن کو ہم (عذاب سے) بچانا چاہتے ہیں بچالیا کرتے ہیں اور جو لوگ (نافرمانی میں) حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے انہیں ہلاک کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کو تنبیہ کی کہ وہ اگر ایمان نہ لائے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو گذشتہ امتوں کا ہوا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بُرا وقت آنے سے پہلے یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز آجائیں (لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) (دیکھو) ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں سراسر تمہارے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے تو (کیا جو کتاب تمہاری خیر خواہی کرتی ہو تمہیں اس سے اعراض کرنا چاہیئے، ہرگز نہیں) کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (عقل سے کام لو اور اس کتاب عزیز پر ایمان لاکر دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کرو)۔

عمل

اے لوگو، حساب و کتاب سے غافل نہ رہیئے۔ ایمان اور اعمال صالحہ کر کے حساب و کتاب میں پورے اترنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و آیات کو حضور قلب سے سنکر ان پر عمل کیجئے۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ
ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ
اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾
لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ
اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ

حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ اور کتنی ہی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم نے ملیا میٹ کر دیا اور ان کے بعد دوسری قوموں کو پیدا کر دیا ﴿۱۱﴾ جب انہوں نے ہمارے عذاب کو (آتا ہوا) محسوس کیا تو اس بستی سے بھاگنے لگے ﴿۱۲﴾ (ہم نے کہا) بھاگو نہیں بلکہ جس عیش و راحت میں تم مدہوش تھے اس عیش و راحت کی طرف اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تمہاری پوچھ ہو ﴿۱۳﴾ انہوں نے کہا ہائے افسوس! ہم ہی ظالم تھے ﴿۱۴﴾ پھر وہ اسی طرح پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بجھا کر رکھ دیا ﴿۱۵﴾

معانی و مصادر (قَصَمْنَا) قَصَمَ، يَقْصِمُ، قَصْمٌ (ض) توڑ ڈالنا، ہلاک کرنا۔
(يَرْكُضُوْنَ) رَكَضَ، يَرْكُضُ، رَكْضٌ (ن) تیز بھاگنا، ایڑ لگانا۔
(اُتْرِفْتُمْ) اَتْرَفَ، يُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) عیش و راحت کا کسی کو مدہوش کر دینا، سرکشی پر اصرار کرنا۔
(زَالَتْ) زَالَ، يَزَالُ و يَزِيْلُ، زَيْلٌ (ف و ض) ہٹنا۔
(حَصِيْدٌ) حَصَدَ، يَحْصُدُ، حَصْدٌ و حِصَادٌ (ن و ض) کھیتی کاٹنا (حَصِيْد = کٹی ہوئی کھیتی، کھیتی کا وہ حصہ جہاں درانتی نہیں پہنچتی)۔
(خٰمِدِيْنَ) خَمَدَ، يَخْمُدُ، خَمْدٌ و خُمُوْدٌ (ن و س) مرجانا، بجھ جانا، ٹھنڈا ہو جانا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا انکار کیا اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر ہلاک کر دیا۔ ان آیتوں میں اس عذاب کی تفصیل ہے اور کفار کو مزید تنبیہ و تخویف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ) اور (اے لوگو) کتنی ہی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم نے نیست و نابود کر دیا اور ان کے بعد دوسری قوموں کو پیدا کر دیا (فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ) جب انہوں نے ہمارے عذاب کو (آتا ہوا) محسوس کیا تو اس بستی سے بھاگنے لگے، (لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ) (ہم نے بطور تنبیہ کہا) بھاگو نہیں بلکہ جس عیش و آرام میں تم مدہوش تھے اس (عیش و راحت) کی طرف اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تمہاری پوچھ ہو اور پھر تمہیں وہی عزت مل جائے۔ اپنی بستی کو چھوڑ کر بھاگو گے تو تمہیں کون پوچھے گا) (قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ) کہنے لگے، ہائے افسوس! ہم ہی ظالم تھے (زیادتی

ہماری ہی تھی، اب اس زیادتی کی سزا ہمیں مل رہی ہے) فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ) پھر وہ برابر یہی کہتے رہے (ہائے افسوس! ہم ہی ظالم تھے) یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بجھا کر رکھ دیا۔ کبھی وہ وقت ہوتا ہے کہ کھیتی اپنی جڑوں پر لہلہاتی ہوتی ہے۔ اس میں تروتازگی ہوتی ہے اور اس کا منظر بڑا شاندار اور دلفریب ہوتا ہے لیکن جب اس کو کاٹ دیا جائے تو باقی بچے ہوئے ڈنٹھل کی نہ وہ شان رہتی ہے اور نہ وہ دلفریبی رہتی ہے۔ اس کی تروتازگی اور چمک دمک ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ بجھی ہوئی ایک آگ ہے کہ جس میں نہ روشنی ہے اور نہ شعلہ۔ عذاب میں مبتلا ہونے والی قوم بھی عذاب سے اس طرح پامال ہو جاتی ہے جس طرح کٹا ہوا کھیت۔ نہ قوم ہی باقی رہتی ہے اور نہ اس کی شان و شوکت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ○ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ○ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ، وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا، فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج ۔ ۴۲ تا ۴۶)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ) ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک) مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔ الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بے کار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالیشان محل (ویران پڑے ہیں) تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے۔ (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں

بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کفار کو یہ دھمکی دے رہا ہے کہ دیکھو کفر و سرکشی سے باز آجاؤ ورنہ جس طرح دوسری قومیں صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں اسی طرح تم کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ عذاب آنے سے پہلے اپنی اصلاح کر لو، عذاب آنے کے بعد پھر تمہاری توبہ قبول نہیں ہو گی اور نہ تمہاری فریاد سنی جائے گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آجائیں اور پھر عذاب سے بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ
اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾
بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ، وَ
لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ
لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ،
وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا
يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً
مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾
لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ
لَفَسَدَتَا، فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ
عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً، قُلْ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ
مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ، بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ
اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا،
سُبْحٰنَهٗ، بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ
اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ
خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ
يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ
فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ، كَذٰلِكَ
نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) ہم نے آسمان کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو لعب کے طور پر پیدا نہیں کیا ﴿۱۶﴾ اگر ہم چاہتے کہ کھیل کی کوئی چیز بنائیں اور (بالفرض) اگر ہم کو ایسا کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے (ایسا بھی) کر سکتے تھے ﴿۱۷﴾ نہیں بلکہ (ہمارا تو ہر کام حق پر مبنی ہوتا ہے) ہم تو حق کو باطل (کے سر) پر مارتے ہیں تو وہ باطل کا سر پھاڑ دیتا ہے اور باطل بلیا میٹ ہو جاتا ہے (ہمارا کام تو باطل کو بلیا میٹ کرنا ہے نہ کہ باطل چیز کو پیدا کرنا) اور (اے لوگو) جو باتیں تم بنا رہے ہو اس کی وجہ سے تمہاری بڑی خرابی ہے ﴿۱۸﴾ جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور

جو زمین میں ہیں سب اسکے محکوم ہیں اور جو لوگ اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (۱۹) رات و دن اس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں اور (اس سے) اکتاتے نہیں (۲۰) (اور اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں ایسے معبود بنا لئے ہیں جو ان کو (مرنے کے بعد) زندہ اٹھا کھڑا کریں گے (۲۱) اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ، عرش کا مالک، ان سے پاک (و منزہ) ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے متعلق کوئی اس سے سوال نہیں کر سکتا اور (جو کچھ یہ کر رہے ہیں) ان سے (اس کے متعلق) باز پرس ہو گی (۲۳) (اے رسول) کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ الٰہ بنا رکھے ہیں، آپ ان سے کہئے کہ اپنی دلیل پیش کرو، یہ میرے ساتھ والوں کی (یعنی ہماری) کتاب بھی (موجود) ہے اور جو مجھ سے پہلے (گذر چکے ہیں) ان لوگوں کی کتاب بھی (موجود) ہے (کیا تم ان کتابوں سے اپنے شرک کی کوئی دلیل دے سکتے ہو تو دو) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حق بات سے ناواقف ہیں لہذا اس سے روگردانی کرتے ہیں (۲۴) اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہذا (صرف) میری عبادت کرو (۲۵) اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (اپنے لئے) اولاد بنائی ہے، (نہیں) وہ اس بات سے پاک (و منزہ) ہے، بلکہ وہ (جن کو یہ اللہ کی اولاد سمجھتے ہیں اللہ کے) معزز بندے ہیں (۲۶) وہ اللہ کے سامنے بات کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے (بلکہ وہ سب اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں) اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷) اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ سب اس کی ہیبت و جلال سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۸) اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ الٰہ نہیں، میں الٰہ ہوں تو ہم اُسے جہنم کی سزا دیں گے (اور) ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)

معانی و مصادر

(نَقْذِفُ) قَذَفَ، یَقْذِفُ، قَذْفٌ (ض) پھینکنا
(بَاطِلٌ) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُولٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا۔
(یَدْمَغُ) دَمَغَ، یَدْمَغُ، دَمْغٌ (ف) سر کچل دینا، مٹا دینا۔
(یَسْتَحْسِرُوْنَ) اِسْتَحْسَرَ، یَسْتَحْسِرُ، اِسْتِحْسَارٌ (باب استفعال) تھک جانا۔
(زَاهِقٌ) زَهَقَ، یَزْهَقُ، زُهُوْقٌ (ف) باطل ہونا، ہلاک ہونا، مضمحل ہونا۔
(یَفْتُرُوْنَ) فَتَرَ، یَفْتُرُ، فُتُوْرٌ (ن ض) کوتاہی کرنا، تیزی کے بعد سکون ہو جانا، اکتانا۔
(هَاتُوْا) هَاتٰی، یُهَاتِیْ، مُهَاتَاةٌ (باب مفاعلہ) لانا۔
(بُرْهَانٌ) بَرِهَ، یَبْرَهُ، بَرَهٌ (س) بیماری کے بعد جسم کا اچھا اور بارونق ہو جانا جو دلیل صحت ہے۔ (بُرْهَانٌ = دلیل)۔

(مُشْفِقُوْنَ) اَشْفَقَ، یُشْفِقُ، اِشْفَاقٌ (باب افعال) ڈرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ) اور (اے لوگو) ہم نے آسمان کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو ولعب کے طور پر پیدا نہیں کیا (لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ) اور اگر ہم چاہتے کہ لہو ولعب کی کوئی چیز بنائیں اور اگر (واقعی) ہم کو (ایسا) کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے (اپنی قدرت کاملہ سے) ایسا بھی کر سکتے تھے (لیکن ہم نے ایسا کیا نہیں اس لئے کہ ہمارا مقصد لہو ولعب نہیں تھا بلکہ اس کا ایک خاص اور اہم مقصد تھا اور وہ یہ کہ ہم جنات اور انسانوں کو آزمائیں کہ وہ حق کی پیروی کرتے ہیں یا باطل کی یعنی کائنات کا سارا نظام اسی خاص محور پر گھوم رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا، ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا، فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ○

(ص - ۲۷)

اور (اے لوگو) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان سب کو بے فائدہ نہیں بنایا، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں اور جو کافر ہیں ان کے لئے دوزخ میں (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ○

(الحجر - ۸۵)

اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان سب کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (بے مقصد نہیں پیدا کیا)، بے شک قیامت (ایک دن) ضرور آنے والی ہے (ہم ضرور اس دن کافروں سے بدلہ لیں گے) لہٰذا (اس دنیا کی زندگی میں) آپ ان کو خوبصورتی کے ساتھ درگذر کرتے رہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی، وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○

ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک کے لئے

پیدا کیا ہے، (قیامت کے دن اللہ بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اسی دن سے ڈرانے کے لئے رسول بھیجے جاتے ہیں لیکن) کافر اس چیز سے جس سے ڈرایا جاتا ہے منہ موڑ لیتے ہیں۔ (الاحقاف۔ ۳)

اللہ تعالیٰ نے تو جو کچھ کہا ہے کہا ہے اور وہ بالکل حق ہے انسان خود جس میں ذرا سی بھی سمجھ بوجھ ہے وہ بھی جب کائنات کی تخلیق پر غور کرتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ یہ سارا نظام بے کار نہیں ہماری آزمائش کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران۔ ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا بلکہ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام کام حق پر مبنی ہوتے ہیں اور حق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ باطل کا خاتمہ کر دے۔ کھیل عموماً بے مقصد لغو اور باطل ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کام باطل کو نیست و نابود کرنا ہوتا

ہے نہ کہ باطل کو پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کائنات کو محض بے مقصد کھیل کے لئے پیدا کرتا تو یہ کام سراسر باطل ہوتا اور یہ چیز اللہ کے شایانِ شان نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں باطل کو پیدا تو کیا ہے لیکن پوری کائنات کو باطل پیدا نہیں کیا اور جو باطل پیدا کیا ہے اس کا بھی مقصد ہے۔ باطل کو بھی بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کے ذریعہ جنات اور انسانوں کی آزمائش ہو۔ جنات اور انسانوں کا امتحان لیا جائے کہ وہ حق کی پیروی کرتے ہیں یا باطل کی، حق کو فروغ دیتے ہیں یا باطل کو۔ اللہ تعالیٰ باطل کو غلبہ دینا نہیں چاہتا بلکہ وہ حق کو غالب کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے اس نے اپنے رسول کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اس حق کے ذریعہ باطل کا خاتمہ کردے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

(الصف - ۸ و ۹)

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کرے چاہے مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ باطل کو کبھی ابھرنے نہیں دیتا بلکہ حق کے ذریعہ اسے مٹاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ) (ہم اور باطل کو فروغ دیں ایسا نہیں ہوسکتا) بلکہ ہم تو (باطل کو مٹاتے رہتے ہیں اور وہ اس طرح کہ) ہم حق کو باطل (کے سر) پر پھینک مارتے ہیں تو وہ باطل کا سر کچل دیتا ہے اور باطل نیست و نابود ہو جاتا ہے (لیکن اے لوگو، تم جو باطل پر جمے ہوئے ہو اور اس کی حمایت میں مختلف قسم کی باتیں بناتے ہو تو یاد رکھو) (وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ) جو باتیں تم بنا رہے ہو اس کی وجہ سے تمہاری بڑی خرابی ہے۔

پتھر بے شک انسان یا حیوان وغیرہ کا سر پھوڑ سکتا ہے لیکن اس حالت میں نہیں کہ وہ کہیں بے حس و حرکت پڑا ہوا ہو۔ پتھر صرف اسی حالت میں سر پھوڑ سکتا ہے جب اُسے حرکت میں لایا جائے، اس کے جمود کو توڑا جائے، اُسے ہاتھ میں لے کر کسی کے سر پہ مارا جائے۔ اسی طرح حق خود بخود باطل کا سر نہیں کچلتا جب تک کوئی اُسے حرکت میں نہ لائے، اسے علم و عمل کے ذریعہ ظاہر نہ کرے اور باطل کا سر کچلنے کے لئے اسے باطل کے سر پہ زور سے مارے۔ اللہ تعالیٰ باطل کو کچلنے کے اسباب تو مہیا فرماتا ہے لیکن وہ خود یہ کام نہیں کرتا بلکہ یہ کام وہ ایمان والوں سے لیتا ہے۔ پہلے اس کام کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انجام دیتے رہے۔ انہوں نے علم و عمل کے ذریعہ حق کی تبلیغ کی، پھر

اس کے فروغ کے لئے سر توڑ کوشش کی، جدوجہد کی، جہاد وقتال کیا، جان و مال کی قربانی دی، حتیٰ کہ حق غالب آگیا اور باطل مٹ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (بنی اسرآءیل۔ ۸۱)

اور (اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، اور باطل تو (حق کے مقابلہ میں مٹ ہی جایا کرتا ہے۔

اب یہ ایمان والوں کا فرض ہے کہ وہ بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح علم و عمل کے ذریعہ حق کی تبلیغ کریں، اس کے لئے ایسی سر توڑ کوشش کریں کہ باطل کا سر پاش پاش ہو جائے، جہاد کریں، قتال کریں، جان و مال، راحت و آرام کی قربانی دیں تو پھر اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق انہیں غالب کرے گا، حق کا بول بالا ہوگا اور باطل مٹ جائے گا۔

تلوار اسی وقت کسی کا سر کاٹ سکتی ہے جب اسے ہاتھ میں لے کر وار کیا جائے۔ اگر تلوار میان میں رکھی رہے اور کوئی اسے استعمال نہ کرے تو وہ خود بخود کسی کا سر نہیں کاٹ سکتی یہی حال حق کا ہے اگر حق قرآن مجید اور احادیث نبوی کے اوراق میں پوشیدہ رہے، اُسے ان اوراق سے نکال کر آشکارانہ کیا جائے، اس کے ذریعہ باطل کے سر پر وار نہ کیا جائے تو باطل کبھی نہیں مٹ سکتا، باطل کو اگر مٹانا ہے تو حق کے جواہر پاروں سے باطل کو مارنا ہوگا اور پوری طرح جدوجہد کرنی ہوگی۔ حق کے جواہر پارے قرآن مجید اور احادیث نبوی کے صحیفوں سے اڑ کر خود باطل کو نہیں کچلا کرتے بلکہ ان جواہر پاروں کے ذریعہ ایمان والوں کو باطل کے خلاف جنگ کرنی ہوتی ہے۔ باطل کو مٹانے کا یہی ذریعہ ہے۔ جمود اور تن آسانی سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔

حق کی اصل توحید ہے۔ کفار نے توحید کو مٹا دیا، اس کے بندوں کے پجاری بن گئے حالانکہ وہ سب بندے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، ان میں خود کوئی قدرت نہیں کہ کسی کے کام آسکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور (اے لوگو، اے توحید کو مٹانے والو، گوش و ہوش سے سنو) آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں سب اسی اللہ اکیلے کے بندے اور محکوم و مملوک ہیں (اور جو محکوم و مملوک ہو وہ بھلا کیا کسی کے کام آسکتا ہے اور اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے) (وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ) اور جو لوگ اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے جن کو کفار نے اللہ تعالےٰ کی اولاد بنا رکھا ہے) وہ خود اللہ تعالیٰ کی (عبادت کرتے رہتے ہیں اور اس کی) عبادت سے مطلقاً سرتابی نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں (مسلسل عبادت کرتے رہتے ہیں)۔ (يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ) رات اور دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں اور اس سے کبھی نہیں اکتاتے (اور نہ درمیان میں وقفہ کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ، وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ○

(النسآء ۔ ۱۷۲)

اللہ کا بندہ ہونے میں مسیح کو ہرگز کوئی عار نہیں اور نہ ملائکہ مقربین کو کوئی عار ہے اور جو شخص اللہ کی بندگی سے عار کرے اور تکبر کرے تو اللہ تمام لوگوں کو (ایک دن) اپنے پاس جمع کرے گا (اور سزا دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○

(النحل ۔ ۴۹ و ۵۰)

اور (انسانوں پر ہی کیا منحصر ہے) اللہ کو (تو) آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب سجدہ کرتے ہیں اور وہ (اپنے عجز و انکسار کے اظہار میں ذرا بھی) تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم انہیں ملتا ہے بس اس کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔

کفار فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں سمجھتے تھے اور اسی بنیاد پر ان کی پوجا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ، اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور (اپنے لئے) فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، وہ بھی تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کے محتاج و محکوم ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی عبادت لغو ہے۔ عبادت تو اس کی ہونی چاہئے جس کی عبادت تمہارے خود ساختہ معبود کرتے ہیں۔ الٰہ تو صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے (اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ) کیا (اس حقیقت کے باوجود انہوں نے زمین (پر پیدا ہونے والوں میں) سے الٰہ بنا لئے ہیں (جو) انہیں (مرنے کے بعد دوبارہ) اٹھا کھڑا کریں گے (نہیں زمین میں ایسا کوئی الٰہ نہیں ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر سکے۔ زمین و آسمان دونوں جگہ بس ایک ہی الٰہ ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ، وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ○ وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا، وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(الزخرف۔ ۸۴ و ۸۵)

اور (اے رسول) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے اور وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ اور (اے رسول) بابرکت ہے وہ ذات جس کی بادشاہت ہے آسمانوں میں بھی، زمین میں بھی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس میں بھی، اور (اے رسول) قیامت کا علم اُسی کو ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

زمین و آسمان میں ایسا کوئی نہیں جو دوبارہ پیدا کر سکے سوائے اللہ تعالےٰ کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

(النمل۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

الغرض زمین و آسمان میں صرف ایک الٰہ ہے (لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ) اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ کئی الٰہ ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے (کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کرتا، ہر ایک کے مختلف احکام ہوتے، نظام کائنات میں یکسانیت و ہم آہنگی باقی نہیں رہتی، بگاڑ پیدا ہو جاتا اور ہر چیز تباہ و برباد ہو جاتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ، وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(یونس۔ ۳۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جان دار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے

اور کون (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ، كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی، یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○

(الرعد ۔ ۲)

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر دیا جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، (ان میں سے) ہر ایک ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے، (خبردار) اللہ ہی (کائنات کے) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہی (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین آجائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(النمل ۔ ۶۰ و ۶۱)

(اور اے رسول، ان سے یہ بھی پوچھئے) بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا (اے کافرو، یہ کام کسی نے نہیں کئے، ہم نے کئے ہیں) پھر ہم ہی نے اس پانی سے خوشنما باغ اگائے، یہ تمہارے بس کی بات نہیں تھی کہ باغوں کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں۔ (اے رسول، ان سے پوچھئے) بتاؤ وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اسکے (قطعات کے) درمیان دریا جاری کئے اور (وہ کون ہے جس نے) زمین میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے بیچ میں پردہ حائل کر دیا، کیا اللہ کے ساتھ

کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ علم و (دانش) سے بے بہرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ۔
(الٓمّٓ تنزیل - ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ، یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ○
(الطلاق - ۱۲)

اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اتنی ہی زمینیں (پیدا کیں)، آسمانوں میں اور زمینوں میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:۔
اَنَا الدَّهْرُ بِیَدِیَ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب النہی عن سب الدھر جز ۲ ص ۲۹۹)

زمانہ میں ہوں، رات اور دن میرے ہاتھ میں ہیں۔

آگے فرمایا (فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ) الغرض (معبودان باطل اور اللہ تعالیٰ کی اولاد کے سلسلہ میں) جو باتیں یہ بنا رہے ہیں (اور جو دلائل یہ دے رہے ہیں) اللہ عرش (بریں) کا مالک ان سے پاک (و منزّہ) ہے (نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد) (لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ) (اس کی تو یہ شان ہے کہ) جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے متعلق اس سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اور (جن لوگوں کی یہ کفار پرستش کر رہے ہیں، کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بنا رکھا ہے اور کسی کو اس کا شریک) ان (سب) سے (ان کے اعمال کے متعلق) پوچھا جائے گا (تو اے لوگو) سوچو الٰہ وہ ہے جس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا یا الٰہ وہ ہیں جن سے باز پرس کی جائے گی) (اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً) کیا (اس حقیقت کے باوجود) انہوں نے اللہ کے علاوہ الٰہ بنا رکھے ہیں (قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ) (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ (اس فعل کے حق ہونے کے سلسلہ میں) تم اپنی دلیل پیش کرو (هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ) یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب (قرآن مجید بھی موجود ہے اور جو لوگ مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں ان کی کتابیں بھی موجود ہیں (ان کتابوں سے اپنے شرک کی

کوئی دلیل پیش کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ، اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاحقاف۔ ۴)

(اے رسول، آپ اُن سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی کوئی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کے ثبوت میں اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کر دو یا علم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو)۔

آگے فرمایا (بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ) (لیکن اے رسول، یہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکیں گے۔ یہ لوگ محض ہٹ دھرمی ہی سے حق کا انکار نہیں کر رہے) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ تو حق سے واقف ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ (حق سے) منہ موڑ رہے ہیں (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ) اور (اے رسول، توحید کی تعلیم جو آپ دے رہے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے) بلکہ آپ سے پہلے بھی جو رسول میں نے بھیجا اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہٰذا صرف میری ہی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ

(الرعد۔ ۳۶)

آپ کہہ دیجئے مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں (صرف) اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی) شرک نہ کروں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ○ (طٰہٰ۔ ۹۸)

تمہارا الٰہ تو بس اللہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

(وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ، سُبْحٰنَهٗ ، بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ) (اس عالمگیر اور متواتر تعلیم کے باوجود) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (اپنے لئے) اولاد بنائی ہے (نہیں) وہ اس بات سے پاک (و منزّہ) ہے (جن کو یہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہیں) بلکہ وہ (اس کے) معزّز بندے ہیں (لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ) (ان کی بندگی کا تو یہ عالم ہے کہ) وہ اللہ کے سامنے بات کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے (جب اجازت ملتی ہے تو بات کرتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں) اور وہ سب اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں (نافرمانی نہیں کر سکتے) (يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ) (اور اللہ کی تو یہ شان ہے کہ) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور ان کی یہ حالت ہے کہ وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ سب اس کی ہیبت و جلال سے ڈرتے رہتے ہیں (بھلا وہ اللہ کے شریک یا اس کی اولاد کیسے ہو سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ، وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ○

(الانعام۔ ۱۰۰ تا ۱۰۳)

ان مشرکین نے جنات کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ (وہ مخلوق ہیں) ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان مشرکین نے بغیر علم کے اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں، اللہ (اولاد ہونے سے) پاک و منزّہ ہے اور جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں اس سے بلند و بالا ہے۔ وہ تو زمین اور آسمان کا بغیر کسی نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے، اس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ یہ اللہ ہی تو تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ، كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ) اور جو شخص ان (مکرم بندوں میں) سے یہ کہے کہ اللہ الٰہ نہیں، میں الٰہ ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے (اور) ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، جمود کا شکار نہ ہو جائیے۔ حق کو لے کر نکلیئے اور اس کے ذریعہ باطل کو تباہ و برباد کر دیجئے، حق خود باطل کو نیست و نابود نہیں کرتا جب تک اہل حق، حق کا ہتھیار لے کر باطل کا مقابلہ نہ کریں۔ اگر آپ حق کا ہتھیار لے کر باطل سے جنگ کریں گے تو حق باطل کو کچل دے گا۔ اگر آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں گے تو پھر باطل دندناتا رہے گا اور آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

اے لوگو، اللہ اکیلے کو الٰہ مانیئے۔ اللہ اکیلے کی عبادت کیجیئے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنٰهُمَا، وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ، أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾
وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ
أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا
فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾
وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا
وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کیا کافروں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ آسمان اور زمین (ایک دوسرے سے) جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو علیٰحدہ کر دیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا، پھر یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے ﴿۳۰﴾ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ زمین ان کو لے کر ڈگمگا نہ جائے اور ہم نے ان پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ منزل مقصود پر پہنچ سکیں ﴿۳۱﴾ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا لیکن (ان مناظر کو دیکھنے کے بعد بھی) وہ (ان) آسمانی نشانیوں سے روگردانی کر رہے ہیں ﴿۳۲﴾ اور وہی ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا، سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں ﴿۳۳﴾

معانی و مصادر

(رَتْقًا) رَتَقَ، یَرْتُقُ، رَتْقٌ (ن وض) ملانا، جوڑنا، بند کرنا، اصلاح کرنا۔
(فَتَقْنٰهُمَا) فَتَقَ، یَفْتُقُ، فَتْقٌ (ن وض) علیٰحدہ کرنا، نکالنا، شق کرنا، ادھیڑنا۔
(رَوَاسِیَ) رَسَا، یَرْسُوْ، رَسْوٌ ورُسُوٌّ (ن) ثابت ہونا، لنگرانداز ہونا (رَوَاسِیَ = جمے ہوئے پہاڑ)۔
(تَمِیْدَ) مَادَ، یَمِیْدُ، مَیْدٌ ومَیَدَانٌ (ض) متحرک و مضطرب ہونا۔
(فِجَاجًا) فَجَّ، یَفُجُّ، فَجٌّ (ف) کھل جانا (فِجَاجٌ = فَجٌّ کی جمع، دو پہاڑوں کے درمیان وسیع اور واضح راستہ)۔
(یَسْبَحُوْنَ) سَبَحَ، یَسْبَحُ، سَبْحٌ وسِبَاحَةٌ (ف) تیرنا۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل دیئے اور شرک کی زبردست تردید کی۔ توحید کا بیان جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا) کیا کافروں کو اس بات کا علم نہیں کہ (ابتداء میں) آسمان اور زمین (ایک

دوسرے سے) جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو الگ الگ کیا (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ) اور ہم ہی نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا (یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ہم ہی الٰہ ہیں دوسرا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا) تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ ہم پر ایمان نہیں لاتے (ہماری توحید کے قائل کیوں نہیں ہوتے)۔

جانداروں کی پیدائش کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ، فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ، يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(النور ۔ ۴۵)

اور اللہ ہی نے تمام جانوروں کو پانی سے پیدا کیا، ان (جانوروں) میں سے بعض ایسے ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

انسان کی پیدائش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○

(الفرقان ۔ ۵۴)

اور (اے رسول) وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اس کا نسب اور اس کی سسرال اور اس کا سمدھیانہ بنایا اور آپ کا رب (ہر چیز پر) قادر ہے۔

نباتات کی پیدائش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۰۰)

اور (اے لوگو) وہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے)

دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہترین) نشانیاں ہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ (طٰہٰ۔ ۵۳)

(وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، تمہارے لئے زمین میں راستے بنائے اور بادل سے پانی برسایا، پھر اس سے انواع و اقسام کی مختلف نباتات اگائیں۔

آگے فرمایا (وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ) اور ہم ہی نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ زمین ان کو لے کر جھکولے نہ کھائے اور ہم ہی نے زمین میں کشادہ راستے بنائے تاکہ یہ (لوگ ان راستوں کے ذریعہ) منزل مقصود پر پہنچ سکیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَعَلٰمٰتٍ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ○ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

(النحل۔ ۱۵ تا ۱۷)

اُسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے، اسی نے نہریں (جاری کر دیں) اور اُسی نے راستے (بنا دیئے) تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ اور (ان راستوں پر ایسی) علامتیں (بھی بنا دیں جس سے راستہ معلوم کرنے میں آسانی ہو) اور (اے رسول، ہم ہی نے) تارے (بھی بنائے جن) سے یہ لوگ راستے معلوم کرتے ہیں تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہو)۔

(وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ) اور ہم ہی نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا (کسی حادثہ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا، ہم ہی نے آسمان میں اپنی قدرت کی بہت سی نشانیاں بنائیں) لیکن یہ لوگ ہیں کہ آسمان کی نشانیوں (کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ ان) سے

روگردانی کرتے ہیں (اگر وہ ان نشانیوں یعنی اجرام فلکی وغیرہ پر غور کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی) (وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ) اسی نے رات اور دن کو بنایا، اسی نے سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ تمام (اجرام فلکی) اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ○

(فاطر ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

عمل

اے لوگو، یہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے لہذا صرف اسی کو الٰہ مانئے، اسی کی عبادت کیجئے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے۔ توحید کو تسلیم کر کے اسلام کو قبول کیجئے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
الْخُلْدَ، أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ
الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ
ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ، وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ
وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾
وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ
يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا، أَهٰذَا
الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ، وَهُمْ
بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں بخشی تو اگر آپ کی وفات ہو جائے تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے (۳۴) ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور (اے لوگو، دنیا کی زندگی میں تو) ہم برائی اور بھلائی سے تمہاری آزمائش کرتے رہتے ہیں (برائی اور بھلائی کو معیار حق نہ سمجھیں) تم کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر وہاں ہم تم کو بتائیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر) (۳۵) اور (اے رسول) کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو تمہارے معبودوں (کی بے بسی) کا ذکر کرتے ہیں (اور ان کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں) حالانکہ (یہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ) یہ خود رحمٰن (جیسے قادر مطلق) کے ذکر کا انکار کرتے ہیں (۳۶)

معانی و مصادر (نَبْلُوْ) بَلَا، یَبْلُوْ، بَلَاءٌ و بَلْوٌ (ن) آزمانا۔ تجربہ کرنا۔
(فِتْنَةٌ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) آزمانا، گمراہ کرنا۔
(هُزُوًا) هَزَأَ، یَهْزَأُ، هُزْأٌ و هُزْءٌ و هُزُوْءٌ (ف و س) مذاق اڑانا۔

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفار یہ سمجھتے تھے کہ جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی دین اسلام مٹ جائے گا، اسی لئے وہ آپ کی موت کے منتظر رہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ○

(الطور ۔ ۳۰ و ۳۱)

کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے، ہم اس کے معاملہ میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ) (اے رسول کفار آپ کی وفات کے منتظر ہیں، تو وفات تو بے شک آپ کو آئے گی) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں بخشی (اور نہ آپ کو دائمی زندگی بخشیں گے) (اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ) لہٰذا اگر آپ وفات پا جائیں تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ) موت کا مزا تو ہر شخص کو چکھنا ہے (اس معاملہ میں سب برابر ہیں) (وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً) (لیکن دنیوی مصیبت اور راحت کے لحاظ سے سب برابر نہیں ہیں اور نہ دنیوی مصیبت اور راحت حق کا معیار ہیں، ایمان والوں پر بعض اوقات جو مصائب آتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حق پر نہیں ہیں۔ دنیا کی زندگی میں تو ہم ایمان والوں کو بھی آزماتے ہیں اور کافروں کو بھی آزماتے ہیں) غرض یہ کہ دنیوی زندگی میں تو اے لوگو، ہم تم سب کو خیر و شر سے آزماتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مصیبت سے اس لئے آزماتا ہے کہ ان کے ایمان کی جانچ ہو اور اگر وہ آزمائش میں پورے اتریں تو انہیں دنیا میں بھی راحت نصیب ہو اور آخرت میں درجات بلند تر ہو جائیں۔ کافروں کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ان کی بداعمالی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ایمان والوں کو جو راحت دنیا میں پہنچتی ہے تو یہ ان کے نیک اعمال اور ان کی قربانیوں کا صلہ ہوتا ہے۔ کافروں کو جو راحت پہنچتی ہے تو ان کے لئے بھی یہ راحت ان کے نیک اعمال کا صلہ ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ آخرت میں ان کو ان کے نیک اعمال کا صلہ نہیں ملے گا لہذا انہیں ان کے نیک اعمال کا صلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ، اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا، فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

(الاحقاف۔ ۲۰)

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیوی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کے مزے اڑا چکے اور ان سے فائدہ حاصل کر چکے، اب آج تو تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور نافرمانیاں کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنٰتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب جزاء للمؤمن بحسناته فی الدنیا والاخرة جزء ۲ صلہ ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اس کا بدلہ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دے گا اور کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت ہوگی تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اُسے دیا جائے۔

کافر اگر خوشحال ہیں اور مؤمن تنگ دست ہیں تو کافروں کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے خوش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں لہذا وہ کافروں کو خوب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ، نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

(اے رسول) کیا یہ آپ کے رب کی رحمت یعنی نبوت کو تقسیم کرنے والے ہیں، دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو

دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ، وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ○ وَزُخْرُفًا ، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ، وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(الزخرف ۔ ۳۲ تا ۳۵)

تقسیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے بلندی عطاء کی ہے تاکہ ایک دوسرے کو (اپنا) خادم بنائے اور (جب دنیوی مال و متاع کا تقسیم کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے تو) آپ کے رب کی رحمت (یعنی نبوت) جو (اس تمام مال و متاع سے) جو یہ جمع کر رہے ہیں کہیں بہتر ہے (وہ تقسیم کرنے کے لئے ان کے ہاتھ میں کیسے دی جا سکتی ہے ۔ اور (اے رسول) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ (کافروں کے مال و متاع کو دیکھ کر) سب لوگ ایک ہی جماعت بن جائیں گے (اور کفر اختیار کر لیں گے) تو ہم جو لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا بنا دیتے اور ان سیڑھیوں کو بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں ۔ اور ان کے گھروں کے دروازوں کو اور تختوں کو بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں (چاندی کا بنا دیتے) ۔ مزید برآں (ان کے لئے سونا ہی سونا کر دیتے) مگر یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہوتا (آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملتا اس لئے کہ) آخرت (کا ساز و سامان) تو آپ کے رب کے ہاں متقیوں کے لئے ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَا تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فناء الدنیا جزء ۲ صـ ۵۴)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اس انگلی کو سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کیا لے کر لوٹتی ہے (سمندر کے مقابلہ میں انگلی کی تری کی کوئی حقیقت نہیں) ۔

الغرض مصیبت اور راحت آزمائش کے لئے ہوتی ہیں۔ نہ مصیبت سے گھبرانا چاہئے اور نہ راحت پر اترانا چاہئے۔ آیت زیر تفسیر کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو مصائب آتے رہتے ہیں کفار ان مصائب سے خوش نہ ہوں اور نہ کفار اس بات کے منتظر رہیں کہ کون سی مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا باعث ہوتی ہے۔ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آخر کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ فائدہ اور نقصان تو دراصل آخرت کا فائدہ اور نقصان ہے۔ یہاں اگر کفار کو کچھ عرصہ کے لئے فائدہ پہنچ گیا تو وہ اس پر نازاں نہ ہوں (وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ) اور (اے کافرو) تم سب کو ہماری طرف آنا ہے (مؤمنین کو بھی آنا ہے، کافروں کو بھی آنا ہے۔ حقیقت تو وہاں کھلے گی کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جس کے وہ منتظر ہیں ہو بھی جائے تو کیا یہ ہمیشہ دنیا میں رہیں گے۔ ان کو بھی ہمارے پاس آنا ہے۔ ہم وہاں ان کو ان کے اعمال کی سزا دیں گے اور وہی سزا کافی ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ ہم دنیا میں ان کو ساری زندگی مصیبت میں رکھیں۔ دنیا چند روزہ ہے اگر انہیں یہاں راحت پہنچ بھی جائے تو کیا ہوا۔ آخرت میں تو ان کے لئے بڑا سخت اور دائمی عذاب ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے منتظر رہنے والے آخر کب تک اپنی خیر مناتے رہیں گے۔ ان کو بھی تو ایک دن مرنا اور ہمارے پاس آنا ہے۔ ہم وہاں ان سے ان کے اعمال کا پورا پورا حساب لیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○

(الزمر - ۳۰ و ۳۱)

(اے رسول) بے شک آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر (اے لوگو) تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے (تو اللہ تمہارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے گا)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن - ۷۷)

تو (اے رسول) آپ صبر کیجئے، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، ہو سکتا ہے کہ جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ آپ کو (آپ کی زندگی میں) دکھا دیں یا آپ کو وفات دے دیں (تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے) ان کو بھی ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ، ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ○

(یونس ۔ ۴۶)

(وہاں ہم اپنا وعدۂ عذاب پورا کریں گے)۔

اور (اے رسول) اگر ہم (ان عذابات میں سے جن کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں کوئی عذاب آپ کو دکھا دیں (تو ہم یہ کر سکتے ہیں) اور اگر ہم (اس عذاب کے وقوع سے پہلے) آپ کی مدّت حیات پوری کر دیں تو ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے (ہم اس وقت ان کو عذاب میں مبتلا کریں گے) بہر حال جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (یہ اللہ کے عذاب سے بچ کر کہاں جائیں گے)۔

آگے فرمایا (وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا) اور (اے رسول) کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں) (اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو تمہارے معبودوں (کی بے بسی) کا ذکر کرتے ہیں (اور ان کی الوہیّت کا انکار کرتے ہیں) (وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ) حالانکہ (ہنسنا اور مذاق اڑانا تو انہیں اپنی حالت پر چاہیئے کہ وہ کتنے نادان اور احمق ہیں کہ) رحمٰن (جیسے قادرِ مطلق) کے ذکر کا انکار کرتے ہیں (اس کو چھوڑ کر اس کے بے بس بندوں کو معبود، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ ان کی اس حماقت کا جتنا بھی مذاق اڑایا جائے کم ہے۔ صحیح بات کا مذاق اڑانا اور غلط بات پر اترانا عجیب ہے لیکن افسوس ہے کافر اتنی بات بھی نہیں سمجھتے)۔

عمل

اے لوگو، موت سب کو آنی ہے لہٰذا موت سے پہلے ایمان لے آئیے اور اپنی اصلاح کر لیجئے۔

اے لوگو، مصیبت اور راحت کو معیارِ حق نہ سمجھئے۔ معیارِ حق تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں۔ اگر کوئی ان کو معیارِ حق نہیں سمجھتا تو پھر مرنے کے بعد ہی فیصلہ ہوگا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔

اے ایمان والو، اگر کافر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ استقامت سے دین حق پر جمے رہئے۔ جن باتوں کا مذاق اڑایا جائے وہ تو درحقیقت کافروں کی باتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے بندوں کے پیچھے لگ گئے ہیں، انہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں اور دین حق کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب کی پیروی میں مگن ہیں۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ
سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ
عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ
ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾
بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

يُنظَرُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ
بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ انسان کی تخلیق جلد بازی (کے خمیر) سے ہوئی ہے تو (اے لوگو) جلدی نہ کرو میں عنقریب اپنی نشانیاں تم کو دکھانے والا ہوں (۳۷) اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا (۳۸) کاش یہ لوگ اس وقت سے باخبر ہو جائیں جس وقت یہ لوگ نہ تو اپنے چہروں سے آگ کو روک سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ (اس وقت) ان کا کوئی مددگار ہوگا (۳۹) (اور اے رسول، قیامت کا وقت بتایا نہیں جائے گا) بلکہ وہ تو ان پر اچانک واقع ہوگی، وہ ان کو مبہوت کر دے گی، پھر نہ تو یہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی (۴۰) اور (اے رسول) آپ سے پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا تو جن لوگوں نے ان کا مذاق اڑایا تھا، ان کو بالآخر اس عذاب نے آگھیرا جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۴۱)

معانی و مصادر

(عَجِلَ) عَجَلًا، يَعْجَلُ، عَجَلٌ (س) جلدی کرنا۔
(يَكُفُّونَ) كَفَّ، يَكُفُّ، كَفٌّ (ن) روکنا۔
(بَغْتَةً) بَغَتَ، يَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) ناگہانی آنا۔
(تَبْهَتُ) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بَهَتٌ (س و ك) حیرانی کے ساتھ خاموش ہونا۔
(حَاقَ) حَاقَ، يَحِيقُ، حَيْقٌ و حُيُوقٌ و حَيَقَانٌ (ض) گھیر لینا، (عذاب کا) اترنا۔

تفسیر سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار عذاب کی جلدی کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ عذاب میں تاخیر کر رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ، وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۵۴)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آ گیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

عذاب کی تاخیر کو وہ اس بات پر محمول کرتے تھے کہ مؤمنین نے ان سے عذاب کا جو وعدہ کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ عذاب کی تاخیر کو وہ اپنے حق پر ہونے کی دلیل سمجھتے تھے اور اسی بنیاد پر وہ بار بار عذاب کے متعلق مسلمین سے بطور چیلنج کے کہا کرتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ عذاب کیوں نہیں آتا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ) انسان جلد بازی (کے خمیر) سے بنایا گیا ہے (لہٰذا یہ ہر بات میں جلدی کرتا ہے حتیٰ کہ عذاب میں بھی جلدی کرتا ہے حالانکہ عذاب میں تاخیر اس کے مفاد میں ہے لیکن جلد بازی کی خصلت اسے اپنے مفاد کے متعلق بھی سوچنے نہیں دیتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۱۱)

اور انسان (کی تو یہ کیفیت ہے کہ) جس طرح (وہ) بھلائی کے لئے دعائیں مانگتا ہے اسی طرح (جب دعاؤں کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے تو تنگ دل ہو کر، بے صبری میں) برائی کے لئے دعائیں مانگنے لگتا ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی جلد باز (واقع ہوا) ہے۔

آیت زیر تفسیر اور سورۂ بنی اسرائیل کی مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد بازی اچھی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد بازی کو پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا تھا:۔

اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمَ وَالْاَنَاةَ ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ وشرائع الدین جزء اول ص۲۸)

تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند فرماتا ہے۔ (ایک) حلم و بردباری (دوسرے) جلد بازی نہ کرنا۔

آگے فرمایا (سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ) اے کافرو، میں عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھاؤں گا (ان نشانیوں ہی سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق کس طرف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم ان نشانیوں کو دیکھ کر حق کو قبول کر لو اور عذاب سے بچ جاؤ) لہذا (عذاب میں تاخیر ہی تمہارے حق میں بہتر ہے) تم مجھ سے (عذاب کے) جلدی (بھیجنے کا مطالبہ) نہ کرو۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا، وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○
(النمل ۔ ۹۳)

اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے سب تعریف اللہ کے لئے ہے، وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائے گا تو (اس وقت) تم ان کو پہچان لو گے (اور تمہیں یقین آجائے گا کہ وہ بالکل اسی طرح واقع ہوئی ہیں جس طرح تمہیں پہلے سے بتا دیا گیا تھا) اور (اے رسول) آپ کا رب ان اعمال سے جو یہ کر رہے ہیں غافل نہیں ہے، (وہ وقت مقررہ پر انہیں ضرور ان کا بدلہ دے گا)۔

نشانیوں سے مراد مسلمین کی فتوحات اور کافروں کی پے در پے شکستیں ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں ان نشانیوں کی وضاحت بھی فرما دی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا، اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○
(الانبیآء ۔ ۴۴)

یہ (اس بات کو) کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم (مسلمین کو فتح دے کر کافروں کی) زمین کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں تو (اب یہ بتائیں کہ) یہ غالب ہیں (یا مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا، فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ، وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۳)

(اور اے کافرو) تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں جن کی (جنگ بدر میں) ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہوئی (بڑی) نشانی ہے، ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی، کافروں کی نگاہ میں مسلمین دو چند نظر آ رہے تھے (اس طرح

اللہ نے کافروں کو مرعوب کر کے ایک قسم کی امداد عطاء فرمائی) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے قوت عطاء فرماتا ہے، بے شک اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے (کاش کافر اس عبرت انگیز تائید غیبی کو دیکھ کر مسلم ہو جائیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ، وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(الرعد ۔ ۴۰ و ۴۱)

اور (اے رسول) جو وعدے ہم ان کافروں سے کر رہے ہیں (ہو سکتا ہے کہ) ان میں سے بعض (وعدے ہم آپ کی زندگی ہی میں پورے کر کے) آپ کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں (اور ان وعدوں کو آپ کی وفات کے بعد پورا کریں، بہرحال کچھ بھی ہو ان وعدوں کے پورا کرنے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں) آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور (اے رسول) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر طرف سے ان کے ملک کو کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور (اسلامی سلطنت کو بڑھاتے چلے جا رہے ہیں، کیا انہیں اس سے بھی عبرت نہیں ہوتی، بہرحال) اللہ جو چاہتا ہے) حکم دیتا ہے، اس کے حکم کا تعاقب کرنے والا کوئی نہیں اور وہ (بہت) جلد حساب لینے والا ہے۔

(وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اور یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ (اے ایمان والو) اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال کا جواب کئی جگہ دیا ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَآ اَجَلٌ

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی

مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
(العنکبوت۔ ۵۳)

جلدی کر رہے ہیں ، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

آگے فرمایا (لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ) (کافر بار بار عذاب کی جلدی کر رہے ہیں) کاش انہیں اس وقت کی حقیقت معلوم ہو جاتی جس وقت یہ لوگ نہ تو اپنے چہروں سے آگ کو روک سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک سکیں گے اور نہ (اس وقت) ان کی کوئی مدد کر سکے گا (اگر یہ اس وقت اس عذاب کی حقیقت کو جان لیں تو کبھی عذاب کے لئے جلدی نہ کریں۔ یہ لوگ کیسے نادان ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں۔ قیامت بے شک آئے گی لیکن پہلے سے اس کا وقت بتایا نہیں جائے گا (بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ) بلکہ وہ تو ان پر اچانک واقع ہوگی اور ان کو مبہوت و ششدر کر دے گی (یہ لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے) پھر یہ نہ تو اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ انہیں پھر مہلت ہی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ، حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ، اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ○
(الانعام۔ ۳۱)

جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا بلاشبہ وہ بڑے نقصان میں ہیں (اور وہ قیامت کو جھٹلاتے ہی رہیں گے) یہاں تک کہ ایک دن قیامت ان پر ناگہانی طور پر واقع ہو جائے گی۔ (اس وقت یہ) کہیں گے ہائے افسوس ہم نے قیامت (کے معاملہ) میں بڑی کوتاہی کی، (اس دن) وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (قبیح افعال کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے (اور) خبردار ہو جاؤ جو بوجھ وہ اٹھائے ہوں گے وہ بہت برے (بوجھ) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ، لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ، ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی، آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب

وَالْاَرْضِ، لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً، يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۸۷)

کو ہے، وہی اس کو اس کے وقت (مقررہ) پر ظاہر کرے گا (اے لوگو) وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بڑی بھاری (آفت) ہو گی جو اچانک تم پر واقع ہو جائے گی (اور اے رسول) یہ لوگ (وقوع قیامت کے متعلق) آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس سے بخوبی واقف ہیں، آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو (صرف) اللہ کو ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اتنی سی بات بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(الزخرف - ۶۶)

کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت ان پر اچانک آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ فَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب طلوع الشمس من مغربها جزء ۸ صـ ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعة باب قرب الساعة جزء ۲ صـ ۵۸۲)

قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو۔ لوگ اسے (مغرب سے طلوع ہوتا ہوا) دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وقت وہ ہو گا کہ جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان (کے زمانہ) میں کوئی نیکی نہ کی ہو تو اس کا ایمان لانا اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ قیامت (اس طرح اچانک) واقع ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنا کپڑا پھیلایا ہو گا لیکن وہ اس کی خرید و فروخت سے فارغ نہ ہو سکیں گے اور نہ اس کو طے کر سکیں گے۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا لیکن وہ اسے پی نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، اور (کوئی آدمی) اپنے حوض کی مرمت کر رہا ہو گا لیکن اس میں سے پانی نہ پلا سکے گا کہ قیامت

قائم ہو جائے گی اور یہ کہ کسی آدمی نے نوالہ منہ میں رکھنے کے لئے اٹھایا ہوگا وہ اسے کھا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

الغرض عذاب کی تاخیر سے کفار کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے اور وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وعدوں کا مذاق اڑانے میں مصروف تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) (اے رسول، آپ ملول نہ ہوں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا تو جن لوگوں نے مذاق اڑایا تھا (آخر ان کا کیا حشر ہوا) ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (ان لوگوں نے اگر آپ کی تصدیق نہیں کی تو ان کا بھی یہی حشر ہونا ہے۔ مقرر وقت کے آنے کی دیر ہے اور بس)۔

عمل

اے لوگو، جلد بازی نہ کیا کیجئے خصوصاً عذاب الٰہی کے لئے کبھی جلدی نہ کیجئے۔ جب عذاب الٰہی آجائے گا تو وہ بڑا دردناک ہوگا اور اس کو دور کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی۔

اے ایمان والو، اگر حق بات کہنے سے آپ کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ انہوں نے صبر کیا، آپ بھی صبر کیجئے اور استقامت کے ساتھ دین کو پیش کیجئے اور مختلف فرقوں کے مذاہب باطلہ کا رد کیجئے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ
النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ
عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾
اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ
دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾
بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ
حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا
يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

مِنْ اَطْرَافِهَا، اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾
قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ
الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ
عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا
كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ
الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ
نَفْسٌ شَيْـًٔا، وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا،

وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ دن ہو یا رات نہیں رحمٰن (کے عذاب) سے کون بچا سکتا ہے مگر (افسوس ہے کہ) یہ (پھر بھی) اپنے رب کی نصیحت سے منہ موڑتے ہیں ﴿۴۲﴾ کیا ہمارے علاوہ ان کے کوئی اور الٰہ ہیں جو ان کو (عذاب سے) بچا سکیں (اے رسول، جس کو یہ الٰہ مانتے ہیں) وہ تو (ان کی مدد کیا کریں گے) اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کی رفاقت کر سکے گا ﴿۴۳﴾ (ان کی یہ سرکشی کسی اور وجہ سے نہیں) بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ہم نے ان کو اور ان کے آباء و اجداد کو (خوب مال و دولت) سے بہرہ اندوز کیا یہاں تک کہ (خوشحالی کا) یہ دور بہت طویل ہو گیا (تو یہ خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے) تو (آخراب) یہ (اس بات کو) کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم (مسلمین کو فتح دے کر ان کی) زمین کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں تو (اب یہ بتائیں کہ) یہ غالب ہیں (یا مسلم) ﴿۴۴﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو وحی کے ذریعہ تمہیں ڈراتا ہوں، (رہے) بہرے (تو وہ) تو جب انہیں ڈرایا جائے (ڈرانے والے کی) پکار ہی نہیں سنتے (ڈریں گے کیا)؟ ﴿۴۵﴾ اور (اے رسول) اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ذرا سا جھونکا بھی لگ جائے تو یہ (فوراً) کہیں گے، ہائے افسوس! ہم (بڑے) ظالم تھے ﴿۴۶﴾ اور (اے رسول) قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے لہذا کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا، اگر (کسی کے) رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل کیا ہوگا ہم اسے (ترازو میں) لاکر رکھ دیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں ﴿۴۷﴾

معانی و مصادر

(یَکْلَؤُ) کَلَاءٌ، یَکْلَؤُ، کَلْأٌ، وکِلَاءٌ وکِلَاءَۃٌ (ف) حفاظت کرنا۔
(یُصْحَبُوْنَ) صَحِبَ، یَصْحَبُ، صُحْبَۃٌ وصِحَابَۃٌ (س) رفاقت کرنا۔
(نَفْحَۃٌ) نَفَحَ، یَنْفَحُ، نَفْحٌ ونَفَحَانٌ ونُفُوْحٌ ونُفَاحٌ (ف) خوشبو پھیلانا، ہوا کا چلنا۔ (نَفْحَۃٌ = ایک پھونک، بُو، ہوا کا جھونکا)۔
(حَاسِبِیْنَ) حَسَبَ، یَحْسُبُ، حَسْبٌ وحِسَابٌ وحُسْبَانٌ وحِسْبَۃٌ وحِسَابَۃٌ (ن) گننا، حساب لینا۔

تفسیر

توحید کے دلائل کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ) (اے رسول، ان سے) پوچھئے بتاؤ رات ہو یا دن تمہیں رحمٰن

(کے عذاب) سے کون بچا سکتا ہے (یہ تسلیم کریں گے کہ کوئی نہیں بچا سکتا، ایسی صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے تھا لیکن نصیحت ماننا تو کجا) (بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ) یہ تو اپنے رب کی نصیحت (کی طرف منہ بھی نہیں کرتے بلکہ اس) سے منہ موڑ کر چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ، وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس۔ ۱۰۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دُور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانی چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○

(الرعد۔ ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى، وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ أُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○

(الاحقاف۔ ۴)

ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک کے لئے پیدا کیا ہے، (قیامت کے دن اللہ بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اسی دن سے ڈرانے کے لئے رسول بھیجے جاتے ہیں لیکن) کافر اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے منہ موڑ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ○ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ○ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ○

(ان چیزوں کے ذکر سے کافروں کو نصیحت حاصل ہونی چاہیئے تھی مگر) انہیں کیا ہو گیا ہے

(یٰایھا المدثر - ۴۹ تا ۵۱)

کہ نصیحت سے روگردانی کر رہے ہیں گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں (جو) شیر سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں۔

آگے فرمایا (اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُوْنِنَا) کیا ہمارے علاوہ ان کے کوئی اور الٰہ ہیں جو ان کو (ہمارے عذاب سے) بچا سکیں (جن کو یہ الٰہ مانتے ہیں وہ ہرگز ہمارے عذاب سے ان کو نہیں بچا سکتے نہ وہ ان کی کسی قسم کی مدد کر سکتے ہیں اور وہ ان کی مدد کیا کریں گے۔ (لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے (اور جب ہمارا عذاب آجائے گا تو) ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کی رفاقت بھی نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ، عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

(الزمر - ۳۸)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھیئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ) (ان کی یہ سرکشی کسی اور وجہ سے نہیں) بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ہم نے ان کو اور ان کے آباء اجداد کو (مال و دولت) سے (خوب) بہرہ اندوز کیا یہاں تک کہ (خوشحالی کا) یہ دور بہت طویل ہو گیا (تو یہ خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ خوش ہے۔ اگر ان کو اپنے ماضی پر ناز ہے) (اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا، اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ) تو (آخر) یہ (اپنے حال کو) کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم (مسلمین کو فتح دے کر ان کی) زمین کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جا رہے ہیں تو کیا اب یہ غالب ہیں (یا مسلمین)؟

موجودہ بدحالی اور شکست کو دیکھ کر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اب اللہ تعالیٰ ان سے کیوں ناراض ہے۔ ضرور کوئی وجہ تو ہو گی اور وہ وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ ایمان نہیں لاتے لہذا بدبختی کا شکار ہیں) (قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ) (اور اے رسول، آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ میں وحی (الٰہی) کے ذریعہ تمہیں ڈرا رہا ہوں (کہ اگر تم کفر و شرک سے باز آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے زیادہ عذاب الٰہی اور تباہی و بربادی کا شکار ہو گے) (وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ) (تم میری بات کی طرف توجہ نہیں کرتے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حق بات سننے کے لئے تم تیار ہی نہیں ہوتے بلکہ بہرے بن جاتے ہو) اور بہروں کا تو یہ حال ہے کہ جب انہیں ڈرایا جائے تو وہ ڈرانے والے کی پکار ہی نہیں سنتے (تو ڈریں گے کیا۔ ڈرے گا تو وہ جو ڈرانے والے کی پکار سنے، جو پکار ہی نہیں سنتا وہ ڈرے گا کیسے۔ یہ لوگ روحانی طور پر بہرے ہیں لہذا نصیحت کی بات نہیں سن سکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○
(الروم۔ ۵۲)

(تو (اے رسول) نہ آپ مُردوں کو آواز سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (خصوصاً) ایسی حالت میں کہ بہرے پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں (یہ کافر روحانی طور پر مردہ اور بہرے ہو گئے ہیں لہذا ان پر نصیحت کارگر نہیں ہوتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○
(الاعراف۔ ۱۷۹)

اور (اے رسول) ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں (اور یہ وہ لوگ ہیں کہ) ان کے پاس دل ہیں لیکن ان کے ذریعہ سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں (یعنی حق بات کو جاننے کے لئے دل، آنکھ اور کان سے کام نہیں لیتے)۔ یہ لوگ چارپایوں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ (راہ راست سے) بھٹکے ہوئے (اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ) یہ لوگ (اپنے انجام سے) غافل ہیں۔

(وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ)

اور (اے رسول، یہ بار بار عذاب کا تقاضا کرتے ہیں۔ انہیں عذاب کی حقیقت کا علم نہیں) اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کی ذرا سی بھی ہوا لگ جائے تو یہ (فوراً) پکار اٹھیں گے ہائے افسوس! ہم (بڑے) ظالم تھے (ہم نے واقعی اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاکر ہم نے خود اپنے پیر پر کلہاڑی ماری) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ) اور (اے رسول) قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے (پھر انصاف کے ساتھ ہی فیصلہ ہوگا) (فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا) کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر شخص کو اس کے اعمال کے لحاظ سے پوری پوری سزا یا جزا ملے گی، کسی کا کوئی عمل نیک ہو یا بد ضائع نہیں ہوگا) (وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا) اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا کوئی عمل ہوگا تو ہم اسے (ترازو میں) لاکر رکھ دیں گے (وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ) اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○
(اذا زلزلت الارض۔ ۷ و ۸)

تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○
(لقمٰن۔ ۱۶)

(پھر لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے، اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی (چیز یا عمل) ہو اور وہ پتھر کے اندر (پوشیدہ) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (کسی بھی جگہ مخفی ہو) اللہ اسے (قیامت کے دن) لے آئے گا، بے شک اللہ (بہت) باریک بین اور (بڑا) باخبر ہے (کوئی چیز یا عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○
(المؤمنون۔ ۱۰۲ و ۱۰۳)

(اس دن) تو (بس) جن کی تولیں بھاری ہوں گی وہی فلاح پائیں گے، اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا (اور اب وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

الغرض نجات وہی پائے گا جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لہذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیجئے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھا جا رہا ہے یہ اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے تو کسی اور کی کیا مدد کریں گے۔ ان سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے۔

اے ایمان والو، آپ کے اعمال تولے جائیں گے لہذا نیک اعمال خوب کیجئے تاکہ آپ کے نیک اعمال کا پلڑا جھک جائے اور آپ دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں اور اس بات کو یاد رکھئے کہ آپ کا کوئی عمل اچھا ہو یا برا، بڑا ہو یا چھوٹا ہرگز ضائع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر عمل سے واقف ہے اور ہر عمل کو لاکر میزان میں رکھ دیے گا پھر آپ کے اعمال ہی کے مطابق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ
الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ
مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ
مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ، اَفَاَنْتُمْ لَهٗ
مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسٰی اور ہارون کو (حق و باطل میں) فرق کر دینے والی (کتاب)، روشنی اور متقین کے لئے نصیحت عطاء کی تھی ﴿۴۸﴾ (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے تھے اور (ہر وقت) قیامت سے خوف زدہ رہتے تھے ﴿۴۹﴾ اور (اے لوگو) یہ (قرآن بھی) بڑی برکت والی نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟ ﴿۵۰﴾

معانی ومصادر

(فُرْقَانَ) فَرَقَ، یَفْرُقُ، فَرْقٌ وفُرْقَانٌ (ض،ن) مانگ نکالنا، علیحدہ کرنا، پھٹ جانا۔
(ضِیَآءٌ) ضَاءَ، یَضُوْءُ، ضَوْءٌ وضِیَآءٌ (ن) چمکنا۔
(مُبٰرَكٌ) بَارَكَ، یُبَارِكُ، مُبَارَكَةٌ (باب مفاعلہ) برکت کی دعاء دینا۔

تفسیر

سورت کی ابتدائی آیات میں ذکر تھا کہ رسول ہمیشہ انسان ہی ہوتے رہے ہیں۔ ان انسانوں ہی کی طرف اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا رہا اور لوگوں کو ڈراتا رہا۔ ان کے ڈرانے سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے رہے جو اللہ تعالیٰ سے اور قیامت سے حقیقی معنٰی میں ڈرتے تھے (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ) اور (اے رسول) ہم نے موسٰی اور ہارون کو (جو انسان ہی تھے) حق وباطل میں فرق کرنے والی (کتاب)، نور (ہدایت) اور ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت عطاء کی تھی (اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ) (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے تھے اور قیامت سے خوفزدہ رہا کرتے تھے (اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت سے ڈرتے ہیں ہدایت انہی کو ملتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ (البقرہ ۔ ۲) یہ (کتاب) متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔

(نوٹ:۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ) اور (اے لوگو) یہ (قرآن مجید بھی) بڑی برکت والی نصیحت ہے (جس طرح موسٰی اور ہارون پر ہم نے نصیحت نازل کی تھی اسی طرح) اس (نصیحت) کو بھی ہم ہی نے نازل کیا ہے (اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ) تو کیا تم اس (نصیحت) کا انکار کرتے ہو (اور توریت پر ایمان لاتے ہو حالانکہ توریت اور قرآن مجید کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ جس طرح توریت میں ہدایت کی روشنی تھی، اسی طرح قرآن مجید میں بھی ہدایت کی روشنی ہے، جس طرح توریت ایک بابرکت کتاب تھی، اسی طرح قرآن مجید بھی ایک بابرکت کتاب ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے)۔ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔ (المآئدۃ ۔ ۴۴) ہم نے توریت کو نازل کیا تھا، اس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ، تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ، تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا، وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسی لے کر آئے تھے، جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی،

تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ، قُلِ اللّٰهُ، ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ○
(الانعام۔ ۹۲)

جس کے تم نے علیٰحدہ علیٰحدہ ورق کر رکھے ہیں، ان میں سے چند (اوراق) کو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت سے (اوراق) کو تم نے چھپا رکھا ہے، (اُس کے ذریعہ) تم کو وہ وہ باتیں سکھائی گئی تھیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباء و اجداد۔ (اے رسول) کہہ دیجئے (کہ اس کتاب کو) اللہ ہی نے (ایک انسان پر نازل کیا تھا تو کیا وہ اب ایسا نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے، اے رسول، یہ کہنے کے بعد) آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ اپنی نکتہ چینی میں کھیلتے رہیں۔

جس طرح توریت نور تھی اسی طرح قرآن مجید بھی ایک نور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○
(النسآء۔ ۱۷۵)

اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برہان آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور نازل کر دیا ہے۔

جس طرح توریت پر وہی ایمان لاتے تھے جو قیامت سے ڈرتے تھے اسی طرح قرآن مجید پر بھی وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو قیامت سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا، وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○
(الانعام۔ ۹۳)

(توریت جیسی) یہ بھی ایک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے، (جو بڑی) بابرکت ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ (یہ اس لئے نازل کی گئی ہے) کہ آپ مکہ اور اس کے اردگرد (دنیا) کی تمام بستیوں والوں کو ڈرائیں اور (اے رسول جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان لے آتے ہیں اور (پھر) وہ اپنی نماز کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔

الغرض توریت پر ایمان لانے والوں کے لئے قرآن مجید پر ایمان نہ لانا تعجب خیز ہے۔ جو لوگ توریت پر ایمان لاتے ہیں ان کے لئے قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا کوئی معقول عذر نہیں۔ اہل کتاب کو چاہئے کہ جس طرح ان کا توریت پر ایمان ہے اسی طرح قرآن مجید پر بھی ان کا ایمان ہونا چاہیئے۔

عمل

اے اہل کتاب، توریت اور قرآن مجید یکساں طور پر بابرکت اور نور ہدایت ہیں اور کیونکہ آپ توریت پر ایمان لاتے ہیں لہٰذا قرآن مجید پر بھی ایمان لائیے۔

اے لوگو، قرآن مجید ایک بابرکت نصیحت ہے، اس پر ایمان لاکر دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کیجئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ
مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ
التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾
قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾
قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا
بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾
قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۫ وَاَنَا
عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ
تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ
اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ
جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ
اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾
قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ
كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ
كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى
رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ
شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ
لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا
حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ
بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾
وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

الْأَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا
اِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا
لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ،
وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً، وَكُلًّا جَعَلْنَا
صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ
اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ، وَكَانُوْا
لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

ترجمہ اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت سے سرفراز فرمایا تھا اور ہم ان سے خوب واقف تھے (۵۱) جب انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا یہ کیسی مورتیں ہیں جن کے سامنے تم بیٹھے رہتے ہو (۵۲) انہوں نے کہا ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی عبادت کرتے پایا (۵۳) (ابراہیم نے) کہا تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی گمراہی میں تھے (۵۴) وہ کہنے لگے کیا تم واقعی ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو یا یونہی ہنسی دل لگی کر رہے ہو (۵۵) (ابراہیم نے) کہا (یہ تمہارے رب نہیں ہیں) بلکہ تمہارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (۵۶) اور اللہ کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ (تمہاری عبرت کے لئے) ایک تدبیر کروں گا (۵۷) پھر (ان کے جانے کے بعد) ابراہیم نے بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ بڑے بت کو اس لئے چھوڑ دیا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں (۵۸) (جب قوم کے لوگ واپس آئے تو بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے (دیکھکر) کہنے لگے جس شخص نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے وہ (بڑا) ظالم ہے (۵۹) (ان میں سے بعض) کہنے لگے ہم نے ایک نوجوان سے جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان کے سلسلہ میں بات کرتے ہوئے سنا تھا (۶۰) (قوم کے لوگوں نے) کہا اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ (جو کچھ وہ کہے) وہ بھی اس کی گواہی دے سکیں (۶۱) (الغرض جب ابراہیم وہاں پہنچے تو) لوگوں نے (ان سے) پوچھا کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (حرکت) نے کی ہے (۶۲) ابراہیم نے کہا: نہیں (یہ کام میں نے نہیں کیا ہے) بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے، اگر یہ بولتے ہوں تو انہی سے پوچھ لو (کہ تمہیں کس نے توڑا ہے) (۶۳) (یہ سن کر) انہوں نے ایک دوسرے کی طرف رجوع کیا اور کہنے لگے تم ہی ظالم ہو (۶۴) (یہ تسلیم کر لینے کے بعد) وہ پھر اسی گمراہی میں سر کے بل اوندھے کر دئے گئے، (کہنے لگے) تم تو جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں (پھر ان سے کیسے پوچھا جائے؟) (۶۵) (ابراہیم نے) کہا تو کیا تم اللہ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تو تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں (۶۶) تف ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو، کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (۶۷) (قوم کے لوگوں) نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اس کو (آگ میں) جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (۶۸) (الغرض انہوں نے ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا) ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور موجب سلامتی بن جا (۶۹) (ابراہیم آگ میں سے صحیح وسلامت نکل آئے) انہوں نے تو ان کو (جان سے مارنے کی) تدبیر کی تھی لیکن ہم نے ان کو ناکام ونامراد بنا دیا (۷۰) پھر ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو (ان کی قوم سے) نجات دے کر ایک ایسی سرزمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے (برکتیں

رکھی ہیں (۷۱) پھر ہم نے ابراہیم کو اسحٰق (بیٹا) عطاء کیا، مزید برآں یعقوب (پوتا) عطاء کیا اور ہم نے ان سب کو صالح بنایا تھا (۷۲) اور ہم نے ان کو امام بنایا تھا، وہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیکیاں کرنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی تھی اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے (۷۳)

معانی ومصادر

(رُشْدٌ) رَشَدَ، یَرْشُدُ، رُشْدٌ ورَشَادٌ (ن) ہدایت پانا۔
(تَمَاثِیْلُ) مَثَلَ، یَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثل ہونا، بت بنانا، مشابہت دینا، (تَمَاثِیْلُ = تِمْثَالٌ کی جمع، بت)۔
(جُذَاذًا) جَذَّ، یَجُذُّ، جَذٌّ (ن) ٹکڑے کرنا (جُذَاذٌ = ٹوٹا ہوا، ٹکڑا)۔
(فَتًی) فَتِیَ، یَفْتٰی، فَتًی (س) جوان ہونا (فَتًی = جوان)۔
(نُکِسُوْا) نَکَسَ، یَنْکُسُ، نَکْسٌ (ن) الٹا کرنا، سر جھکا دینا۔
(نَافِلَۃً) نَفَلَ، یَنْفُلُ، نَفْلٌ (ن) زیادہ دینا (نَافِلَۃٌ = غنیمت، پوتا، عطیہ)۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ مشرکین عرب کیونکہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے تھے لہٰذا ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا (وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ) اور (اے لوگو، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) پہلے ہم نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت دی تھی اور ہم ان سے خوف واقف تھے (یقیناً وہ اس قابل تھے کہ ہم ان سے اپنا کام لیتے اور ان کے ذریعہ لوگوں تک اپنا کام پہنچاتے) (اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ) (ان کے باپ اور ان کی قوم کے لوگ بت پوجتے تھے تو) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیسی مورتیں ہیں جن کے سامنے تم بیٹھے رہتے ہو (قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ) ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے آباء اجداد کو ان کی عبادت کرتے پایا (لہٰذا ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں) (قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) ابراہیم نے کہا تم (کھلی گمراہی میں ہو) اور تمہارے آباء واجداد (بھی) کھلی گمراہی میں تھے (قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ) قوم کے لوگوں نے کہا: کیا واقعی تم ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو یا یونہی ہنسی دل لگی کر رہے ہو (قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ) ابراہیم نے کہا (یہ تمہارے رب نہیں ہیں) تمہارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے اور جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر گواہ ہوں (وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ) اور اللہ کی قسم جب تم (کسی دن ان کے پاس سے) پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک کام

کروں گا (فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ) الغرض (ایک دن ان کے جانے کے بعد) ابراہیم نے ان (بتوں) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے مگر ان میں جو سب سے بڑا بت تھا (اس کے ٹکڑے نہیں کئے، اُسے اس لئے چھوڑ دیا) تاکہ وہ (جب لوٹ کر آئیں تو) اسکی طرف رجوع کریں (اس سے پوچھ گچھ کریں) (قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ) (الغرض قوم کے لوگ جب بت خانے گئے تو بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر) کہنے لگے: جس شخص نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے وہ (بڑا) ظالم ہے (قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ) (ان میں سے بعض لوگوں نے) کہا: ہم نے ایک نوجوان سے جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان کے سلسلہ میں بات کرتے ہوئے سنا تھا (اس نے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک کام کروں گا، یہ اسی نوجوان کی حرکت معلوم ہوتی ہے) (قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا، اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ (جو کچھ وہ کہے) یہ سب لوگ اس کے گواہ رہیں (قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ) (الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں بلایا گیا۔ جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں پہنچے تو) لوگوں نے (ان سے) پوچھا، اے ابراہیم، ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (حرکت) تم نے کی ہے؟ (قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ) (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے، اگر یہ (بت) بولتے ہوں تو ان ہی سے پوچھ لو (کہ تمہیں کس نے توڑا ہے) (فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ) (یہ سنکر) وہ لوگ) سوچ میں پڑ گئے (سوچتے سوچتے) آخر میں (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: تم ہی درحقیقت ظالم ہو (کہ ایسے بے جان اور بے بس بتوں کو پوج کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہو۔ ان کی پوجا کر کے ناحق اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہو اور ان کی نذر و نیاز میں اپنا روپیہ بھی ضائع کر رہے ہو، پھر آخرت میں خالق کائنات کا عذاب بھی مول لے رہے ہو۔ یہ تو بڑی سخت نادانی ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرو) (ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ) (اتنا سمجھ لینے کے بعد) وہ پھر (اسی گمراہی میں) سر کے بل اوندھے کر دئے گئے (قوم میں بعض لوگ خصوصًا قوم کے سردار بڑے ضدی اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں۔ وہ اپنی سرداری کو جاتا دیکھ کر کبھی حق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ اپنی سرداری کے گھمنڈ میں دوسروں کو بھی گمراہی کے گڑھے میں دوبارہ الٹے منہ گرا دیتے ہیں۔ مزید برآں عوام اگرچہ حق بات کو سمجھ جاتے ہیں لیکن اپنے آباؤ اجداد کی روش سے انہیں والہانہ محبت ہوتی ہے لہٰذا وہ سمجھ بوجھ کر بھی الٹے منہ گمراہی کے اسی گڑھے میں جا پڑتے ہیں جس سے ان کے ضمیر نے انہیں جھنجھوڑ کر نکالا تھا یا نکلنے کے قریب کر دیا تھا۔ الغرض بڑوں کی غلط ترغیب اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید انہیں گمراہی سے نہیں نکلنے دیتی)۔

بڑوں کی غلط ترغیب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ

(سبا ۔ ۳۳)

پھر وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے (نہیں ہم خود گمراہ نہیں ہوئے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیریں (ہماری گمراہی کا باعث ہوئیں) جب تم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۴۷)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب (دوزخی) دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے جو (دنیا میں) بزرگی (و شرف) کے حامل تھے کہیں گے: ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے دوزخ (کے عذاب) میں سے کچھ دُور کر سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○

(الاحزاب ۔ ۶۷)

کمزور لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کی، انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستے سے گمراہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ○

(ابراھیم ۔ ۲۱)

(اسی طرح قیامت کے دن اللہ تم سب کو پیدا کرے گا پھر جب) سب لوگ اللہ کے سامنے آموجود ہوں گے تو (وہ لوگ جو دنیا میں) کمزور (تھے) ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم (یہاں) اللہ کے عذاب میں سے کچھ عذاب کم کرانے کے سلسلہ میں ہمارے کام آ سکتے ہو۔ وہ کہیں گے (ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں، تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں) اگر اللہ

ہمیں (نجات کا کوئی) راستہ بتاتا تو ہم بھی تمہیں بتا دیتے۔ اب تو ہمارے لئے برابر ہے، خواہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے (یہاں سے) بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ عوام عموماً بڑوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

آبائی تقلید کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○
(الشعرآء - ۷۴)

کافروں نے کہا (معلومات کی بنیاد پر ہم بتوں کی عبادت) نہیں (کرتے) بلکہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے (لہذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○
(الزخرف - ۲۲)

کافر کہتے ہیں (ہمارے عمل کی بنیاد کسی کتاب کی تعلیمات پر نہیں ہے) بلکہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

آگے فرمایا (لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ) (قوم کے لوگوں نے کہا اے ابراہیم) تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ (بت) بولتے نہیں (لہذا ان سے کیسے پوچھ سکتے ہیں) (قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تو کیا تم اللہ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تو تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں (جن کو بولنے پر قدرت نہیں انہیں نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت کیسے ہوگی)۔ (اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) تف ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو، کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ جو بول نہیں سکتے ہیں وہ عبادت کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں) (قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو (بہتر یہ ہے کہ) ان کو (آگ میں) جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ) (الغرض قوم کے لوگوں نے انہیں آگ میں ڈال دیا) ہم نے (آگ سے) کہا: اے آگ: ابراہیم پر ٹھنڈی اور موجب سلامتی بن جا (الغرض آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی) (وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ) اور (اے رسول،

ابراہیم آگ سے صحیح وسلامت نکل آئے اگرچہ) انہوں نے تو ان کو (جان سے مارنے کی) تدبیر کی تھی لیکن ہم نے ان کو ناکام ونامراد کر دیا (وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ) اور (اے رسول پھر) ہم نے ابراہیم اور لوط کو (ان کی قوم سے) نجات دے کر ایک ایسی سرزمین میں پہنچا دیا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے (بڑی) برکتیں رکھی ہیں (وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ، وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ) اور (اے رسول، پھر) ہم نے ان کو اسحٰق (بیٹا) عطاء کیا، مزید برآں یعقوب (پوتا) عطاء کیا اور ہم نے ان سب کو صالح بنایا تھا (یعنی ان کو صالح اعمال کرنے کی توفیق عطاء فرمائی تھی) (وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ، وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ) اور ہم نے ان کو امام بنایا تھا وہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیکیاں کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی تھی اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا) یعنی ہم نے ان نبیوں کو امام بنایا تھا اور وہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ اس مرتبے پر انبیاء علیہم السلام ہی کو فائز کرتا ہے (يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا) میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہدایت کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام ان تک پہنچتے تھے اور وہ ان احکام کو لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے احکام پانا یہ صرف انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے لہٰذا صرف انبیاء علیہم السلام ہی امام ہو سکتے ہیں۔ غیر نبی امام نہیں ہوتا کیونکہ اس کے پاس وحی نہیں آتی۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام بنانے کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ، قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ، قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ، قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ - ۱۲۴)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم کے رب نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ ان سب میں پورے اترے۔ اللہ نے کہا (اے ابراہیم) میں تم کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا) اللہ نے فرمایا "(ہاں بناؤں گا) لیکن میرے اس عہد کا اطلاق ظالموں پر نہیں ہوگا"۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بندے خود کسی کو اپنا امام نہیں بنا سکتے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لہٰذا انہوں نے دعاء کی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنانا۔ اگر بندوں کو اختیار ہوتا کہ وہ جس کو چاہیں اپنا امام بنا لیں

تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دعاء نہ کرتے۔ الغرض بندوں کا خود کسی کو امام مقرر کر لینا شرک فی الامامت ہے۔

امام سے مراد وہ امام ہے جس کی ہر دینی بات وحی ہو، جو واجب الاتباع اور واجب الاطاعت ہو۔ جس کی بات کا انکار کرنے سے کفر لازم آتا ہو۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بت توڑنا

(فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بت توڑے تھے۔ اس بات کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے لیکن جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا (بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا) یہ کام میں نے نہیں کیا ہے بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات بظاہر حقیقت کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور اس سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر حرف آتا ہے جو ایک نبی کے شایانِ شان نہیں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلافِ حقیقت بیان کی ہمیں کوئی توجیہ قرآن مجید میں نہیں ملتی البتہ حدیث میں اس کی توجیہ ملتی ہے۔ حدیث میں جو تشریح اس کی آئی ہے وہ قرآن مجید پر سے بھی اعتراض کو دُور کرتی ہے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سے بھی اعتراض کو دور کرتی ہے۔ حدیث گویا قرآن مجید پر سے اعتراض دُور کرنے کا بہت بڑا ذریعہ اور قرآن مجید کی پیچیدگیوں کو حل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے۔

قرآن مجید اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلافِ حقیقت بیان سے پیچیدگی یہ پیدا ہوئی کہ ایک طرف تو قرآن مجید ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صدیق کہتا ہے اور دوسری طرف ان کے اپنے بیان سے کچھ اور ثابت کرتا ہے۔ یہ تضاد در حقیقت وہ پیچیدگی ہے جس کا حل قرآن مجید میں نہیں ہے بلکہ حدیث نبوی میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ، ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَوْلُهٗ إِنِّيْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا

ابراہیم علیہ السلام نے کبھی توریہ نہیں کیا سوائے تین توریوں کے۔ دو اُن میں سے خالص اللہ کے لئے تھے۔ ایک تو یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں، دوسرے یہ کہنا کہ اس بڑے بت نے ان بتوں کو توڑا ہے اور تیسرے یہ کہ ابراہیم اور سارہ دونوں (سفر میں جا رہے تھے) اتنے میں ایک

مَّعَهٗ إِمْرَأَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَسَاَلَهٗ عَنْهَا، فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ، قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ وَ إِنَّ هٰذَا سَاَلَنِيْ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِيْ فَاَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ، فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ، فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَاْتُوْنِيْ بِاِنْسَانٍ إِنَّمَا اَتَيْتُمُوْنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص ۱۷۱ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراھیم خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) جزء ۲ ص ۲۴۲ واللفظ للبخاری)

ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے لوگوں نے اُسے یہ خبر دی کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اس کے ساتھ ایک بڑی خوبصورت عورت ہے۔ ظالم بادشاہ نے ابراہیم کو بلایا اور ان سے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا میری بہن ہے پھر حضرت ابراہیم (بادشاہ کے پاس سے ہو کر) حضرت سارہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے سارہ اس وقت اس ملک میں میرے اور تمہارے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے (سب مشرک اور کافر ہیں) اور اس ظالم بادشاہ نے مجھ سے پوچھا یہ عورت تمہاری کون ہے تو میں نے تم کو بہن کہہ دیا تم بھی اپنے آپ کو میری بہن کہنا ایسا نہ ہو کہ میں جھوٹا ہو جاؤں (اور مجھے کوئی نقصان پہنچے) اس ظالم بادشاہ نے سارہ کو بلوایا جب وہ اس کے پاس پہنچیں تو اس ظالم نے ان پر ہاتھ ڈالا لیکن ہاتھ ڈالتے ہی وہ بندھ گیا کہنے لگا میرے لئے دعاء کرو میں تم کو نہیں ستاؤں گا۔ سارہ نے دعاء کی تو وہ اچھا ہو گیا۔ پھر اس نے ہاتھ ڈالا تو پھر اسی آفت میں مبتلا ہو گیا کہنے لگا تم میرے لئے دعاء کرو میں تم کو نہیں ستاؤں گا۔ انہوں نے دعاء کی تو وہ اچھا ہو گیا۔ پھر اس ظالم نے اپنے خدمت گاروں کو بلایا اور کہا کہ اچھی عورت میرے پاس لائے ہو یہ عورت نہیں شیطان ہے۔ پھر ہاجرہ کو ان کی خدمت کے لئے دے دیا۔ جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں دیکھا تو وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں انہوں نے (نماز ہی میں) ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا کیا گذری

سارہ نے کہا اللہ نے اس کافر کی تدبیر نہ چلنے دی۔ اس کا فریب اسی پر الٹ دیا۔ (چلتے وقت) اس نے ہاجرہ کو میری خدمت کے لئے دے دیا۔

توریہ کسے کہتے ہیں

توریہ یہ ہے کہ کہنے والا بات تو سچ کہے لیکن کہے اس انداز سے کہ سننے والا اس کا کچھ اور مطلب سمجھے۔

کِذب کسے کہتے ہیں

حدیث میں لفظ "کذبات" آیا ہے۔ کذب عربی میں جھوٹ کو بھی کہتے ہیں، وہم، غلطی اور خطاء کو بھی کہتے ہیں، توریہ اور تعریض کو بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کا ترجمہ کرنے والے کذب کے معنیٰ "جھوٹ" کرتے ہیں حالانکہ خود حدیث سے ثابت ہے کہ "کذب" کے معنیٰ اس حدیث میں "توریہ" ہے نہ کہ جھوٹ۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زوجہ محترمہ کے متعلق فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں اور پھر اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ اس سرزمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی مؤمن نہیں ہے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ صـ۱۷۱)

یعنی میں نے تمہیں بہن اس نیت سے کہا ہے کہ تم میری دینی بہن ہو۔

حضرت سارہ یقیناً ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی بہن تھیں۔ اس ہی معنیٰ میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بہن کہا تھا لہٰذا وہ جھوٹ نہیں تھا بلکہ توریہ تھا۔ پوچھنے والے یہ سمجھے کہ وہ ان کی بہن ہیں، بیوی نہیں ہیں۔

فلسفۂ اخلاق اور جھوٹ

قتل انسانی بہت ہی مضموم فعل ہے لیکن یہی قتل جہاد اور قصاص میں محمود ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ لہٰذا قتل کی دو قسمیں ہوئیں: قتل محمود اور قتل مذموم۔ بالکل اسی طرح جھوٹ کی بھی دو قسمیں ہیں: کذب محمود اور کذب مذموم۔ ایسا جھوٹ جو فتنہ و فساد اور خونریزی کا خاتمہ کرے اس سچ سے یقیناً بہتر ہے جس کے نتیجہ میں فتنہ فساد پھیل جائے اور ہزاروں انسانوں کی جانیں ضائع ہو جائیں۔ وہ کونسا فلسفۂ اخلاق ہے جو اس جھوٹ کو برا کہے۔ جب حقیقی جھوٹ بھی بعض حالات میں محمود ہو سکتا ہے تو پھر توریہ ایسے حالات میں بدرجہ اولیٰ محمود ہوگا اور ایسے محمود فعل پر جو ابطال شرک، انسداد فساد اور حفاظت نفس کے لئے کیا جائے اعتراض لایعنی ہے۔

قرآن مجید اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توریے

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو توریوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور حدیث نبوی میں بھی۔ تیسرا توریہ صرف حدیث نبوی میں ہی ہے۔

پہلا توریہ

پہلا توریہ تو یہی ہے جو آیت زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے یعنی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ "بت توڑنے کا یہ کام بڑے بت نے کیا ہے" آیت زیر تفسیر سے جو نتیجہ نکلتا

ہے وہ بظاہر یہی ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (نعوذ باللہ من ذٰلک) خلافِ حقیقت بات کہی لیکن حدیث نے بتا دیا کہ وہ حقیقی جھوٹ نہیں تھا بلکہ توریہ تھا۔ حدیث نے قرآن مجید پر سے بھی اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سے بھی اعتراض کو دور کر دیا۔

بتوں کو توڑنے کے سلسلہ میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو توریہ کیا اس میں معلوم نہیں ان کی کیا نیت تھی۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں اس سلسلہ میں خاموش ہیں۔ حدیث نبوی سے بس اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ توریہ تھا، حقیقی جھوٹ نہیں تھا اور اعتراض دور کرنے کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کے توڑنے کے فعل کو بڑے بت کی طرف اس لئے منسوب کیا ہو کہ ان کی شکست وریخت کا اصلی سبب وہی تھا۔ نہ اس کی پوجا ہوتی اور نہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی پوجا کی تردید میں یہ کام انجام دیتے۔ بتوں کا توڑنا بھی شرک توڑ تھا اور بڑے بت کو ثابت چھوڑ کر توڑنے کے فعل کو اس طرف منسوب کرنا بھی شرک توڑ تھا۔

کسی فعل کو اصل سبب کی طرف منسوب کرنے کی ایک اور مثال ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے واقعات میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ (ابراھیم۔ ۳۶)

(ابراہیم نے کہا) اے میرے رب، ان بتوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس قول میں بیان کیا کہ بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا حالانکہ بت کسی کو گمراہ نہیں کرتے اور نہ وہ کر سکتے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ بہت سے لوگوں کے لئے گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ کیونکہ بت گمراہی کا اصل سبب ہیں لہذا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گمراہ کرنے کے فعل کو اصل سبب یعنی بتوں کی طرف منسوب کر دیا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو گمراہ کرنے والا نہیں بتایا بلکہ جس چیز کی وجہ سے گمراہی پھیل رہی تھی اسی چیز کو گمراہ کرنے والا قرار دیا، بالکل اسی طرح ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بت توڑنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ بت توڑے جانے کا جو اصل سبب تھا اسی کو بت توڑنے کے فعل کا فاعل قرار دیا۔

یہاں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ پوجا تو سب ہی بتوں کی ہوتی تھی لہذا وہ سب ہی اصل سبب قرار دیئے جا سکتے تھے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ایک ہی بت کی طرف اس فعل کو کیوں منسوب کیا۔ اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں مثلاً یہ کہ۔

① اس کا بڑا ہونا خود اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کی پوجا کو خاص اہمیت حاصل تھی یا یہ کہ ان کے عقیدے کے مطابق اس کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قدرت اور اقتدار حاصل تھا لہذا بتوں

کے توڑے جانے کے فعل میں سبب ہونے کے لحاظ سے اسی کو خاص اہمیت حاصل تھی لہذا بُت توڑنے کے فعل کو اس کی طرف منسوب کر دیا اور چھوٹے بتوں کو نظر انداز کر دیا۔

(۲) چھوٹے بت تو توڑے جا چکے تھے لہذا بڑے بت کے ساتھ ان کو بھی بت توڑے جانے کا فاعل قرار دینا بے معنی تھا یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو فاعل قرار نہیں دیا۔

دوسرا توریہ دوسرا توریہ مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ○ (الصّٰفّٰت - ۸۹)

(ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا میں بیمار ہوں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقتاً بیمار نہیں تھے۔ بیمار ہوتے ہوئے مندر میں جا کر بتوں کا توڑنا قرین قیاس نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ روحانی طور پر بیمار ہوں۔ اپنی قوم کے غم میں گھلے جا رہے ہوں اور اس روحانی رنج و غم کو انہوں نے اپنی بیماری قرار دیا ہو اور اسی بیماری کو ذہن میں رکھ کر توریہ کیا ہو۔ بہر حال قرآن مجید اس سلسلہ میں خاموش ہے کہ توریہ کرتے وقت ان کی کیا نیت تھی بلکہ قرآن عزیز تو یہ بھی نہیں بتاتا کہ وہ توریہ تھا قرآن مجید سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلاف حقیقت بیان تھا۔

تیسرا توریہ تیسرا توریہ صحیح بخاری کے حوالے سے گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے یعنی اپنی زوجہ محترمہ کو دینی بہن ہونے کی نیت سے بہن کہنا۔

الغرض دو توریے اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے تھے اور ایک توریہ شوہر ہونے کی وجہ سے رقابت کے خطرات سے بچنے کے لئے تھا اور یہ تینوں توریے محمود تھے۔ فَلِلّٰہِ الحمد۔

(نوٹ:۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفصل حالات کے لئے سورۃ ابراہیم کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے لوگو، بتوں کی پوجا نہ کیجئے اور نہ بتوں کی پوجا کے ذریعہ اپنے ان بزرگوں کی پوجا کیجئے جن کی طرف یہ بت منسوب ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ مخلوق میں سے کسی کی عبادت نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا لیجئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کی مصیبتوں کو دور فرمائے گا۔ وہ آگ کو گلزار کر سکتا ہے تو کیا وہ آپ کی مصیبت کو راحت میں تبدیل نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے لہذا آپ اس پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اس کے دین کی خدمت کیجئے اور انجام کو اس پر چھوڑ دیجئے۔

وَلُوطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ
نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ، اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ
فِيْ رَحْمَتِنَا ، اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ اور لوط کو ہم نے حکمت بھی دی اور علم بھی دیا اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس بستی والے خبیث کام کیا کرتے تھے، بے شک وہ (بہت) برے اور نافرمان لوگ تھے ﴿۷۴﴾ اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا، بے شک وہ نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۷۵﴾

معانی و مصادر (خَبٰٓئِثَ) خَبُثَ، يَخْبُثُ، خُبْثٌ و خَبَاثَةٌ (ك) خراب، نجس یا حرام ہونا (خَبِيْثٌ ۔ خَبِيْثَةٌ کی جمع۔ خبیث یا حرام چیزیں یا کام)۔ (سُوْٓءٌ) سَآءَ، يَسُوْءُ، سَوْءٌ وسَوَآءٌ (ن) برائی کرنا، برا ہونا (سُوْءٌ = برا، فساد، نظر کی کمزوری)۔

تفسیر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرے چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا۔ ان انبیآء کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ کفار کو تنبیہ ہو۔ وہ جان لیں کہ جس طرح ان انبیآء کے جھٹلانے والے تباہ و برباد کر دئے گئے اسی طرح ان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

اجمالی طور پر تو اللہ تعالیٰ پہلے اسی سورت میں انہیں تنبیہ کر چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(الانبیآء۔ ۴۱)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا تو جن لوگوں نے ان کا مذاق اڑایا تھا ان کو بالآخر اس عذاب نے آگھیرا جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اس اجمال کے بعد اللہ تعالیٰ نے تفصیلاً چند انبیآء کا ذکر فرمایا۔ پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور (فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ) میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھٹلانے والوں کے انجام کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ، اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ) اور (اے لوگو) ہم نے لوط کو حکمت بھی دی تھی اور علم بھی دیا تھا۔ (وہ اپنی بستی کے لوگوں کو سمجھاتے رہے لیکن بستی والوں نے ان کو جھٹلایا اور برے کام میں بدستور مشغول رہے۔ بالآخر جب ہمارا عذاب آیا تو) ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس بستی والے بُرا کام کیا کرتے تھے (لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام تو عذاب سے بچا لئے گئے لیکن بستی والے تباہ و برباد کر دئے گئے۔ اگر یہ کفار ایمان نہیں لائے تو وہی حشر ان کا بھی ہوگا جو لوط کی قوم کا ہوا) بے شک (لوط کی) قوم کے لوگ بہت برے اور بڑے نافرمان تھے (وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) بہرحال ہم نے لوط کو (کفار سے نجات دے کر) اپنی رحمت میں داخل کیا، وہ ہمارے (بڑے) نیک بندوں میں سے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، بُرے کاموں سے بچئے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہیئے۔

وَنُوحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ
مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) نوح (کا بھی تذکرہ کیجئے) جب ان (انبیآء کے مبعوث ہونے) سے (بہت) پہلے انہوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی (سخت) تکلیف سے نجات دی ﴿۷۶﴾ اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ہم نے ان کو مدد دی، بے شک وہ (یعنی نوح کے مخالفین) بُرے لوگ تھے لہذا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ﴿۷۷﴾

معانی ومصادر (کَرْبٌ) کَرَبَ، یَکْرُبُ، کَرْبٌ (ن) تنگ کرنا۔ مشقت میں ڈالنا۔

تفسیر انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کا ذکر جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ)

اور (اے رسول) نوح (کا بھی تذکرہ کیجئے) جب (ان انبیاء سے بہت) پہلے انہوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دعاء قبول کی اور ان کو اور ان کے اہل کو بڑی سخت) تکلیف سے نجات دی۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان انبیآء سے جن کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے بہت پہلے گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کی اصلاح میں بڑی محنت کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ○
(نوح ۔ ۵)

(نوح انہیں سمجھاتے رہے لیکن جب انہوں نے کسی طرح نہ مانا تو) کہنے لگے: اے میرے رب، میں اپنی قوم کو رات دن (حق کی) دعوت دیتا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ○
(نوح ۔ ۸ و ۹)

نوح نے کہا: میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی۔ میں نے ان کو ظاہر میں بھی سمجھایا اور پوشیدہ طور پر بھی سمجھایا۔

قوم نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سازشیں کیں اور آپ کو سخت تکلیفیں پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ○
(نوح ۔ ۲۲)

(نوح نے عرض کیا: اے میرے رب) انہوں نے (میرے خلاف) بڑی بڑی تدبیریں کیں۔

کفّار نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ○
(الشعرآء ۔ ۱۱۶)

(انہوں نے) کہا اے نوح، اگر تم باز نہیں آئے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔

بالآخر نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مصائب سے نجات پانے کے لئے دعاء کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ○ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○
(الشعرآء ۔ ۱۱۷ و ۱۱۸)

(نوح نے) کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے تو (اے میرے رب) میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مؤمنین میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○
(اقتربت الساعۃ۔ ۱۰)

(جب کافر کسی طرح باز نہیں آئے) تو نوح نے اپنے رب سے دعاء کی: میں مغلوب ہوں، تو ان سے بدلہ لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ، وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ○
(نوح۔ ۲۶ تا ۲۸)

نوح نے دعا کی: اے میرے رب، ان کافروں میں سے ایک کو بھی زمین میں آباد نہ رہنے دے (سب کو ہلاک کر دے) اگر تو انہیں (زندہ) چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور ان کی جو اولاد ہو گی وہ بھی بدکار اور ناشکر گزار ہی ہو گی۔ اے میرے رب مجھے بخش دے، میرے ماں باپ کو بخش دے جو شخص میرے گھر میں مؤمن بن کر داخل ہو اسے بخش دے اور (ان کے علاوہ) تمام مؤمنین اور مؤمنات کو بخش دے اور (اے میرے رب) ظالموں (کی کسی چیز) میں اضافہ نہ کر سوائے تباہی و بربادی کے۔

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور کافروں کو غرق کر دیا۔
آگے فرمایا (وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ) اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ہم نے نوح کو مدد دی۔ واقعی ان کی قوم کے لوگ بہت برے تھے لہٰذا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

عمل

اے ایمان والو، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آپ بھی تبلیغ کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور کافروں کو تباہ و برباد کر دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
(الروم۔ ۴۷)

اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ
فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ
غَنَمُ الْقَوْمِ، وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ
شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ،
وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ
سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ
يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ، وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾
وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ
لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ، فَهَلْ

اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) داؤد اور سلیمان (کا بھی تذکرہ کیجئے) جب وہ ایک کھیتی کے معاملہ میں جس کو (کچھ) لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی تھیں فیصلہ کر رہے تھے اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے ﴿۷۸﴾ پھر ہم نے (صحیح) فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اگرچہ ہم نے حکمت اور علم ان دونوں ہی کو عطاء کیا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو اور پرندوں کو داؤد کا تابع بنا دیا تھا، وہ بھی (داؤد کے ساتھ) تسبیح (و تقدیس) کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ کرنے والے ہم ہی تھے ﴿۷۹﴾ اور (اے لوگو) ہم نے داؤد کو (ایسا) لباس بنانا بھی سکھایا تھا (جو) تم کو لڑائی میں (دشمن کی زد سے) بچا سکے، تو (بتاؤ) کیا تم (اللہ کا) شکر ادا کرو گے یا نہیں ﴿۸۰﴾

معانی و مصادر (حَرْثٌ، حَرَثَ، یَحْرُثُ، حَرْثٌ (ن وض) ہل چلانا، کھیتی کرنا۔
(یَحْکُمٰنِ) حَکَمَ، یَحْکُمُ، حُکْمٌ وحُکُوْمَةٌ (ن) فیصلہ کرنا۔
(نَفَشَتْ) نَفَشَ، یَنْفُشُ، نَفْشٌ (ن، ض، س) رات کو بغیر چرواہے کے چرنا۔
(لَبُوْسٌ) لَبِسَ، یَلْبَسُ، لَبْسٌ (س) پہننا (لَبُوْسٌ = لباس)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ) اور (اے رسول) داؤد اور سلیمان (کے اس واقعہ کا بھی تذکرہ کیجئے) جب وہ ایک کھیتی (کے مقدمہ) میں جس کھیتی کو (کچھ) لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی تھیں فیصلہ کر رہے تھے اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے (فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ) پھر ہم نے (صحیح) فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اگرچہ ہم نے حکمت اور علم دونوں ہی کو دیا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا، وہ بھی (داؤد کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور (اسی طرح ہم نے) پرندوں کو بھی (ان کا تابع بنا دیا تھا) (وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ) اور (یہ سب کچھ) کرنے والے ہم تھے (داؤد پہاڑوں اور پرندوں کو اپنا تابع نہیں کر سکتے تھے۔ پہاڑوں کو اور پرندوں کو ان کا تابع بنانے والے ہم تھے اور ہم سب کچھ کر سکتے ہیں) (وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ) اور (اے لوگو) ہم نے داؤد کو (ایسا) لباس بنانا بھی سکھایا تھا (جو) تم کو لڑائی میں (دشمن کی زد سے) بچا سکے (فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ) (الغرض ہم نے تم پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں) تو بتاؤ کیا تم (ہمارا) شکر ادا کرو گے (یا نہیں)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین خصوصیات بیان کیں:۔

① پہاڑوں اور پرندوں کا ان کے تابع ہونا،
② پہاڑوں کا ان کے ساتھ تسبیح پڑھنا،
③ لڑائی کے لئے دفاعی ساز و سامان بنانا۔

ان خصوصیات کا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ، يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ، اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(سبا ۔ ۱۰ و ۱۱)

اور (اے رسول) ہم نے داؤد کو اپنے فضل سے نوازا تھا۔ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں سے کہا تھا: اے پہاڑو اور اے پرندو داؤد کے ساتھ تم بھی (ہماری طرف) رجوع کیا کرو (یعنی ہماری تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا کرو) اور ہم نے (داؤد پر یہ بھی فضل کیا کہ) ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ (پھر ہم نے ان سے کہا) کہ زرہیں بناؤ اور لوہے کی کڑیاں جوڑتے وقت اندازے سے کام لو اور (اے آل داؤد) نیک عمل کرتے رہو، جو کچھ تم کر رہے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ :۔

① پرندے بھی داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے،
② داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

نوٹ :۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مفصل حال اور فیصلہ کرنے کے جملہ آداب ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ صٓ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ زرہ بنانے کا علم عطاء فرمایا۔ آپ زرہ سے لڑائی میں اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس مالک حقیقی کا احسان ہے۔ آپ اس کے اس احسان اور جملہ احسانات کا شکر ادا کرتے رہیئے۔

مویشی کے متعلق جملہ احکامات

(۱) کسی دوسرے کی بکری یا گائے وغیرہ کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا یَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِیَةَ اَمْرِیءٍ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تُؤْتٰی مَشْرُبَتُهٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَیُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا یَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِیَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (صحیح بخاری کتاب اللقطة باب لا تحتلب ماشیة احد بغیر اذن جزء ۳ ص ۱۶۵ و صحیح مسلم کتاب اللقطة باب تحریم حلب المشیة بغیر اذن مالکها جزء ۲ ص ۶۶ و ۶۷)

کوئی شخص دوسرے کے جانور کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اس کے گودام میں آکر اس کے غلہ کا خزانہ توڑے اور غلہ لے کر چلا جائے۔ اسی طرح جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں تو کوئی شخص کسی دوسرے کا جانور بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے۔

(۲) اگر دودھ پینا ضروری ہو اور مویشی کا مالک موجود نہ ہو تو تین دفعہ آواز دے۔ اگر مویشی کا مالک مل جائے تو اجازت لے اگر مالک نہ ملے تو دودھ دوہ کر پی لے لیکن لے کر نہ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ عَلٰی مَاشِیَةٍ فَاِنْ کَانَ فِیْهَا صَاحِبُهَا فَلْیَسْتَاْذِنْهُ فَاِنْ اَذِنَ لَهٗ فَلْیَحْتَلِبْ وَلْیَشْرَبْ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهَا اَحَدٌ فَلْیُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَاِنْ اَجَابَهٗ اَحَدٌ فَلْیَسْتَاْذِنْهُ فَاِنْ لَّمْ یُجِبْهُ اَحَدٌ فَلْیَحْتَلِبْ وَلْیَشْرَبْ وَلَا یَحْمِلْ (رواہ الترمذی وصححه فی ابواب البیوع باب ما جاء فی احتلاب المواشی بغیر اذن الارباب جزء اول ص ۲۰۴)

جب تم میں سے کوئی مویشی کے کسی ریوڑ میں جائے تو اگر اس کا مالک ہو تو اس سے اجازت لے کر دودھ دوہے اور پی لے اور اگر مالک موجود نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دے۔ اگر کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو دودھ دوہ لے اور پی لے، لیکن ساتھ لے کر نہ جائے۔

(۳) مویشی اگر کسی کو زخمی کر دے تو مالک پر کوئی تاوان نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْعَجْمَآءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فی الرکاز الخمس جزء۲ ص۱۵۹ و صحیح مسلم کتاب الحدود باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار جزء۲ ص۵۹ واللفظ لمسلم)۔

جانور سے جو زخم پہنچے اس کا کوئی بدلہ نہیں۔

④ دن کے وقت باغ، کھیتی وغیرہ کے مالک کو چاہئے کہ مویشی سے اپنے باغ، کھیت وغیرہ کی حفاظت کرے۔ اگر رات کے وقت مویشی کسی کے باغ، کھیت وغیرہ کو نقصان پہنچائے تو مویشی کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَّ عَلٰی اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَاَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِیْ بِاللَّیْلِ ضَامِنٌ عَلٰی اَهْلِهَا۔ (موطا امام مالک کتاب الاقضیۃ باب القضاء فی الضواری والحریسۃ ص۳۱۲ وسندہٗ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء۳ ص۷۹ تا ص۸۱)

باغ کی حفاظت دن کو باغ والے کے ذمہ ہے۔ اگر رات کو کسی کا جانور باغ میں جا کر نقصان کرے تو اس کا تاوان جانور کے مالک پر ہوگا۔

⑤ اگر کسی کے پاس مویشی ہو تو اس کا حق ادا کرے یعنی زکوٰۃ ادا کرے گیا بھن کرنے کے لئے عاریۃً دے۔ ڈول عاریۃً دے۔ کسی کو دودھ پینے کے لئے عاریۃً دے، اور اللہ کے راستہ میں سواری کے لئے (عاریۃً) دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا یُؤَدِّیْ حَقَّهَآ اِلَّآ اُقْعِدَ لَهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهٗ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهٗ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَیْسَ فِیْهَا یَوْمَئِذٍ جَمَّآءُ وَلَا مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِیْحَتُهَا وَحَلْبُهَا عَلَی الْمَآءِ وَحَمْلٌ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ

جو اونٹ والا اور گائے والا اور بکری والا اُن کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ قیامت کے دن زمین پر بٹھایا جائے گا اور کھُروں والا جانور اس کو اپنے کھُروں سے روندے گا، سینگوں والا جانور اُسے اپنے سینگوں سے مارے گا۔ اس دن کوئی جانور بغیر سینگ کا نہ ہوگا، نہ کوئی سینگ ٹوٹا۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے زکوٰۃ جست کرانے کیلئے دینا، اس کے ڈول کو عاریۃً دینا،

جزء اول ص۳۹۶)

اور اس کو دودھ پینے کے لئے (کسی غریب کو) عاریۃً دینا اور جب پانی پلانے کے لئے لے جائے تو اس کا دودھ دوہ کر (غریبوں کو پلانا) اور اللہ کی راہ میں سواری اور باربرداری کے لئے (عاریۃً) دینا۔

⑥ نرکو مادہ کے گابھن کرنے کے لئے دے تو اس کی اجرت نہ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ (صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب عسب الفحل جزء ۳ ص۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کو مادہ کے گابھن کرنے کے لئے دینے کی اجرت لینے سے منع فرمایا۔

⑦ اگر کوئی جانور رہن ہو تو اس کو کھلانے پلانے کے عوض اس کا دودھ پی سکتا ہے اور سواری کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔ (صحیح بخاری کتاب الرھن باب الرھن مرکوب ومحلوب جزء ۳ ص۱۸۷)

گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدلے سواری کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروی ہو تو خرچ کے بدلے اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیئے وہی اس کا خرچ اٹھائے۔

⑧ جب سورج غروب ہو تو مویشی کو باندھ دے۔ کھلا نہ چھوڑے جب تک رات گہری نہ ہو جائے اس لئے کہ مغرب کے وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَآءِ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْبَعِثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَآءِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ) (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب الامر بتغطیۃ الاناء وایکاء السقاء جزء ۲ ص۲۰۵)

جب سورج غروب ہو تو اپنے جانوروں کو اور اپنے بچوں کو نہ چھوڑو یہاں تک کہ شام کی تاریکی جاتی رہے کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو شیطان گھومتے رہتے ہیں جب تک شام کی تاریکی نہ چلی جائے۔

⑨ نرجانور کو خصّی نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ صَبْرِ ذِی الرُّوْحِ وَعَنْ اِخْصَاءِ الْبَہَائِمِ نَہْیًا شَدِیْدًا (رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح۔ مجمع الزوائد جزء ۵ ص۲۶۵ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح کو باندھ کر تیر اندازی کرنے اور جانوروں کو خصّی کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

⑩ کسی جانور کو بے ضرورت قتل نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ ..... یَقْتُلُ دَآبَّۃً عَبَثًا (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۱۸۲)

اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی چوپایہ کو بے ضرورت قتل کیا جائے۔

⑪ جب کسی جانور کو مارے یا ذبح کرے تو اچھی طرح مارے یا ذبح کرے۔ جانور کو تکلیف نہ پہنچائے۔ ذبح کرتے وقت چھری تیز کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ فَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ (صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح جزء ۲ ص۱۷۷)

اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، چھری کو تیز کرلو اور اپنے جانور کو آرام پہنچاؤ۔

⑫ چھری کو جانور کے لٹانے سے پہلے تیز کرلے، اس کے سامنے تیز نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا اَضْجَعَ شَاۃً یُرِیْدُ اَنْ یَّذْبَحَہَا وَھُوَ یُحِدُّ شَفْرَتَہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبَیْہَقِیِّ وَھِیَ تَلْحَظُ اِلَیْہِ بِبَصَرِھَا) فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَہَا مَوْتَاتٍ ھَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَکَ قَبْلَ اَنْ تُضْجِعَہَا۔

ایک شخص نے ایک بکری کو لٹایا، وہ چاہتا تھا کہ اسے ذبح کرے۔ لٹانے کے بعد وہ اپنی چھری تیز کرنے لگا۔ وہ بکری اسے دیکھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے، تو نے

(رواہ الحاکم فی کتاب الاضاحی باب لتحد الشفرۃ قبل اضجاع الاضحیۃ وسندہ صحیح المستدرک جزء۴ ص۲۳۱ ورواہ البیہقی فی کتاب الضحایا باب الزکوٰۃ بالحدید جزء۹ ص۲۸۰ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء اول ص۳۲)

اسے لٹانے سے پہلے چھری کو تیز کیوں نہ کیا۔

(۱۳) جب کوئی نیا جانور خرید کر لائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر مندرجہ ذیل دعاء پڑھے اور برکت کی دعاء کرے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس خیر کو طلب کرتا ہوں جس خیر پر تو نے اسے پیدا کیا ہے اور میں اس کی بُرائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

اگر اونٹ کو خریدے تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑ کر مندرجہ بالا دعاء پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَفَادَ اَحَدُکُمُ الْجَارِیَۃَ اَوِ الْمَرْاَۃَ اَوِ الدَّآبَّۃَ فَلْیَاْخُذْ بِنَاصِیَتِھَا وَلْیَدْعُ بِالْبَرَکَۃِ وَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَ (وفی روایۃ ابن ماجۃ جَبَلْتَھَا) عَلَیْہِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ (وفی روایۃ ابن ماجۃ جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَلْیَدْعُ بِالْبَرَکَۃِ) وَاِنْ کَانَ بَعِیْرًا فَلْیَاْخُذْ بِذِرْوَۃِ سَنَامِہٖ (رواہ الحاکم کتاب النکاح باب الدعاء لمن افاد جاریۃ۔ المستدرک جزء۲ ص۱۸۵ ورواہ ابن ماجۃ فی کتاب البیوع باب شراء الرقیق جزء۲ ص۳۳ وسندہٗ صحیح واللفظ للحاکم)۔

جب تم میں سے کوئی شخص لونڈی، عورت یا جانور لے کر آئے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھے (یعنی وہ دعاء جو اوپر مذکور ہوئی) اور برکت کی دعاء کرے۔ اگر وہ جانور اونٹ ہو تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑ کر مندرجہ بالا دعاء پڑھے۔

(۱۴) جانور کے منہ پر نہ مارے اور نہ جانور کے منہ پر داغ دے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجهه ۲/۲۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے سے اور منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان و وجهه جزء ۲ ص ۲۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک گدھا گذرا جس کے منہ پر داغ دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا لعنت کرے اللہ اس پر جس نے اس کو داغا۔

(۱۵) جانور کے ناک، کان وغیرہ نہ کاٹے۔

حضرت عبداللہ بن یزید کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب مایکرہ من المثلة جزء ۷ ص ۱۲۲)

آپ نے لوٹ مار کرنے اور ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔

(۱۶) کسی جانور کو باندھ کر (تیر، گولی وغیرہ سے) قتل نہ کرے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں:۔

فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ۔ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب مایکرہ من المثلة جزء ۷ ص ۱۲۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ چوپایہ وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(۱۷) جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو جانوروں (پر بھی رحم کرنے) میں

أَجْرٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم جزء ۸ ص۱۱)

ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہر تازہ جگر والے کے ساتھ (نیکی کرنے کا) ثواب ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ
بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا
فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝۸۱
وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ
لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ
وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝۸۲

ترجمہ اور تیز ہوا کو ہم نے سلیمان کا تابع بنا دیا تھا، وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے (برڑی) برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز سے باخبر تھے (۸۱) اور ہم نے شیاطین کو بھی ان کا تابع کر دیا تھا جو ان کے لئے (سمندروں میں) غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ اور بھی کام انجام دیتے تھے اور ان کی نگرانی ہم کرتے تھے (۸۲)

معانی و مصادر (عَاصِفَةً) عَصَفَ، يَعْصِفُ، عَصْفٌ و عُصُوْفٌ (ض) تیز ہونا، جلدی کرنا (عَاصِفَةً = تیز ہوا، آندھی)۔
(تَجْرِيْ) جَرَى، يَجْرِيْ، جَرْيٌ وجِرْيَةٌ وجَرَيَانٌ (ض) بہنا۔
(يَغُوْصُوْنَ) غَاصَ، يَغُوْصُ، غَوْصٌ وغِيَاصٌ وغِيَاصَةٌ ومَغَاصٌ (ن) غوطہ لگانا۔

تفسیر انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً) اور (اے رسول) ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کا (تابع) بنا دیا تھا (تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا) وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس سرزمین میں ہم نے (بڑی) برکت رکھی تھی (وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ) اور ہم ہر چیز سے واقف تھے (سلیمان کی سلطنت میں جو کچھ ہو رہا تھا، ہمیں ان تمام باتوں کا علم تھا۔ کسی چیز کا علم ہم سے پوشیدہ نہ تھا) (وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ) اور (اے رسول) ہم نے شیاطین کو بھی سلیمان کا تابع کر دیا تھا جو ان کے لئے (سمندروں میں) غوطے لگاتے تھے (وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ) اور اس کے علاوہ وہ اور بھی کام کرتے تھے اور ہم ان (شیاطین) کی نگرانی کرتے تھے (لہٰذا وہ سلیمان کے احکام سے سرتابی نہیں کر سکتے تھے)۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض خصوصیات سے نوازا تھا۔ ان میں سے پہلی خصوصیت یہ تھی کہ تیز ہوا کو ان کا تابع کر دیا تھا۔ وہ ان کے حکم سے چلتی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ○ (صٓ۔ ۳۶)

پھر ہم نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا، وہ جہاں جانا چاہتے ہوا ان کے حکم سے بڑی نرمی کے ساتھ چلتی۔

سورۂ صٓ کی مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاں چاہتے تھے ہوا ان کو لے جاتی تھی۔ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برکت والی زمین کی طرف لے جایا کرتی تھی۔ سورۂ صٓ کی آیت میں عموم ہے، آیت زیر تفسیر میں خصوص ہے یعنی سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصیت کے ساتھ ارض مبارک کا سفر ہوا پر کرتے تھے اگرچہ کبھی کبھی دوسرے مقامات کے لئے بھی ہوا پر سفر کر لیا کرتے تھے۔ ارض مبارک سے وہ سرزمین مراد ہے جس سرزمین میں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ (بنیٓ اسرآءیل۔ ۱)

پاک ہے (وہ اللہ) جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اردگرد (کے علاقہ) کو ہم نے (بڑی) برکتوں سے نوازا ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں، بیشک اللہ

سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

الغرض سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد اقصیٰ کے لئے بار بار سفر کرتے ہوں گے۔ دوسرے مقامات کے لئے شاذ و نادر سفر کرتے ہوں گے۔

دوسری خصوصیت جو آیت زیر تفسیر میں بیان ہوئی ہے یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین یعنی جنّات کو ان کا تابع کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ، وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ، اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ، وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○

(سبا ۔ ۱۲ و ۱۳)

اور جنّات (کو بھی ان کا تابع کر دیا تھا) جو اپنے رب کے حکم سے سلیمان کے سامنے (مختلف) کام انجام دیا کرتے تھے اور (ہم نے انہیں خبردار کر دیا تھا کہ) ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم (کی تعمیل) سے انحراف کرے گا اس کو ہم دہکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ وہ جنات جو کچھ سلیمان (بنوانا) چاہتے سلیمان کے لئے بناتے (مثلاً) محرابیں، مجسمے (اتنے بڑے بڑے) لگن جیسے حوض اور (اتنی بڑی بڑی) دیگیں جو اپنی جگہ سے نہ ہلیں، (پھر ہم نے آلِ داؤد سے کہا کہ) اے آلِ داؤد (ان نعمتوں کا) شکر ادا کرنے کے لئے عمل کرو اور (اے رسول) میرے بندوں میں شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

جنّات جو کام کرتے تھے ان آیات میں ان کی قدرے تفصیل ہے۔ یہ آیات گویا آیت زیر تفسیر کے الفاظ (وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ) کی تفسیر ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ○ وَاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○

(صٓ ۔ ۳۷ و ۳۸)

اور (ایسے تمام) شیاطین کو (ہم نے ان کے لئے مسخّر کر دیا) جو بڑے (عمدہ) معمار اور بہت اچھے غوطہ خور تھے۔ اور (ان کے علاوہ) دوسرے (شیاطین کو بھی ان کے لئے مسخّر کر دیا تھا) جو (ان کے سامنے) زنجیروں میں

یں جکڑے رہتے تھے۔

الغرض آیات زیر تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے اور کفار مکہ کو ایک قسم کی تنبیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تیز آندھی کو مسخر اور جنات جیسی سرکش مخلوق کو مغلوب کر کے اپنے نبی کا تابع کر سکتا ہے تو وہ یقیناً کفار مکہ کو بھی مغلوب و مقہور کر سکتا ہے۔ کفار مکہ اگر کفر و سرکشی سے باز نہ آئے تو ایک نہ ایک دن وہ مقہور ہوں گے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو مغلوب و مقہور کر کے آپ کا تابع کر سکتا ہے۔ جلد بازی نہ کیجئے۔ استقامت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی مدد کے منتظر رہیئے۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ
مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا
مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ
وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ
كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ
فِيْ رَحْمَتِنَا ، اِنَّهُمْ مِّنَ

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ
ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ
لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى
الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
سُبْحٰنَكَ ، اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ
نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ، وَكَذٰلِكَ
نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ
اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ

فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ
يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ
اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ
وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا
وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْٓ
اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا
مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ
اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ایوب (کا تذکرہ کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا (اور اس طرح دعاء کی) کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (مجھ پر رحم فرما) (۸۳) تو ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور جو بیماری ان کو تھی اسے دور کر دیا اور انہیں ان کے بیوی بچے عطاء کئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی (بیوی بچے) اور عطاء کئے، یہ ہماری طرف سے ایک مہربانی اور عبادت کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت تھی (۸۴) اور (اے رسول) اسمٰعیل، ادریس اور ذوالکفل (کا بھی تذکرہ کیجئے) یہ سب صابر (بندے) تھے (۸۵) ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تھا اور بلاشبہ وہ صالحین میں سے تھے (۸۶) اور (اے رسول) ذوالنون (کا تذکرہ بھی کیجئے) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں (اپنی بستی سے) چل دیئے تو انہیں (ہمارے متعلق) یہ (حسن) ظن تھا کہ ہم اس طرح حکم الٰہی کے بغیر چلے جانے پر ان کی گرفت نہیں کریں گے (لیکن ہم نے گرفت کر لی، ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ سمندر کی تاریکیوں میں چلی گئی) پھر ان تاریکیوں میں انہوں نے (ہمیں) پکارا کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے تیرے، تو پاک و بے عیب ہے، بے شک میں ہی خطاوار ہوں (کہ تیرے حکم کا انتظار نہیں کیا اور محض حسن ظن کی بناء پر وہاں سے چل دیا) (۸۷) پھر ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کو غم (و اندوہ) سے نجات بخشی اور مؤمنین کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (۸۸) اور (اے رسول) زکریا کا بھی تذکرہ کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب، مجھے لاوارث نہ چھوڑ، ویسے تو تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے (۸۹) ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کو یحییٰ بیٹا عنایت کیا اور (اس مقصد کے لئے) ان کے لئے ان کی بیوی کی اصلاح کر دی، یہ سب لوگ نیکیاں کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے، امید اور خوف کے ساتھ ہمیں پکارتے رہتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی (کا اظہار) کیا کرتے تھے (۹۰) اور (اے رسول، مریم کا بھی تذکرہ کیجئے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، پھر ہم نے ان (کے جسم) میں اپنی روح پھونک دی (اور ان کو ایک بیٹا عنایت کیا) اور (اسی طرح) مریم کو اور ان کے بیٹے کو ہم نے اہل عالم کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنا دیا (۹۱)

معانی و مصادر (ضُرٌّ) ضَرَّ، یَضُرُّ ضُرٌّ و ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضُرٌّ = نقصان)۔
(نَقْدِرُ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ و قَدَرٌ (ض) تنگ کرنا، گرفت کرنا۔
(مُغَاضِبًا) غَاضَبَ، یُغَاضِبُ، مُغَاضَبَةٌ (باب مفاعلہ) غصہ دلانا، ایک دوسرے کو ناراض کرنا۔
(غَمٌّ) غَمَّ، یَغُمُّ، غَمٌّ (ن) ڈھانکنا، غمگین کرنا۔
(تَذَرُ) وَذَرَ، یَذَرُ، وِذْرٌ (ف) چھوڑنا۔

نوٹ:۔ یَذَرُ اصل میں یَوْذَرُ تھا اس میں سے واو کو خلاف قیاس (یعنی بغیر کسی قاعدے کے) حذف کر دیا گیا ہے۔

(رَغَبٌ) رَغِبَ، یَرْغَبُ، رُغْبٌ، رَغْبَةٌ (س) ارادہ اور رغبت کرنا۔

نوٹ:۔ اس فعل کے بعد اگر عَنْ لگا دیا جائے تو اس کے معنی ہوں گے: اعراض کرنا۔

رَغِبَ، یَرْغَبُ، رَغَبٌ ورُغْبٰی ورُغْبَةٌ ورَغْبَةٌ ورَغَبَانٌ ورَغْبَاءٌ (س) دعاء و تضرع کرنا۔

(رَهَبٌ) رَهِبَ، یَرْهَبُ، رُهْبٌ ورَهَبٌ ورَهْبَةٌ ورُهْبَانٌ ورَهَبَانٌ (س) ڈرنا۔

(خٰشِعِیْنَ) خَشَعَ، یَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) جھکانا، جھکنا، عاجزی کرنا۔

(فَرْدًا) فَرَدَ، یَفْرُدُ، فُرُوْدٌ (ن) اکیلا ہونا (فَرْدٌ = ایک)۔

(وَارِثِیْنَ) وَرِثَ، یَرِثُ، وِرْثٌ وإِرْثٌ وإِرْثَةٌ ووَرَاثَةٌ ورِثَةٌ وتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔

تفسیر انبیاء علیہم السلام کا ذکر جمیل جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مزید چند انبیاء کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ) اور اے رسول، ایوب (کی اس حالت کو بھی یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا (اور اس طرح دعاء کی) کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (مجھ پر رحم فرما) (فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ) تو ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور جو بیماری ان کو تھی اسے دور کر دیا (وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ) اور انہیں ان کے بیوی بچے عطاء کئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی بیوی بچے مزید عطاء فرمائے۔

اس سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ، اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ، هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا

(صٓ - ۴۱ تا ۴۳)

اور (اے رسول) ہمارے بندے ایوب (کا بھی ذکر کیجئے اور وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا (اور کہا کہ) شیطان نے مجھے بیماری اور تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے (تو مجھ پر رحم فرما۔ ہم نے کہا) زمین پر اپنا پیر مارو (انہوں نے اپنا پیر مارا تو ایک چشمہ نکل آیا، ہم نے کہا) یہ (تمہارے) نہانے اور پینے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے۔ پھر ہم نے ان کو ان کے اہل (وعیال) عطاء کئے اور ان

کے ساتھ اتنے ہی اہل وعیال اور عطاء کیئے یہ (ہماری طرف سے) ان کے لئے رحمت تھی۔

آگے فرمایا (رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ) (ایوب کی دعاء کو ہم نے شرف قبولیت بخشا، انہیں تندرست کیا، انہیں ان کے اہل وعیال عطاء کئے اور انہی کے مثل اہل وعیال مزید عطاء کئے، یہ سب کچھ ان پر) ہماری طرف سے فضل وکرم تھا اور عبادت کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت تھی (اور ایک سبق تھا تاکہ وہ بھی ایوب کی طرح صبر وشکر کے ساتھ تمام مصائب کو برداشت کریں، آزمائش میں پورے اتریں اور بدستور عبادت کرتے رہیں تو ان پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمت اور فضل وکرم کی بارش ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ○ (صٓ - ۴۳)

پھر ہم نے ان کو ان کے اہل (وعیال) عطاء کئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور عطاء کئے یہ (ہماری طرف سے) ان کے لئے (رحمت) تھی اور عقل والوں کے لئے نصیحت۔

اس آیت میں بھی اس رحمت کا ذکر ہے جو ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کی گئی اور اس سبق کا بھی ذکر ہے جو ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس واقعہ نے عابدین کے لئے چھوڑا البتہ سورۂ صٓ کی اس آیت میں بجائے "عابدین" کے "اہل عقل" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو لفظ "عابدین" کی گویا تفسیر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عابدین ہی درحقیقت اہل عقل ہوتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے اپنی آخرت کو نہ سدھارے وہ عقل مند کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی بے عقل ہے کہ فانی زندگی کی خاطر باقی رہنے والی زندگی کو خراب کر رہا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ) اور (اے رسول) اسمٰعیل، ادریس اور ذوالکفل (کے حالات) کو بھی (یاد کیجئے) یہ سب صبر کرنے والے (بندے) تھے (وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا (ان پر فضل وکرم کی بارش کی)، وہ (سب) صالح لوگوں میں سے تھے (وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ) اور (اے رسول) مچھلی والے (نبی یعنی یونس کے حالات) کو بھی یاد کیجئے جب کہ وہ (اپنی قوم سے) خفگی اور نفرت کے عالم میں جدا ہو کر (اپنی بستی سے) چل دئے تو (اس وقت) انہیں (ہمارے متعلق) یہ (حسن) ظن تھا کہ (اس طرح بغیر ہماری اجازت کے بستی چھوڑ دینے پر) ہم ان کی گرفت نہیں کریں گے (لیکن کیونکہ) انہوں نے ہماری اجازت کا انتظار نہیں کیا

ہم نے گرفت کر ہی لی۔ ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ ان کو اپنے پیٹ میں لے کر سمندر کی تاریکیوں میں چلی گئی) (فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، سُبْحٰنَكَ، اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) پھر ان تاریکیوں میں انہوں نے (ہمیں) پکارا (اور اس طرح دعاء کی) کہ (اے اللہ) کوئی الٰہ (و مشکل کشا) نہیں سوائے تیرے (تو ہی میری مشکل کو دُور کر سکتا ہے) تو پاک اور بے عیب ہے (غلطی میری ہی ہے کہ میں نے اجازت کا انتظار نہیں کیا) یقیناً میں ظالموں میں سے ہوں (کہ میں نے بغیر اجازت بستی چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور تجھے ناراض کر کے خطاواروں میں سے ہو گیا، مجھے معاف فرما (فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ) (جب انہوں نے اس طرح دعاء کی) تو ہم نے ان کی دعاء قبول کر لی اور ان کو اس غم والم سے نجات دی (وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ) اور ہم مؤمنین کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (جو مؤمن بھی اپنی غلطی کا اعتراف کر لے اور ہم سے معافی مانگے تو ہم اسے معاف کر دیا کرتے ہیں اور اس غلطی کی وجہ سے آنے والی مصیبت کو دور کر دیا کرتے ہیں)۔

یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس واقعہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ○ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ○ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ○ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ○ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ○ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ○ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ○

(الصّٰفّٰت - ۳۹: تا ۱۴۸)

اور (اے رسول) یونس بھی رسولوں میں سے تھے (اور وہ وقت یاد کیجئے) جب وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے (کشتی والوں نے) قرعہ ڈالا۔ (قرعہ میں ان کا نام نکلا) لہٰذا وہ (سمندر میں) ڈال دئے گئے۔ پھر ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ اس وقت اپنے کو بڑی ملامت کر رہے تھے۔ پھر اگر وہ (اللہ کی) پاکی بیان نہ کرتے تو اس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن تمام لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ پھر ہم نے ان کو ایک کھلے میدان میں ڈال دیا اور وہ (اس وقت) بیمار تھے۔ پھر ہم نے ان پر کدو کی ایک بیل اگا دی۔ اور ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے (دنیا میں) ان کو ایک وقت (مقررہ) تک فائدہ (اٹھانے کا موقع) دیا۔

جن الفاظ میں یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معافی کی درخواست کی ان الفاظ میں دعاء کی قبولیت کی بڑی تاثیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ (رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما جاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۵۰۶ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۳ ص۲۴۱)

(حضرت) ذوالنون کی دعاء جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ایسی ہے کہ جو کوئی مسلم اس کے ذریعہ دعاء کرے تو اللہ اس کی دعاء قبول کرتا ہے اور وہ دعاء یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ، اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی نہیں کوئی الٰہ سوائے تیرے، تو پاک ہے، بے شک میں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

آگے فرمایا (وَزَكَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ) اور (اے رسول) زکریا (کے حالات کو بھی یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: اے میرے رب مجھے لاوارث نہ چھوڑ، ویسے تو تُو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے (اب بھی تو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے، میرے بعد بھی کرے گا)۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے بھی تدبیر ضرور کرتا ہے اور اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے لہٰذا دین کی حفاظت کے لئے جو تدبیر حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کر سکتے تھے وہ یہی تھی کہ ان کے ہاں ایک بیٹا تولد ہو، وہ اس کی صحیح تربیت کریں اور وہ پھر بڑا ہو کر دین کی حفاظت کے فرائض سنبھالے لیکن لڑکے کی ولادت ان کے اختیار میں نہیں تھی لہٰذا انہوں نے عاجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ مجھے ایک نیک فرزند عطاء فرما۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ○ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ○ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ

یہ آپ کے رب کی اس مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی جب زکریا نے خفی آواز سے اپنے رب کو پکارا۔ انہوں نے کہا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا ہے اور اے میرے رب میں تجھ سے دعاء کر کے

وَلِيًّا ○ يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○
(مریم - ۲تا۶)

کبھی محروم نہیں رہا۔ میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں، میری بیوی بانجھ ہے تو اپنی بارگاہ سے مجھے ایک وارث عطاء فرما جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اُسے (اپنا) محب بنا۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے۔ ہر نیک آدمی چاہتا ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو۔ اس کے مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہے اور اس کے لئے باقیات الصالحات ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس طرح دعاء کرتے ہیں:۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○
(الفرقان - ۷۴)

اے ہمارے رب، ہماری بیویوں اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہمیں متقیوں کا پیشرو بنا دے۔

الغرض یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ دین کا اصل محافظ تو اللہ تعالیٰ ہے اور وہ حفاظت کرنے کے لئے کافی بھی ہے تاہم وہ اپنے نیک بندوں سے ہی یہ کام لیا کرتا ہے لہذا حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ کیوں نہ یہ سعادت ان کی اولاد کے حصہ میں آئے اور بعد الممات ان کے لئے بھی ذریعہ اجر و ثواب بنے۔ انہوں نے بیٹے کے لئے دعاء کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعاء قبول فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ) ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی، ان کی بیوی کی اصلاح کی (ان کے بانجھ پن کو دور فرمایا) اور زکریا کو ایک بیٹا عنایت فرمایا جس کا نام یحییٰ تھا۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت دنیا کی دولت نہیں تھی اور نہ انبیاء علیہم السلام کو کبھی دولت کا فکر ہوتا ہے۔ ان کی سوچ، ان کا فکر بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جب موت کا وقت قریب ہو تو وہ دنیا میں اپنا دل لگائیں۔ مزید برآں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ دولتمند تھے کہ انہیں اس کی وراثت کے سلسلہ میں کوئی خواہش ہوتی اور اگر دولت مند بھی ہوتے تو وہ جانتے تھے کہ دنیوی مال و دولت کے سلسلہ میں انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا لہذا اگر بیٹا ہو بھی گیا تو وہ ان کے مال کا وارث نہیں ہوگا۔ ان کا متروکہ مال سب فی سبیل اللہ صدقہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ (صحیح بخاری)

ہمارا (یعنی انبیاء کا) کوئی وارث نہیں ہوتا

کتاب الفرائض باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ جزء ۸ ص۱۸۵ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ جزء ۲ ص۸۱)

ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

ایسی صورت میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیوی مال و دولت کے لئے وارث چاہتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کی وراثت تو اللہ تعالیٰ کا دین ہوتا ہے اور اسی دین کی وراثت کا حضرت زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے فکر کو دور کر دیا اور یحییٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو دین کا وارث بنا دیا۔

آگے فرمایا (اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ) یہ تمام انبیاء (جن کا اوپر ذکر ہوا) سب نیکیاں کرنے میں جلدی کرتے تھے، امید و خوف کے ساتھ ہمیں پکارتے تھے (انہیں بخشش کی امید بھی تھی اور عذاب الٰہی کا خوف بھی دامنگیر رہا کرتا تھا نہ وہ رحمت الٰہی سے مایوس تھے اور نہ عذاب الٰہی سے بے خوف تھے)۔

ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جو کیفیت بتائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

(بنی اسرآءیل۔ ۵۷)

یہ لوگ جن کو (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب سے (اور زیادہ) قریب کر دے، (پھر وہ اس بات پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ) ان میں سے کون (اللہ کا) زیادہ مقرب ہوا۔ وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) اور (اے رسول) (مریم کے حالات) کو (بھی یاد کیجئے) جنہوں نے اپنی عصمت کی

حفاظت کی، ہم نے ان (کے جسم) میں اپنی روح پھونک دی (اور ان کو ایک بیٹا عنایت کیا اور اس طرح ہم نے ان کو اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔

حضرت مریم بغیر شوہر کے حاملہ ہوئیں اور ان کے فرزند حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام گہوارے میں بولے۔ یہ دونوں واقعے فطری قانون کے خلاف تھے لہذا قدرت کی نشانیاں بن گئے۔ ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام کی قدرت ہے۔ وہ فطری وسائل کے بغیر بھی اپنے کام انجام دے سکتا ہے۔

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام اور حضرت مریم کے حالات کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اے رسول، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام کے مصائب و آلام، رنج و غم، فکر و پریشانی کو معجزانہ طور پر یا ان انبیاء علیہم السلام کی جدوجہد کے ذریعے دور فرمایا وہ آپ کے مصائب و آلام کو بھی دور کر سکتا ہے اور آپ کے دشمنوں کو بھی مغلوب و مقہور کر سکتا ہے آپ اطمینان اور استقامت کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھیں اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

عمل

اے ایمان والو، مصائب و آلام، کفار کے مظالم و ایذا دہی سے نہ گھبرائیے۔ استقامت کے ساتھ دین کے فروغ کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھئے۔ آپ کی کامیابی اسی میں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جدوجہد کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(التوبۃ - ۷۲)

مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہری جاری ہیں اور دائمی (سرسبز و شاداب رہنے والے) باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ بھی کیا ہے (وہاں اللہ ان سے راضی ہو گا) اور اللہ کی رضاء تو سب سے بڑی (نعمت) ہے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا
أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا
رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ
الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا لَهٗ
كَاتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

ترجمہ (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے (لہذا تم آپس میں فرقے فرقے نہ بنو) اور میں ہی تمہارا (واحد) رب ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو ﴿۹۲﴾ لیکن (اے رسول، یہ ایک جماعت نہ رہ سکے) انہوں نے (اختلاف کیا اور) آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے بالآخر) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں ﴿۹۳﴾ پھر ہم اس فرقہ بندی کا مزا انہیں چکھائیں گے، جو شخص نیک عمل کرے اور وہ مؤمن بھی ہو تو اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کے لئے (اس کے اعمال) کو

لکھ رہے ہیں (۹۴)

معانی ومصادر (تَقَطَّعُوْا) تَقَطَّعَ، یَتَقَطَّعُ، تَقَطُّعٌ (باب تفعل) کاٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو (اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ) یہ تمہاری امت ایک امت ہے (تم سب ایک جماعت ہو) اور میں تم سب کا (واحد) رب ہوں لہذا بس میری ہی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، لہذا تمام انسانوں کو بھی ایک ہونا چاہئے۔ وہ سب کا رب ہے اور اس کی ربوبیت کا یہ رشتہ تمام انسانوں میں مشترک ہے گویا تمام انسان ایک رشتہ میں منسلک ہیں لہذا ان کو متفرق ومختلف نہیں ہونا چاہئے بلکہ ایک جماعت بن کر رہنا چاہئے اور اس کا ذریعہ یہ ہے کہ بس اللہ اکیلے کی عبادت واطاعت کی جائے۔ جب معبود، حاکم اور مطاع ایک ہوگا تو لازماً اس کے عابد ومحکوم بھی ایک ہوں گے۔ جب معبود، حاکم اور مطاع متعدد ہوں گے تو انسان بھی متعدد فرقوں میں بٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو اکیلا معبود، حاکم اور مطاع مان لینے کے معنی یہ ہیں کہ بس اسی کے حکم پر اور اسی کے ضابطہ پر چلا جائے۔

اللہ تعالےٰ کے اس ضابطہ کا نام دین ہے۔ دین ہمیشہ ایک ہی رہا ہے یعنی دین ہمیشہ وہی رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ ص ۲۰۳)

میں سب لوگوں سے زیادہ عیسیٰ بن مریم کا حقدار ہوں دنیا اور آخرت دونوں میں اور انبیاء سب علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں (یعنی زمانے) جدا جدا ہیں اور دین سب کا ایک ہے۔

اگرچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مختلف رہے، بعض احکام بھی مختلف رہے لیکن ہر زمانے میں دین اسی چیز کو کہا گیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ انبیاء علیہم السلام آتے رہے، جاتے رہے لیکن یہ اصول نہیں بدلا۔ کسی نبی کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا کہ غیر اللہ کے احکام وآراء کو دین کہا گیا ہو۔

آیۂ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے ماننے والے بھی ایک ہوں۔ سب اسی دین پر چلتے رہیں جو دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور جو چیز اس کے علاوہ ہو

اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۳۸)

پھر جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا) جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں روز محشر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ، قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

جس نے منزل من اللہ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو منبع ہدایت سمجھا وہ یقیناً گمراہ ہوگا بلکہ کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص منزل من اللہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کو بھی منبع ہدایت سمجھے گا تو وہ بھی یقیناً گمراہ ہو جائے گا اور شرک فی الدین کا مرتکب ہوگا۔ منزل من اللہ کو کلیتہً چھوڑنا یا منزل من اللہ کے ساتھ دوسری کسی چیز کی آمیزش کرنا یقیناً افتراق و اختلاف کا موجب ہوگا۔ اتفاق و اتحاد کی بنیادیں کھوکھلی ہو جائیں گی اور امت مختلف فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف منزل من اللہ کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا ہی اتفاق و اتحاد اور وحدت امت کا ضامن ہو سکتا ہے۔

اختلاف و افتراق اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ یَرْضٰی لَکُمْ ثَلٰثًا وَیَکْرَهُ لَکُمْ ثَلٰثًا فَیَرْضٰی لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَیَکْرَهُ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل جزء ۲ ص ۶۱)

اللہ تمہارے لئے تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند کرتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے بے فائدہ باتیں کرنے کو، سوال کی کثرت کو اور مال کے ضائع

کرنے کو۔

ابتداء میں سب ایک جماعت تھے لیکن بعد میں ان میں اختلاف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس حالت پر نہیں چھوڑا بلکہ کسی نبی کو مبعوث فرما کر ان کے اختلاف کو دور کرنے کا اہتمام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ إِلَّا الَّذِيْنَ أُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهٖ، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(البقرۃ - ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی امت تھے۔ (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آکر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی اور ایسی حالت میں کیا تھا کہ انکے پاس کھلے دلائل پہنچ چکے تھے پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ راہ حق کا طلبگار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

(یونس - ۱۹)

اور (اے رسول، پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (یہ) بات پہلے سے نہ طے

کی گئی ہوتی دکہ ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہیں ہوگا) توجن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

فرقہ بندی کھلی گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ، وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(النحل - ۹۳)

اور (اے لوگو) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے (اپنے مقررہ قوانین کی بنیاد پر) گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور (قیامت کے دن) تمہارے عملوں کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس کی جائے گی۔

فرقہ بندی عذاب الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْكَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○

(الانعام - ۶۵)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے، یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقے فرقے بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یعد حدیث الغار جزء۴ ص۲۱۳)

آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے کے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ (صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ ص ۴۶۲)

بے شک تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے سے تباہ و برباد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے تو اتفاق و اتحاد اور وحدت کا نسخہ بنا دیا تھا لیکن لوگوں نے اس کو استعمال نہیں کیا اور ایک جماعت نہ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ) انہوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا، كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○
(المؤمنون - ۵۲ و ۵۳)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا)، میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا لیکن انہوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے۔

آگے فرمایا (كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ) (لوگوں نے ہمارے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے لیکن آخر یہ جائیں گے کہاں) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (پھر ہم ان سب کا حساب لینے والے ہیں)۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○
(المؤمنون - ۵۴)

تو (اے رسول، آپ) ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے۔

آگے فرمایا (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ، وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ) تو جس شخص نے نیک عمل کئے اس حالت میں کہ وہ مؤمن ہو تو ہم اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کریں گے اور ہم اس (کو اجر و صلہ دینے) کے لئے اس کے تمام اعمال کو لکھ رہے ہیں (کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○

اور جو شخص اللہ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک

(طٰہٰ - ۷۵)

عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۷۱)

بے شک اللہ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(حٰمٓ مومن - ۴۰)

جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مؤمن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو وہاں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

عمل

اے ایمان والو، فرقہ بندی سے بچئے۔ ایک جماعت بن کر رہیئے۔

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ
اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا
فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا،
يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ
هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ
وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾
لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا
وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا
زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا
الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾
لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي
مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ

تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ، هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ
نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
لِلْكُتُبِ، كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ
نُّعِيْدُهٗ، وَعْدًا عَلَيْنَا، اِنَّا كُنَّا
فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس پر (دنیا میں پھر لوٹنا) حرام ہے، بلاشبہ (اہل بستی) لوٹ کر (پھر دنیا میں) نہیں آسکتے ﴿۹۵﴾ یہاں تک کہ (قیامت آجائے اور) جب (قیامت آئے گی تو اس سے کچھ عرصہ پہلے) یاجوج اور ماجوج کھول دئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے ﴿۹۶﴾ اور (اے رسول) جب (قیامت کا) سچا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) قریب آجائے گا تو یکایک کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، (اس وقت وہ) کہیں گے، ہائے ہماری خرابی! واقعی ہم اس (ساعت) سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے (اور صرف غفلت ہی میں پڑے ہوئے نہیں تھے) بلکہ ہم (واقعی بڑے) ظالم تھے ﴿۹۷﴾ (اے کافرو) تم اور جن جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو (سب) دوزخ کا ایندھن ہوں گے اور تم سب دوزخ میں داخل ہوگے ﴿۹۸﴾ (اے کافرو سوچو) اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور (اے

کافر خبردار ہو جاؤ یہ) سب اس میں ہمیشہ رہیں گے (۹۹) یہ سب اس میں چیختے چلاتے ہوں گے اور اس میں کچھ نہیں سنیں گے (۱۰۰) لیکن (کافروں کے ان معبودوں میں سے) جن لوگوں کے لئے پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے (کیونکہ کافروں کی پرستش میں وہ کسی طرح بھی ملوث نہیں تھے) یہ لوگ دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے بلکہ ان نعمتوں میں جن کو ان کا دل چاہے گا ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲) (اس دن کی) بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غم زدہ نہیں کرے گی، فرشتے ان سے ملاقات کریں گے (اور کہیں گے) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳) (اور اے رسول) جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹ لیا جاتا ہے (پھر) ہم نے جس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا دوبارہ پیدا کریں گے، (یہ) وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) ہم پر (لازم ہے)، (اور) ہم (ایسا ضرور) کرنے والے ہیں (۱۰۴)

معانی و مصادر

(حَرَامٌ) حَرَمَ، یَحْرِمُ، حِرْمٌ و حِرْمَانٌ و حَرِیْمٌ و حَرِمٌ و حِرْمَةٌ (ض و س) حرام کرنا، منع کرنا۔

حَرِمَ، یَحْرَمُ، حَرَامٌ و حَرَمٌ (س) رک جانا، حرام ہونا۔

حَرُمَ، یَحْرُمُ، حُرْمٌ و حُرُمٌ، حُرْمَةٌ و حَرَامٌ (ک) حرام ہونا، رک جانا۔

(حَدَبٌ) حَدَبٌ = ٹیلہ، موج۔

(یَنْسِلُوْنَ) نَسَلَ، یَنْسِلُ، نَسْلٌ، نَسَلٌ، نَسَلَانٌ (ن، ض) تیزی سے چلنا۔

(شَاخِصَةٌ) شَخَصَ، یَشْخَصُ، شُخُوْصٌ (ف) بلند ہونا، جانا، آنکھ کھولنا۔

(حَصَبُ) حَصَبَ، یَحْصُبُ، حَصْبٌ (ن و ض) پتھر مارنا، حَصَبٌ = پتھر، ایندھن)۔

(زَفِیْرٌ) زَفَرَ، یَزْفِرُ، زَفْرٌ و زَفِیْرٌ (ض) بھڑکنا (زَفِیْرٌ = گدھے کی پہلی آواز)۔

(حَسِیْسٌ) حَسَّ، یَحِسُّ، حَسٌّ (ض) محسوس کرنا (حَسِیْسٌ = آہٹ)۔

(تَتَلَقّٰی) تَلَقّٰی، یَتَلَقّٰی، تَلَقِّیْ (باب تفعّل) ملاقات کرنا، سیکھ لینا۔

(نَطْوِیْ) (طَیٌّ) طَوٰی، یَطْوِیْ، طَیٌّ (ض) (فاصلہ) قطع کرنا، طے کرنا۔

(سِجِلٌّ) سَجَلَ، یَسْجُلُ، سَجْلٌ (ن) لگاتار پڑھنا، (سِجِلٌّ = احکام کی کتاب)۔

(بَدَاْنَا) بَدَاَ، یَبْدَءُ، بَدْءٌ (ف) افتتاح کرنا، پیدا کرنا۔

تفسیر

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تذکار جلیلہ جو گذشتہ آیات میں بیان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی کا باعث تھے اور کفار کے لئے ایک قسم کی دھمکی تھے۔ دھمکی یہ تھی کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کو بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائے گا جس طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لانے والے ہلاک

کردئے گئے۔ اس دھمکی کے بعد فرمایا (وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ) اور (اے کافرو) جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس پر (دنیا میں پھر لوٹنا) حرام ہے (کافروں کو چاہیئے کہ ہوش میں آجائیں۔ ایک دفعہ ہلاک ہونے کے بعد پھر لوٹنا محال ہے۔ دنیوی زندگی بس یہی ہے، جو کچھ کرنا ہے اسی میں کرلیں۔ اب بھی وقت ہے کہ توبہ کرلیں اور ہمارے رسول پر ایمان لے آئیں۔ جو قومیں اپنے رسولوں پر ایمان نہیں لائیں وہ ہلاک ہوتی رہیں اور اسی طرح اگر کفار مکہ ایمان نہ لائے تو یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے) (حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ) یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے (تو انہیں بھی اسی طرح ہلاک و نیست و نابود کر دیا جائے گا اور باوجود اس کے کہ وہ بڑی زبردست قومیں ہوں گی لیکن وہ نہ ہمارا کچھ بگاڑ سکیں گی اور نہ اس وقت کے مسلمین کا وہ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ ہلاکت و بربادی کفار کے لئے مقدر ہے خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے رہنے والے ہوں)۔

حضرت زینب بنت جحش فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهٖ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۴/۲۴۱)

(ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عرب کی خرابی اس آفت سے جو نزدیک آگئی۔ یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی۔ آپ نے انگوٹھے اور پاس کی انگلی کا حلقہ بنا کر بتایا۔ حضرت زینب نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، کیا نیک لوگوں کے ہم میں ہوتے ہوئے بھی ہم تباہ ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں جب برائی کی کثرت ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ يَاْتِيْ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُّجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ

(دجّال کو قتل کرنے کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجّال سے بچایا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام شفقت سے ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو ان درجوں کی جو بہشت میں ان کے لئے محفوظ ہیں خوشخبری سنائیں گے۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَمَا حُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ
فَيَمُرُّ اَوَآئِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ
فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَآءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ
حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ
بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا
مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي
السَّمَآءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ
فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً
دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ
خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِّاَحَدِكُمُ
الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ
اَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ
فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا
يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ
زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ
عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى
اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ
فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَآءَ
اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَّا يُكِنُّ
مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ
الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ (صحیح
مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ
باب ذکر الدجال جزء ۲ ص ۵۷۲)

پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں، تم میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر پناہ حاصل کرو۔ پھر اللہ یاجوج ماجوج کو چھوڑ دے گا اور وہ ہر ایک اونچائی سے نکل پڑیں گے۔ ان میں کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گذریں گے اور جتنا پانی ہوگا سب پی لینگے۔ پھر ان میں کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا پھر وہ آگے بڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ جبل خمر پر جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے پہنچیں گے۔ (وہاں پہنچ کر) وہ (آپس میں) کہیں گے ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا آؤ (اب) ہم آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں۔ الغرض وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ اللہ (تعالیٰ) ان کو خون آلود کر کے لوٹا دیگا (وہ سمجھیں گے ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا) اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور انکے اصحاب گھرے رہیں گے یہانتک کہ ان کے نزدیک بیل کی سری تمہارے لئے آج کے لحاظ سے سو اشرفیوں سے بہتر ہوگی۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی اللہ سے دعاء کرینگے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کی گردن میں کیڑے بھیج دیگا وہ سب ایک آدمی کی موت کی طرح مر جائینگے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ بھی انکی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی اللہ سے دعاء کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندوں کو بھیجے گا جو بڑے اونٹ کی گردن کے مثل ہوں گے۔ وہ انکو اٹھا کر لے جائینگے

اوران کو پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسا پانی برسائے گا کہ کوئی گھر مٹی کا ہو یا بالوں کا اس پانی سے نہیں بچے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل حوض یا باغ کی طرح صاف کر دے گا۔

آگے فرمایا (وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور (اے رسول) جب (قیامت کا) سچا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) قریب آئے گا (اور علامات قیامت ظاہر ہوں گی) تو یکایک کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ○

(ابراھیم - ۴۲ و ۴۳)

اور یہ خیال نہ کرنا کہ جو اعمال یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ ان سے غافل ہے (نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ) اللہ تو ان کو اس دن تک کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اس دن لوگ) سر اوپر اٹھائے ہوئے (میدان محشر کی طرف) بھاگ رہے ہوں گے، (دہشت کی وجہ سے) ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی اور دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔

(یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ) (اس وقت یہ لوگ کہیں گے) ہائے ہماری خرابی! ہم اس گھڑی کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے (اور نہ صرف غفلت میں پڑے ہوئے تھے) بلکہ ہم (واقعی برے) ظالم تھے (واقعی ہم بڑے قصوروار ہیں۔ وہ پچھتائیں گے لیکن اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا) (اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ) (اے کافرو، اچھی طرح سمجھ لو کہ) تم اور جن چیزوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہوں گے اور تم سب دوزخ میں داخل ہو گے (لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا) (اے کافرو) اگر تمہارے) یہ (معبود واقعی سچے) معبود ہوتے تو (کبھی) دوزخ میں نہ جاتے (بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو معبود ہو وہ خود دوزخ میں جائے) (وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) (یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ صرف دوزخ میں داخل ہی نہیں ہوں گے بلکہ) وہ سب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (دوزخ سے نکلنے کی بھی انہیں قدرت نہیں ہوگی، کیا ایسے

لوگ معبود ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں) (لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ) (وہ سب) دوزخ میں چیختے چلاتے ہوں گے (اور اس شور وغل میں) وہ (کسی کی کوئی بات) نہ سُن سکیں گے (اے کافرو، کیا ایسے مجبور ومقہور لوگ الٰہ ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، تو پھر کیوں ان کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو، اب بھی باز آجاؤ، اب بھی وقت ہے توبہ کر لو اور صرف اللہ اکیلے کی عبادت کرو) (اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ) (البتہ کافروں کے ان معبودوں میں سے) جن لوگوں کے لئے پہلے سے بھلائی (مقدّر) ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے (ان کا کافروں کی اس پرستش سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا، انہوں نے نہیں کہا تھا کہ ہماری پرستش کرنا، کافروں نے خود ان کی پرستش کی۔ وہ بے قصور تھے لہٰذا نہ صرف یہ کہ وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ (لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا) وہ تو دوزخ کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے (وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ) وہ ہمیشہ ایسی (نعمتوں) میں رہیں گے جن (نعمتوں) کو ان کا دل چاہے گا۔ (لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ) (قیامت کی بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غمگین نہیں کر سکے گی (وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ) فرشتے ان سے ملاقات کریں گے (اور ان سے کہیں گے) یہی وہ دن ہے جس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (اور اے کافرو، وہ دن یقیناً آکر رہے گا۔ یہ وہ دن ہوگا) (يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ) جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح کاغذوں کا طومار لپیٹ لیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ) (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ السلام المؤمن جزء ۹ صـ۱۴۲ وصحیح مسلم کتاب صفة القيمة جزء ۲ صـ۵۱۶)

اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں گئے۔ جبّار کہاں ہیں؟ متکبّرین کہاں ہیں؟

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ حَبْرٌ) مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰٓى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ

یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا قیامت کے دن اللہ (ساتوں) آسمانوں کو ایک انگلی پر، (ساتوں)

عَلٰی اِصْبَعٍ وَّالشَّجَرَ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْخَلَآئِقَ عَلٰی اِصْبَعٍ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ یَھُزُّھُنَّ) ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَنَا الْمَلِکُ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ تَعَجُّبًا وَتَصْدِیْقًا لِقَوْلِہٖ) ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِلٰی قَوْلِہٖ یُشْرِکُوْنَ) (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماینکر فی الذات والنعوت جزء ۹ ص۱۵۱ و باب الکلام الرب عزوجل جزء ۹ ص۱۸۱ وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ جزء ۲ ص۵۱۵)

زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور خلقت کو ایک انگلی پر رکھ لے گا پھر انگلیوں کو ہلا کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی تصدیق فرماتے ہوئے) ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں دکھائی دیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے (آپ نے یُشْرِکُوْنَ تک پڑھا)۔

آسمانوں کے لپیٹنے کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ) (پھر) جس طرح ہم نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے، یہ (ہمارا) وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ہم پر (لازم) ہے (اور) ہم ایسا کر کے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِلَی اللّٰہِ) حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللّٰہُ ابرٰھیم خلیلا جزء ۴ ص۱۶۹ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ المآئدۃ جزء ص۶۹)

تم (قیامت کے دن) ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے پیش کئے جاؤ گے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے ہم یہ ہمارا وعدہ ہے۔ اس کو ہم (پورا) کر کے رہیں گے۔

خلاصہ

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

① جب قیامت آئے گی تو کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔
② غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور وہ تمام معبود جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی گئی سب کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا سوائے اُن نیک اور صالح بندوں کے جنہوں نے اپنی عبادت کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ کافروں نے خود ان کی عبادت کی تھی۔
③ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دوزخ سے دور رہیں گے۔ وہ جنت میں خاطر خواہ چین و سکون سے رہیں گے۔
④ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور تمام مخلوق کو از سر نو دوبارہ پیدا کرے گا۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، کفر پر اڑے نہ رہیئے۔ کافروں کے لئے قیامت کا منظر ہی کیا کم دہشت ناک ہوگا کہ پھر انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔
اے لوگو، ایمان لاکر اللہ تعالےٰ کے نیک بندے بن جائیے تاکہ آپ جنت میں خاطر خواہ عیش و انعام میں رہیں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ
الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا
عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي
هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے زبور میں نصیحت (کی باتوں) کے بعد یہ بھی لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ﴿۱۰۵﴾ بے شک اس (خبر) میں عبادت کرنے والوں کے لئے (بشارت کا) پیغام ہے ﴿۱۰۶﴾

معانی و مصادر (زَبُوْرٌ) زَبَرَ، يَزْبُرُ، زَبْرٌ (ض دن) لکھنا۔ (زَبُوْرٌ = کتاب، ج زُبُرٌ) (يَرِثُ) وَرِثَ، يَرِثُ، وَرْثٌ وَإِرْثٌ وَإِرْثَةٌ وَرِثَةٌ وَتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ) اور (اے رسول) ہم نے زبور میں نصیحت (کی باتوں) کے بعد یہ بھی لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے (لہٰذا اے رسول، آپ گھبرائیں نہیں ایک وقت آئے گا کہ زمین کے وارث آپ ہوں گے، آپ کی امت کے صالح لوگ ہوں گے۔ حکومت آپ کے ہاتھ میں ہوگی، کفار ذلیل و خوار ہوں گے)۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي — اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا

الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا، وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(النور۔ ۵۵)

ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو عطاء کی تھی اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کے لئے مستحکم (و مضبوط) کر دے گا اور ان کے (موجودہ) خوف (کو ختم کرنے) کے بعد (اس کے) بدلے میں انہیں امن (و سکون) عطاء فرمائے گا۔ (وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ صرف) میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے اور جو اس (نعمت کے مل جانے) کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ) بے شک اس (پیشین گوئی) میں عبادت کرنے والوں کے لئے (خوشخبری کا ایک) پیغام ہے (اس پیشین گوئی میں کہ آخر کار زمام حکومت اللہ کے نیک بندوں کے ہاتھ میں آئے گی ان بندوں کے لئے خوشخبری کا پیغام ہے)۔

الغرض وہ وقت آیا کہ مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور کفار ذلیل و خوار ہوئے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مصیبتیں آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے اور یہ امید رکھئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب کو دور کرے گا اور اگر آپ صالح عمل کرتے رہے تو بالآخر خلافت ارضی آپ کو عطاء فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس پر کامل یقین رکھئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام (اقوام) عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۷﴾

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر ایک تسلی ہے۔ کافروں کا غلبہ ہے، کافر طرح طرح کے ظلم کر رہے ہیں لیکن ان پر عذاب نہیں آتا، انہیں مہلت دی جا رہی ہے، آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (کافر بھی ان جہانوں میں شامل ہیں، انہیں بھی آپ کی رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔ آپ کے رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْن ہونے ہی کی برکت ہے کہ ان کو عذاب بھیج کر نیست و نابود نہیں کیا جا رہا)

کتنی ہی قومیں گذر چکی ہیں جو اپنے رسول پر ایمان نہیں لائیں، ان پر عذاب نازل ہوا اور انہیں نیست و نابود کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا، فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ،

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ (تبلیغی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا۔ پھر ہم نے (ان دونوں سے) کہا اس قوم کی طرف جاؤ جس قوم نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے (وہ گئے، قوم کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی) تو ہم نے (ان سب) کو نیست و نابود کر دیا۔ اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم

اَقَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ، بَلْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۵ تا ۴۰)

نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر جماعت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہٰذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن لعن الدواب وغیرها جزء ۲ صـ ۴۳۵)

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ، مشرکین کے لئے بددعاء کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

یہ آپ کی رحمت ہی کا تقاضا تھا کہ آپ نے اہل طائف کو عذاب سے نیست و نابود کرنا نہیں چاہا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰی عَلَیْكَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِیْتُ وَکَانَ اَشَدَّ مَا لَقِیْتُ مِنْهُمْ یَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گذرا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم کی طرف سے جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں بس سے زیادہ سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گذرا ہے جس دن میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا۔ اس نے میرا کہنا نہ مانا اور اسلام

عَلٰى وَجْهِىْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ
الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا اَنَا
بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِىْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا
فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِىْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ
سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ
وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ
بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِىْ مَلَكُ الْجِبَالِ
فَسَلَّمَ عَلَىَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ
فِيْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ
الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ
اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ
يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا
قال احدکم اٰمین والملٰئکۃ فی السمآء
اٰمین جزء ۴ صـ ۱۳۹ وصحیح مسلم کتاب
الجهاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من اذی المشرکین والمنافقین
جزء ۲ صـ ۱۰۴)

قبول نہیں کیا) میں رنجیدہ ہو کر وہاں سے روانہ
ہوا جب میں قرن ثعالب پہنچا تو ذرا ہوش آیا
میں نے اوپر سر اٹھایا دیکھا تو ابر کا ایک ٹکڑا
مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اور اس میں جبریل
ہیں۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہنے لگے اللہ
نے وہ بات سُن لی جو آپ کی قوم نے آپ
سے کہی اور جواب بھی سُن لیا۔ اب اللہ تعالےٰ
نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کے پاس بھیجا
ہے آپ ان کے سلسلہ میں جو چاہیں اس کو حکم
دیں۔ اتنے میں اس فرشتہ نے مجھے آواز دی
اور سلام کیا اس نے کہا اے محمد، اللہ نے مجھے
آپ کے پاس بھیجا ہے آپ جو کہیں میں کروں
گا اگر آپ کہیں تو میں ان پر اخشبین نامی پہاڑوں
کو ملا دوں آپ نے فرمایا (نہیں ایسا نہ کرو)
مجھے امید ہے (اگر یہ لوگ راہ راست پر نہ آئے
تو خیر) ان کی اولاد میں سے اللہ ایسے لوگ پیدا
کرے گا جو اللہ اکیلے کی عبادت کریں گے اور
اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾
فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ
سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم
بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ
الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا
تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ
فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾
قُلَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا

الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا يَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے تو (بتاؤ اب) تم مسلم ہوتے ہو یا نہیں ﴿۱۰۸﴾ پھر (اے رسول) اگر یہ (اللہ سے) منہ موڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم سب کو یکساں طور پر (اسلامی احکام سے) مطلع کر دیا ہے اور یہ مجھے نہیں معلوم کہ جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور ﴿۱۰۹﴾ بے شک اللہ اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے اور اس بات کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ﴿۱۱۰﴾ اور میں نہیں جانتا کہ (عذاب میں جو تاخیر کی جا رہی ہے) اس (تاخیر) سے (اللہ کو) تمہاری آزمائش (منظور) ہے اور ایک وقت مقررہ تک تمہیں فائدہ اٹھانے کا موقع دیتا ہے (یا کچھ اور مقصد ہے) ﴿۱۱۱﴾ (اے کافرو، ہوشیار ہو جاؤ، رسول نے تو) دعاء کر دی ہے کہ اے میرے رب حق کے ساتھ فیصلہ کر دے (ہو سکتا ہے کہ اس کی دعاء قبول ہو جائے اور تمہارا جلد فیصلہ کر دیا جائے) اور (رسول نے تم سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ) ہمارا رب (جو) بے حد مہربان ہے اسی سے ہم ان باتوں (کے بارے) میں جو تم کہہ رہے ہو مدد مانگتے ہیں ﴿۱۱۲﴾

معانی ومصادر (اٰذَنْتُ) اٰذَنَ، یُؤْذِنُ، اِیْذَانٌ (باب افعال) آگاہ کرنا۔
(سَوَآءٌ) سَوَآءٌ = برابر، وسط۔
(حِیْنَ) حَانَ، یَحِیْنُ، حَیْنٌ وحَیْنُوْنَةٌ (ض) وقت قریب ہونا۔ (حِیْنٌ = وقت)

تفسیر توحید کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ (اے کافرو) میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (اور وہ اللہ تعالےٰ ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (محمد۔ ۱۹)

تو (اے رسول، اچھی طرح) سمجھ لیجئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔
(البقرۃ۔ ۲۵۵)

اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

الٰہ بہت جامع لفظ ہے الٰہ کا اطلاق معبود، حاکم، مطاع، خالق، مالک، مشکل کشا، حاجت روا، مددگار، عالم الغیب، حیّ، قیوم وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ بے شمار صفات پر ہوتا ہے اور جس ہستی میں بیک وقت یہ تمام صفات بدرجہ کمال پائی جائیں وہ الٰہ ہے اور ایسی ہستی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ جو شخص یہ تسلیم کرتا ہے وہ مسلم ہے اور جو شخص یہ بات تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ (فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) تو (اے کافرو) تم مسلم بنتے ہو یا نہیں (اگر تم اللہ اکیلے کو الٰہ مان لو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی الوہیت کا انکار کر دو تو تم مسلم بن جاؤ گے، تو کیا یہ تمہیں منظور ہے)۔

(نوٹ:۔ الٰہ کی مکمل تشریح کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ) (اے رسول) اگر یہ لوگ (اس اصول کو تسلیم نہ کریں یعنی صرف اللہ کو واحد الٰہ نہ مانیں، اور توحید سے) منہ موڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم سب کو یکساں طور پر (اسلامی احکام و اصول) سے آگاہ کر دیا ہے (جن کا دی الٰہی کی بنیاد پر مجھے علم ہو چکا ہے۔ رہا) وہ (عذاب) جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ قریب ہے یا دور ہے (اس سلسلہ میں میرے پاس کوئی وحی نہیں آئی کہ اس کی بنیاد پر میں تمہیں بتا سکوں کہ عذاب کب آئے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَھَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ، قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
(یونس۔ ۱۰۲ و ۱۰۳)

(اے رسول) کیا یہ اسی جیسی گردش ایام کے منتظر ہیں جیسی گردش ایام ان سے پہلے لوگوں پر آچکی ہے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ پھر (جب گذشتہ لوگوں کو گردش ایام نے اپنی گرفت میں لے لیا تو) ہم نے اپنے رسول کو اور ایمان والوں کو (عذاب سے) بچا لیا (اور) اسی طرح تمام مؤمنین کو (عذاب سے) بچانا ہم پر لازم ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے کافروں کو خبردار کر دیا کہ عذاب کا وقت معین ضرور ہے لیکن اس کا علم صرف اللہ عالم الغیب کو ہے، اسی کو ہر بات کا علم ہے۔ (اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ) (اے کافرو) وہ اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے

اور اس بات کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو (وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ) اور (اے کافرو)، مجھے علم نہیں کہ (عذاب میں جو تاخیر کی جارہی ہے) اس تاخیر سے (اللہ کو) تمہاری آزمائش منظور ہے اور ایک وقت مقررہ تک تمہیں فائدہ اٹھانے کا موقع دینا ہے (یا کچھ اور مقصد ہے)۔

عذاب میں تاخیر کی بعض مصلحتیں ہو سکتی ہیں لیکن کونسی مصلحت کس کے حق میں کارفرما ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ تاخیر میں ایک مصلحت تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس مہلت کے زمانہ میں بعض کافر ایمان لے آئیں اور عذاب سے بچ جائیں۔ ایک مصلحت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کافر مزید گناہ کر کے اپنے آپ کو پوری طرح سے عذاب کا مستحق بنالیں اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی ایک مثال قائم ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے تو کافروں کی سرکشیوں کو بہت نظر انداز کیا لیکن جب وہ کسی طرح باز نہیں آئے تو بالآخر عذاب بھیج کر انہیں نیست و نابود کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ، اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا، وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہے کہ یہ اور گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

الغرض تاخیر عذاب میں کیا مصلحت ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو مسلسل سمجھاتے رہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کے واقعات سے بھی انہیں عبرت دلائی۔ معقول و منقول ہر قسم کے دلائل سے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن جب وہ نہ مانے تو آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی (قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ) آپ نے کہا، اے میرے رب، (اب میرے اور کافروں کے درمیان) حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔

ایک طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی اور دوسری طرف کافروں سے فرمایا (وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ) اور (اے کافرو، سن لو) ہمارا رب تو وہ ہے جو بڑا مہربان ہے (وہ ضرور بالآخر ہم پر رحم فرمائے گا، وہی ہمارا) مددگار ہے، جو کچھ تم باتیں بنا رہے ہو (ان باتوں کے سلسلہ میں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافروں سے یہ خطاب ایک قسم کا اتمام حجت تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کافر ایمان لے آتے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے رسول نے ہم سے فیصلہ کی درخواست کر دی ہے اور تم

سے اتمام حجت کرکے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا کھلم کھلا اظہار کر دیا ہے، ایسی صورت میں اب عذاب الٰہی میں تاخیر کا موقع نہیں رہا، ہو سکتا ہے کہ کسی وقت بھی عذاب آجائے اور تم کو ہلاک کر دے لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافروں کے لئے انتباہ بھی ہے اور ایمان کی ترغیب بھی۔ منشائے الٰہی یہ ہے کہ اب کافروں کو ایمان لے آنا چاہئے ورنہ ہمارے رسول نے تو دعاء کر ہی دی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ اگر کافر اب بھی ایمان نہیں لائے تو پھر عذاب یقینی ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی توحید تسلیم کرکے ایمان لے آئیے اور مسلم بن جائیے۔ اگر آپ اسلام سے منہ موڑیں گے تو پھر اس بات سے ڈر جائیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آکر آپ کو تباہ و برباد کر دے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ عذاب میں تاخیر کرتا ہے، اس تاخیر کو غنیمت سمجھئے۔ اس مہلت کے زمانہ میں ایمان لے آئیے۔ اگر یہ مہلت کا زمانہ بھی گذر گیا تو پھر جو عذاب آئے گا اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

اے لوگو، عذاب کا وقت تو مقرر ہے لیکن اس کا علم کسی کو نہیں لہٰذا وہ جب آئے گا ناگہانی طور پر آئے گا اور پھر توبہ کا موقع نہ مل سکے گا لہٰذا اس کے آنے سے پہلے کفر سے توبہ کرکے ایمان لے آئیے۔

اے لوگو، مستعان صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا ہر معاملہ میں صرف اسی سے مدد مانگئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ حج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان ، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا

هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲

ترجمہ اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ (بہت) بڑی چیز ہے ۝۱ (اے رسول) جس دن آپ اسے دیکھیں گے (تو آپ دیکھیں گے کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار (بچے) کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ (نشہ میں) مدہوش ہیں حالانکہ وہ (نشہ میں) مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب (اتنا) سخت ہوگا (کہ اس کو دیکھ کر وہ مدہوش ہو جائیں گے) ۝۲

معانی ومصادر (زَلْزَلَةٌ) زَلْزَلَ، يُزَلْزِلُ، زَلْزَلَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ۔ رباعی مجرد) ہلانا۔

(تَذْهَلُ) ذَهَلَ، يَذْهَلُ، ذَهْلٌ و ذُهُوْلٌ (ف) ذَهِلَ، يَذْهَلُ، ذُهُوْلٌ (س) بھول جانا۔

(سُكٰرٰى) سَكِرَ، يَسْكَرُ، سَكَرٌ وسُكْرٌ وسَكْرٌ وسُكُرٌ وسَكَرَانٌ (س) نشہ میں ہونا۔

(سُكٰرٰى = سَكْرَانٌ اور سَكْرٰى کی جمع، وہ لوگ جو نشہ میں ہوں)

(شَدِيْدٌ) شَدَّ، يَشُدُّ، شَدٌّ (ن) قوت دینا۔

شَدَّ، يَشِدُّ، شِدَّةٌ (ض) قوی ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ) اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو (تمہیں ایک دن اس کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، پھر وہ تمہیں جزا یا سزا دے گا۔ قیامت کوئی معمولی چیز نہیں، بڑی ہولناک چیز ہے) (اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ) اس کا زلزلہ (بھی) بڑی (خوفناک) چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ

(اے رسول) جب واقع ہونے والی (یعنی قیامت) واقع ہوگی۔ (اور) اس کے واقع ہونے میں جھوٹ کو کوئی دخل نہیں (وہ ایک

بَسًّا ○ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ○
(اذا وقعت الواقعۃ ۔ ۱تا۶)

حقیقت ہے، ضرور واقع ہو کر رہے گی)۔ وہ (بعض لوگوں کو) پست کر دے گی (اور بعض لوگوں کو) بلند کر دے گی (اور اے لوگو) جب زمین بہت زور سے ہلائی جائے گی، (جب) پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (اور) غبار کی طرح اڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○
(الحاقۃ ۔ ۱۳ تا ۱۶)

پھر جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین کو اور پہاڑوں کو اٹھا لیا جائے گا اور ان کو ایک ہی بار میں (توڑ پھوڑ) کر برابر کر دیا جائے گا تو اس دن قیامت واقع ہو گی۔ آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن وہ بہت ہی کمزور ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ○ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ○
(المرسلٰت ۔ ۷ تا ۱۰)

(قیامت) جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور واقع ہو گی (اور اس وقت واقع ہو گی) جب ستارے ماند پڑ جائیں گے، جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

الغرض جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام کائنات درہم برہم ہو جائے گی (یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا) اس دن (کی ہولناکی کا یہ عالم ہو گا کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا (وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى) اور (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشہ میں مدہوش ہیں حالانکہ وہ (نشہ میں) مدہوش نہیں ہوں گے (وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ) (ان کی یہ کیفیت اس وجہ سے ہو گی کہ) اللہ کا عذاب بہت سخت ہو گا (اس عذاب کو دیکھ کر اُن کے ہوش اڑ جائیں گے، عجیب بدحواسی کا عالم ہو گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ○ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ○
(والنّٰزعٰت ۔ ۳۵و۳۶)

اس دن انسان کو اپنے اعمال یاد آئیں گے۔ (اس دن) دوزخ (ہر) دیکھنے والے کیلئے سامنے لائی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرد جزء ۲ ص۱۳۵ وروی مسلم بنحوہ فی کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ جزء اول ص۳۲۶)

پھر (جب) قیامت کے دن تم میں سے کوئی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا (تو) اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ہوگا جو اس کے لئے ترجمانی کرے پھر اللہ اس سے فرمائیگا کیا میں نے تجھ کو مال نہیں دیا تھا؟ وہ عرض کریگا کیوں نہیں بے شک تو نے مال دیا تھا۔ پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ عرض کریگا کیوں نہیں تو نے رسول بھیجا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوائے آگ کے کچھ نظر نہیں آئے گا، اسی طرح بائیں طرف بھی سوائے آگ کے کچھ نظر نہیں آئے گا لہذا تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیئے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی، اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہہ کر (دوزخ سے بچے)۔

الغرض اسی خوفناک عالم میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوزخیوں کے علیحدہ کرنے کا حکم دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا اِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ اُرَاهُ قَالَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم (علیہ السلام) سے فرمائے گا: اے آدم، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں پھر انہیں (بلند) آواز سے پکارا جائے گا (اور کہا جائیگا) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ والوں کا جتھا نکال لو۔ وہ عرض کریں گے: اے اللہ، دوزخ کا جتھا

الْوَلِيْدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الحج جزء ۶ ص۱۲۲ وکتاب بدء الخلق باب قصۃ یاجوج وماجوج جزء ۴ ص۱۶۸ وکتاب الرقاق باب قولہ عزوجل ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم جزء ۸ ص۱۳۷ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب قولہ یقول اللّٰہ لآدم اخرج بعث النار جزء اول ص۱۱۳)

کتنا نکالوں حکم ہوگا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے۔ وہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ پیٹ والی کا پیٹ گر جائے گا اور بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور آپ قیامت کے دن لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کا عذاب (بہت) سخت ہوگا (جس کو دیکھ کر ان کے ہوش اڑ جائیں گے)۔ یہ حدیث لوگوں پر سخت گذری ان کے چہرے مارے ڈر کے متغیر ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی تسلی کے لئے) فرمایا یاجوج ماجوج میں سے نو سو ننانوے، تم میں سے ایک۔ غرض تم لوگ (حشر کے دن) دوسرے لوگوں کی (نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہو گے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک کالا بال ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے اور مجھے یہ امید ہے تم لوگ تمام جنت والوں کا چوتھائی ہو گے۔ یہ سن کر لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا تم تہائی حصہ ہو گے لوگوں نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا، تم جنتیوں کا نصف ہو گے لوگوں نے پھر اللہ اکبر کہا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ (صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ (قیامت کے دن) ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کے جمع کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد اور عورت سب ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ

کتاب الرقاق باب کیف الحشر جزء ۸ صـ ۱۳۶)

ایسا سخت وقت ہوگا کہ اس کا خیال بھی کوئی نہیں کرے گا۔

یہ حدیث (وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ) کی گویا تفسیر ہے۔ اہل قیامت عذاب کی دہشت سے ایسے بدحواس ہوں گے کہ انہیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا خیال تک نہ آئے گا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان لائیے۔ قیامت کے دن کے سخت عذاب سے ڈر کر فوراً اسلام قبول کیجئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ
اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ
وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں ﴿۳﴾ (حالانکہ) اس کے متعلق تو یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو شخص اس کو دوست بنائے گا تو وہ اس دوست بنانے والے شخص کو گمراہ کر کے چھوڑے گا اور اسے دوزخ کے عذاب کی طرف پہنچا کر رہے گا ﴿۴﴾

معانی و مصادر (مَرِيْدٌ) مَرَدَ، يَمْرُدُ، مُرُوْدٌ (ن) مَرُدَ، يَمْرُدُ، مَرَادَةٌ وَمُرُوْدَةٌ (ك) سرکش ہونا (مَرِيْدٌ = سرکش)۔
(سَعِيْرٌ) سَعَرَ، يَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ) اور (اے رسول) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے (بارے) میں جھگڑتے ہیں (طرح طرح کے اشکال پیدا کرتے ہیں) اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں (كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ) (حالانکہ اس کے متعلق تو یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کو دوست بنائے گا (وہ نقصان اٹھائے گا) شیطان

اُسے گمراہ کر کے چھوڑے گا اور اُسے دوزخ کے عذاب کی طرف پہنچا کر رہے گا۔

کفار مکہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں جھگڑتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

(صٓ - ۴ تا ۷)

(اے رسول) انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا، کافر کہتے ہیں یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے (تمام) معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ان میں جو سردار تھے وہ نکل کر چل دیئے (اور آپس میں کہنے لگے) چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، اس دعویٰ نبوت سے اس کا کوئی خاص مقصد ہے۔ ہم نے پچھلے مذہب میں یہ بات کبھی نہیں سنی، یہ محض افتراء ہے۔

کفار اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں بھی جھگڑتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

(حٰمٓ المؤمن - ۴ تا ۶)

اللہ کی آیات میں تو بس وہی جھگڑتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں، (کافروں کا مال و متاع ان کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں) لہٰذا (اے رسول) ان کی شہروں میں آمد و رفت (اور تاجرانہ چہل پہل) آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے (اور کہیں آپ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ وہ حق پر ہیں، نہیں، وہ حق پر نہیں ہیں)۔ ان سے پہلے بھی قوم نوح اور ان کے بعد اور (بہت سی) امتوں نے (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق یہ قصد کیا تھا کہ اسے گرفتار کر لیں، مزید برآں انہوں نے باطل کے ساتھ (رسولوں سے) بحث و مباحثہ کیا تاکہ اس کے ذریعہ حق کو (اس کی جگہ سے) ہٹا دیں

تو (پھر ہوا یہ کہ وہ تو رسولوں کو گرفتار نہ کر سکے) میں نے انہیں (عذاب میں) گرفتار کر لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا۔ اور (اے رسول) اسی طرح (تمام) کافروں پر آپ کے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بے شک وہ دوزخی ہیں۔

جب قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کا ذکر کیا جاتا تو کفار محض اپنی ناقص عقل کی بنیاد پر اعتراض کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ، وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ، وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(الرعد۔ ۵)

اور (اے رسول) اگر آپ کو (کسی بات پر) تعجب ہو تو ان کے اس قول پر کہ "جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے"، ضرور تعجب ہونا چاہیئے، یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب (کی قدرت) کا انکار کیا، یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق ڈالے جائیں گے اور یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ، اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ، قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ قُلْ يُحْيِيْهَا

اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (کئی اور) الٰہ بنا رکھے ہیں تاکہ یہ (ان سے) مدد حاصل کریں (لیکن) وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان (پر حجت قائم کرنے) کے لئے فوج در فوج (میدان محشر میں) حاضر کئے جائیں گے (اے رسول) ان کی باتوں سے آپ رنجیدہ نہ ہوں، ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ (ناچیز) سے پیدا کیا پھر بھی وہ برملا (ہم سے)

الَّذِیْ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ، وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ۝
(یٰسٓ - ۷۸ تا ۷۹)

جھگڑتا ہے، ہمارے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، وہ ہر (طرح کا) پیدا کرنا جانتا ہے۔

الغرض اعتراض کرنے والے طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ شیطان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یہ تمام اعتراضات ان کو شیطان سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝
(الانعام - ۱۲۲)

شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں (لیکن تم ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

شیطان کی پیروی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝
(بنی اسرآءیل - ۶۳)

اللہ نے (ابلیس سے) فرمایا جا (اور جو کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے کر) ان میں سے جو لوگ تیری پیروی کریں گے تو تم سب کو جہنم (میں) پوری پوری سزا (بھگتنی) ہو گی۔

یہ آیت آیتِ زیرِ تفسیر کے الفاظ (كُتِبَ عَلَيْهِ) کی تفسیر ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے (كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان سے مراد صرف ابلیس ہی نہیں بلکہ وہ تمام جنات اور انسان بھی مراد ہیں جو ابلیس کی طرح اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور لوگ ان کی تقلید کر کے گمراہی کے غار میں جا پڑتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، توحید اور اس کی آیات وغیرہ کے سلسلہ میں جھگڑا اور کٹ حجتی نہ کیجئے۔ یہ شیطان کی پیروی ہے اور شیطان کی پیروی کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ
لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا وَ
تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ
اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ
وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ
زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى
وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

فِيهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُوْرِ ۝۷

ترجمہ اے لوگو، اگر تمہیں (دوبارہ) زندہ ہونے (کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) شک ہے تو (اس بات پر غور کرو کہ) ہم نے تم کو (ابتداءً) مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر بنی اور بے بنی بوٹی سے (پیدا کیا) تاکہ ہم تم پر (اپنی قدرت کا) اظہار کریں، پھر ہم جس کو چاہتے ہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے رحم (مادر) میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تم کو بچہ کی شکل میں (رحم مادر سے) باہر نکالتے ہیں، پھر (تمہاری نشوونما کرتے ہیں) تاکہ تم جوانی کو پہنچ جاؤ، پھر تم میں سے بعض تو (بچپن یا جوانی ہی میں) مرجاتے ہیں اور بعض (اسی) ردّی عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (جو انہیں بچپن میں حاصل تھی) تاکہ علم حاصل ہوجانے کے بعد پھر (بچپن کی طرح) بے علم ہوجائیں اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ زمین بے آب وگیاہ پڑی ہوتی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے، پھلتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے ۵ یہ (تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں) کہ اللہ ہی برحق (الٰہ) ہے، وہ مُردوں کو زندہ کرسکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۶ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ (قیامت کے دن) اللہ ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ضرور (زندہ کرکے) اٹھائیگا ۷

معانی ومصادر

(رَيْبٌ) رَابَ، يَرِيْبُ، رَيْبٌ (ض) شک میں ڈالنا۔
(تُرَابٌ) تَرِبَ، يَتْرَبُ، تَرَبٌ (س) مٹی زیادہ ہونا۔
(نُطْفَةٌ) نَطَفَ، يَنْطُفُ، نَطْفٌ ونَطْفَانٌ ونِطَافَةٌ (ن وض) ٹپکنا۔
(عَلَقَةٌ) عَلَقَةٌ = خون کا لوتھڑا۔
(مُضْغَةٌ) مُضْغَةٌ = بوٹی۔
(نُقِرُّ) اَقَرَّ، يُقِرُّ، اِقْرَارٌ (باب افعال) اعتراف کرنا، ثابت کرنا، قرار دینا۔
(اَجَلٌ) اَجِلَ، يَأْجَلُ، اَجَلٌ (س) تاخیر ہونا (اَجَلٌ = مقررہ وقت)
(اَشُدُّ) شَدَّ، يَشِدُّ، شِدَّةٌ (ض) قوی ہونا (اَشُدُّ = قوت، بلوغ)۔
(اَرْذَلُ) رَذُلَ، يَرْذُلُ، رَذَالَةٌ ورُذُوْلَةٌ (ک س) برابر ہونا، حقارت کا مستحق ہونا (اَرْذَلُ =

اسم تفضیل ہے)۔
(هَامِدَةٌ) هَمَدَ، يَهْمُدُ، هُمُوْدٌ (ن) آگ ٹھنڈی ہونا، بجھ جانا (هَامِدَةٌ = بنجر)۔
(اِهْتَزَّتْ) اِهْتَزَّ، يَهْتَزُّ، اِهْتِزَازٌ (باب افتعال) ہلنا۔
(رَبَتْ) رَبَا، يَرْبُوْا، رِبَاءٌ وَرُبُوٌّ (ن) بڑھنا۔ پھلنا۔
(بَهِيْجٌ) بَهُجَ، يَبْهُجُ، بَهَاجَةٌ وَبَهَجَانٌ (ك) خوشنما و بارونق ہونا۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ کفار قیامت کے دن دوبارہ پیدا کئے جانے کے سلسلہ میں طرح طرح کے اشکالات پیش کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ) اے لوگو، اگر تم کو (دوبارہ) زندہ ہونے (کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) شک ہے تو (اپنی پہلی پیدائش پر غور کرو) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا (ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ) پھر نطفہ سے پیدا کیا (ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ) پھر (خون کے) لوتھڑے سے پیدا کیا (ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ) پھر بوٹی سے پیدا کیا (مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ) (وہ بوٹی بھی ایسی کہ کبھی پوری بنی ہوئی (ہوتی ہے) اور (کبھی) پوری بنی ہوئی نہیں (ہوتی) (غرض یہ کہ اے انسانو، تمہاری پیدائش مختلف مراحل سے گذرتی ہے اور یہ سب کچھ ہم کیوں کرتے ہیں) (لِنُبَيِّنَ لَكُمْ) اس لئے کہ ہم تم پر (اپنی قدرت کا) اظہار کریں (اور جب ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو کیا تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے، جب تم کچھ نہیں تھے تو تم کو پیدا کیا تو اب تمہارا دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔ مٹی ہو یا نطفہ، خون کی پھٹکی ہو یا گوشت کی بوٹی کیا ان چیزوں سے انسان کی پیدائش تعجب خیز نہیں یقیناً تعجب خیز ہے اور جب یہ تمام تعجب خیز باتیں ممکن ہو سکتی ہیں تو پھر دوبارہ پیدا کرنا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الروم۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى) پھر ہم جس کو چاہتے ہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے رحم (مادر) میں ٹھہرائے رکھتے ہیں (ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا) پھر (اے انسانو، رحم مادر سے) ہم تم کو بچہ کی شکل میں باہر نکالتے ہیں (ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ) پھر ہم (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ (وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى) پھر تم میں سے

بعض تو (بچپن یا جوانی میں) مر جاتے ہیں (وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا) اور بعض (اسی) ردّی عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (جو انہیں بچپن میں حاصل تھی) تاکہ علم حاصل ہو جانے کے بعد پھر انہیں (بچپن کی طرح) کسی چیز کا علم نہ رہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کے سلسلہ میں کافروں کی عقل کو جھنجوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے انسان کو مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر لوتھڑے کو رحم مادر میں مختلف مراحل سے گزار کر بچہ کی صورت میں پیدا کیا، پھر جوانی تک پہنچایا پھر یا تو اس کو جوانی کے عالم میں موت دے دی یا اس کو زندہ رکھ کر بڑھاپے کی ردّی عمر تک پہنچایا تاکہ جو علم اس نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا اسے بھول جائے اور اسی طرح بے علم ہو جائے جس طرح وہ پیدائش کے وقت یا بچپن میں تھا تو کیا جو اللہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے حتی کے انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے وہ اللہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ یقیناً وہ دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ کافر کیسے بے عقل ہیں کہ قیامت کے دن دوبارہ پیدا کئے جانے کو تسلیم نہیں کرتے اور طرح طرح کے بے جا اعتراض کرنے اور بیہودہ اشکالات پیدا کرنے سے باز نہیں آتے۔

رحم مادر میں انسان کی پیدائش کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ بِرِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب القدر باب فی القدر جزء ۸ ص ۱۵۲ و صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ جزء ۲ ص ۴۵۱)

تم میں سے ہر ایک آدمی کا نطفہ چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں نطفہ ہی رہتا ہے پھر چالیس دن تک خون کی پھٹکی رہتا ہے پھر چالیس دن تک لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے: اس کی روزی، اس کی عمر، بدبخت (ہوگا) یا نیک بخت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَىْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَىْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّقْضِىَ خَلْقَهَا قَالَ اَىْ رَبِّ ذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَمَا

اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے (سب حال) عرض کرتا رہتا ہے اے اللہ یہ ابھی نطفہ ہے، اب یہ پھٹکی بنا، اب گوشت کا لوتھڑا بنا جب اللہ تعالیٰ بچہ

الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ (صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الاولیٰ فی بطن امہ جزء ۲ صـ۴۵۳ و صحیح بخاری کتاب القدر باب فی القدر جزء ۸ صـ۱۵۲)

کی پیدائش پوری کرنا چاہتا ہے تو وہ فرشتہ پوچھتا ہے: اے میرے رب، یہ مرد ہوگا یا عورت، نیک بخت ہوگا یا بدبخت، اس کی روزی کتنی ہوگی، اس کی عمر کیا ہے پھر (جیسا حکم ہوتا ہے) ویسا ہی اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ لیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن دوبارہ پیدا کئے جانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے دوسری دلیل کے طور پر کھیتی کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ) اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ زمین بے آب و گیاہ پڑی ہوتی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ چلتی پھولتی ہے اور لہلہانے لگتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے (ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ) یہ (تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں) کہ بے شک اللہ ہی برحق (الٰہ) ہے (وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرسکتا ہے اور (صرف یہی نہیں) وہ تو ہر چیز پر قادر ہے (وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ) اور قیامت یقیناً آنے والی ہے، اس کے آنے میں کسی قسم کا شک نہیں اور (یہ کہ) بے شک اللہ ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (قیامت کے دن زندہ کرکے) اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

(الروم - ۲۴)

اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم - ۵۰)

تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیات زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کے سلسلہ میں دو دلیلیں بیان کیں۔ ایک انسان کی پہلی پیدائش، دوسری مُردہ زمین کا زندہ ہونا اور کھیتی کا لہلہانا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے تو کیا وہ اس کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ مُردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے تو کیا وہ انسان کو مر جانے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے اور مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے تو وہ انسان کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے، اسے ہر قسم کی قدرت حاصل ہے اور وہ ہر کام پر قادر ہے۔

عمل

اے لوگو، شیطان کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ وہ تو انسان کو غلط راستہ پر لے جا کر دوزخ میں پہنچا دیتا ہے لہٰذا اُس سے ہوشیار رہیئے۔

اے لوگو، آپ کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہے لہٰذا قیامت کے دن کے حساب و کتاب کے لئے تیار رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیئے اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنے کا اہتمام کیجئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠

ترجمہ اور (اے رسول) لوگوں میں سے بعض شخص بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے ⑧ (اس حالت میں کہ) اپنے پہلو کو موڑتا ہے تاکہ (دوسرے لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کردے، اس کے لئے دنیا میں (ذلت و) رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب سوزاں کا مزا چکھائیں گے ⑨ (اور اس سے کہیں گے کہ) یہ تیرے ان اعمال کی سزا ہے جو تو نے آگے بھیجے تھے اور (یہ کہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ⑩

معانی ومصادر (مُنِیْرٌ) اَنَارَ، یُنِیْرُ، اِنَارَۃٌ (باب افعال) ظاہر ہونا، روشن کرنا۔

(ثَانِیَ) ثَنٰی، یَثْنِیْ، ثَنْیٌ (ض) طے کرنا، دوہرا کرنا۔
(عِطْفٌ) عَطَفَ، یَعْطِفُ، عَطْفٌ وعُطُوْفٌ (ض) مائل ہونا، لوٹنا، ملانا، دوہرا کرنا، (عِطْفٌ = پہلو، بغل)۔
(خِزْیٌ) خَزِیَ، یَخْزٰی، خَزْیًا وخِزْیٌ (س) رسوا ہونا۔
(حَرِیْقٌ) حَرَقَ، یَحْرُقُ، حَرْقٌ (ن) جلانا (حَرِیْقٌ = شعلہ)۔

تفسیر اوپر آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو بے علم ہوتے ہیں اور گمراہ کرنے والے جنوں اور انسانوں کی تقلید کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملہ میں اہل توحید سے جھگڑتے ہیں اور سراسر بے عقلی کا ثبوت دیتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو ہوتے تو اگرچہ بے علم ہیں لیکن وہ صرف خود ہی گمراہ نہیں ہوتے بلکہ دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ) اور (اے رسول) (ان) لوگوں میں سے بعض شخص بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے (اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم نہیں کرتا اور لایعنی اعتراض کرتا ہے اور طرح طرح کے اشکال پیدا کرتا ہے) (ثَانِیَ عِطْفِہٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) (جب اس کے پاس توحید کے کھلے دلائل پہنچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات اس کو سنائی جاتی ہیں تو) تکبر سے اپنے پہلو کو موڑتا ہے (دلائل توحید سے روگردانی کرتا ہے اور ان کا مذاق اڑاتا ہے) تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کرے (لوگ اسے بڑا اور معیار حق سمجھتے ہیں لہٰذا اس کے طرز عمل کو دیکھ کر دلائل کو بے حقیقت سمجھنے لگتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہوئے بدستور گمراہی میں پڑے رہتے ہیں)۔

یہ گمراہ کن بزرگ اور پیر اُن سرکش شیطانوں میں سے ہوتے ہیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

شیطان صرف جنات ہی نہیں ہوتے بلکہ بعض انسان بھی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

(الانعام - ۱۱۳ و ۱۱۴)

اور (اے رسول، جس طرح یہ کفار مکہ آپ سے دشمنی کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیطان (قسم کے) لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا، یہ شیاطین دھوکا دینے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں (بری باتوں کو) خوشنما (بنا کر) القا کیا کرتے تھے اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (لیکن اللہ کے تمام کام فطری قوانین کے مطابق ہوتے ہیں، کسی پر زبردستی نہیں ہوتی) لہذا (اے رسول) آپ ان (کفار) کو اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیجئے، (ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔ یہ شیاطین پُرفریب خوشنما باتیں اس لئے کرتے تھے) تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس طرف مائل ہوں، وہ اسے پسند کریں اور پھر جو (گناہ) وہ کما رہے ہیں کماتے رہیں۔

اس آیت میں گمراہ کن انسانوں کا بھی ذکر ہے اور ان کے ذریعے گمراہ ہونے والے انسانوں کا بھی ذکر ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی انسان نما شیطانوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔

معیار حق صرف اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول ہوتے ہیں اور ان کی لائی ہوئی ہدایت ہوتی ہے لوگ اس معیار حق کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں اور پیروں کو معیار حق سمجھ لیتے ہیں اور یہی گمراہی کا اصل سبب ہوتا ہے۔ ایسے پیروں اور مریدوں کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

(اور اے لوگو، اس وقت کا تصور کرو) جب متبوع اپنے تابعین سے بیزاری کا اظہار

الْاَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا، كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ، وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○

(البقرۃ ۔ ۱۶۶ و ۱۶۷)

کریں گے (وہ ایسا وقت ہوگا کہ) سب عذاب کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور ان کے آپس کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ اس وقت (ان کے تابعین حسرت سے) کہیں گے کہ اگر ایک مرتبہ اور ہم دنیا میں چلے جائیں تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوں گے جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں (الغرض) اس طرح اللہ ان کو ان کے اعمال باعث حسرت و ندامت بنا کر دکھائے گا (وہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے) اور پھر اس میں سے نکل نہیں سکیں گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ، قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ، سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ○

(ابراھیم ۔ ۲۱)

(قیامت کے دن جب) سب لوگ اللہ کے سامنے آموجود ہوں گے تو (وہ لوگ جو دنیا میں) کمزور (تھے) ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم (یہاں) اللہ کے عذاب میں سے کچھ عذاب کم کرانے کے سلسلہ میں ہمارے کام آ سکتے ہو، وہ کہیں گے (ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں، تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں) اگر اللہ ہمیں (نجات کا کوئی) راستہ بتاتا تو ہم بھی تمہیں بتا دیتے، اب تو ہمارے لئے برابر ہے خواہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے (یہاں سے) بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔

ایسے پیروں اور مریدوں کے قیامت کے روز جو تعلقات ہوں گے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا، وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ، وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(سبا - ۳۱ تا ۳۳)

جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس کے جواب میں وہ لوگ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کہیں گے جب ہدایت تمہارے پاس آئی تھی تو کیا ہم نے تم کو اس (کے قبول کرنے) سے (زبردستی) روک دیا تھا؟ (نہیں، بات یہ نہیں ہے) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ پھر وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے (نہیں، ہم خود گمراہ نہیں ہوئے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیریں (ہماری گمراہی کا سبب ہوئیں) جب تم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں، (وہ یہ گفتگو کر ہی رہے ہوں گے کہ عذاب ان کے سامنے آجائے گا) جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (اپنی بداعمالیوں پر بہت نادم ہوں گے اور) اپنی ندامت کو چھپائیں گے، تو (اے رسول، پھر اس وقت) ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے، جو عمل وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے بس ان ہی کا بدلہ انہیں ملے گا (کسی پر ظلم نہیں ہوگا)۔

پیر پرستوں اور گمراہ کن پیروں کی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب (دوزخی) دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے جو

النَّارِ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۴۷ و ۴۸)

(دنیا میں) بزرگی (و شرف) کے حامل تھے کہیں گے: ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے دوزخ (کے عذاب) میں سے کچھ عذاب دُور کر سکتے ہو۔ بڑے لوگ کہیں گے ہم (اور تم) سب دوزخ میں ہیں، اللہ (اپنے) بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے (اب کیا ہو سکتا ہے)۔

آیت زیرِ تفسیر میں اس شخص کا ذکر ہے جو محض تکبر کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۵۶)

بے شک جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں، ان کے دلوں میں کچھ نہیں بس بڑائی (کی ایک ہوس) ہے حالانکہ وہ بڑائی تک نہیں پہنچ سکتے تو (اے رسول، ان لوگوں کی شرارتوں سے) اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کیجئے، بے شک وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

یہ آیت گویا (ثَانِیَ عِطْفِہٖ) کی تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ) ایسے متکبر شخص کے لئے (جو اللہ تعالےٰ کے معاملے میں جھگڑتا ہے اور تکبر سے حق کی طرف سے اپنے پہلو کو موڑ لیتا ہے) دنیا میں (ذلت و) رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے عذابِ سوزاں کا مزا چکھائیں گے (اور اس سے کہیں گے) (ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) یہ تیرے ان اعمال کی سزا ہے جو تو نے (اپنی موت سے) پہلے بھیجے تھے اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا (لہٰذا جو عذاب تجھے دیا جا رہا ہے وہ بالکل انصاف پر مبنی ہے، تجھ پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جا رہی، جتنے عذاب کا تو مستحق ہے اتنا ہی عذاب تجھے دیا جا رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

پھر ہر شخص کو جو اس نے کیا ہو گا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ

(آل عمران - ۱۶۱) ناانصافی نہیں ہوگی۔

عمل

اے لوگو، بغیر علمِ وحی یعنی بغیر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے علم کے کسی سے بحث ومباحثہ نہ کیجئے۔

حق کو ہر حال میں قبول کیجئے، تکبر سے اس کی طرف سے روگردانی نہ کیجئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ
عَلٰى حَرْفٍ، فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ
اِ۟طْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ
اِ۟نْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ، خَسِرَ
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ، ذٰلِكَ هُوَ
الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ
وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ، ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ

أَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى
وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ
يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) لوگوں میں سے بعض شخص ایسا ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) اللہ کی عبادت کرتا ہے، اگر اس کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے (ایمان پر) مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جس طرح آیا تھا اسی طرح لوٹ جاتا ہے، (ایمان سے منہ پھیر لیتا ہے اور پھر کافر ہو جاتا ہے)، اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائے گا (اور) یہ کھلا ہوا نقصان ہے (۱۱) یہ شخص اللہ کے علاوہ ایسے شخص کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع (اور) یہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے (۱۲) وہ ایسے شخص کو (مدد کے لئے) پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے، ایسا مددگار بھی برا اور ایسا ساتھی بھی برا (۱۳) بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، بے شک

اللہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے (۱۴)

معانی ومصادر (حَرْفٌ) حَرَفَ، یَحْرِفُ، حَرْفٌ (ض) موڑنا، کمانا۔ (حَرْفٌ = کنارہ)۔

(اِطْمَانَّ) اِطْمَأَنَّ، یَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (باب افعلال۔ رباعی مزید فیہ) مطمئن ہونا۔

(فِتْنَةٌ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) گمراہ کرنا۔ آزمائش کرنا۔

(مَوْلٰی) وَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ح) قریب ہونا۔

وَلِیَ، یَلِیْ، وِلَایَةٌ (ح) والی ہونا، مددگار ہونا، (مَوْلٰی = والی، مددگار، دوست)

(عَشِیْرٌ) عَشَرَ، یَعْشُرُ، عَشْرٌ، عُشُوْرٌ (ن) عشر لینا (عَشِیْرٌ = قبیلہ، قریب، دوست، شوہر یا بیوی، دسواں حصہ)۔

شانِ نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ قَالَ کَانَ الرَّجُلُ یَقْدَمُ الْمَدِیْنَةَ فَاِنْ وَلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَیْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِیْنٌ صَالِحٌ وَاِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَیْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِیْنُ سُوْءٍ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ الحج ۶/۱۲۳)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں آتا (اور اسلام قبول کر لیتا) پھر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی گھوڑیاں بچے جنتیں تب تو (خوش ہو کر) کہتا یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی عورت (لڑکا) نہ جنتی اور گھوڑیاں بھی بچے نہ جنتیں تو (رنجیدہ ہو کر) کہتا یہ دین خراب ہے۔

تفسیر اوپر دو قسم کے لوگوں کا ذکر گذر چکا ہے:۔

(۱) ایک تو وہ جو گمراہ کن لوگوں کی تقلید کرتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں،

(۲) دوسرے وہ جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے تیسری قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ) اور (اے رسول) لوگوں میں سے بعض شخص ایسا بھی ہے جو (پہلے دو گروہوں میں شامل نہیں، وہ ایمان لے آتا ہے) اللہ کی عبادت کرتا ہے (لیکن) کنارے پر (کھڑے ہو کر، ایمان کے دائرے میں پوری طرح داخل نہیں ہوتا بلکہ ایمان کی سرحد پر کھڑا رہتا ہے جہاں سے کفر کی سرحد قریب ہوتی ہے) (فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ) اگر (ایمان لانے

کے بعد) اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے (دنیوی مال و متاع میں زیادتی ہوتی ہے) تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے (ایمان پر قائم رہتا ہے) (وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ) اور اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے (اور وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے) تو جس طرح آیا تھا اسی طرح لوٹ جاتا ہے (ایمان اس کا برائے نام ہوتا ہے، کفر کی سرحد قریب ہی ہوتی ہے لہٰذا اس کو کفر کے دائرے میں داخل ہونے کے لئے کوئی زیادہ مسافت طے نہیں کرنی پڑتی۔ اگر وہ ایمان کے دائرے میں پوری طرح داخل ہو گیا ہوتا تو اتنی آسانی سے کفر کی طرف مائل نہیں ہوتا، اس کا ایمان دنیا طلبی کے لئے تھا، دنیا اُسے لے ڈوبی) (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائے گا (ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ) (اور) یہ کھلا ہوا نقصان ہے (آخرت کے نقصان سے بڑا اور کونسا نقصان ہو سکتا ہے)۔

ایمان لانے کے بعد یہ سمجھنا کہ ہماری آزمائش نہیں ہو گی محض دھوکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۲ و ۳)

کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض اس طرح بھی اللہ معلوم کرے گا کہ کون (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دیں یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی

طرف سے فضل ورحمت (کی بارش ہوتی) ہے
اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

آزمائش ضرور ہوگی اور اس آزمائش میں کامیابی کے بعد ہی سمجھا جائے گا کہ کون صحیح معنی میں ایمان لایا ہے۔ دنیا کی خاطر ایمان لانا ایمان لانے میں شمار نہیں ہوتا۔ ہجرت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلَی امْرَأَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص۲ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ جزء۲ ص۱۵۸ واللفظ للبخاری)

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، لہٰذا ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی، جس نے دنیا کمانے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا طلبی کے لئے ہجرت کرنا ہجرت نہیں اسی طرح دنیا طلبی کے لئے ایمان قبول کرنا درحقیقت ایمان ہی نہیں۔

آگے فرمایا (یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنْفَعُہٗ، ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ) (یہ شخص جو دنیا نہ ملنے کی وجہ سے پھر کفر کی طرف لوٹ گیا) اللہ کے علاوہ (پھر) ایسے شخص کو پکارتا رہا جو اسے نہ نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع اور یہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے (وہ یہ سمجھ کر کفر کی طرف لوٹا کہ اسلام قبول کر کے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا، اس کے معبودان باطل اسے فائدہ پہنچائیں گے حالانکہ اس کے معبودان باطل اُسے کیا فائدہ پہنچائیں گے، وہ نہ کسی کے نفع پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نقصان پہنچانے پر قادر ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں، ایسے بے بس لوگوں سے فائدہ کی توقع رکھنا صریح گمراہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ، وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ، وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ○ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اللہ کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سُنتے، (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ، اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۴ تا ۱۶)

(محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بے کار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بے کار ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور (نہ صرف وہ بلکہ) ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں)۔ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچائیں گے، وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں، (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے والے نے یہ کیوں نہ سوچا کہ کفر کی حالت میں بھی جو فائدہ حاصل ہو گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو گا۔ اُس کو معبودان باطل کی طرف منسوب کرنا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ دے گا تو اللہ ہی دے گا، نہیں دے گا تو اللہ تعالیٰ ہی

نہیں دے گا۔ اس کے نہ دینے میں ضرور کوئی مصلحت ہوتی ہے، افسوس ہے کہ نادان آدمی اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور تاخیر پر صبر نہیں کرتا اور شرک و کفر کی طرف جھک جاتا ہے (یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ) (اور) ایسے شخص کو مدد (کے لئے) پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ قریب ہے (فائدہ تو وہ پہنچا ہی نہیں سکتا اس لئے کہ فائدہ پہنچانے پر وہ قادر نہیں، اس سے فائدے کی امید رکھنا امید موہوم کے سوا اور کچھ نہیں ہاں اس کا نقصان بہت قریب ہوتا ہے نقصان پہنچنے میں دیر نہیں لگتی، جیسے ہی اس کو پکارا شرک ہو گیا اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ اس سے بڑا نقصان اور کوئی نہیں (لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ) (ایسا) مددگار بھی برا (کہ اس کے پکارنے سے آدمی ایمان کھو بیٹھے) اور (ایسا) ساتھی بھی برا (کہ اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہو، دنیا میں بھی نقصان اور آخرت میں بھی نقصان اور جنت سے محرومی یعنی شیطان اور معبودان باطل یہ سب برے ساتھی ہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ○

(الزخرف - ۳۶ تا ۳۸)

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے روگردانی کرے تو ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں تو (پھر) وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے اور یہ (شیاطین) لوگوں کو راہ (راست) سے روکتے ہیں پھر بھی وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (حالانکہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ دنیا میں شیطان ایسے انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے) یہاں تک کہ جب یہ (فریب خوردہ انسان) ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہے گا اے کاش مجھ میں اور تجھ میں دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا تو (دیکھ لو) شیطان (کتنا) برا ساتھی ہے (کہ انسان کو لے ڈوبتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (النساء - ۳۸)

اور شیطان جس کسی کا بھی ساتھی ہو تو وہ بہت برا ساتھی ہے۔

(آگے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے ایسی

جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ) بے شک اللہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے (اس کی مشیّت یہی ہے کہ کافر دوزخ میں جائے اور مؤمن جنت میں جائے اور وہ اپنے اس ارادے پر قادر ہے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے تو مستقل مزاجی سے ایمان لائیے۔ اگر مصیبتیں آئیں تو صبر و تحمل کے ساتھ انہیں برداشت کیجئے۔ ڈگمگا نہ جائیے بلکہ استقامت کے ساتھ ایمان پر ڈٹے رہیے۔ کفر کی طرف واپس جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، دینے والا تو اللہ ہی ہے، اگر آپ کفر کی حالت میں ہوں گے تو بھی وہی دے گا، اگر آپ ایمان کی حالت میں ہوں گے تب بھی وہی دے گا۔ جب دینے والا ایک ہی ہے تو کفر کی طرف لوٹنا سراسر نادانی ہے۔

اے لوگو، اللہ اکیلے کو پکاریئے جو اکیلا آپ کے نفع و نقصان کا مالک ہے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی آپ کے نفع و نقصان کا مالک نہیں لہٰذا اُسے ہرگز نہ پکاریئے، ان کے پکارنے سے نفع تو کچھ حاصل ہوگا نہیں البتہ آپ شرک جیسے نقصان میں جا پڑیں گے پھر سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

اے لوگو، ایمان لائیے، شرک نہ کیجئے، عمل صالح کرتے رہئے۔ جنت میں جانے کا یہی ذریعہ ہے، اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ
اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ
بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ
فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ
مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ
اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ
مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ
وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ

اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۷ اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ
وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ
حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝۱۸ السجدة

ترجمہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُن کی (یعنی اپنے رسول کی) مدد نہیں کریگا تو اسے چاہئے کہ اوپر سے ایک رسّی لٹکائے (پھر اپنے گلے میں اس کا پھندا لگائے) پھر (زمین سے اپنا تعلق) منقطع کر دے۔ پھر دیکھے کہ اس تدبیر سے اس کا وہ (بغض) دور ہوا (یا نہیں) جس بغض نے اسکو غصہ میں مبتلا کر رکھا تھا (۱۵) اور ہم نے اس (کتاب) کو اس حالت میں اتارا ہے کہ اس کی (تمام) آیات واضح ہیں اور یہ (ایک حقیقت ہے) کہ اللہ جس کو چاہتا ہے (اس کتاب کے ذریعہ) ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے (۱۶) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہیں اور وہ لوگ جو صابی ہیں، عیسائی ہیں، مجوسی ہیں اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ ان (سب) کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کریگا، بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (۱۷) (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ کو سجدہ کرتی ہے وہ تمام مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند، تارے اور پہاڑ، درخت اور چارپائے اور انسانوں میں سے بھی بہت سے لوگ (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو (سجدہ نہ کرنے اور اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے) عذاب میں مبتلا ہونا لازم ہو گیا ہے، (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ذلیل کرے گا) اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۸)

معانی ومصادر

(یَمْدُدْ) مَدَّ، یَمُدُّ، مَدٌّ (ن) لمبا کرنا، بچھانا، کھینچنا، سیاہی لینا۔
(سَبَبٌ) سَبَبٌ = رسّی۔
(یَغِیْظُ) غَاظَ، یَغِیْظُ، غَیْظٌ (ض) غصہ دلانا۔
(صَابِئِیْنَ) صَبَأَ، یَصْبَأُ وصَبُؤَ، یَصْبُؤُ، صَبْءٌ وصُبُوْءٌ (ف وک) ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں چلا جانا۔
(یَفْصِلُ) فَصَلَ، یَفْصِلُ، فَصْلٌ (ض) کاٹنا، علیحدہ کرنا، قطعی فیصلہ کرنا۔
(دَوَابُّ) دَبَّ، یَدُبُّ، دَبٌّ ودَبِیْبٌ (ن) رینگنا (دَوَابُّ = دَابَّةٌ کی جمع، چوپائے)۔

(یُھِنُ) اَھَانَ، یُھِیْنُ، اِھَانَۃٌ (باب افعال) ذلیل کرنا۔
(حَقَّ) حَقَّ، یَحُقُّ، حَقٌّ (ن) ثابت کرنا اور واجب کرنا،
حَقَّ، یَحِقُّ، حَقٌّ (ض) واجب ہونا، ثابت ہونا۔

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی نہیں مانتے تھے اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گمان کرتے تھے کہ یہ عنقریب زمانہ کی گردش کا شکار ہوں گے، کوئی حادثہ ایسا واقع ہوگا کہ اس میں ہلاک ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ قطعاً ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ ان کے اس گمان بد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ، عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ، وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَعَنَھُمْ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَھَنَّمَ، وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○
(الفتح ۔ ۶)

اور (اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ نے یہ فتح اس لئے بھی عنایت کی) تاکہ اللہ منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو جو اللہ کے بارے میں (طرح طرح کی) بدگمانیاں رکھتے ہیں (تمہارے ہاتھ سے) سزا دلوائے مصائب کے چکر میں وہی آئیں گے، اللہ ان سے ناراض ہے، اس نے ان پر لعنت کردی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

بعض دیہاتی بھی اس قسم کی امید لگائے بیٹھے تھے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّیَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَآئِرَ، عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ، وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○
(التوبۃ ۔ ۹۸)

اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے (زمانہ کی) گردشوں کے منتظر رہتے ہیں (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ) گردش (زمانہ) کی برائی انہی پر واقع ہوگی، (اللہ ان کی باتیں سن بھی رہا ہے اور اسے ان کی باتوں کا علم بھی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلْیَمْدُدْ

بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ) جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا اسے چاہئے کہ اوپر سے ایک رسّی لٹکائے (پھر اپنے گلے میں رسّی کا پھندا لگائے) پھر (زمین سے اپنا تعلق) منقطع کرلے (اور معلق لٹک جائے) پھر دیکھے کہ اس تدبیر سے اس کا وہ (بغض) جس نے اس کو غصہ میں مبتلا کر رکھا ہے دور ہوا (یا نہیں)۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض و عداوت ہے جس کی وجہ سے وہ غیظ و غضب میں مبتلا ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس تباہی و بربادی میں اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مدد نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد نہیں فرمائے گا وہ اپنے گلے میں پھندا ڈال کر پھانسی پر لٹک جائے اور پھر دیکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہوا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے رسول کی مدد کرے گا خواہ کفار کتنا ہی غیظ و غضب میں جلتے رہیں، بھنتے رہیں اور جلتے جلتے خودکشی کر ڈالیں، اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کر کے رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

(حٰمٓ المؤمن - ۵۱ و ۵۲)

(اور اے رسول) ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جس دن گواہ (گواہی دینے کے لئے) کھڑے ہونگے اور جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہیں دے گی، ان پر لعنت (برس رہی) ہوگی اور ان کے (رہنے کے) لئے (بہت ہی) بُرا گھر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین

(الصف - ۸ و ۹)

حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

کفار کے غیظ و غضب کا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا، وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ، قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ، وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ، قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ هَآ اَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ، وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا، وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ، قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(آل عمران - ۱۱۸ و ۱۱۹)

اے ایمان والو، مؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازداں نہ بناؤ۔ کافر تمہیں نقصان پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم تکلیف میں مبتلا رہو، ان کی زبانوں سے (تمہارے لئے) بغض شدید ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، اگر تم میں عقل ہے (تو تم اس بات کو سمجھ گئے ہو گے)۔ ہم نے تو آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ یہ تو تم ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے، تم (ان کی کتاب اور دوسری) تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہو (لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے، ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو غیظ (و غضب) کے عالم میں اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اپنے غصہ میں مرجاؤ (تمہارے دلی بغض و عداوت کو اللہ اچھی طرح جانتا ہے) بے شک اللہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ اپنے رسول کی مدد فرمائی اور جنگ احزاب میں کافروں کو غیظ و غضب میں جلتا بھنتا میدان جنگ سے واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا، وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○
(الاحزاب - ۲۵)

اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ واپس (جانے پر مجبور) کر دیا، وہ (اس حملہ سے) کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے، اللہ ہی جنگ کے سلسلہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا، (بے شک) اللہ (بہت) قوی اور زبردست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ہر موقع پر اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی، نہ کافروں کی خواہش پوری ہوئی اور نہ ان کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہوا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پہاڑیوں پر چڑھتے تو ہر مرتبہ چڑھنے کے بعد فرماتے :-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ا ص ۵۱۱)

اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ اکیلے کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دی۔

آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ) اور (اے رسول، جس طرح ہم نے اپنی طرف سے آپ کے لئے امداد نازل کی جو آپ کی صداقت کی کھلی دلیل تھی) اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو بھی کھلی دلیلیں بنا کر اتارا ہے (اور یہ کھلی دلیلیں بھی آپ کی صداقت کی گواہ ہیں، اب بھی جو شخص آپ پر ایمان نہیں لاتا تو یہ اس کی بدبختی ہے) (وَاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ) اور اللہ تو ہدایت دے کر منزل مقصود تک اسی کو پہنچاتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے (یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے۔ جس شخص میں نہ خلوص ہو اور نہ حق کی جستجو کا جذبہ ہو وہ ہدایت یاب نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی خلوص کے ساتھ حق کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے اور پوری جدوجہد کرتا ہے، راستہ اسی کو ملتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(العنکبوت ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستہ میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ

وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور راہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

(نوٹ:۔ ہدایت کس کو ملتی ہے اور کب ملتی ہے اس سلسلہ میں پوری معلومات کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیت ۵ اور سورۃ بقرہ کی آیات ۲ اور ۲۶ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہیں، صابی ہیں، عیسائی ہیں اور مجوسی ہیں اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ ان (سب) کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا (اس دن معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ جزاء و سزا، ثواب و عذاب، جنت و دوزخ کا فیصلہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز پیدا کر دے گا۔ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزاء یا سزا ملے گی، اللہ کسی کے عمل سے غافل نہیں ہے) (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ) بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (نہ کوئی چیز اس سے پنہاں ہے اور نہ کوئی عمل اس سے پوشیدہ ہے، اسے ہر چیز اور ہر عمل کا علم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق و باطل میں فیصلہ کر دیا لیکن کافروں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا تو اب ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اس دن کے فیصلہ کے بعد پھر کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہوگی، ہر شخص کو وہ فیصلہ تسلیم کرنا ہوگا۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ) (اے رسول، اگر کافر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے تو نہ کریں) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کو وہ تمام مخلوق سجدہ کرتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے (وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ) اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) (وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ) اور لوگوں میں سے بہت سے لوگ بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) (وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ) اور بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ (جو سجدہ نہیں کرتے، اللہ کے احکام کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے) ان پر عذاب (میں مبتلا ہونا) لازم ہو گیا ہے (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ذلیل و رسوا کرے گا (وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ) اور جس کو اللہ ذلیل و رسوا کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں (اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ) بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (اس کی چاہت یا مشیت اس کا وہ قانون ہے جس قانون کے مطابق وہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون کس بات کا مستحق ہے، کس کے لئے عزت ہے اور کس کے لئے ذلت، کون جنت کا مستحق ہے اور کون عذاب کا)

اللہ تعالیٰ کو ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ اور ہر چیز اس کی تسبیح پڑھتی ہے لیکن اس کے سجدہ کرنے اور تسبیح پڑھنے کی کیفیت کا ہم کو علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

(النور - ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۴)

ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان دونوں میں ہے سب اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک اللہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا)۔

سجدہ کرنے کی کیفیت کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۱۶)

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے، تمام چیزیں اس کی فرمانبردار ہیں۔

مخلوقات میں سے صرف جنّات اور انسان ہی ہیں جن میں دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ بہت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے اور بہت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ○ (المآئدۃ ۴۹) بے شک بہت سے انسان فاسق ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ، لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا، وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا، وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا، أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ، أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○

(الاعراف - ۱۷۹)

اور (اے رسول) ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں (اور یہ وہ لوگ ہیں کہ) ان کے پاس دل تو ہیں لیکن ان کے ذریعہ سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں (یعنی حق بات کو جاننے کے لئے دل، آنکھ اور کان سے کام نہیں لیتے) یہ لوگ چارپایوں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ (راہ راست سے) بھٹکے ہوئے (اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ) یہ لوگ (اپنے انجام سے) غافل ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے ان کے لئے قیامت کے دن رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ○ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ، قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ○

(النحل - ۲۶ و ۲۷)

ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی (اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کی تھیں پھر (کیا ہوا) اللہ (کا عذاب) ان کے مکانوں کی بنیادوں سے آیا، پھر ان کے اوپر سے (مکانوں کی) چھت ان پر گر پڑی اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا کہ جہاں سے (عذاب آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ مزید برآں قیامت کے دن اللہ انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان سے پوچھے گا بتاؤ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے معاملے میں تم (مؤمنین کی) مخالفت کیا کرتے تھے۔ (وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے البتہ) وہ لوگ جن کو علم دیا گیا تھا کہیں گے آج ذلت اور تباہی (سب) کافروں کے لئے ہے۔

الغرض جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ ذلیل وخوار ہوں گے اور جن کو اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار کر دے پھر ان کو عزّت دینے والا بھلا کون ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(آل عمران ۔ ۲۶)

اے رسول، آپ (اللہ کی حمد وثنا اس طرح) بیان کیا کیجئے، "اے اللہ، اے بادشاہت کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ آپ کے عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے ڈرتے رہیئے اور بُرے عمل نہ کیجئے۔

اے لوگو، کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں لگی ہوئی ہے، آپ بھی اس کے سامنے سربسجود ہو جائیے اور اس کے احکام کی تعمیل کیجئے۔ اسی میں آپ کی عزّت ہے اور یہی قیامت کے دن موجب نجات ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ
رَبِّهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۚ يُصَبُّ
مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾
يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ
وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ
مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ
اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

الْحَرِيقِ ﴿۲۲﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ
ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا، وَلِبَاسُهُمْ
فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوا إِلَى
الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ، وَهُدُوا
إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: یہ دو فریق جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں (یعنی مؤمن اور کافر) اپنے رب کے معاملے میں جھگڑتے ہیں تو جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ﴿۱۹﴾ اس سے جو کچھ ان کے

پیٹوں میں ہے وہ اور ان کی کھالیں گل جائیں گی (۲۰) ان (کو مارنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے (۲۱) جب کبھی وہ اس سے یعنی (اس) تکلیف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں پھر اسی میں لوٹا دیا جائے گا اور (ان سے کہا جائے گا کہ جاتے کہاں ہو) عذاب سوزاں کا مزا چکھو (۲۲) (برخلاف اس کے) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا (۲۳) اور (اے رسول، یہ نعمتیں انہیں اس لئے ملیں گی کہ دنیا میں) وہ پاک کلمہ (پر اعتقاد رکھنے) اور حمد (و ثناء) والے (اللہ) کی راہ پر چلنے کی توفیق دئے گئے تھے (۲۴)

معانی و مصادر

(خَصْمَانِ) خَصَمَ، یَخْصِمُ، خَصْمٌ (ض) دشمنی میں کسی پر غالب آنا (خَصْمٌ = مخالف، دشمن)۔

(یُصَبُّ) صَبَّ، یَصُبُّ، صَبٌّ (ن) بہانا۔

(حَمِیْمٌ) حَمَّ، یَحُمُّ، حَمٌّ (ن) بخار ہونا، گرم کرنا (حَمِیْمٌ = گرم پانی)۔

(یُصْهَرُ) صَهَرَ، یَصْهَرُ، صَهْرٌ (ف) گلا دینا، پگھلا دینا۔

(مَقَامِعُ) قَمَعَ، یَقْمَعُ، قَمْعٌ (ف) ہتھوڑے مارنا، مغلوب اور ذلیل کرنا۔ (مَقَامِعُ = مِقْمَعَةٌ کی جمع، ہتھوڑے، مارنے کی چیز)

(غَمٌّ) غَمَّ، یَغُمُّ، غَمٌّ (ن) ڈھانک لینا، غمگین کرنا۔

(حَرِیْقٌ) حَرَقَ، یَحْرُقُ، حَرْقٌ (ن) جلا دینا۔ (حَرِیْقٌ = جلی ہوئی چیز، شعلہ، ج حُرُقٌ)

شان نزول

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِی الَّذِیْنَ بَرَزُوْا یَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِیٍّ وَّعُبَیْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَیْبَةَ ابْنَیْ رَبِیْعَةَ وَ الْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر جزء ۵ ص ۹۶)

یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ان لوگوں کے باب میں اتری جو بدر کے دن لڑائی کے لئے نکلے تھے: حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث (مسلمین کی طرف سے) اور عتبہ اور شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے اور ولید بن عتبہ (کافروں کی طرف سے)۔

اگرچہ آیت کا حکم عام ہے لیکن حضرت ابوذرؓ کی مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا نزول خصوصیت کے ساتھ حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ اور عتبہ و شیبہ اور ولید کے متعلق ہے۔

جنگ بدر میں مسلمین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ اور کافروں کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید مقابلہ کے لئے نکلے تھے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ) (قدیم زمانہ سے) یہ دو فریق جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں (یعنی مؤمن اور کافر) اپنے رب (کی توحید) کے معاملہ میں (ایک دوسرے سے) جھگڑتے رہے ہیں (فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ) تو جو لوگ کافر ہیں (اور اللہ کی توحید کو تسلیم نہیں کرتے) ان کے لئے (قیامت کے روز) آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے پھر وہ کپڑے ان کو پہنائے جائیں گے) ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا (یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ) اس (پانی کی شدید گرمی) سے ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے (یعنی انتڑیاں وغیرہ) اور کھالیں سب گل جائیں گی (وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ) (ان کو مارنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے (كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا) جب کبھی وہ اس سے یعنی (اس) تکلیف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں پھر اسی میں لوٹا دیا جائے گا (وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ) اور (ان سے کہا جائے گا آگ میں) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ○ كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ○ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ○ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ○ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ○

(الدخان۔ ۴۳ تا ۴۹)

بے شک زقوم کا درخت گناہ گار کا کھانا (ہو گا) وہ پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا اور پیٹوں میں اس طرح کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (اللہ فرشتوں سے فرمائے گا) اسے پکڑ لو اور سختی کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جا کر ڈال دو، پھر اس کے سر پر تکلیف دینے والا کھولتا ہوا پانی ڈالو (پھر اس سے کہو کہ عذاب کا مزا) چکھ، تو تو (دنیا میں) غالب اور عزت والا (بنا پھرتا) تھا، (اب تیرا غلبہ اور عزت کہاں گئی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْحَمِیْمَ لَیُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَیَنْفُذُ الْحَمِیْمُ حَتّٰى یَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَیَسْلِتُ مَا فِیْ جَوْفِهٖ حَتّٰى یَمْرُقَ مِنْ قَدَمَیْهِ

ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو (جسم میں) سرایت کرے گا یہاں تک کہ دوزخی کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور جو کچھ اس کے

وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب صفۃ جھنم فی باب ماجاء فی صفۃ شراب اھل النار جزء ۲ صـ ۲۱۸)

پیٹ میں ہوگا اسے کاٹ ڈالے گا (پھر یہ گرم پانی سرایت کرتا ہوا) دونوں قدموں سے باہر آئے گا اور (ابھی) وہ گرم ہی ہوگا۔ پھر وہ اسی طرح سر پر ڈالا جائے گا۔

کافروں کا انجام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا انجام بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان جنتوں میں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○

(هل اتیٰ - ۲۱)

ان (کے جسم) پر سبز ریشمی کپڑے اور زربفت کے کپڑے ہوں گے، انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ، نِعْمَ الثَّوَابُ، وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○

(الکھف - ۳۱)

یہی لوگ ہیں جن کے لئے دائمی (سرسبز و شاداب رہنے والے) باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان باغات میں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، وہاں وہ سندس اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے (اور) تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھا کریں گے (کتنا) اچھا بدلہ (دیا ہے جو انہیں ملے گا) اور (کتنی) اچھی (ان کی) آرام گاہ ہوگی۔

(نوٹ:۔ جنت کی نہروں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ) اور (اے رسول، یہ نعمتیں انہیں اس لئے دی جائیں گی کہ دنیا میں) انہیں پاک کلمہ کی طرف ہدایت دی گئی تھی

اور حمد (وثناء) والے اللہ کے راستہ کی طرف ان کی رہنمائی کی گئی تھی۔

پاک کلمہ سے مراد قرآن مجید اور کلمۂ شہادت ہے۔

قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ ○ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○

(عبس - ۱۱تا۱۶)

ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اسے یاد رکھے (اور جو چاہے اسے بھلا دے) (یہ قرآن) ایسے عزّت والے اوراق میں (لکھا ہوا) ہے جن کو بلندی دی گئی ہے اور جو (نہایت) پاک ہیں، یہ (ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں (میں رہتے ہیں) جو (بڑے) باعزّت اور (بہت) نیک ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○

(والسمآء ذات البروج - ۲۱و۲۲)

(اور اے کافرو، یہ کلام بناوٹی نہیں ہے) بلکہ یہ تو بزرگی والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (مکتوب ہے)۔

کلمۂ توحید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

(ابراھیم - ۲۴و۲۵)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال کیسی (اچھی) دی ہے، (کلمہ طیبہ کی مثال ایسی ہے) جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ زمین میں مستحکم ہو، اس کی شاخیں آسمان میں (پھیلی ہوئی ہوں) (اور) وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہو، (یہ اور اس قسم کی دوسری) مثالیں اللہ لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

(آیت زیر تفسیر میں صراط الحمید سے مراد اللہ تعالیٰ کا راستہ یعنی صراط مستقیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

اور (اے ایمان والو) یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اسی کی پیروی کرو، (دوسرے) راستوں

سَبِيْلِهٖ ، ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(الانعام - ۱۵۴)

پر نہ چلنا ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستہ سے علیٰحدہ کر دیں گے، اللہ قرآن مجید کے ذریعہ تم کو ان باتوں کا حکم دے رہا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(نوٹ:۔ صراطِ مستقیم کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی توحید کے سلسلہ میں نہ جھگڑیئے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد الٰہ تسلیم کیجئے۔

اے لوگو، ایمان لاکر نیک عمل کیجئے تاکہ قیامت کے دن آپ جنت کی لازوال نعمتوں سے فیضیاب ہوں اور عذابِ الٰہی سے بچ جائیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ
سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ،
وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ
نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے اور مسجد حرام سے جس کو ہم نے (تمام) لوگوں کے لئے خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے ہوں (بلا امتیاز) یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے روکتے ہیں اور جو لوگ اس (مسجد) میں ظلم کے ساتھ (بے دینی و) الحاد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں ہم ان سب کو دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے ﴿۲۵﴾

معانی ومصادر

(حَرَامٌ) حَرِمَ، يَحْرَمُ، حَرَمٌ وحَرَامٌ (س) حرام ہونا (حَرَامٌ = محترم)۔

(سَوَآءٌ) سَوِيَ، يَسْوٰى، سِوًى (س) ٹھیک کرنا، برابر کرنا (سَوَآءٌ = برابر)۔

(عَاكِفٌ) عَكَفَ، يَعْكُفُ، عَكْفٌ وعُكُوفٌ (ن وض) کسی کے گرد بیٹھ جانا، مواظبت کرنا۔

(بَادٍ) بَدَا، یَبْدُوْ، بَدَاوَۃٌ (ن) دیہات میں چلے جانا (بَادٍ = دیہاتی، باہر سے آنے والا)۔
(اِلْحَادٌ) اَلْحَدَ، یُلْحِدُ، اِلْحَادٌ (باب افعال) دین سے پھر جانا۔

تفسیر کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ○ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ○ (اقراء - ۹ و ۱۰)

(اے رسول) آپ نے اس شخص کو دیکھا جو (نماز سے) روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

ایک دن ابوجہل نے کہا:۔

لَئِنْ رَاَیْتُ مُحَمَّدًا یُّصَلِّیْ عِنْدَ الْکَعْبَةِ لَاَطَاَنَّ عَلٰی عُنُقِهٖ۔

اگر میں کعبہ کے پاس محمد کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا۔

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

لَوْ فَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر اقراء ۶/۲۱۶)

اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو فرشتے پکڑ لیں گے۔

(نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۱۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

کفار مکہ نہ صرف مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے بلکہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے بھی روکتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعات اس پر شاہد ہیں:۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں:۔

کُنْتُ وَاَنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَّاَنَّهُمْ لَیْسُوْا عَلٰی شَیْءٍ وَّهُمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ قَالَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَکَّةَ یُخْبِرُ اَخْبَارًا فَقَعَدْتُّ عَلٰی رَاحِلَتِیْ فَقَدِمْتُ عَلَیْهِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِیًا جُرَءَآءُ عَلَیْهِ قَوْمُهٗ فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ بِمَکَّةَ فَقُلْتُ مَا اَنْتَ؟ قَالَ اَنَا نَبِیٌّ قُلْتُ وَمَا نَبِیٌّ؟ قَالَ اَرْسَلَنِیَ اللّٰهُ

میں جاہلیت کے دور میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور کسی (سیدھی) راہ پر نہیں اس لئے کہ وہ سب لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کی خبر سنی کہ وہ مکہ میں ہے اور وہ بہت سی خبریں سناتا ہے۔ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی۔ میں نے خفیہ طور پر تدبیر کی۔ میں مکہ میں آپ کے پاس گیا

فَقُلْتُ وَبِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ اَرْسَلَنِیْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ قُلْتُ لَهٗ فَمَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا قَالَ حُرٌّ وَّعَبْدٌ (قَالَ وَمَعَهٗ يَوْمَئِذٍ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِلَالٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِمَّنْ اٰمَنَ بِهٖ) فَقُلْتُ اِنِّیْ مُتَّبِعُكَ قَالَ اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا اَلَا تَرٰى حَالِیْ وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِیْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِیْ قَالَ فَذَهَبْتُ اِلٰى اَهْلِیْ

(صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب اسلام عمر وابن عبسۃ جزء اول ص ۳۳۱)

اور آپ سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے عرض کیا نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) مجھے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنے، بتوں کو توڑنے، اللہ کو ایک ماننے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ کے ساتھ ان باتوں پر کون کون قائم ہے۔ فرمایا آزاد بھی اور غلام بھی اس دن ایمان لانے والوں میں سے آپ کے ساتھ صرف ابوبکر اور بلال تھے۔ میں نے کہا میں بھی آپ کی اتباع کروں گا۔ آپ نے فرمایا ابھی تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم دیکھتے ہو کہ میرا اور لوگوں کا کیا حال ہے (میری بڑی سخت مخالفت ہے) ابھی تم اپنے اہل وعیال کے پاس چلے جاؤ اور جب تم سنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو میرے پاس آجانا۔ الغرض میں اپنے اہل وعیال کے پاس لوٹ آیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَدِمَ (اَبُوْذَرٍّ) مَكَّةَ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْهُ۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب اسلام ابی ذر جزء ۵ ص ۵۹ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذر جزء ۲ ص ۳۸۸)

حضرت ابوذر مکہ پہنچے اور مسجد حرام میں آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تلاش کیا لیکن وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے اور انہوں نے آپ کے متعلق کسی سے پوچھنا بھی مناسب نہ سمجھا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَسَمِعَ (اَبُوْذَرٍ) مِنْ قَوْلِهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاَسْلَمَ مَكَانَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ اَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاُصَرْخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى اَضْجَعُوْهُ وَاَتَى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ غِفَارٍ وَاِنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّامِ فَاَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب اسلام ابی ذر جزء ۵ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ابی ذر جزء ۲ ص۳۸۹)۔

جب ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ کی باتیں سنیں تو فوراً اسی جگہ اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ابھی تو تم اپنی قوم کے لوگوں میں چلے جاؤ اور ان کو (اسلام کی) خبر دو (اور اسی حالت میں رہو) جب تک تمہیں میرے (غلبہ کی) خبر پہنچے۔ ابوذرؓ نے عرض کیا میں تو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مشرکوں کے سامنے اسلام کا کلمہ پکار کر کہوں گا۔ وہ نکلے اور مسجد حرام میں آکر بلند آواز سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سنتے ہی (قریش کے) کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور ان کو اتنا مارا کہ مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ وہاں آنکلے اور ابوذر پر اوندھے منہ لیٹ گئے اور قریش کے کافروں سے کہنے لگے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ (یہ شخص) قوم غفار کا فرد ہے، جب تم تجارت کے لئے شام کے ملک میں جاتے ہو تو راستہ میں اس کی قوم پڑتی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عباس نے ان کو چھڑایا۔ دوسرے دن پھر ابوذر نے یہی کیا پھر لوگوں نے ان کو مارا اور ان پر حملہ کرتے رہے، پھر حضرت عباس آئے اور ان پر اوندھے منہ لیٹ گئے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا هُوَ (اَيْ عُمَرُ) فِي الدَّارِ خَآئِفًا اِذْ جَآءَهُ الْعَاصِ بْنُ وَآئِلِ السَّهْمِيُّ اَبُوْ عَمْرٍو (عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِيْصٌ مَكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ وَّهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَآؤُنَا

(جب حضرت عمر ایمان لائے تو) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ابو عمرو عاص بن وائل سہمی ایک دھاری دار چادر اور ایک ریشمی کرتہ کا جوڑا پہنے ہوئے ان کے پاس آیا۔

فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّهُمْ سَیَقْتُلُوْنِیْ اِنْ اَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِیْلَ اِلَیْكَ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا اَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصِ فَلَقِیَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِیْ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِیْدُ هٰذَا بْنَ الْخَطَّابِ الَّذِیْ صَبَاَ قَالَ لَا سَبِیْلَ اِلَیْهِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَالَهٗ جَارٌ) فَكَرَّ النَّاسُ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب اسلام عمر بن الخطاب جزء ۵ ص ۶)

وہ بنی سہم کے قبیلہ سے تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں ہمارے حلیف تھے۔ اس نے کہا عمر تمہارا کیا حال ہے انہوں نے کہا تیری قوم کے لوگ کہتے ہیں اگر میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا جب میں نے امان دے دی تو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے پھر عاص نے باہر نکل کر دیکھا تو میدان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ عاص نے پوچھا کیوں کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا خطاب کے بیٹے کی خبر لینے جاتے ہیں جس نے اپنا دین بدل دیا۔ عاص نے کہا تم کو ان تک پہنچنے کا کوئی حق نہیں میں انہیں امان دے چکا ہوں یہ سن کر وہ سب لوٹ گئے۔

مندرجہ بالا واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار مکہ لوگوں کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے اور اسلام لانے سے روکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِالْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ) بے شک جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں حالانکہ مسجد حرام کو ہم نے (تمام) لوگوں کے لئے خواہ وہ (مکہ کے) رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے (بلا امتیاز) یکساں طور پر (عبادت گاہ) بنایا ہے (ہم ان لوگوں کو) (وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ) جو اس (مسجد) میں ظلم (وزیادتی) کے ساتھ (بے دینی اور) الحاد کرنا چاہتے ہیں دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکنے کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ (البقرۃ - ۱۱۴)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام کے ذکر سے روکے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو زیبا نہیں کہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر ہاں ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

مسجد حرام کو اللہ تعالیٰ نے امن کی جگہ بنایا ہے۔ کسی شخص کو اختیار نہیں ہے کہ وہ مسجد حرام میں کسی دوسرے شخص پر زیادتی و ظلم کرے۔ ظلم و زیادتی کرنے والا الحاد، بے دینی اور کج روی کا مرتکب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ، وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا، وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

(آل عمران - ۹۶ و ۹۷)

سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے رہنما ہے۔ اس گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے (اللہ کے) اس گھر میں جو داخل ہوگیا وہ امن و امان میں آگیا اور جو لوگ سفر کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اس گھر کا حج کرنا (خالص) اللہ کے لئے فرض ہے اور جو شخص (حج کا) انکار کرے تو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اسے کسی کے حج کرنے یا نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں)۔

الغرض لوگوں کو اسلام سے روکنا، مسجد حرام میں عبادت کرنے سے روکنا اور اس میں ظلم و زیادتی، بے دینی اور الحاد کی باتیں کرنا سخت گناہ ہے۔ کفار مکہ یہ سب کام کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں ان کو سخت تنبیہ کی ہے۔

عمل

اے لوگو، اسلام قبول کرنے سے کسی کو نہ روکیئے۔ مسجد حرام میں کسی کو عبادت کرنے سے منع نہ کیجئے اور نہ مسجد حرام میں کسی پر ظلم و زیادتی کیجئے۔ مسجد حرام میں الحاد اور بے دینی کی باتیں کرنے سے باز رہیئے۔ ان احکام الٰہی کی خلاف ورزی سخت عذاب کا موجب ہے۔

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ
الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي
شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ
وَالْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۲۶﴾
وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿۲۷﴾
لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومٰتٍ

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ
الْاَنْعَامِ، فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا
تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾
ذٰلِكَ، وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ
اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ،
وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا
مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا
قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ
مُشْرِكِينَ بِهِ، وَمَنْ يُشْرِكْ
بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ
فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ
الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾
ذَٰلِكَ، وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ
اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾
لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى

ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ
الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ
اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ
مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَ

الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ
اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ، فَاذْكُرُوا
اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ، فَاِذَا
وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ،
كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ
لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ، كَذٰلِكَ

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت (اللہ) کی نشان دہی کر دی اور ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں (یعنی نماز پڑھنے والوں) اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک (وصاف) رکھیں ﴿۲۶﴾ اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو (تمہارے اعلان کے بعد) لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور (ہر قسم کی) دبلی دبلی سواریوں پر بھی آئیں گی ﴿۲۷﴾ تاکہ وہ لوگ اپنے (دین و دنیا کے) فائدے حاصل کرنے کے لئے (وقت مقررہ پر وہاں) آ موجود ہوں اور (قربانی کے) ایام معلومہ میں ان جانوروں کی قربانی کرتے وقت جو مویشی چوپایوں میں سے اللہ نے ان کو دئے ہیں اللہ کا نام لیں، پھر اس میں سے خود بھی کھائیں اور بدحال محتاج کو بھی کھلائیں ﴿۲۸﴾ پھر نہا دھو کر اپنا میل کچیل دور کریں، اپنی نذروں کو پورا کریں اور بیت قدیم (یعنی کعبہ) کا طواف کریں ﴿۲۹﴾ یہ (حکم تو اے لوگو، تم نے سن لیا، مزید سنو: اللہ کی طرف سے جن چیزوں کا ادب و احترام فرض کر دیا گیا ہے ان کی تعظیم کرو) اور جو شخص اللہ کی محترم قرار دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے اور (اے لوگو) تمہارے لئے تمام چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے ان چوپایوں کے جو تم کو (پہلے) پڑھ کر سنا دئے گئے ہیں، (اے لوگو) بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو ﴿۳۰﴾ صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کرو اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر یا تو اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر ڈال دے ﴿۳۱﴾ یہ (سن چکے، تو اب مزید سنو کہ) جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقوے کی علامت ہے ﴿۳۲﴾ (اور اے لوگو) ان (قربانی کے جانوروں) میں تمہارے لئے ایک وقت مقررہ تک کے لئے فائدے ہیں پھر ان کو بیت قدیم کے پاس پہنچکر حلال ہونا ہے ﴿۳۳﴾ اور (اے رسول) ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کی جگہ مقرر کی تھی تاکہ جو جانور اللہ نے ان کو مویشی چوپایوں میں سے دئے تھے ان (کو اس مقام) پر لے جا کر ذبح کریں اور ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیں، تو (اے لوگو، سنو)

تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرو اور (اے رسول) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (۳۴) (یعنی ان لوگوں کو کہ) جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں، جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کریں، نماز قائم کریں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہیں (۳۵) اور (اے ایمان والو) قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ مقرر کیا ہے، ان میں بھی تمہارے لئے فائدے ہیں، تو (جب تم ان کی قربانی کیا کرو تو) انہیں قطار میں کھڑا کر کے اللہ کا نام لیا کرو، پھر جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو اس میں سے خود بھی کھایا کرو اور قانع اور سائل سب کو کھلایا کرو، (جس طرح اور چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) اسی طرح ہم نے ان اونٹوں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (اللہ کا) شکر ادا کرو (۳۶) اللہ کو ان کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تو تمہارا تقوے پہنچتا ہے، اس نے (قربانی کے) ان (جانوروں) کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ جو ہدایت اللہ نے تم کو بخشی ہے (اس کے شکریہ میں) تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اور (اے رسول آپ) نیکی کرنے والوں کو (جنت کی) خوشخبری سنا دیجئے (۳۷)

معانی و مصادر

(بَوَّأْنَا) بَوَّأَ، یُبَوِّئُ، تَبْوِئَۃٌ (باب تفعیل) جگہ مقرر کرنا، جگہ کی نشان دہی کرنا، تیار کرنا۔

(رُکَّعٌ) رَکَعَ، یَرْکَعُ، رَکْعٌ ورُکُوْعٌ (ف) جھکنا (رُکَّعٌ = رَاکِعٌ کی جمع)۔

(سُجُوْدٌ) سَجَدَ، یَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) جھکنا (سُجُوْدٌ = سَاجِدٌ کی جمع، سجدہ کرنے والے)۔

(رِجَالًا) رَجَلَ، یَرْجُلُ، رَجْلٌ (س) پیدل جانا (رِجَالٌ = رَاجِلٌ کی جمع، پیدل جانے والے (رَاجِلٌ کی جمع رَجْلٌ اور رُجَّالٌ بھی ہے)۔

(ضَامِرٍ) ضَمَرَ، یَضْمُرُ، ضُمُوْرٌ (ن وك) دبلا پتلا ہونا، بدن پر گوشت کا کم ہو جانا۔

(فَجٍّ) فَجَّ، یَفُجُّ، فَجٌّ (ن) کمان کا چلہ کھینچنا، ٹانگیں چیرنا۔

فَجَّ، یَفِجُّ، فَجَجٌ (ف) ٹانگوں میں کشادگی کر کے چلنا (فَجٌّ = کشادہ راستہ، جمع فِجَاجٌ)

(عَمِیْقٍ) عَمُقَ، یَعْمُقُ، عُمْقٌ وعَمَاقَۃٌ (ك) دراز ہونا، گہرا ہونا (عَمِیْقٌ = دور دراز، گہرا)

(بَائِسَ) بَئِسَ، یَبْئَسُ، بُؤْسٌ و بَئِیْسٌ وبُؤُوْسٌ (س) محتاج ہونا (بَائِسٌ = محتاج)۔

(فَقِیْرٌ) فَقُرَ، یَفْقُرُ، فَقَارَۃٌ (ك) محتاج ہونا۔

(یَقْضُوْا) قَضٰی، یَقْضِیْ، قَضَاءٌ (ض) پورا کرنا۔

(تَفَثَہُمْ) تَفِثَ، یَتْفَثُ، تَفَثٌ (س) میلا ہونا۔

(یَطَّوَّفُوا) اِطَّوَّفَ، یَطَّوَّفُ، اِطَّوُّفٌ (باب اِفَّعُّلٌ) طواف کرنا۔
(عَتِیْقٌ) عَتَقَ، یَعْتِقُ، عِتْقٌ وعِتَاقٌ وعَتَاقَةٌ (ض) آزاد ہونا (عَتِیْقٌ: آزاد)۔
عَتَقَ، یَعْتُقُ، عِتْقٌ (ن) پرانا ہونا۔
عَتُقَ، یَعْتُقُ، عَتَاقَةٌ (ک) پرانا ہونا (عَتِیْقٌ: پرانا)۔
(حُرُمٰتٌ) حَرِمَ، یَحْرَمُ، حَرَمٌ وحَرَامٌ (س) رک جانا۔
حَرُمَ، یَحْرُمُ، حُرْمٌ وحُرُمٌ وحُرْمَةٌ وحُرْمَةٌ وحَرَامٌ (ک) رک جانا، حرام ہونا۔
حَرَمَ، یَحْرِمُ وحَرِمَ، یَحْرَمُ، حِرْمٌ وحَرِیْمٌ وحِرْمَانٌ وحَرَمٌ وحِرْمَةٌ وحَرِیْمَةٌ (ض، س) روکنا۔ منع کرنا۔ حرام کرنا۔
(حُرُمٰتٌ = حُرْمَةٌ کی جمع، ادب کی چیزیں)۔
(رِجْسٌ) رَجِسَ، یَرْجَسُ، رَجَاسَةٌ (ک، س) برا کام کرنا۔
(اَوْثَانٌ) اَوْثَانٌ = وَثَنٌ کی جمع، بُت۔
(زُوْرٌ) زُوْرٌ = جھوٹ، باطل۔
(حُنَفَآءَ) حَنَفَ، یَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) جھکنا۔ (حُنَفَآءُ = حَنِیْفٌ کی جمع، اللہ کی طرف جھکنے والے)۔
(خَرَّ) خَرَّ، یَخِرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ض، ن، ف) گر پڑنا۔
(تَخْطَفُ) خَطِفَ، یَخْطَفُ، خَطْفٌ (س) اچک لینا۔
(تَهْوِیْ) هَوٰی، یَهْوِیْ، هُوِیٌّ (ض) (ہوا کا) چلنا، گذرنا، جانا۔
(سَحِیْقٌ) سَحِقَ، یَسْحَقُ، سُحْقٌ (س، ک) دور ہونا (سَحِیْقٌ = بعید)
(مَحِلُّ) حَلَّ، یَحُلُّ، حَلٌّ وحُلُوْلٌ وحَلَلٌ (ن وض) اترنا (مَحِلٌّ = مقررہ جگہ، مقررہ وقت)۔
(مَنْسَكٌ) نَسَكَ، یَنْسُكُ، نِسْكٌ ونُسُكٌ ونُسُوْكٌ ونَسْكَةٌ ومَنْسَكٌ (ن) زہد وعبادت کرنا، قربانی کرنا۔
(بَهِیْمَةٌ) اَبْهَمَ، یُبْهِمُ، اِبْهَامٌ (باب افعال) مبہم کرنا (بَهِیْمَةٌ = جس کی بات میں ابہام ہو، درندوں کے علاوہ ہر قسم کا چوپایہ)
(اَنْعَامٌ) اَنْعَامٌ = نَعَمٌ کی جمع، اونٹ (گائے، بکری وغیرہ)
(مُخْبِتِیْنَ) اَخْبَتَ، یُخْبِتُ، اِخْبَاتٌ (باب افعال) عاجزی کرنا۔
(وَجِلَتْ) وَجِلَ، یَوْجَلُ، وَجَلٌ ومَوْجَلٌ (س) ڈرنا۔
(بُدْنٌ) بُدْنٌ = بَدَنَةٌ کی جمع، اونٹنی، قربانی جو حرم میں لے کر ذبح کی جائے۔

(شَعَائِرُ) شَعَرَ، يَشْعُرُ، شِعْرٌ (ن، ك) شعور ہونا، جاننا (شَعَائِرُ: شَعِيْرَةٌ کی جمع، وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں)۔
(صَوَافَّ) صَفَّ، يَصُفُّ، صَفٌّ (ن) قطار میں کھڑے ہونا، قطار میں برابر کھڑا کرنا، بازو پھیلانا (صَوَآفُّ = صَافَّةٌ کی جمع۔ کھڑا ہوا اونٹ جس کے پیر قطار میں ہوں)۔
(وَجَبَتْ) وَجَبَ، يَجِبُ، وُجُوْبٌ، جِبَةٌ (ض) ثابت ولازم ہونا، گر پڑنا۔
(قَانِعٌ) قَنَعَ، يَقْنَعُ، قَنَعٌ وقَنَاعَةٌ وقُنُعَانٌ (ف) قناعت کرنا۔
(جُنُوْبٌ) جُنُوْبٌ = جَنْبٌ کی جمع، پہلو۔
(مُعْتَرٌّ) اِعْتَرَّ، يَعْتَرُّ، اِعْتِرَارٌ (باب افتعال) پیش کرنا، بخشش طلب کرنے کے لئے سامنے آنا (اصلی حروف ع، ر، ر)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ابراہیم کو بیت (اللہ) کی جگہ کی نشان دہی فرمائی (اور انہیں حکم دیا کہ اس جگہ بیت اللہ کی تعمیر کریں)۔

بیت اللہ یعنی کعبہ وہ مکان ہے جو روئے زمین پر عبادت کے لئے سب سے پہلے بنایا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

(آل عمران - ۹۶)

سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے رہنما ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص ۱۷۰ وصحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص ۲۱۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے پہلے زمین میں کونسی مسجد بنائی گئی آپ نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے پوچھا پھر کونسی مسجد آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) میں نے پوچھا ان دونوں (کی تعمیر) کے درمیان کتنا وقفہ تھا آپ نے فرمایا چالیس برس کا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کعبہ کی یہ اولین تعمیر منہدم ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے

جب اس کو پھر از سر نو تعمیر کرانا چاہا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبہ کی اولین تعمیر کی جگہ کی نشان دہی فرمادی۔ اس نشاندہی کی بنیاد پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی اور اپنے بچہ کو اس جگہ کے قریب آباد کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔ (ابراھیم۔ ۳۷)

ابراہیم نے کہا اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں لا کر آباد کر دیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی۔

جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو ان دونوں نے مل کر کعبہ کی تعمیر کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (البقرۃ۔ ۱۲۷)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے، (وہ دونوں اس طرح دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے (ہماری دعاؤں کو بھی تو سن رہا ہے اور ہمارے دلوں کے خلوص کو بھی تو جانتا ہے)۔

الغرض جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا (اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَھِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ) کہ (اے ابراہیم) میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا (یعنی میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرنا) اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز قائم کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک (وصاف) رکھنا (یعنی بیت اللہ کو طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھنا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ طواف اور نماز کی جگہ پاک وصاف ہونی چاہئے۔

آگے فرمایا (وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا) اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو (تمہارے اعلان کے بعد) لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے (وَعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ) اور (ہر قسم کی) دبلی دبلی سواریوں پر بھی آئیں گے) (یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ) (یہ سواریاں) ہر (طرف سے) دور دراز راستوں سے ہوتی ہوئی (تمہارے پاس) آئیں گی (لِّیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ

لَھُمْ) (یہ اعلان اس لئے کرایا جارہا ہے) تاکہ (تمام لوگوں کو اجتماع کا وقت مقررہ معلوم ہوجائے اور) وہ اپنے (دین و دنیا کے) فائدے حاصل کرنے کے لئے (وقت مقررہ پر وہاں) آموجود ہوں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ آواز کس طرح لوگوں تک پہنچی یہ قدرت کا ایک راز ہے جس کا انکشاف ہمارے لئے ناممکن ہے۔ حج کے لئے جانے والے آجکل بھی "لَبَّیْکَ" کہتے ہوئے جاتے ہیں "لَبَّیْکَ" کے معنی ہیں "میں حاضر ہوں" اور یہ الفاظ کسی ندا کے جواب میں ہی کہے جاتے ہیں گویا حج کو جانے والے کو کوئی پکار رہا ہے اور وہ جواب میں کہتا ہے "میں حاضر ہوں" پکارنے والے کی آواز تو سنائی نہیں دیتی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ایسا تصور بندھ جاتا ہے کہ حج کرنے والا گویا ایک پکارنے والے کی آواز پر لَبَّیْکَ کہہ رہا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکار رہا ہے اور اس کی پکار پر وہ کہہ رہا ہے "لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں۔

لَبَّیْکَ کہتے ہوئے حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے نہ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، گویا پکارنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلان گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابلاغ دعوت ہے۔

(نوٹ:۔ لبیک کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ اسی سورت میں حج کے بیان میں لبّیک کا ذکر آگے بھی آرہا ہے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حج کی حکمت یہ بتائی کہ حج کرنے والا دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرتا ہے۔ دینی فائدہ تو ظاہر ہے کہ حج کا ثواب حاصل کرنا اور گناہوں کی معافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور جزء ۲ ص ۱۶۲ و صحیح مسلم کتاب الحج باب فی فضل الحج و العمرۃ جزء اول ص ۵۶۹ واللفظ للبخاری)

جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے وہ ایسا پاک ہوکر لوٹتا ہے جیسا اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے

وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل الحج جزء ۲ ص۱۶۲)

فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کونسا عمل؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا پھر کونسا عمل؟ آپ نے فرمایا حج مبرور (نیکیوں سے معمور حج)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ (صحیح بخاری کتاب الحج ابواب العمرۃ باب وجوب العمرۃ وفضلہا جزء ۳ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الحج باب فی فضل الحج والعمرۃ جزء اول ص۵۶۶)

ایک عمرے سے لے کر دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہوتے ہیں عمرے سے وہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور حج مبرور کا بدلہ بہشت کے سوا اور کچھ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَآ اَرَادَ هٰٓؤُلَآءِ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ ۱/۵۶۶)

عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِيْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ (رواہ ابن خزیمۃ۔ سندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء ۴ ص۱۳)

اللہ کے مہمان تین (آدمی) ہوتے ہیں: (۱) جنگ کرنے والا (۲) حج کرنے والا اور (۳) عمرہ کرنے والا۔

مندرجہ بالا احادیث میں حج کے دینی فوائد کا بیان ہے۔

حج سے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مثلاً تجارت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا۔ دورانِ حج تجارت کرنے کی اجازت دنیوی فوائد حاصل کرنے کے لئے ہی دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (البقرۃ۔ ۱۹۸)

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (ایام حج یا سفر حج میں تجارت کرکے) اپنے رب کا فضل تلاش کرو (اور کچھ

روپیہ کمالو)۔

مندرجہ ذیل حدیث میں حج کے دینی اور دنیوی فوائد کا اکٹھا ذکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (رواہ الترمذی وصحح فی کتاب الحج باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ جزء ا ص ۲۵۲)

یکے بعد دیگرے حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح نکال دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو نکال دیتی ہے۔

(نوٹ:۔ پے در پے حج اور عمرہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ حج کے ساتھ عمرہ بھی کرے)۔

آگے فرمایا (وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ) اور (قربانی کے) ایام معلومہ میں ان جانوروں کی قربانی کرتے وقت جو مویشی چوپایوں میں سے اللہ نے ان کو دئے ہیں اللہ کا نام لیں۔

دین و دنیا کے فوائد کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حج کا دوسرا مقصد یہ بتایا کہ دوران حج ایام معلومہ میں مویشی چوپایوں کی قربانی کی جائے اور قربانی کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔

"بَهِيْمَةٌ" سے مراد ہر وہ چوپایہ ہے جو درندہ نہ ہو۔ "اَنْعَامٌ" کے معنی اونٹ ہیں لیکن اس لفظ کا اطلاق گائے اور بھیڑ بکری پر بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا، كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ، مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ، قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ، نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ۔

(الانعام - ۱۴۳ تا ۱۴۵)

اسی نے چوپایوں میں سے ایسے چوپائے پیدا کئے جو بار برداری کے کام آتے ہیں اور اسی نے فرشی چوپائے بھی پیدا کئے (جو دوسرے کام آتے ہیں، اے لوگو) جو کچھ اللہ نے تمہیں عطاء فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اور اے لوگو) یہ چوپائے آٹھ قسم کے ہیں، بھیڑ میں سے دو، بکری میں سے دو۔ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں

کے رحموں میں جو بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اُسے حرام کیا ہے، اگر تم سچے ہو تو سند کے ساتھ بتاؤ اور (اے لوگو) اونٹ میں سے دو (نر اور مادہ) اور گائے میں سے دو (نر اور مادہ، یہ سب اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ "اَنْعَام" کا اطلاق بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے پر ہوتا ہے اور آیت زیر تفسیر کی رو سے یہی وہ چوپائے ہیں جن کی قربانی کی جائے۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کرنے کے چند دن ہیں۔ ان چند دنوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "ایام معلومات" کے الفاظ میں کیا ہے۔ "ایام معلومات" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن جانے بوجھے ہیں اور لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم ہیں۔ ان دنوں میں لوگ قربانی کرتے آئے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں (یعنی ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ذوالحجہ)۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جائے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا جائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ قَالَ فَرَاَيْتُهٗ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ قَالَ وَرَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَالَ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ يَقُوْلُ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الضحیۃ وذبحہا مباشرۃ ... جزء ۲ ص ۱۸۱ وصحیح بخاری کتاب الاضاحی باب التکبیر عند الذبح جزء ۷ ص ۱۳۳ واللفظ لمسلم)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے سینگ دار مینڈھوں کی قربانی کی آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا۔ آپ نے اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ

(آپ نے) اونٹنی کو آگے بڑھایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرۂ کبریٰ پر نکلتی ہے یہاں تک کہ

الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلُ حَصَی الْخَذْفِ وَهِیَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّیْنَ بِیَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰی عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَ اَشْرَکَهٗ فِیْ هَدْیِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ کُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِیْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَکَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَی الْبَیْتِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اسی کو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔ یہ کنکریاں ان کنکریوں کے مثل تھیں جو چٹکی سے ماری جاتی ہیں آپ نے یہ کنکریاں وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر ماریں تھیں پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے۔ باقی حضرت علی کو دئے جو انہوں نے نحر کئے آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لے لیں۔ پھر وہ سب ایک ہانڈی میں ڈالا گیا اور پکایا گیا۔ پھر آپ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ پھر سوار ہوئے اور بیت اللہ کو روانہ ہو گئے۔

آگے فرمایا (فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ) پھر اس قربانی (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ اور بدحال محتاج کو بھی کھلاؤ (ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ) پھر (قربانی کرنے کے بعد حاجیوں کو چاہئے کہ نہا دھو کر) اپنا میل کچیل دور کریں، اپنی نذروں کو پورا کریں اور بیت قدیم یعنی کعبہ کا طواف کریں۔

اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر بال منڈوائے اور ناخن کتر کے احرام اتار دیا، خوشبو لگائی، پھر مکہ معظمہ جا کر بیت عتیق یعنی کعبہ کا طواف کیا۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَهٗ بِمِنًی وَّنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰی جَانِبِهِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ الْاَیْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ یُعْطِیْهِ النَّاسَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب السنة یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ص۴۲۵ ج۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر آپ منیٰ میں اپنی منزل میں تشریف لائے پھر قربانی کی پھر حجام سے کہا لو اور اشارہ کیا سر کے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر اپنے موئے مبارک لوگوں کو دینے شروع کئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔
حَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ طَآئِفَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَقَصَّرَ بَعْضُھُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال جزء ۲ ص۲۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں سے ایک گروہ نے سر منڈایا اور بعضوں نے بال کتروائے۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں :۔
حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ فِیْ ثَوْبِہٖ فَاَعْطَاہُ فَقَسَمَ مِنْہُ عَلٰی رِجَالٍ وَقَلَّمَ اَظْفَارَہٗ (رواہ الحاکم فی کتاب الحج باب خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۴۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں اپنا سر منڈوایا پھر وہ بال اس کو (یعنی میرے ساتھی کو) دئے۔ اس نے وہ بال لوگوں میں تقسیم کر دئے۔ اس موقع پر آپ نے اپنے ناخن بھی کترے تھے۔

عمرہ کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔
اِنِّیْ لَبَّدْتُ رَاْسِیْ وَقَلَّدْتُ ھَدْیِیْ فَلَآ اُحِلُّ حَتّٰی اَنْحَرَ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من لبد راسہ عند الاحرام وحلق جزء ۲ ص۲۱۳)

میں نے اپنے بال جمائے ہیں اور قربانی کے گلے میں پٹے ڈالے ہیں میں تو احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی نہ کر لوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کے بعد احرام اتار دیا اور دوسرے کپڑے پہن لئے۔

احرام اتارنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔
طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدَیَّ ھَاتَیْنِ حِیْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّہٖ حِیْنَ اَحَلَّ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الطیب بعد رمی الجمار جزء ۲ ص۲۲ و صحیح مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم جزء اول ص۲۸۷)

میں نے اپنے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس وقت بھی خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور اس وقت بھی خوشبو لگائی جب آپ نے طواف سے پہلے احرام اتارا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۴۱۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ) (اے لوگو) یہ (احکام تو تم نے سُن لئے، اب مزید حکم تم کو یہ دیا جاتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جن چیزوں کا ادب و احترام فرض کر دیا گیا ہے ان کی تعظیم کرو) وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ) اور جو شخص ان چیزوں کی تعظیم کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے تو یہ کام اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہت اچھا ہے (وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ) اور (اے لوگو) تمہارے لئے تمام چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے ان چوپایوں کے جن کی حرمت تم کو (پہلے) بتائی جا چکی ہے (مثلاً مردار، سور وغیرہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ، وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ، ذٰلِكُمْ فِسْقٌ. اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا، فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(المآئدۃ - ۳)

(اے ایمان والو، اب تم کو ان جانوروں کے نام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو تم پر حرام کر دئے گئے ہیں، سنو) تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام زد کر دیا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مر جانے والا جانور، چوٹ لگ کر مر جانے والا جانور، گر کر مر جانے والا جانور، سینگ لگ کر مر جانے والا جانور اور وہ جانور بھی جس کو کسی درندے نے کھایا ہو حرام کر دیا گیا ہے سوائے اس جانور کے جو (تمہیں زندہ مل جائے اور) تم (اسے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی (تم پر حرام کر دیا گیا ہے) جو (غیر اللہ کے) آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو اور (سنو، تم پر یہ بھی حرام ہے) کہ تم تیروں کے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرو، یہ سب گناہ کے کام ہیں، اب کافر تمہارے دین (کو نا کام کرنے) سے مایوس ہو چکے ہیں تو

ان سے نہ ڈرو، بس مجھ سے ڈرتے رہو، آج
میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا،
اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے
اسلام کو بطور دین پسند کر لیا (اور کیونکہ دین
کامل ہو گیا لہذا اب اور کوئی چیز حرام نہیں
ہو گی، جو چیزیں حرام کر دی گئی ہیں بس انہیں
حرام سمجھو اور انہیں ہرگز نہ کھاؤ) البتہ جو شخص
سخت بھوک سے پریشان ہو (تو وہ شخص
ان حرام چیزوں میں سے کھا سکتا ہے)
بشرطیکہ گناہ کی طرف مائل ہونے کی نیت
نہ ہو، (ایسی حالت میں حرام چیز کھانے کو
اللہ معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ بہت
معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے
والا ہے۔

(نوٹ:۔ حرام جانوروں کی مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ) اور (اے لوگو) بتوں کی گندگی سے بھی بچو (بتوں کو ہرگز نہ پوجو۔ یہ شرک ہے اور شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا، إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ، إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

(العنکبوت۔ ۱۷)

(ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا) اللہ کے علاوہ جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ تو بس (پتھر کے) بت ہیں جو (نفع و نقصان کے مالک نہیں) اور (ایک بت کی پرستش کیا! تم اور بھی بہت سی) جھوٹی باتیں دل سے بناتے رہتے ہو (سنو) اللہ کے علاوہ تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (کوئی) اختیار نہیں (رزق دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے) لہذا رزق اللہ سے طلب کرو، اسی کی

عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ○

(العنکبوت - ۲۵)

پھر (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے) کہا تم نے جو اللہ کے علاوہ بتوں کو (الٰہ) بنا رکھا ہے تو بس اس لئے کہ دنیا کی زندگی میں تمہاری ایک دوسرے سے محبت قائم رہے (تم حق کو تسلیم کر کے قوم کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے) لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے (سے دوستی) کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے، تمہاری جائے پناہ دوزخ ہو گی اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

وَثَنٌ انسانوں کے مجسمے کو کہتے ہیں جس کی پوجا کی جائے لیکن درحقیقت اس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی پوجا کی جائے مثلاً اگر کسی قبر کی پوجا کی جائے تو وہ قبر بھی وثن یعنی بت بن جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل الفاظ میں دعاء کیا کرتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا (مسند احمد) اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔

فتح ربانی مع بلوغ الامانی جزء ۱۵ ص ۱۵۳۔

مسند صحیح۔ تحذیر الساجد للالبانی ص ۲۵)

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بتوں کی پرستش ایک قسم کی (روحانی) گندگی ہے۔

آگے فرمایا (وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ) اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔

مشرکین نہ صرف بتوں کی پوجا کرتے تھے بلکہ بتوں کی پوجا کو جائز قرار دینے کے لئے طرح طرح کے جھوٹ بھی بولتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ، كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن

(اور اے رسول، شرک کی تردید سننے کے بعد) مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد شرک

قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا، قُلْ هَلْ
عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا، اِنْ
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
تَخْرُصُوْنَ ○ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ،
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ قُلْ هَلُمَّ
شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَ هٰذَا، فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ
مَعَهُمْ، وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○

(الانعام - ۱۴۹ تا ۱۵۱)

کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے، (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا، (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے، اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو (ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) تم تو بس وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہو اور محض اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ (مقصد تک) پہنچ جانے والی دلیل تو بس اللہ ہی کی ہوتی ہے (اور) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (اور اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ (اگر تمہارے پاس علمی سند نہیں ہے تو) اپنے گواہوں کو ہی لے آؤ جو یہ گواہی دیں کہ بے شک ان چیزوں کو اللہ نے حرام کیا ہے، پھر اگر وہ گواہی دے بھی دیں تو (اے رسول) آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان لوگوں کی خواہشات کی (ہرگز) پیروی نہ کرنا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جو (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر لا کھڑا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ،
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ،
اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○

(الکہف - ۴ و ۵)

اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اس معاملہ میں نہ خود اُن کو علم ہے اور نہ ان کے آباء و اجداد کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے

مونہوں سے نکلتی ہے، وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

مشرکین کے جھوٹ بولنے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا، قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

(یونس۔ ۵۹ و ۶۰)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہرالیا، اور کسی چیز کو حلال ٹھہرالیا۔ (یہ کہاں تک مناسب ہے، اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر بہتان لگاتے ہو اور (اے رسول) جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان لگاتے ہیں انکا کیا خیال ہے کہ قیامت کے دن (ان کے ساتھ) کیا ہوگا، بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان ہے (کہ فوراً سزا نہیں دیتا) لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

بت کی پوجا سے منع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے سے منع کیا اس لئے کہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے۔ جھوٹ سے بہت سے گناہوں کے لئے راہ ہموار ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.

(صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ صـ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتاؤں ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، بتائیے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے) تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے خبردار ہو جاؤ جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا خبردار ہو جاؤ جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، آپ برابر یہی فرماتے رہے میں یہ سمجھا شاید اب آپ خاموش ہی نہ ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقًا وَّاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین وما ینہی عن الکذب جزء ۸ ص۳ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جزء ۲ ص۳۲۸)

سچ آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ) اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ جزء ۸ ص۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصائل المنافق جزء ۱ ص۴۳)

منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کہے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کو امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (ایسا آدمی منافق ہوگا) اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعوٰے کرے کہ وہ مسلم ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ قَالَا الَّذِیْ رَاَیْتَہٗ یُشَقُّ شِدْقُہٗ فَکَذَّابٌ یَکْذِبُ بِالْکَذْبَۃِ تُحْمَلُ عَنْہُ حَتّٰی تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَیُصْنَعُ بِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ جزء ۸ ص۳)

میں نے (گذشتہ رات خواب میں) دیکھا دو فرشتے میرے پاس آئے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ جس شخص کو آپ نے دیکھا تھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں وہ بہت جھوٹ بولنے والا تھا۔ وہ ایک جھوٹ بات کہہ دیتا اور وہ سارے ملک میں پھیل جاتی۔ قیامت

تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

جھوٹ بولنے کی ممانعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ) (حج ہو یا دوسرے اعمال وعبادات) اس حالت میں ادا کرو کہ تم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہو اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک کرنے والے نہ ہو۔

مشرکین جب حج کرتے تھے تو اس وقت بھی شرک سے باز نہیں آتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ فَيَقُوْلُوْنَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا ووقتہا جزء اول ص۴۸۶)

مشرکین مکہ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو، یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر کوئی ایک شریک کہ تو اس کا مالک ہے اور وہ (کسی شے کا) مالک نہیں غرض کہ وہ یہ کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے تلبیہ کے بجائے مندرجہ ذیل تلبیہ کی تعلیم دی اور شرک کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ جزء ۲ ص۱۷۰ وصحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا جزء اول ص۲۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لبیک کہتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ آخر تک میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں ہر قسم کی تعریف، نعمت اور بادشاہت تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

شرک کی ممانعت فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے شرک کی برائی اور ہولناکی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ) اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر پھینک دے یعنی

جس طرح آسمان سے گرنے والے کو پرندے نوچ نوچ کر اور تکا بوٹی کر کے کھا جائیں، نہ اس کا جسم رہے نہ جان اور وہ مکمل طور پر ہلاک ہو جائے یا جس طرح آسمان سے گرنے والے کو ہوا کہیں دور لے جا کر پھینک دے، اس کے جسم کے پرخچے اڑ جائیں اور وہ مکمل طور پر ہلاکت کو پہنچ جائے، بالکل اسی طرح شرک کرنے والے کا حشر ہونا ہے۔ جس طرح آسمان سے گرنے والے کی ہر دو صورتوں میں تباہی یقینی ہے اسی طرح شرک کرنے والے کی تباہی بھی یقینی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ، لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا، قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى، وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الانعام - ۷۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کیا ہم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان اور جب کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو کیا ہم الٹے پیر (پھر کفر کی طرف واپس) لوٹ جائیں (ایسی صورت میں) ہماری کیفیت اس شخص جیسی ہو گی جس کو شیاطین نے زمین (کے کسی خطہ) میں بدحواس کر دیا ہو (اور وہ) حیران (و پریشان پھر رہا) ہو (اس کی سمجھ میں ہی نہ آ رہا ہو کہ منزل مقصود تک پہنچانے والا راستہ کونسا ہے) اس کے کچھ دوست بھی ہوں جو اسے پکار پکار کر کہہ رہے ہوں کہ ہدایت و رہنمائی کے لئے ہمارے پاس آ جا (لیکن اے رسول، وہ کیا ہدایت اور رہنمائی کریں گے، وہ تو خود گم کردہ راہ ہیں، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت و رہنمائی ہی درحقیقت ہدایت و رہنمائی ہے (جو اس پر چلتا ہے وہی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے، اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم اپنے آپ کو (اللہ) رب العلمین کے سپرد کر دیں (اور جب ہم اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں گے تو پھر ہمیں کیا فکر، پھر تو وہ خود ہمیں صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ○

(بنی اسرآءیل - ۲۲)

اور (اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ (بھی) مذموم اور (اللہ کی نصرت سے) محروم ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۳۹)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ بھی ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ کر کے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○

(الکھف - ۴ و ۵)

اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اس معاملہ میں نہ ان کو خود کو علم ہے اور نہ ان کے آباء و اجداد کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا، اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِىْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِى الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○

(قٓ - ۲۶)

(اور) جس نے اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ بنا رکھا تھا (اب) اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ) (اور اے لوگو) یہ (حکم تو تم کو پہلے دیا جا چکا ہے کہ اللہ کے شعائر کی تعظیم کیا کرو) اور جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقوے (کی علامتوں میں) سے (ایک علامت) ہے۔

شعائر سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اللہ کی طرف منسوب ہوں۔ آیت زیر تفسیر کا منشاء یہ ہے کہ ایسی چیزوں کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں ادب کیا جائے اور ان کی کسی بھی قسم کی بے حرمتی نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا (المآئدۃ ۔ ۲)

اے ایمان والو، اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی بے حرمتی کرو اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جن کو اللہ کی نذر کر دیا گیا ہو اور) جن کے گلے میں (بطور علامت کے) پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو مسجد حرام کی زیارت کی نیت سے اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضاء تلاش کرتے ہوئے چلے جا رہے ہوں۔

سورۂ مائدہ کی مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے بطور مثال چند شعائر کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں قرآن مجید، کتب دینیہ، مساجد (خصوصیت کے ساتھ مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) حرمین اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے وغیرہ بھی شامل ہیں۔ صفا اور مروہ پہاڑیاں بھی شعائر میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ پہاڑیاں اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

حج کا ذکر چل رہا تھا کہ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے شرک کا ذکر فرما کر شرک کا ابطال فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے شعائر کا ذکر فرمایا اور اشارۃً ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا اور اس تعظیم و تکریم کو شرک میں شمار نہیں کیا۔ اللہ کے شعائر کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی نسبت کی وجہ سے ہے اور یہ گویا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے لیکن ان شعائر کی عبادت، ان کو الوہیت کا درجہ دینا، ان کی پوجا پاٹ، ان کی نذر و نیاز، ان سے فریاد رسی کی درخواست یہ سب شرک میں داخل ہیں۔ تعظیم و تکریم میں اس قدر غلو نہ ہو کہ تعظیم و تکریم شرک کی حدود میں داخل ہو جائے۔ شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا یہ مقصد نہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور حقوق میں یکتا ہے کوئی دوسرا خواہ وہ کتنا ہی قابل احترام کیوں نہ ہو ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بنایا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم قرآن مجید میں کئی جگہ دیا لیکن شرک کی حدود میں داخل ہونے سے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا، اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۷۹ و ۸۰)

کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوّت عطاء فرما دے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) کہ تم خالص اللہ کے (بندے) بنو اس وجہ سے کہ تم (اللہ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے بھی رہتے ہو (تو وہ اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لئے کیسے کہہ سکتا ہے) اور نہ اس کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد وہ تم کو کفر کا حکم دے گا (ہرگز نہیں)۔

شرک کے ابطال اور شعائر کی تعظیم کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر حج کا ذکر شروع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ) (اے ایمان والو) ان چارپایوں میں تمہارے لئے ایک وقت مقررہ تک کیلئے (بہت سے) فائدے ہیں (مثلاً اُن کے ذریعہ ہل چلانا، باربرداری اور سواری کے لئے استعمال کرنا۔ ان کی اون اور کھال وغیرہ کو استعمال کرنا، مادہ جانور کا دودھ پینا وغیرہ وغیرہ) پھر (جب تم نے ان کو قربانی کے لئے نامزد کر دیا تو) ان کو بیتِ قدیم یعنی کعبہ کے پاس جا کر حلال ہونا ہے۔

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قربانی کی۔ منیٰ کیونکہ کعبہ سے زیادہ دور نہیں، چند میل کے فاصلہ پر ہے لہٰذا کعبہ کے پاس حلال کرنے سے مراد یہی ہے کہ انہیں منیٰ میں ذبح کیا جائے۔ قربانی کی جگہ کا ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔

(البقرۃ۔ ۱۹۶)

اور (حج یا عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح

نہ ہو جائے۔

اوپر گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قربانی کی پھر سر منڈایا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ منیٰ ہی دراصل قربانی کرنے کی جگہ ہے۔

آگے فرمایا (وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ) اور (اے رسول، قربانی کرنے کی جگہ آپ کے اور آپ کی امت ہی کے لئے مقرر نہیں کی گئی بلکہ آپ سے پہلے) ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کی جگہ مقرر کی تھی تاکہ جو جانور اللہ نے ان کو مویشی چوپایوں میں سے دئے تھے ان (کو اس مقام) پر لے جاکر ذبح کریں اور (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیں (کسی دوسرے کا نام نہ لیں، ذبح کرتے وقت کسی دوسرے کا نام لینا اس کو الٰہ بنانا ہے اور اس سے تم کو منع کیا گیا ہے) (فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا) لہٰذا (پھر اچھی طرح سن لو کہ) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے، اسی (کے احکام) کی اطاعت کرو (اس کا حکم یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت صرف اسی کا نام لو، دوسروں کا نام لے کر شرک کے مرتکب نہ ہو۔ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، دوسروں کو یہ حق نہ دو۔ مشرکین ذبح کرتے وقت دوسروں کا نام لے کر ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتے ہیں، تم ان کا کہنا ہرگز نہ مانو، ان کا کہنا ماننا ان کو اللہ تعالیٰ کے حق اطاعت میں شریک کرنا ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرو۔ شیطان سے پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ○

(الانعام۔ ۱۲۲)

اور (اے ایمان والو) جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں سے کچھ بھی نہ کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔ شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں (اور تمہیں اس کے کھانے کی ترغیب دیں، تم ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

آگے فرمایا (وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ) اور (اے رسول) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَلَهُ أَسْلِمُوا) (صرف) "اللہ کی اطاعت کرو"۔

اطاعت وہی کرے گا جس میں عاجزی وانکساری ہوگی، جو حکم الٰہی سنتے ہی اُسے قبول کریگا اور سر تسلیم خم کر دے گا، حکم الٰہی سے سرتابی نہیں کرے گا بلکہ دل وجان سے اس پر عمل کریگا۔ سر تسلیم

خم کرنے والوں کے متعلق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۱۲)

(اے رسول، کہہ دیجئے جنت کسی خاص فرقہ کی جاگیر نہیں) جو شخص بھی اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے گا اور نیکی کرتا رہے گا تو (بس) اس کے لئے اس کے رب کے ہاں اس (کے اعمال) کا اجر (و ثواب) ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم۔

سرتابی کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

(الجاثیۃ - ۳۱)

اور جن لوگوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں، (ضرور سنائی جاتی تھیں) لیکن تم تکبر کرتے تھے (اور ان پر ایمان نہیں لاتے تھے) اور تم بڑے ہی گناہ گار تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ○ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

(النسآء - ۱۷۳، ۱۷۴)

پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے ان کو کچھ اور بھی دے گا اور جن لوگوں نے (اللہ کا بندہ ہونے سے) عار محسوس کی اور تکبر کیا، ان کو اللہ دردناک عذاب دے گا، یہ لوگ (وہاں) اللہ کے علاوہ نہ اپنا کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى

اور (اے رسول) لوگوں میں سے بعض ایسا بھی شخص ہے جو بیہودہ باتوں کا خریدار بنتا ہے تا کہ (ان کے ذریعہ) بغیر علم کے (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے اور اس کا مذاق

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○
(لقمٰن۔ ۶ و ۷)

اڑائے۔ ایسے لوگوں کے لئے (قیامت کے دن) ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے ان کو سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے؛ تو (اے رسول) اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عاجزی وانکساری کرنے والوں کے اوصاف بتائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ) (عاجزی کرنے والے وہ لوگ ہیں) کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں۔

دل کا دہل جانا اسی وقت ممکن ہے کہ جب دل میں رقت ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی ڈر جائے، سہم جائے، لرز اٹھے، رونگٹے کھڑے ہو جائیں، جذبۂ تسلیم ورضاء بڑھ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○
(الزمر۔ ۲۳)

اللہ نے کتابی شکل میں بہترین کلام نازل کر دیا ہے (جس کی آیتیں) ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (اور جس میں ایک ہی مضمون) بار بار دوہرایا گیا (ہے)۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کی جلدوں کے رونگٹے اس (کو پڑھ کر اللہ کے خوف) سے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی نصیحت کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ (کلام) اللہ کی (طرف سے) ہدایت ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

مومن تو درحقیقت وہ لوگ ہیں کہ جب

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

(الانفال۔ ۲)

(ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر ان کو سنائی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جائیں اور وہ (صرف) اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں۔

عاجزی کرنے والے درحقیقت وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی کانپ اٹھتے ہیں، جو ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ ان سے مؤاخذہ فرمائے۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو فرشتوں کی بالکل یہی کیفیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ، حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ، قَالُوا الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○

(سبا۔ ۲۳)

اللہ کے ہاں (کسی کی) سفارش کسی کو نفع نہیں پہنچائے گی مگر ہاں (اس کو نفع پہنچائے گی) جس کے لئے اللہ (سفارش کی) اجازت دے (اور اے رسول، یہ لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ فرشتوں کا تو یہ حال ہے کہ جب اللہ کے ہاں سے کوئی فرمان جاری ہوتا ہے تو گھبرا جاتے ہیں) یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ (فرشتے) جواب دیتے ہیں کہ (تمہارے رب نے) سچ (فرمایا) اور وہ بلند و بالا اور بزرگی والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ

جب آسمان پر اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرماتا ہے تو فرشتے اس کا ارشاد سن کر عاجزی کے ساتھ اپنے بازو مارتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ فَیَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَ مُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰکَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ فَیَسْمَعُ الْکَلِمَةَ فَیُلْقِیْهَا اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ یُلْقِیْهَا الْاٰخَرُ اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰی یُلْقِیَهَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْکَاهِنِ فَرُبَّمَا اُدْرِكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ یُّلْقِیَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ یُّدْرِكَهٗ فَیَکْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ کَذْبَةٍ فَیُقَالُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَنَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا، کَذَا وَکَذَا فَیُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْکَلِمَةِ الَّتِیْ سَمِعَ مِنَ السَّمَآءِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۂ سبا جزء ۶ صـ۱۵۲)

اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے ایک صاف پتھر پر زنجیر کھینچی جائے۔ جب ان کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا۔ وہ کہتے ہیں جو کچھ فرمایا بجا فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے اب بات چرانے والے شیطان جو اوپر تلے موجود ہوتے ہیں ایک دوسرے سے سن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں اوپر والا شیطان نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو سناتا ہے۔ اسی طرح جادوگر یا کاہن تک وہ بات پہنچ جاتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بات چرانے سے پہلے انگارا شیطان کو پالیتا ہے اور کبھی انگارے کے پہنچنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات سنا چکتا ہے۔ غرض یہ کہ جادوگر یا کاہن ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے ملا کر) لوگوں سے بیان کرتا ہے اور لوگ (اسی ایک سچی بات کی وجہ سے) کہتے ہیں کہ دیکھو اس کاہن نے ہم سے فلاں دن یہ کہا تھا یہ کہا تھا۔ الغرض اس ایک بات کی وجہ سے جو آسمان سے اڑائی گئی تھی لوگ اس کاہن کی تصدیق کرتے ہیں۔

الغرض عاجزی کرنے والے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہیں تو اس خیال سے کہ کہیں ان سے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو جائے لرز اٹھتے ہیں (وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ) (پھر وہ اس کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں) اور (اس سلسلہ میں) جو مصائب ان کو پہنچتے ہیں ان پر صبر کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے حکم پر جمے رہتے ہیں، ان کے پائے استقامت میں کسی قسم کا تزلزل واقع نہیں ہوتا) نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں (ہمارے راستہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت میں عاجزی کرنے والوں کی چار علامتیں بتائی گئی ہیں:۔

① اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتے ہی دل دہل جائے،
② مصائب میں ثابت قدم رہے،
③ نماز پابندی سے ادا کرتا رہے اور
④ اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا رہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، اس نے حکم دیا ہے کہ ذبح کرتے وقت صرف اس کا نام لیا جائے تو بس صرف اسی کا نام لیا جائے، غیر اللہ کا نام ہرگز نہ لیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل وہی کرتے ہیں جن میں جذبۂ اطاعت ہو، جو اطاعت کو صرف اللہ تعالےٰ کا حق سمجھتے ہوں، اور جن کے دل اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی عاجزی اور رقت کا اظہار کرتے ہوں۔

درمیان میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی برائی اور اپنی اطاعت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد قربانی کے سلسلہ میں کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا (وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) اور (اے ایمان والو) قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ بنایا ہے۔ (قربانی کے اونٹ اللہ تعالیٰ کے لئے نامزد کر دئے جاتے ہیں تو اس نسبت سے ان کا بھی احترام ضروری ہو جاتا ہے لہذا ان کی بے حرمتی نہ کیا کرو)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے شعائر کا احترام فرض کر دیا ہے اور ان کی بے حرمتی کو حرام کر دیا ہے (جیسا کہ آیات نمبر ۳۰ اور نمبر ۳۲ میں اور سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۲ کے حوالے سے اوپر گذر چکا ہے) لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ) ان اونٹوں میں تمہارے لئے (بہت سے) فائدے ہیں (ان فائدوں کی طرف اللہ تعالےٰ نے "لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ" کے الفاظ میں پہلے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ منشاء الٰہی یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں میں تمہارے لئے دین و دنیا دونوں جگہ خیر و برکت ہے۔ دنیا میں اس کے گوشت، کھال اور اون وغیرہ سے فائدہ حاصل کرنا اور آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنا)۔

آگے فرمایا (فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ) پھر (جب تم انہیں نحر کیا کرو تو نحر کرتے وقت) ان پر اللہ کا نام لیا کرو اس حالت میں کہ وہ قطار میں کھڑے ہوئے ہوں (یعنی اونٹوں کو لٹا کر ذبح نہ کیا کرو بلکہ ان کو کھڑا کر کے ذبح کیا کرو اور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے)۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

نَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدُنٍ قِيَامًا (صحیح بخاری کتاب الحج باب نحر البدن قائمۃ جزء ۲ ص ۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے۔

حضرت زیاد بن جبیرؒ کہتے ہیں:۔

رَاَیْتُ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَہٗ یَنْحَرُھَا قَالَ اِبْعَثْھَا قِیَامًا مُقَیَّدَۃً سُنَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب نحر الابل مقیدۃ جزء ۲ ص۲۱۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نحر البدن قیاما مقیدۃ جزء اول ص۴۵۱)

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا وہ ایک شخص کے پاس آئے جس نے نحر کرنے کے لئے اپنا اونٹ بٹھایا تھا۔ عبداللہ نے کہا اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ دے (اور نحر کر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے۔

آگے فرمایا (فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ) پھر جب وہ (اونٹ) پہلو کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جائیں) تو ان (کے گوشت میں) سے خود بھی کھاؤ اور قانع اور سائل (سب) کو کھلاؤ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ انْصَرَفَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِلَی الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّیْنَ بِیَدِہٖ ثُمَّ اَعْطٰی عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَکَہٗ فِیْ ھَدْیِہٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ کُلِّ بَدَنَۃٍ بِبَضْعَۃٍ فَجُعِلَتْ فِیْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَکَلَا مِنْ لَّحْمِھَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِھَا: ثُمَّ رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر کرنے کی جگہ پر آئے اور ترسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے اور باقی حضرت علی کو دئے جو انہوں نے نحر کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لے لیں (انہوں نے ایسا ہی کیا)۔ پھر وہ سب ٹکڑے ایک ہانڈی میں ڈالے گئے اور پکائے گئے پھر آپ نے اور حضرت علی نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ معظمہ جانے کے لئے) (اپنی سواری پر) سوار ہوئے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یَّقُوْمَ عَلٰی بُدْنِہٖ وَاَنْ یَّقْسِمَ بُدْنَہٗ کُلَّھَا لُحُوْمَھَا وَجُلُوْدَھَا وَجِلَالَھَا

مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور ان کی سب چیزیں مساکین میں بانٹ دوں: گوشت

(وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ فِی الْمَسَاکِیْنِ) وَلَا یُعْطِیَ فِیْ جِزَارَتِهَا شَیْئًا. (صحیح بخاری کتاب الحج باب یصدق بجلود الهدی جزء۲ صـ۲۱۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب فی الصدقة بلحوم الهدی $\frac{1}{55}$)

کھال اور جھول اور قصائی کی اجرت میں اس میں سے کوئی چیز نہ دوں۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا (صحیح بخاری کتاب الحج باب مایاکل من البدن جزء۲ صـ۲۱۱)

کھاؤ اور توشہ کے طور پر اپنے ساتھ لے لو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ لَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَکَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَهٗ هَدْیٌ اِذَا طَافَ وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ یَّحِلَّ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَیْنَا یَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ذبح الرجل البقر عن نسائه جزء۲ صـ۲۰۹)

ذی قعدہ کے مہینے کے پانچ دن باقی تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے۔ ہمارا ارادہ حج کرنے ہی کا تھا۔ جب مکہ کے قریب پہنچے تو جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ طواف کرکے اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کے بعد احرام کھول ڈالیں۔ پھر قربانی کے دن گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا میں نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے۔ (لانے والے نے) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

آگے فرمایا (کَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) (اور اے لوگو، جس طرح اور بہت سی چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے مسخّر کر دیا ہے) اسی طرح ہم نے اونٹوں کو بھی تمہارے لئے مسخّر کر دیا ہے تاکہ تم (ہمارا) شکر ادا کرو (اور تقوی اور خلوص نیت کے ساتھ انہیں ہمارے نام پر قربان کرو اور یہ بات بہت اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو کہ) لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ) اللہ کو ان کے گوشت اور ان کے خون نہیں پہنچتے بلکہ اللہ کو تو تمہارا تقوٰی (اور خلوص) پہنچتا ہے (جب تک تم تقوٰی اور خلوص کے ساتھ قربانی نہیں کرو گے تمہاری قربانی مقبول نہیں ہوگی اور نہ تمہیں اس پر کوئی اجر ملے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ، اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ، قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۲۷)

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ پڑھ کر سنا دیجئے: جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ (جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس نے دوسرے سے) کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا، اس نے کہا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۱۵)

جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی۔ (ان کا تقویٰ و خلوص) اللہ پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ جزء۲ صـ۴۲۱)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ) اور (اے لوگو، پھر سن لو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اور بہت سی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) اسی طرح اس نے تمہارے لئے اونٹوں کو (اور دوسرے قربانی کے جانوروں کو) مسخر کر دیا ہے تاکہ جو ہدایت اللہ نے تم کو بخشی ہے (اس کے شکریہ میں) تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت نازل کی ہے اس کے شکریہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنی چاہیئے۔

یہ بڑائی دو قسم کی ہے :۔

(۱) ایک دورانِ حج اللہ اکبر پڑھتے رہنا،

(۲) دوسرے جانوروں کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

لَقَدْ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اِلَّا اَنْ يَّخْلُطَهَا بِتَكْبِيْرٍ اَوْ تَهْلِيْلٍ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۱ ص ۱۸۳)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ آپ نے لبیک کہنا بند نہیں کیا یہانتک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔ درمیان میں آپ کبھی کبھی اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھتے رہے۔

محمد ابن ابی بکر ثقفی کہتے ہیں :۔

اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منی الی عرفۃ جزء ۲ ص ۱۹۸)

انہوں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا (جبکہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے) تم آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کوئی ہم میں سے لبیک کہتا تھا اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ مِّنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر فی الذہاب من منی الی عرفات جزء اول ص ۴۳۷)

جب ہم صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو کوئی ہم میں سے لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهٗ وَهَلَّلَهٗ وَوَحَّدَهٗ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کی، اللہ اکبر کہا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اس کی توحید

جزء اول ص۵۱۲)

کنکریاں مارتے وقت بھی اللہ اکبر پڑھے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

فَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ (صحیح بخاری کتاب الحج باب یکبر مع کل حصاۃ جزء۲ ص۲۱۸ و صحیح مسلم کتاب الحج باب رمی الجمار العقبۃ من بطن الوادی جزء اول ص۵۲۲ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔

قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرتے تھے۔ اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

عید الفطر کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینے کے شکر میں تکبیر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۸۵)

الغرض تم کو روزوں کی گنتی پوری کر لینی چاہئے اور اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت تم کو بخشی ہے اس پر تمہیں اللہ (تعالیٰ) کی بڑائی بیان کرنی چاہئے تاکہ (اس طرح) تم (اللہ کا) شکر ادا کر سکو۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے شکریہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنی چاہئے۔

آگے فرمایا (وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ) اور (اے رسول) نیکی کرنے والوں کو (جنت کی) خوشخبری سُنا دیجئے۔

عمل

اے ایمان والو، جہاں تک ہو سکے حج کیجئے اور دین و دنیا کے فوائد حاصل کیجئے۔ شرک ہرگز نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کا احترام کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیجئے۔ دل میں نرمی پیدا کیجئے، مصائب و آلام پر صبر کیجئے، نماز

پابندی سے پڑھتے رہیئے اور اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مال خرچ کرتے رہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے اللہ تعالےٰ کے نام پر قربانی کیا کیجئے۔ قربانی کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کیجئے۔ تمام نیکیاں خلوص اور تقوٰے کے ساتھ کیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں خلوص اور تقوٰی ہی پہنچتا ہے۔

حج کرنے کا طریقہ

حج کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) حج اِفراد یعنی صرف حج کرنا۔

(۲) حج قِران یعنی حج کے لئے قربانی کا جانور ساتھ لے کر جانا، پھر عمرہ کر کے احرام نہ اتارنا بلکہ اسی احرام سے حج کرنا۔

(۳) حج تمتع یعنی حج کے لئے قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جانا، عمرہ کر کے احرام اتار دینا اور حج کے لئے ۸ ذوالحجہ کو دوسرا احرام باندھنا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّ عُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد جزء ۲ صـ۱۷۲)

جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا ہم بھی آپ کے ساتھ گئے تھے اور ہم لوگوں میں کسی نے عمرے کا احرام باندھا تھا کسی نے حج اور عمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا۔

صرف عمرہ کے احرام سے مراد یہ ہے کہ عمرہ کر کے احرام اتار دے پھر ۸ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے یعنی حج تمتع کرے۔

حج افراد

حج افراد سے مراد یہ ہے کہ صرف حج کرے، عمرہ نہ کرے۔ حج کا احرام باندھ کر منیٰ یا اگر دیر ہو جائے تو سیدھا عرفات پہنچ جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد بالحج جزء ۲ صـ۱۷۲)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلے اور ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ (ہم صرف) حج کریں گے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حج کی لبیک کہہ رہے تھے (جب ہم مکہ میں پہنچے) تو آپ نے ہم کو حکم دیا ہم نے حج کو

فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً (صحیح بخاری کتاب الحج باب من لبی بالحج وسماہ ۲/۱۷۹)

عمرہ کر دیا۔

حضرت عروہ رضؓ کہتے ہیں :۔

اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُزْدَلِفَۃِ حِیْنَ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ جِئْتُ مِنْ جَبَلَیْ طَیِّءٍ اَکْلَلْتُ رَاحِلَتِیْ وَ اَتْعَبْتُ نَفْسِیْ وَاللّٰہِ مَا تَرَکْتُ مِنْ جَبَلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَیْہِ فَہَلْ لِیْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَہِدَ صَلٰوتَنَا ھٰذِہٖ وَ وَقَفَ مَعَنَا حَتّٰی نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَۃَ قَبْلَ ذٰلِکَ لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَقَدْ اَتَمَّ حَجَّہٗ وَ قَضٰی تَفَثَہٗ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فیمن ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج جزء اوّل صـ۲۷۲ ورواہ ابوداؤد فی کتاب المناسک)

مزدلفہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں آپ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ میں طی پہاڑ سے آیا ہوں اور میں نے اپنی اونٹنی کو خوب تھکایا اور اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا اور اللہ کی قسم کوئی پہاڑ یا ریت کا ٹیلہ میں نے نہیں چھوڑا جہاں میں نے وقوف نہ کیا ہو تو میرا حج ہوا یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہماری اس نماز میں شریک ہو جائے اور ہمارے ساتھ وقوف کرے اور اس سے پہلے رات کو یا دن کو عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس نے اپنا حج پورا کر لیا اور اپنا میل کچیل دور کر دیا (اب اسے چاہیئے کہ قربانی کے بعد میل کچیل اتار دے یعنی نہائے دھوئے)

حج قران

حج قران سے مراد یہ ہے کہ قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے، عمرہ کر کے احرام نہ اتارے بلکہ اسی احرام سے حج کرے۔

حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں :۔

اَنَّھَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاشَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَۃٍ وَّلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِکَ قَالَ اِنِّیْ لَبَّدْتُ رَاْسِیْ وَ قَلَّدْتُّ ھَدْیِیْ فَلَا اُحِلُّ حَتّٰی اَنْحَرَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد جزء ۲ صـ۱۷۵)

میں نے کہا یارسول اللہ لوگوں کو کیا ہوا ہے انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے حالانکہ آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے بال جما لئے تھے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈال دیا تھا تو جب تک میں نحر یعنی قربانی نہ کر لوں احرام نہیں کھول سکتا۔

حج تمتع

حج تمتع سے مراد یہ ہے کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ لے، عمرہ کر کے احرام اتار دے اور ۸ ذوالحجہ کو حج کے لئے دوبارہ احرام باندھے، درمیانی مدت میں احرام کی پابندیوں سے مبرّا رہے اور فائدہ اٹھائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا لِحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَآ اَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَآ اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَفَعَلُوْا (صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد جزء ۲ صـ۱۷۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دن حج کیا جس دن قربانی کے جانور آپ کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے مفرد حج کا احرام باندھا تھا تو آپ نے فرمایا تم طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے اپنا احرام کھول دو اور بال کتروا دو پھر اسی طرح بغیر احرام کے ٹھہرے رہو جب آٹھویں تاریخ ہو تو (مکہ ہی سے) حج کا احرام باندھو اور اس طرح اپنے حج مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی تمتع کر دو۔ انہوں نے کہا ہم اس کو تمتع کیسے کر دیں ہم نے تو احرام باندھتے وقت حج کا نام لیا تھا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں جو حکم دیتا ہوں وہ کرو اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا لیکن اب جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے کوئی چیز جو احرام میں حرام ہے مجھ پر حلال نہیں ہو سکتی۔ الغرض اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کیا تھا لیکن آپ کی خواہش یہی تھی کہ آپ حج تمتع کرتے۔

صحابۂ کرام جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے کر گئے تھے انہوں نے حج تمتع کیا تھا۔

حج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَآ اَهْدَيْتُ وَلَوْلَآ اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب تقضی الحائض المناسك كلها

اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا۔

(الاالطواف بالبیت جزء۲ صـ۱۹۶)

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کو اپنے اور جمیع مسلمین کے لئے پسند فرمایا، اس کی تمنا کی اور حج تمتع نہ کر سکنے پر افسوس کا اظہار کیا لہذا تمام مسلمین کو حج تمتع ہی کرنا چاہئے البتہ اہل مکہ کو حج تمتع نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ، فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ، ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(البقرۃ - ۱۹۶)

اور (اے ایمان والو) حج اور عمرہ کو (خالص) اللہ کے لئے پوری طرح ادا کرو، ہاں اگر راستہ میں روک لئے جاؤ تو پھر جو قربانی میسر ہو (اسی جگہ) ذبح کر دو (جہاں تم روکے گئے ہو) اور (حج یا عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح نہ ہو جائے) البتہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا تم میں سے کسی کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (وہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے سر منڈا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں) اسے چاہئے کہ بطور فدیہ کچھ روزے رکھے، یا صدقہ دے یا قربانی کرے، (قربانی کا حکم صرف اسی صورت میں نہیں کہ تم کو دشمن روک دے اور حج یا عمرہ نہ کرنے دے بلکہ اس صورت میں بھی ہے کہ) جب تم بالکل امن میں ہو اور تم میں سے کوئی شخص عمرہ کر کے حج (کا احرام باندھنے) تک (کی درمیانی مدت میں احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی کا) فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ بھی (ایام حج میں) جو قربانی میسر ہو کرے، اور اگر کسی کو قربانی کا جانور نہ مل سکے تو (اس کے بدلے) تین روزے ایام حج میں رکھ لے اور سات روزے جب تم واپس لوٹو (تو گھر

پہنچ کر) رکھ لے، یہ پورے دس (روزے) ہوئے (جو قربانی نہ کرنے کے فدیہ میں رکھے جائیں)۔ یہ حکم (یعنی عمرہ کرکے حج تک کی درمیانی مدت سے فائدہ اٹھانا) اس کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام (کے قریب یعنی مکہ معظمہ) میں نہ رہتے ہوں، اللہ سے ڈرتے رہو (ان احکامات میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو ورنہ اچھی طرح) جان لو کہ (کوتاہی کی صورت میں) اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

آیات بالا میں (فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ) سے مراد حج تمتع ہے اور (ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) سے مراد یہ ہے کہ اہل مکہ حج تمتع نہ کریں۔ عمرہ کے احرام اتار دینا اور ۸ ذوالحجہ تک احرام کی پابندیوں سے آزاد رہنا اور اس درمیانی مدت میں فائدہ حاصل کرنا یہ رعایت مکہ والوں کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو باہر سے آنے والے ہوں۔

اب ہم حج تمتع کا بقیہ طریقہ بیان کرتے ہیں:۔

حج تمتع

① جب حج کے لئے روانہ ہو تو زادراہ ساتھ لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ○

(البقرۃ - ۱۹۷)

اور (اے ایمان والو، حج کو جاتے وقت زادراہ لے لیا کرو اس لئے کہ زادراہ کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ (کا حصول) ہے اور اے عقل والو، مجھ سے ڈرتے رہو (یعنی تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو)

② قربانی کا جانور ساتھ نہ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِىْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَآ اَهْدَيْتُ (صحیح بخاری کتاب الحج

اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا۔

باب تقضی الحائض المناسك كلها الا
الطواف جزء ۲ ص۱۹۶ و صحیح مسلم کتاب
الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جزء اول ص۴۱۱ واللفظ للبخاری)

③ گھر سے روانہ ہونے سے پہلے بے خوشبو کا تیل لگائے۔

امام نافع کہتے ہیں:۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى مَكَّةَ ادَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ	عبداللہ بن عمر جب (حج یا عمرہ کے لئے) مکہ کو جانا چاہتے تو ایسا تیل لگاتے جس میں خوشبو نہ ہوتی
. . . . .	. . . . .
ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الاهلال مستقبل القبلة جزء ۲ ص۱۷۱)	پھر کہتے ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

④ پھر سواری پر بیٹھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور یہ دعاء پڑھے:۔

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى. اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي

الْاَهْلِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہ لا سکتے تھے، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تو پسند کرے۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور ہمارے اہل وعیال میں خلیفہ ہے۔ اے اللہ میں سفر کی تکلیف سے بُرے منظر سے اور اہل وعیال میں بُرے وقت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب مایقول اذا رکب الی سفر جزء اول صـ۴۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے روانہ ہوتے تو اپنے اونٹ پر سوار ہوتے پھر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر (وہ دعاء) پڑھتے (جس کا ترجمہ یہ ہے) پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہ لا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تو پسند کرے، اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور ہمارے اہل وعیال میں خلیفہ ہے اے اللہ میں سفر کی تکلیف سے، بُرے منظر سے اور اہل عیال میں بُرے وقت سے تیری

پناہ طلب کرتا ہوں۔

⑤ میقات پر پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھے، مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کرے اور احرام اتار دے۔

(نوٹ:۔ عمرہ کا پورا طریقہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر میں بیان کر دیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

⑥ امیر حج کو چاہیئے کہ ۷/ ذوالحجہ کو خطبہ دے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ خَطَبَ النَّاسَ فَاَخْبَرَهُمْ بِمَنَاسِكِهِمْ (رواہ الحاکم فی کتاب المناسك باب فضیلة الحج ماشیا جزء اول ص۴۶۱ وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترویہ سے ایک دن پہلے (یعنی ۷ ذوالحجہ کو) لوگوں سے خطاب کرتے اور انہیں مناسک حج کی تعلیم دیتے۔

⑦ میقات

حج تمتع کرنے والوں کے لئے مکہ معظمہ ہی میقات ہے۔ یہ لوگ مکہ معظمہ ہی میں احرام باندھیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُّحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ فَاَهْلَلْنَا مِنَ الْاَبْطَحِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول ص۴۰۸)

جب ہم نے عمرہ کر کے احرام اتار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم منیٰ کو روانہ ہوں تو احرام باندھیں۔ الغرض ہم نے ابطح مقام سے احرام باندھا۔

(نوٹ:۔ میقات اور احرام کے تمام مسائل عمرہ کے طریقہ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۷ کی تفسیر میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

۸ ذوالحجہ کے مناسک

۸ ذوالحجہ کا پہلا کام

⑧ حج تمتع کرنے والے ۸ ذوالحجہ کو زوال کے بعد حج کا احرام باندھیں

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع والاقران والافراد جزء۲ صـ۱۴۶ وصحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول صـ۵۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آٹھویں تاریخ ہو تو (مکہ ہی سے) حج کا احرام باندھو۔

حضرت ابوسعید رضؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا اِلٰى مِنًى اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ (صحیح مسلم کتاب الحج باب التقصیر فی العمرۃ جزء اول صـ۵۲۶)

جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی تو (حج کا احرام باندھ کر) ہم سب منیٰ کو روانہ ہوئے اور حج کی لبیک کہی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَنَا (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ اَنْ نُّهِلَّ بِالْحَجِّ (رواہ البخاری تعلیقاً فی کتاب الحج باب قول اللہ تعالیٰ ذلک لمن یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام جزء۲ صـ۱۴۶ ورواہ الاسمٰعیلی موصولاً فتح الباری۔ سندہ صحیح)

پھر آٹھویں ذوالحجہ کی شام کو آپ نے حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھیں۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضؓ فرماتی ہیں:۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا قَلِيْلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من

اللہ تعالیٰ رحمت اور سلام بھیجے اپنے رسول پر ہم ان کے ساتھ یہاں اترے تھے اور ہمارے پاس ان دنوں سامان کم تھا اور سواریاں بھی تھوڑی تھیں اور توشہ قلیل تھا اور میں نے اور میری بہن عائشہ نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں شخصوں نے عمرہ کیا تھا پھر جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (یعنی طواف اور سعی پوری کی) تو ہم سب نے احرام اتار دیا پھر

طاف بالبیت جزء اول صـ۵۲۳)

(آٹھ ذوالحجہ کو) سہ پہر کے وقت حج کا احرام باندھا۔

۸۔ ذوالحجہ کا دوسرا کام

⑨ احرام باندھنے کے بعد اس طرح کہے۔

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ بِالْحَجِّ

میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حج کے لئے حاضر ہوں

یا

دوسرا طریقہ یہ کہے

لَبَّیْكَ حَجًّا

میں حج کے لئے حاضر ہوں

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ بِالْحَجِّ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من لبی بالحج وسماء جزء ۲ صـ۱۷۶)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور ہم یہ کہہ رہے تھے: لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ بِالْحَجِّ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھَلَّ بِھِمَا جَمِیْعًا لَبَّیْكَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا لَبَّیْكَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب اھلال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول صـ۵۲۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کی اکٹھی لبیک کہتے ہوئے سنا۔ آپ یہ کہہ رہے تھے لَبَّیْكَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا، لَبَّیْكَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا۔

⑩ پھر یہ کہے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَجَّۃٌ لَا رِیَآءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ

(ترجمہ) اے اللہ یہ حج ہے جس میں نہ ریا کاری ہے اور نہ نام ونمود (رواہ الضیاء بسند صحیح۔ مناسك الحج والعمرة للالبانی ص۱۵)

۸۔ ذوالحجہ کا تیسرا کام

(۱۱) پھر تلبیہ کہتا ہوا منیٰ کو روانہ ہو جائے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

لَبَّیْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ۔

ترجمہ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بے شک ہر قسم کی تعریف اور خوبی تیرے لئے ہے اور بادشاہت بھی تیرے لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ التَّرْوِیَةِ وَجَّهْنَا اِلٰی مِنًی اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ (صحیح مسلم کتاب الحج باب التقصیر فی العمرة جزء اول ص۵۲۶)

پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی تو ہم سب منیٰ کو روانہ ہوئے اور پھر حج کی لبیک کہی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ اَهَلُّوْا حِیْنَ رَاحُوْا (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول ص۵۰۳)

پھر جب زوال کے بعد (منیٰ کے لئے روانہ ہوئے) تو سب نے لبیک کہی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ تَلْبِیَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لبیک

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ جزء ۲ ص۱۷۴ وصحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ جزء اول ص۴۸۵)

کہتے تھے: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ آخر تک میں حاضر ہوں، اے اللہ، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ ہر قسم کی تعریف اور خوبی تیرے لئے ہے اور بادشاہت بھی تیرے لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

(۱۲) کبھی کبھی مندرجہ ذیل لبیک بھی پڑھے:۔

لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ

(ترجمہ) میں حاضر ہوں، اے الٰہ برحق میں حاضر ہوں

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ تَلْبِيَتِهٖ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ۔ (ابن ماجۃ کتاب الحج باب التلبیۃ جزء ۲ ص۲۱۶ ۔ سندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لبیک میں یہ بھی فرماتے تھے لَبَّيْكَ، اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ

(۱۳) لبیک کے ساتھ اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھتا رہے۔

حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اِلَّا اَنْ يُخْلِطَهَا بِتَكْبِيْرٍ اَوْ تَهْلِيْلٍ (مسند احمد، سندہ صحیح بلوغ جزء ۱۱ ص۱۸۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کے لئے) نکلا آپ نے لبیک کہنا ترک نہیں کیا جب تک جمرۂ عقبہ پر کنکریاں نہ ماریں البتہ لبیک کے ساتھ تکبیر یا تہلیل کو بھی ملا لیا کرتے تھے۔

(۱۴) تلبیہ یعنی لبیک بلند آواز سے پڑھتا ہوا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِيْ وَمَنْ مَعِيَ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ (رواہ الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی رفع الصوت بالتلبیۃ جزء اول ص۱۵۹

میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابیوں اور ساتھیوں کو حکم دوں کہ لبیک پکارنے کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں۔

وصححہ ھووالالبانی۔ مناسک الحج
للالبانی ص۱۵)

۸۔ ذوالحجہ کا چوتھا کام

(۱۵) منیٰ پہنچکر ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرے۔ یہ نمازیں دو دو رکعت پڑھی جائیں۔

عبدالعزیز کہتے ہیں:۔

سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْنَ صَلَّی الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ یَوْمَ التَّرْوِیَةِ قَالَ بِمِنًی (صحیح بخاری کتاب الحج باب این یصلی الظهر یوم الترویة جزء ۲ ص۱۹۷)

میں نے انس بن مالک سے پوچھا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اچھی طرح یاد ہو تو مجھ سے بیان کرو کہ آپ نے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں کہاں پڑھی تھیں؟ انہوں نے کہا منیٰ میں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الصلوٰة بمنی جزء ۲ ص۱۹۷ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب قصر الصلوٰة بمنی جزء اول ص۲۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

۸۔ ذوالحجہ کا پانچواں کام

(۱۶) منیٰ میں لبیک پڑھتا رہے، لبیک کے ساتھ اللہ اکبر یا لاالٰہ الا اللہ بھی پڑھتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَرَكَ التَّلْبِیَةَ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اِلَّا اَنْ یُخْلِطَهَا بِتَكْبِیْرٍ اَوْ تَهْلِیْلٍ (مسند احمد۔ سندہ صحیح جزء ۱ ص۱۸۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ آپ نے لبیک ترک نہیں کی جب تک جمرۂ عقبہ پر کنکریاں (نہ) ماریں۔ البتہ آپ اس کے ساتھ اللہ اکبر اور لاالٰہ الا اللہ کو بھی

ملالیاکرتے تھے۔

۹ ذوالحجہ (یعنی یوم عرفہ) کے مناسک

۹ ذوالحجہ کا پہلا کام

شبِ عرفہ

(۱۷) مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ ہی میں ادا کی جائیں، عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی جائے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۴۱۱)

پھر جب ترویہ کا دن ہوا تو سب لوگ منیٰ کو روانہ ہوئے اور حج کی لبیک پکاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں:۔

صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الصلوٰۃ بمنی جزء ۲ ص۱۹۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قصر الصلوٰۃ بمنی جزء اول ص۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

یوم عرفہ

(۱۸) ۹ ذوالحجہ کو نماز فجر بھی منیٰ میں ادا کرے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔
فَصَلّٰی بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۱)

آپ نے (منیٰ میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔

۹ ذوالحجہ کا دوسرا کام

(۱۹) ۹ ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو جائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔
فَصَلّٰی بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَسَارَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۱)

آپ نے (منیٰ میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ فجر کی نماز کے بعد آپ تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا۔ آپ نے حکم دیا کہ نمرہ میں بالوں کا خیمہ لگایا جائے۔ نمرہ میں خیمہ لگایا گیا۔ (پھر آپ عرفات) روانہ ہو گئے۔

(۲۰) راستہ میں بلند آواز سے لبیک یا اللہ اکبر کہتا رہے یا لبیک کے ساتھ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ کہتا رہے۔

حضرت محمد بن ابوبکر ثقفیؓ کہتے ہیں:۔
اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منی الی عرفۃ جزء ۲ ص۱۹۸ و

اس حالت میں کہ میں اور انس بن مالکؓ صبح کے وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے میں نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے (حضرت انس) نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لَبَّیْكَ کہتا تھا اور اس کو کوئی برا نہیں سمجھتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا اور کوئی اس کو برا نہیں سمجھتا تھا۔

صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ
والتکبیر فی الذھاب من منی الی
عرفات جزء اول ص۵۳۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًی اِلٰی عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّیْ وَمِنَّا الْمُکَبِّرُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر فی الذھاب من منی الی عرفات جزء اول ص۵۳۷)

ہم صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے تو ہم میں سے کوئی لبیک کہہ رہا تھا اور ہم میں سے کوئی تکبیر کہہ رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

لَقَدْ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا تَرَکَ التَّلْبِیَۃَ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ اِلَّا اَنْ یُخْلِطَھَا بِتَکْبِیْرٍ اَوْ تَھْلِیْلٍ (مسند احمد۔ سند صحیح۔ بلوغ جزء ۱۱ ص۱۸۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ آپ نے لبیک ترک نہیں کی یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں البتہ آپ لبیک کے ساتھ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھتے تھے۔

۹ ذوالحجہ کا تیسرا کام

(۲۱) عرفات پہنچ کر وہاں کسی مقام پر قیام کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

وَقَفْتُ ھٰھُنَا وَعَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوْقِفٌ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب ماجاء ان عرفۃ کلھا موقف جزء اول ص۵۱۳)

میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور عرفات پورا وقوف کا مقام ہے (کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے)۔

(۲۲) اس قیام کے دوران لبیک یا اللہ اکبر پڑھتا رہے یا لبیک کے ساتھ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے۔

(نوٹ :۔ دلائل حضرت ابن مسعودؓ اور محمد بن ابی بکر ثقفی کی روایت سے اوپر گذر چکے ہیں)

۹ ذوالحجہ کا چوتھا کام

(۲۳) پھر زوال کے بعد اپنی قیام گاہ سے روانہ ہو اور امیر حج کا خطبہ سنے۔ امیر کو چاہئے کہ بطن وادی میں ایک مختصر خطبہ دے اور وقوف کیلئے جلدی فارغ ہو جائے۔

حضرت سالم رض کہتے ہیں:۔

فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُّعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظِرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجُ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنَ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ

(صحیح بخاری کتاب الحج باب التہجیر بالرواح یوم عرفۃ جزء ۲ صـ۱۹۸)

عبداللہ بن عمر عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی روانہ ہوئے میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حجاج کے ٹھکانہ پر پہنچ کر زور سے آواز دی۔ حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلا اور کہنے لگا اے ابوعبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو (جلدی) چل۔ حجاج نے کہا اس وقت؟ عبداللہ نے کہا ہاں اس وقت حجاج نے کہا اچھا اتنی مہلت دیجئے کہ میں ذرا نہالوں پھر نکلتا ہوں۔ عبداللہ سواری پر سے اتر گئے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا اور میرے اور والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے حجاج سے کہا اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو خطبہ چھوٹا پڑھ اور وقوف میں جلدی کر۔ وہ یہ سن کر عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو کہا سالم نے سچ کہا۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ

(صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول صـ۴۱۱)

یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ کے حکم سے قصواء اونٹنی کسی گئی۔ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔

۹ ذوالحجہ کا پانچواں کام

(۲۴) خطبہ کے بعد عرفات ہی میں نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کر کے ادا کرے یہ نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کی جائیں اور درمیان میں کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰی الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

پھر اذان اور اقامت ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۹ ذوالحجہ کا چھٹا کام

وقوف

(۲۵) پھر عرفات ہی میں کسی جگہ قبلہ رو ہو کر وقوف کرے (یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے) یہ وقوف غروب آفتاب تک جاری رہے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ اِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے (اور روانہ ہوئے) یہاں تک کہ آپ وقوف کی جگہ پر آئے۔ آپ نے اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا اور زنبیل کی رسی کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ پھر آپ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ۔
(صحیح مسلم کتاب الحج باب ماجآء ان عرفۃ کلہا موقف جزء اول ص۴۱۳)

میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور عرفات پورا وقوف کا مقام ہے۔

(۲۶) اس وقوف میں لبیک یا اللہ اکبر کہتا رہے یا لبیک کے ساتھ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے۔

(نوٹ:۔ دلائل ابن مسعودؓ اور محمد بن ابی بکر ثقفی کی روایت سے اوپر گذر چکے ہیں)۔

(۲۷) اس وقوف میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگے۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْا۔
(نسائی کتاب مناسك الحج باب رفع الیدین فی الدعاء جزء ۲ ص۳۶۔ سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۵ ص۵۲)

میں عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے دعاء کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے۔

۱۰ ذوالحجہ (یعنی یوم النحر) کے مناسک

۱۰ ذوالحجہ کا پہلا کام
یوم النحر کی رات

(۲۸) ۱۰ ذوالحجہ کی رات یعنی قربانی کے دن سے پہلے آنے والی رات کا پہلا کام یہ ہے کہ جب شفق کی سرخی کچھ کم ہو جائے تو استغفر اللہ پڑھتا ہوا عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ۔
(البقرۃ۔ ۱۹۹)

پھر جہاں سے اور لوگ روانہ ہوں وہیں سے تم بھی روانہ ہو اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ خَلْفَهٗ وَدَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰى اِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيْبُ مَوْرِكَ رَحْلِهٖ وَيَقُوْلُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى اَيُّهَا النَّاسُ السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ كُلَّمَا اَتٰى جَبَلًا مِّنَ الْجِبَالِ اَرْخٰى لَهَا قَلِيْلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

آپ (عرفات میں) کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا یعنی ٹکیا غائب ہو گئی اور زردی بھی کسی حد تک جاتی رہی۔ آپ نے اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ نے قصواء کی مہار اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ ہے جس جگہ سوار تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے رکھ لیتا ہے) آپ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ اے لوگو، آہستہ آہستہ چلو۔ آپ جب کسی پہاڑی پر آجاتے تو مہار ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی (آپ اسی طرح کرتے رہے) یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

(۲۹) راستہ میں لبیک پڑھتا رہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ غداۃ النحر جزء ۲ ص۲۰۴)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفات سے لے کر مزدلفہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے اپنے ساتھ فضل بن عباس کو سوار کر لیا۔ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔

۱۰ ذوالحجہ (یعنی یوم النحر) کا دوسرا کام

شب یوم النحر

(۳۰) شب یوم النحر کا دوسرا کام یہ ہے کہ مزدلفہ پہنچکر اذان دی جائے، پھر اقامت کہی جائے اور مغرب کی تین رکعت نماز ادا کی جائے پھر کچھ وقفہ کے بعد اقامت کہی جائے اور عشاء کی نماز دو رکعت ادا کی جائے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھے اور نہ عشاء کے بعد کوئی نماز پڑھے۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

حَتّٰی اَتَی الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰی بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَاحِدٍ وَّاِقَامَتَیْنِ وَلَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَهُمَا شَیْئًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

(جب) آپ مزدلفہ پہنچ گئے تو وہاں آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھیں۔ آپ نے ان دونوں کے درمیان نفل نماز نہیں پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ لَیْسَ بَیْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَّصَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلٰثَ رَکْعَاتٍ وَّصَلَّی الْعِشَآءَ رَکْعَتَیْنِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب الافاضة من عرفات الی المزدلفة جزء اول ص۵۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملاکر پڑھی اور ان کے درمیان ایک رکعت بھی نہیں پڑھی۔ آپ نے مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعت پڑھیں۔

حضرت اسامہ فرماتے ہیں:۔

فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ کُلُّ اِنْسَانٍ بَعِیْرَهٗ فِیْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰی (صحیح بخاری کتاب الحج باب الجمع بین الصلاتین بالمزدلفة جزء۲ ص۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب الافاضة من عرفات الی المزدلفة ۱/۵۳۸)

آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنی منزل میں بٹھایا پھر اقامت ہوئی اور (عشاء کی) نماز پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا (صحیح بخاری کتاب المناسك باب من جمع بينهما ولم يطوع جزء ۲ ص۲۰)

نہ ان کے درمیان اور نہ ان کے بعد کوئی نفل نماز پڑھی۔

۱۰ ذوالحجہ کا تیسرا کام

شب یوم النحر

(۳۱) اس رات کا تیسرا کام یہ ہے کہ طلوع فجر تک لیٹا رہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔
وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

اور ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل نہیں پڑھے پھر آپ لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

۱۰ ذوالحجہ کا چوتھا کام

یوم النحر

(۳۲) جب یوم النحر کی صبح صادق ظاہر ہو جائے تو کافی اندھیرے میں اذان و اقامت کے بعد نماز فجر پڑھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔
وَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

جب صبح ظاہر ہو گئی تو آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب زیادۃ التغلیس بصلوٰۃ الصبح یوم النحر جزء ۱ ص ۵۴۱)

صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی دوسری روایت میں یہ ہے کہ نماز صبح اس کے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی (یعنی روزانہ جس وقت نماز پڑھتے تھے اس وقت سے پہلے پڑھی)۔

۱۰ ذوالحجہ کا پانچواں کام

یوم النحر

(۳۴) پھر نماز فجر کے بعد مشعر حرام جائے اور وہاں وقوف کرے یا مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف کرے امام کو چاہئے کہ قزح نامی پہاڑی کے قریب وقوف کرے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۱ ص ۵۱۲)

پھر آپ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام میں آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ (صحیح مسلم کتاب الحج باب ما جاء ان عرفۃ کلہا موقف جزء اول ص ۵۱۳)

میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن جمع پورا وقوف کا مقام ہے (کہیں بھی وقوف ہو سکتا ہے)۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى قُزَحَ وَوَقَفَ عَلَيْهِ وَ قَالَ هٰذَا قُزَحُ وَهُوَ الْمَوْقِفُ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ما جاء ان عرفۃ کلہا موقف جزء اول ص ۲۷۴)

پھر جب صبح ہوئی تو آپ مقام قزح میں تشریف لائے اور وہاں وقوف فرمایا اور فرمایا یہ وقوف کی جگہ ہے اور مزدلفہ سب کا سب وقوف کی جگہ ہے۔

یوم النحر۔ وقوف

(۳۴) اس وقوف میں قبلہ رو ہو کر

(۱) دعاء کرے،

(۲) تکبیریں پڑھے یعنی اللہ اکبر کہے،

(۳) تہلیل کرے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے،

(۴) کلمات توحید پڑھے مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ پڑھے (ترجمہ) کوئی معبود، حاکم اور مشکل کشا نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

(۵) تحمید کرے یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے مثلاً الحمد للہ وغیرہ پڑھتا رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰىکُمْ۔

(البقرۃ ۔ ۱۹۸)

اور جب تم عرفات سے واپس ہو تو مشعر حرام کے قریب (خوب) اللہ کا ذکر کیا کرو (لیکن اللہ کا ذکر اپنے خود ساختہ طریقہ سے نہ کیا کرو) بلکہ اسی طریقہ سے کیا کرو جس طریقہ کی اللہ نے تمہیں ہدایت کی ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَدَعَاہُ وَکَبَّرَہٗ وَھَلَّلَہٗ وَوَحَّدَہٗ (وفی روایۃ ابی داؤد فَحَمِدَ اللّٰہَ وَکَبَّرَہٗ وَھَلَّلَہٗ وَوَحَّدَہٗ) (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص ۵۱۲ و ابوداؤد کتاب الحج باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص ۲۷۱)

(آپ نے) قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالےٰ سے دعاء کی اور اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید بیان کی۔

۱۰ ذوالحجہ کا چھٹا کام

یوم النحر کنکریاں مارنا

(۳۵) پھر جب خوب روشنی ہو جائے تو طلوع آفتاب سے پہلے جمرۂ عقبہ روانہ ہو جائے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ ظُعُنٌ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطٰى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۴۱۲)

آپ وقوف کرتے رہے یہاں تک کہ روشنی خوب ہو گئی پھر آپ طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے روانہ ہوئے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ فضل ایک نوجوان اچھے بالوں والے خوبصورت جوان تھے۔ عورتیں قریب سے گذر رہی تھیں فضل ان کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ فضل نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور ادھر دیکھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے چہرے پر رکھ دیا تو فضل پھر دوسری طرف دیکھنے لگے یہاں تک کہ آپ بطن محسر میں پہنچے۔ آپ نے اونٹنی کو تھوڑی سی حرکت دی (یعنی کچھ تیز چلایا) اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ کی طرف نکلتی ہے الغرض آپ جمرہ کے پاس پہنچے۔

(۳۶) جمرہ عقبہ کو جاتے وقت راستہ میں مسلسل لبیک کہتا رہے۔ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ بھی کہتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوئے

الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ الْفَضْلَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَخْبَرَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامۃ الحجاج التلبیۃ جزء اول ص۵۳۶ و صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر جزء ۲ ص۲۰۴ واللفظ لمسلم)

تو آپ نے اونٹنی پر اپنے پیچھے فضل کو بٹھا لیا۔ اور فضل کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں:۔

فَمَا تَرَکَ التَّلْبِیَۃَ حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَۃَ اِلَّا اَنْ یُخْلِطَہَا بِتَکْبِیْرٍ اَوْ تَہْلِیْلٍ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۴۶۲ ورواہ احمد۔ بلوغ جزء ۱۱ ص۱۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنا ترک نہیں کیا یہاں تک کہ جمرہ پر کنکریاں ماریں البتہ آپ اس کے ساتھ تکبیر یا تہلیل بھی کہتے تھے۔

(۳۷) راستہ میں جب وادی محسّر سے گذرے تو وہاں سے کنکریاں چن لے۔ اگر ۱۳ ذوالحجہ کو بھی منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو ستر کنکریاں چُنے اور اگر ۱۳ ذوالحجہ کو منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ سے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہو تو اکہتر کنکریاں چُنے۔

حضرت فضل بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فِیْ عَشِیَّۃِ عَرَفَۃَ وَغَدَاۃِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِیْنَ دَفَعُوْا عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ وَھُوَ کَافٌّ نَاقَتَہٗ حَتّٰی دَخَلَ مُحَسِّرًا وَھُوَ مِنْ مِّنًی قَالَ عَلَیْکُمْ بِحَصَی الْخَذْفِ الَّذِیْ یُرْمٰی بِہِ الْجَمْرَۃُ وَقَالَ لَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَۃَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ یُشِیْرُ بِیَدِہٖ کَمَا یَخْذِفُ الْاِنْسَانُ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے فرماتے تھے آہستہ چلو اور آپ اپنی اونٹنی کو روکتے ہوئے چلتے تھے یہاں تک کہ محسر میں داخل ہوئے اور محسّر منیٰ میں ہے تو وہاں آپ نے فرمایا کہ چٹکی سے مارے جانے والی کنکریاں اٹھا لو تاکہ ان سے جمرہ کو مارا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں۔

(وَفِیْ رِوَایَةِ النَّسَائِیْ إِذَا دَخَلَ مِنًی فَهَبَطَ حِیْنَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ عَلَیْکُمْ بِحَصَی الْخَذْفِ) (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامة الحاج التلبیة جزء اول ص۵۳۶ وسنن النسائی کتاب مناسك الحج باب من این یلقط الحصی جزء۲ ص۲ وسندہ صحیح)۔

کنکریوں کی تعداد کا حساب

۱۰ر ذوالحجہ (صرف ایک جمرہ کے لئے) ۷

۱۱ر ذوالحجہ (تین جمروں کے لئے) ۷×۳ = ۲۱

۱۲ر ذوالحجہ (تین جمروں کے لئے) ۷×۳ = ۲۱

۱۲ر ذوالحجہ تک کل کنکریوں کی تعداد ۷+۲۱+۲۱=۴۹

۱۳ر ذوالحجہ ۷×۳ = ۲۱

۱۳ر ذوالحجہ تک کل کنکریوں کی تعداد ۴۹+۲۱ = ۷۰

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

(حَتّٰی اَتَی الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلُ حَصَی الْخَذْفِ رَمٰی مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم جزء اول ص۵۱۲)

(جب) آپ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ وہ کنکریاں چٹکی سے ماری جانے والی کنکریوں کے مثل تھیں۔ کنکریاں مارتے وقت آپ وادی کے بیچ میں کھڑے ہوئے تھے۔

(۳۸) کنکریاں اتنی بڑی ہوں کہ چٹکی سے ماری جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(عَلَیْکُمْ بِحَصَی الْخَذْفِ الَّذِیْ یُرْمٰی بِهِ الْجَمْرَةُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامه الحاج التلبیة جزء اول ص۵۳۶)

چٹکی سے مارے جانے والی کنکریاں اٹھالو تاکہ ان سے جمرہ کو مارا جائے۔

(۳۹) کنکریاں چننے کے بعد بطن محسر سے تیزی سے گذر جائے اور بیچ کے راستہ سے ہوتا ہوا جمرہ عقبہ پہنچ جائے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں۔

(حَتّٰی اَتٰی بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِیْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِیْقَ الْوُسْطٰی الَّتِیْ تَخْرُجُ عَلَی الْجَمْرَةِ الْکُبْرٰی حَتّٰی اَتَی الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم

جب (آپ) بطن محسر میں پہنچے تو آپ نے اونٹنی کو ذرا تیزی سے چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ عقبہ پر نکلتی ہے (آپ چلتے رہے) یہاں تک کہ آپ اس جمرہ کے پاس پہنچے جو درخت کے پاس ہے۔

جزء اول ص۵۱۲) وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ (رواہ النسائی کتاب المناسک الحج باب الایضاج فی وادی محسر جزء ۲ ص۳۹ وسندہ صحیح)۔

(۴۰) جمرہ عقبہ پہنچکر بطن وادی میں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب۔ اس حالت میں چاشت کے وقت جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں:۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَتَی الْجَمْرَۃَ الْکُبْرٰی جَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَمِنًی عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَرَمٰی بِسَبْعٍ وَقَالَ ھٰکَذَا رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ حَتّٰی اِذَا حَاذَی بِالشَّجَرَۃِ اعْتَرَضَھَا فَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب رمی الجمار بسبع حصیات وباب یکبر مع کل حصاۃ جزء ۲ ص۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب رمی الجمرۃ العقبۃ من بطن الوادی جزء اول ص۵۴۲)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے جمرہ کے پاس گئے اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور سات کنکریاں ماریں اور کہنے لگے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی (انہوں نے بھی) اسی طرح کنکریاں ماریں تھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ درخت کے سامنے پہنچے تو جمرہ کو سامنے رکھ کر اس پر سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔
رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وقت استحباب الرمی جزء اول ص۵۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن چاشت کے وقت جمرہ کو کنکریاں ماریں۔

(۴۱) آخری کنکری مارنے کے بعد لبیک کہنا بند کردے۔

حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔
لَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے

یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ خُزَیْمَۃَ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِیَۃَ مَعَ اٰخِرِ حَصَاۃٍ) (صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر جزء ۲ صـ ۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ جزء اول صـ ۵۳۶ وصحیح ابن خزیمۃ کتاب الحج باب قطع التلبیۃ اذا رمی الحاج جمرۃ العقبۃ۔ سندہ صحیح۔ جزء ۴ صـ ۲۸۲)

لے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ آخری کنکری مارنے کے بعد لبیک کہنا بند کردیا۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف ابن خزیمہ کی روایت میں ہیں۔

۱۰۔ ذوالحجہ کا ساتواں کام

(۴۲) یوم النحر کا ساتواں کام خطبہ ہے۔ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد امام حج جمرات کے درمیان خطبہ دے۔ باقی لوگ خطبہ سنیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ یَوْمَ النَّحْرِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منی ۲/۲۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو لوگوں کو خطبہ دیا۔

حضرت ام الحصین رضؓ فرماتی ہیں:۔

فَرَاَیْتُہٗ حِیْنَ رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ وَانْصَرَفَ وَھُوَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ وَمَعَہٗ بِلَالٌ وَّاُسَامَۃُ اَحَدُھُمَا یَقُوْدُ بِہٖ رَاحِلَتَہٗ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَہٗ عَلٰی رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلًا کَثِیْرًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب

میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار چکے تو آپ لوٹے اور آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضؓ اور اسامہ رضؓ تھے۔ ایک تو آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا دھوپ کی وجہ سے اپنا کپڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تانے ہوئے تھا۔ (اس موقعہ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت باتیں

رمی الجمرۃ العقبۃ یوم النحر راکبا جزء اول ص۵۴۳)۔

بیان فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ یَوْمَ النَّحْرِ بَیْنَ الْجَمَرَاتِ فِی الْحَجَّۃِ الَّتِیْ حَجَّ فَقَالَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قَالُوْا یَوْمُ النَّحْرِ قَالَ ھٰذَا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ (ابوداؤد کتاب الحج باب یوم الحج الاکبر جزء اول ص۲۷۵، سندہ صحیح مناسک الحج والعمرۃ للالبانی ص۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر "قربانی کے دن" جمرات کے درمیان کھڑے ہو کر دریافت فرمایا: آج کونسا دن ہے۔ لوگوں نے کہا آج قربانی کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے۔

۱۰۔ ذوالحجہ کا آٹھواں کام

(۴۳) خطبہ کے بعد اس دن کا آٹھواں کام قربانی کرنا ہے۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر جائے اور قربانی کرے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَۃَ فَرَمَاھَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَہٗ بِمِنًی وَّنَحَرَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر جزء اول ص۵۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نَحَرْتُ ھٰھُنَا وَمِنًی کُلُّھَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِیْ رِحَالِکُمْ (صحیح مسلم کتاب الحج باب ما جاء ان عرفۃ کلھا موقف ۱/۵۱۳)

میں نے یہاں نحر کیا ہے اور منیٰ سارا نحر کی جگہ ہے لہٰذا تم اپنی اپنی قیام گاہ میں قربانی کرو۔

(۴۴) قربانی کی کھال، جھول وغیرہ سب خیرات کر دے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قربانی

اَنْ يَّقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ يَّقْسِمَ بُدْنَهٗ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا۔
(صحیح بخاری کتاب الحج باب یتصدق بجلود الھدی جزء ۲ ص ۲۱۱ و صحیح مسلم کتاب الحج باب فی الصدقۃ بلحوم الھدی جزء اول ص ۵۵)

کے اونٹوں کو دیکھوں اور ان کی سب چیزیں خیرات کردوں گوشت، کھال اور جھول وغیرہ۔

(۴۵) اگر قربانی کا جانور میسّر نہ ہو تو قربانی کے بدلہ میں دس روزے رکھے۔ تین روزے وہیں ایام حج میں رکھے اور سات روزے گھر پہنچ کر رکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔
(البقرۃ - ۱۹۶)

اور اگر کسی کو قربانی کا جانور نہ مل سکے تو (اس کے بدلے) تین روزے ایام حج میں رکھ لے اور سات روزے جب تم واپس لوٹو (تو گھر پہنچکر) رکھ لے، یہ پورے دس (روزے) ہوئے (جو قربانی نہ کرنے کے فدیہ میں رکھے جائیں)

(۴۶) قربانی کا گوشت پکوائے۔ اگر کئی قربانیاں کی ہوں تو ہر ایک میں سے کچھ گوشت اکٹھا پکائے، پھر اس میں سے کچھ کھائے اور شوربا پیئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص ۵۱۴)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے۔ باقی حضرت علیؓ کو دئے جو انہوں نے نحر کئے اور آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کرلیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لے لیں، پھر وہ ایک ہانڈی میں ڈالا گیا اور پکایا گیا پھر آپ نے اور حضرت علیؓ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

(۴۷) قربانی کا گوشت مساکین کو بھی کھلائے اور اگر چاہے تو ذخیرہ بھی کرلے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ○
(الحج ۔ ۲۸)

پھر اس میں سے خود بھی کھاؤ اور بد حال محتاج کو بھی کھلاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔
(الحج ۔ ۳۶)

اس میں سے خود بھی کھایا کرو اور قانع اور سائل سب کو کھلایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا (صحیح بخاری کتاب الحج باب مایا کل من البدن ۲/۲۱۱)

کھاؤ اور توشہ کے طور پر ساتھ لے لو۔

۱۰ ذوالحجہ کا نواں کام

(۴۸) ۱۰ ذوالحجہ کا نواں کام بال منڈوانا یا کتروانا ہے۔ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد سر کے بال منڈوا دے یا کتروا دے۔ منڈوانا افضل ہے۔ پہلے سیدھی طرف کے بال منڈوائے یا کتروائے، پھر الٹی طرف کے بال منڈوائے یا کتروائے۔ ناخن بھی کترے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَّنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب ان السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق جزء اول ص ۴۲۵)

پھر آپ منیٰ میں اپنے مقام پر تشریف لائے اور قربانی کی پھر حجام سے بال مونڈنے کے لئے کہا پھر آپ نے اشارہ کیا سر کی داہنی طرف اور پھر بائیں طرف۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں:۔

حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَآئِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال جزء ۲ ص ۲۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں سے ایک گروہ نے سر منڈایا اور بعضوں نے بال کتروائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ

اے اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔

قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال جزء۲ صـ۲۱۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر جزء اول صـ۴۲۵)

لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو۔ آپ نے فرمایا یا اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو۔ آپ نے تین بار یہی فرمایا (بال منڈانے والوں کو بخش دے) پھر چوتھی بار فرمایا اور بال کتروانے والوں کو (بھی بخش دے)۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔

فَحَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ فَاَعْطَاهُ فَقَسَمَ مِنْهُ عَلٰى رِجَالٍ وَقَلَّمَ اَظْفَارَهٗ (رواہ الحاکم فی کتاب الحج باب خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سندہ صحیح المستدرک جزء اول صـ۴۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوایا بالوں کو اپنے کپڑے میں جمع کیا اور وہ بال ان کو دیدئے۔ انہوں نے وہ بال لوگوں میں تقسیم کر دئے (اس موقع پر آپ نے) اپنے ناخن بھی کترے تھے۔

۱۰ ذوالحجہ کا دسواں کام

(۴۹) بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد احرام اتار دے، جسم سے میل کچیل دور کرے، نہائے اور حسب معمول کپڑے پہنے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے:۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ۔ (الحج ۔ ۲۹)

پھر نہا دھو کر اپنا میل کچیل دور کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرنے کے بعد فرمایا تھا:۔

فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من لبد راسہ عند الاحرام وحلق جزء۲ صـ۲۱۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب ان القارن لا یتحلل الا فی وقت تحلل الحاج المفرد جزء اول صـ۵۱۹)

میں تو احرام نہیں کھول سکتا یہاں تک کہ قربانی (نہ) کرلوں۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کے بعد احرام اتار دیا۔

(۵۰) میل کچیل دور کرنے اور احرام اتارنے کے بعد خوشبو لگائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ حِيْنَ اَهَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الطیب بعد رمی الجمار جزء ۲ ص۲۲۰ وصحیح مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم جزء اول ص۴۸۷)

میں نے اپنے ان ہاتھوں سے احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی اور احرام کھولتے وقت طواف زیارت سے پہلے (بھی خوشبو لگائی)۔

۱۰ ذوالحجہ کا گیارھواں کام

(۵۱) نہانے دھونے اور خوشبو لگانے کے بعد مکہ معظمہ جائے اور کعبہ کا طواف کرے۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ پہنچکر طواف افاضہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضہ یوم النحر جزء اول ص۵۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طوافِ افاضہ کیا۔

(۵۲) طواف اسی طریقہ سے کرے جس طریقہ سے عمرہ میں کیا تھا البتہ اس طواف میں رمل نہ کرے یعنی اکڑ کر نہ چلے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طوافِ

لَمْ يَرْمُلْ مِنَ السَّبْعِ الَّذِیْ اَفَاضَ فِیْهِ (ابوداؤد کتاب الحج باب الافاضہ فی الحج جزء اول ص۲۸۱ سندہ صحیح۔ صحیح ابن خزیمہ جزء ۴ ص۳۰۵ والمستدرک جزء اول ص۴۷۵)

افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔

(نوٹ:۔ طواف کے طریقہ کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر میں عمرہ کا عنوان ملاحظہ فرمائیں)۔

(۵۳) طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَصَلّٰی خَلْفَ الْمُقَامِ رَكْعَتَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من صلی رکعتی الطواف خلف المقام جزء ۲ ص۱۹۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ آپ نے طواف کے سات پھیرے کئے اور مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھیں۔

(نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵۴) نماز کے بعد پھر حجر اسود کے پاس جائے اور اس کا بوسہ لے۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ رَجَعَ اِلَی الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱)

پھر آپ دوبارہ حجر اسود کے پاس گئے اور اس کا بوسہ لیا۔

۱۰۔ ذوالحجہ کا بارھواں کام

(۵۵) یوم النحر کا بارھواں کام صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔ طوافِ کعبہ کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

فَطَافَ الَّذِیْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ

جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف

حَلَّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَّجَعُوْا مِنْ مِّنًى (صحیح بخاری کتاب الحج باب کیف تھل الحائض، ۲/۱۷۲)

کرکے احرام کھول دیا۔ پھر منی سے لوٹنے کے بعد دوسرا طواف (یعنی طواف افاضہ) کیا۔

(نوٹ:۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا مفصل طریقہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۸ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(۵۶) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد امام کو چاہئے کہ مسجد حرام میں ظہر کی نماز پڑھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۵۱۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا اور ظہر کی صلوۃ مکہ میں ادا کی۔

۱۰ ذوالحجہ کا تیرھواں کام

(۵۷) نماز ظہر کے بعد چاہ زمزم پر جائے اور خوب سیر ہو کر آب زمزم پیئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص ۵۱۳)

آپ نے ظہر کی صلوۃ مکہ میں پڑھی پھر آپ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے۔ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب، پانی کھینچتے رہو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ ہجوم کر کے تمہیں پانی نہ پلانے دیں گے تو میں بھی تمہارا شریک ہو کر پانی کھینچتا پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ کو دیا۔ آپ نے اس میں سے پیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ اَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ (ابن ماجۃ

ہم میں اور منافقین میں یہ فرق ہے کہ وہ آب زمزم کو پیٹ بھر کر نہیں پیتے (اور ہم پیٹ

ابواب المناسك باب الشرب من زمزم۔ سنده صحیح۔ ابن ماجة مع شرح للسندی جزء ۲ ص۲۵)

بھر کر پیتے ہیں)۔

۱۰ ذوالحجہ کا چودھواں کام

(۵۸) پھر منیٰ واپس آجائے۔ امام کو چاہیئے کہ منیٰ پہنچکر پھر ظہر کی نماز پڑھائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّی الظُّھْرَ بِمِنًی (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضة یوم النحر جزء اول ص۵۴۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا پھر واپس ہوئے اور ظہر کی صلوٰۃ منیٰ میں پڑھی۔

(۵۹) اب منیٰ میں قیام کرے اور اس قیام کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا

(البقرۃ - ۲۰۰)

پھر جب تم (حج کے) ارکان پورے کرلو تو (اسی طرح) اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ شدّت سے اللہ کا ذکر کیا کرو۔

۱۱ ذوالحجہ کے مناسک

(۶۰) ۱۱ ذوالحجہ کی رات اور ۱۱ ذوالحجہ کا دن منیٰ میں گزارے اور چار رکعت نماز کے بجائے دو رکعت نماز ادا کرتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عباس رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے

لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِّنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ھل یبیت اصحاب سقایۃ اوغیرھم بمکۃ لیالی منی جزء ۲ ص۲۱۷۔ وصحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنیً لیالی التشریق جزء اول ص۴۱۹)

کی اجازت مانگی اس لئے کہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۱۱، ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا ضروری ہے ورنہ حضرت عباس رض مکہ میں رہنے کی اجازت کیوں لیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الصلوٰۃ بمنی جزء ۲ ص۱۹۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قصر الصلوٰۃ بمنی جزء اول ص۲۸۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

(۶۱) اس قیام کے دوران قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ۔ (الحج۔ ۲۸)

اور (قربانی کے) ایام معلومہ میں ان جانوروں کی قربانی کرتے وقت جو مویشی چوپایوں میں سے اللہ نے ان کو دئے ہیں اللہ کا نام لیں۔

(۶۲) ۱۱، تاریخ کا اصل کام جمروں پر کنکریاں مارنا ہے۔ زوال کے بعد تینوں جمروں پر کنکریاں مارے

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وقت استحباب الرمی جزء اول ص۴۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن چاشت کے وقت جمرہ کو کنکریاں ماریں اور بعد (کے دنوں) میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

(۶۳) پہلے جمرہ دنیا پر جائے اور اس پر سات کنکریاں مارے۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر

کہے، پھر آگے بڑھے اور ہموار زمین پر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑا رہے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگے۔

حضرت سالم کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ (اَیْ ابْنَ عُمَرَ) كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اَثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ . . . . .

ابن عمرؓ پہلے جمرے پر سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور نرم ہموار زمین میں آجاتے پھر قبلے کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے ہوئے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے . . . . . .

. . . . . .

فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب اذا رمی الجمرتین یقوم و باب الدعا عند الجمرتین جزء ۲ صـ ۲۱۸ یقوم جزء ۲ صـ ۲۱۸)

اور کہتے ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

(۶۴) پھر جمرۂ وسطیٰ پر جائے اور اس پر بھی سات کنکریاں مارے۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے، پھر بائیں طرف ہموار زمین پر جو وادی کے قریب ہے جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے طویل قیام کرے اور ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگے۔

حضرت سالم کہتے ہیں:۔

ثُمَّ يَرْمِي (اَیْ اِبْنُ عُمَرَ) الْوُسْطٰى (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ) ثُمَّ يَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُّ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ

پھر (ابن عمر) بیچ والے جمرے کو مارتے (دوسری روایت میں ہے سات کنکریاں اس پر مارتے اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے) پھر بائیں طرف چل کر نرم زمین میں آجاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے ہوئے دعاء کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے

. . . . . .

فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب اذا رمی الجمرتین یقوم و باب الدعا عند الجمرتین جزء ۲ صـ ۲۱۹)

پھر کہتے ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

منیٰ دائیں جانب، پھر اس جمرہ پر بھی سات کنکریاں مارے، ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے۔

حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاٰهُ یَرْمِی الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ فَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِهٖ وَمِنٰی عَنْ یَمِیْنِهٖ (وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ حَتّٰی اِذَا حَاذَی بِالشَّجَرَةِ اِعْتَرَضَهَا فَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰهَ غَیْرُهٗ قَامَ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من رمی جمرة العقبة فجعل البیت عن یسارہ وباب یکبر مع کل حصاة جزء۲ صـ۲۱۸)

میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ حج کیا میں نے انکو دیکھا کہ بڑے جمرے کو سات کنکریاں مارتے وقت انہوں نے کعبہ کو اپنے بائیں طرف اور منیٰ کو داہنی طرف کیا (دوسری روایت میں ہے وہ نالے کے نشیب میں گئے جب درخت کے برابر میں پہنچے تو جمرہ کو اپنے سامنے کرلیا اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا پھر کہنے لگے قسم اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یہیں کھڑے ہوئے تھے وہ جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶۷) اس جمرہ پر وقوف نہ کرے بلکہ فوراً اپنی منزل پر واپس آجائے۔

حضرت سالم کہتے ہیں:۔

یَاْتِیْ (اَیْ اِبْنُ عُمَرَ) الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَیَرْمِیْهَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ یَنْصَرِفُ وَلَا یَقِفُ عِنْدَهَا (وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ یَرْمِیْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ وَلَا یَقِفُ عِنْدَهَا) فَیَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الدعاء عند الجمرتین وباب اذا رمی الجمرتین جزء۲ صـ۲۱۹)

پھر (ابن عمر) اس جمرہ پر آتے جو عقبہ پر ہے اس پر بھی سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر تکبیر کہتے پھر وہاں سے واپس آجاتے (دعاء کے لئے) نہ ٹھہرتے (دوسری روایت میں ہے کہ پھر جمرہ عقبہ کو نالے کے نشیب میں آکر کنکریاں مارتے اور وہاں دعاء وغیرہ کے لئے نہ ٹھہرتے) پھر فرماتے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

۱۲ ذوالحجہ کے مناسک

(۶۷) ۱۲ ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گذارے، پھر دن کے وقت زوال تک وہیں قیام کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
اَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَبِیْتَ بِمَکَّۃَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِہٖ فَاَذِنَ لَہٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ھل یبیت اھل السقایۃ اوغیرھم بمکۃ لیالی منی جزء ۲ ص ۲۱۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنٰی لیالی التشریق جزء اول ص ۴۲۹)

حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت مانگی اس لئے کہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔

(۶۸) اس قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے:۔
وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔
(البقرۃ۔ ۲۰۳)

اور (اے ایمان والو، منیٰ میں قیام کرکے) چند دن اللہ کا ذکر (کثرت سے) کیا کرو۔

(۶۹) اس قیام کے دوران بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ۔
(الحج۔ ۲۸)

اور (قربانی کے) ایام معلومہ میں ان جانوروں کی قربانی کرتے وقت جو مویشی چوپایوں میں سے اللہ نے ان کو دئے ہیں اللہ کا نام لیں۔

(۷۰) ۱۲ ذوالحجہ کی رات اور ۱۲ ذوالحجہ کے دن کو بھی چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الصلوٰۃ بمنی جزء ۲ ص ۱۹۷ وصحیح مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔

کتاب الصلوٰۃ باب قصر الصلوٰۃ

بمنی جزء اول ص۲۸۰)

(۷۱) ۱۲ ذوالحجہ کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمروں پر کنکریاں مارے جس طرح ۱۱ ذوالحجہ کو ماری تھیں۔

حضرت عاصم بن عدیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاۃِ اَنْ یَرْمُوْا یَوْمًا وَیَدَعُوْا یَوْمًا (صحیح ابن خزیمۃ کتاب الحج باب الرخصۃ للرعاۃ ان یرموا یومًا سندہٗ صحیح ابن خزیمۃ جزء۴ ص۳۱۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو ایک دن کنکری مارنے اور ایک دن کنکری نہ مارنے کی اجازت دی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وقت استحباب الرمی جزء اول ص۵۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو نحر کے روز دن چڑھے کنکریاں ماریں اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

(۷۲) کنکریاں مارنے کے بعد اگر چاہے تو مکہ معظمہ واپس چلا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ (البقرۃ ۲۰۳)

پھر جو شخص جلدی کرے اور دو ہی دن میں (منیٰ سے مکہ) چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں

۱۳ ذوالحجہ کے مناسک

(۷۳) اگر ۱۲ ذوالحجہ کو مکہ معظمہ نہ جائے تو ۱۲ ذوالحجہ کا بقیہ دن، ۱۳ ذوالحجہ کی رات اور ۱۳ ذوالحجہ کا دن زوال کے وقت تک منیٰ میں گزارے۔ زوال کے بعد تینوں جمروں پر حسب سابق کنکریاں مارے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ

اور جو دیر سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ

اتّقٰی۔ (البقرۃ۔ ۲۰۳)

نہیں (اور منیٰ میں زیادہ ٹھہرنا صرف) اس شخص کے لئے (مستحسن) ہے جو (ریاء کاری سے بچے اور) تقویٰ اختیار کرے (اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے)۔

(۷۴) اس قیام کے دوران بھی چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھنا رہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الصلوٰۃ بمنیً جزء ۲ ص ۱۹۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قصر الصلوٰۃ بمنی جزء اول ص ۲۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔ (البقرۃ۔ ۲۰۳)

اور (اے ایمان والو، منیٰ میں قیام کرکے) چند دن اللہ کا ذکر (کثرت سے) کیا کرو۔

(۷۵) کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ سے واپس مکہ معظمہ چلا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی (البقرۃ۔ ۲۰۳)

اور جو دیر سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (اور منیٰ میں زیادہ ٹھہرنا صرف) اس شخص کے لئے (مستحسن) ہے جو (ریا کاری سے بچے اور) تقویٰ اختیار کرے (اور اللہ سے ڈرتا رہے)۔

(۷۶) پھر ابطح کے مقام پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے:۔

حضرت عبدالعزیز کہتے ہیں:۔

سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ اَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ عَقَلْتَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْنَ صَلَّی الظُّھْرَ یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ قَالَ بِمِنًی قُلْتُ فَاَیْنَ صَلَّی الْعَصْرَ یَوْمَ النَّفْرِ قَالَ

میں نے انس بن مالک سے پوچھا مجھے ایسی بات بتاؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ کر یاد رکھی ہو۔ آپ نے آٹھویں تاریخ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ انس نے کہا

بِالْاَبْطَحِ۔
(صحیح بخاری کتاب الحج باب من صلی العصر یوم النفر بالابطح جزء ۲ صـ۲۲۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب طواف الافاضۃ یوم النحر جزء اوّل صـ۵۴۸)

منیٰ میں عبدالعزیز نے پوچھا: کوچ کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انس نے کہا: ابطح میں۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔
صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَ رَقَدَ رَقْدَۃً بِالْمُحَصَّبِ۔
(صحیح بخاری کتاب الحج باب من صلی العصر یوم النفر بالابطح جزء ۲ صـ۲۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں (کوچ کے دن) محصب میں پڑھیں اور تھوڑی دیر وہاں سوئے بھی۔

واپسی

(۷۷) جب مکہ معظمہ سے اپنے گھر روانہ ہو تو کعبہ جا کر طواف وداع کرے لیکن اس طواف میں رمل نہ کرے (یعنی کندھا کھول کر اکڑ کر نہ چلے)۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔
رَقَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَقْدَۃً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَکِبَ اِلَی الْبَیْتِ فَطَافَ بِہٖ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من صلی العصر یوم النفر بالابطح ۲/۲۲۱)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطح میں کچھ دیر سوئے۔ اس کے بعد آپ سوار ہو کر خانہ کعبہ کی طرف گئے اور اس کا طواف کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

اُمِرَالنَّاسُ اَنْ یَّکُوْنَ اٰخِرُ عَھْدِھِمْ بِالْبَیْتِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب طواف الوداع جزء ص۲۲۰ وصحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب طواف الوداع جزء اول ص۵۵۵)

لوگوں کو یہ حکم تھا کہ آخر وقت ان کا بیت اللہ پر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ یَخُبُّ ثَلَاثَۃَ اَطْوَافٍ وَّیَمْشِیْ اَرْبَعَۃً۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من طاف بالبیت جزء۲ ص۱۸۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے تو اول کے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیروں میں معمولی چال سے (یعنی صرف عمرہ کے طواف میں رمل کرتے دوسرے طوافوں میں رمل نہیں کرتے تھے)۔

(۷۸) جب واپسی کا سفر شروع کرے تو سواری پر بیٹھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ

وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ
وَالْاَهْلِ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا
حَامِدُوْنَ

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے، بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوے کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تو پسند کرے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے، اے اللہ تو سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور ہمارے اہل (وعیال) میں (ہمارا) خلیفہ ہے، اے اللہ میں سفر کی تکلیف سے، برے منظر سے اور مال و اہل (وعیال) میں برے وقت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار ہوتے کہیں سفر میں جانے کے لئے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوی کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تو پسند کرے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے، اے اللہ تو سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور ہمارے اہل (وعیال) میں

(صحیح مسلم کتاب الحج باب مایقول اذا رکب الی سفر الحج جزء اول ص۴۳۱)

(ہمارا) خلیفہ ہے، اے اللہ میں سفر کی تکلیف سے، بُرے منظر سے اور مال اور اہل (وعیال) میں بُرے وقت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور جب آپ لوٹ کر آتے تب بھی (یہی دعاء پڑھتے) لیکن اس میں اتنا اضافہ کرتے یعنی ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

(۷۹) مکہ معظمہ سے جب نکلے تو ثنیۃ السفلی سے نکلے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

(صحیح بخاری کتاب الحج باب من این یدخل مکۃ جزء۲ ص۱۷۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب دخول مکۃ من الثنیۃ العلیا والخروج من الثنیۃ السفلی جزء اول ص۴۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بلند گھاٹی کی طرف سے داخل ہوتے اور نیچے کی گھاٹی کی طرف سے نکلتے۔

(۸۰) راستہ میں جب کوئی ٹیلہ وغیرہ آئے تو اس کی بلندی پر چڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر یہ کلمات پڑھے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ترجمہ کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں (اور) اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا اراد سفرا اور جع جزء ۸ صـ۱۰۲ وصحیح مسلم کتاب الحج باب مایقول اذا قفل من سفر الحج وغیرہ جزء ۱/۵۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرہ کر کے لوٹتے تو ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین بار اللہ اکبر کہتے پھر اس طرح کہتے یعنی کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں (اور) اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دی۔

(نوٹ:۔ سَاجِدُوْنَ صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

(۸۱) جب اپنے شہر میں پہنچے تو پہلے مسجد جا کر دو۲ رکعت نماز ادا کرے۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ صـ۵ وصحیح مسلم کتاب التوحید باب حدیث توبہ کعب ابن مالک ۲/۵۰۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو۲ رکعت نماز ادا کرتے۔

متفرّق مسائل

(۱) احرام اور اس کے مسائل کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۹۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) طوافِ کعبہ، طوافِ صفا و مروہ اور میقات کے متعلق پوری معلومات سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر میں زیرِ عنوان "عمرہ" ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ اہل مکہ اور حج

اہل مکہ کا میقات مکہ ہی ہے۔ اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھیں اور حج افراد کریں۔ حج تمتع نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ، فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ، ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(البقرۃ - ۱۹۶)

اور (اے ایمان والو) حج اور عمرہ کو (خالص) اللہ کے لئے پوری طرح ادا کرو، ہاں اگر راستہ میں روک لئے جاؤ تو پھر جو قربانی میسّر ہو اُسے (اُسی جگہ) ذبح کر دو (جہاں تم روکے گئے ہو) اور (حج یا عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح نہ ہو جائے) البتہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا تم میں سے کسی کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (وہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے سر منڈا سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں) اسے چاہئے کہ بطورِ فدیہ کچھ روزے رکھے، یا صدقہ دے یا قربانی کرے، (قربانی کا حکم صرف اسی صورت میں نہیں کہ تم کو دشمن روک دے اور حج یا عمرہ نہ کرنے دے بلکہ اس صورت میں بھی ہے کہ) جب تم بالکل امن میں ہو اور تم میں سے کوئی شخص عمرہ کر کے حج

(کا حج احرام باندھنے) تک (کی درمیانی مدت میں احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی کا) فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ بھی (ایام حج میں) جو قربانی میسر ہو کرے اور اگر کسی کو قربانی کا جانور نہ مل سکے تو (اس کے بدلے) تین روزے ایام حج میں رکھ لے اور سات روزے جب تم واپس لوٹو (تو گھر پہنچ کر) رکھ لے، یہ پورے دس (روزے) ہوئے (جو قربانی نہ کرنے کے فدیہ میں رکھے جائیں) یہ حکم (یعنی عمرہ کر کے حج تک کی درمیانی مدت سے فائدہ اٹھانا) اس کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام (کے قریب یعنی مکہ معظمہ) میں نہ رہتے ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو (ان احکامات میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو ورنہ اچھی طرح) جان لو کہ (کوتاہی کی صورت میں) اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۴۔ حج افراد اور حج قران کا احرام

حج افراد اور حج قران کا احرام مقررہ مہینے یعنی یکم شوال سے ۱۰ ذوالحجہ کی درمیانی مدت ہی میں باندھا جا سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں باندھا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ — حج (کا احرام باندھنے) کے چند مقررہ مہینے ہیں۔

(البقرۃ - ۱۹۷)

مندرجہ بالا مدت میں ۱۰ ذوالحجہ کی رات شامل ہے۔ دن شامل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ (رواہ الترمذی فی — جس نے وقوف عرفات کو طلوع فجر سے پہلے پالیا اس نے حج کو پالیا۔

ابواب التفسیر باب سورۃ البقرۃ و
سندہ۔ صحیح جلد اول ص۳۳۳)

حج قران اور قربانی

حج قران کرنے والے قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائیں، میقات پر اس کی گردن میں اون کا پٹہ ڈال دیں پھر اس کی گردن میں دو جوتیاں لٹکا دیں (تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ قربانی کا جانور ہے) اور اشعار کریں یعنی کوہان والے جانور کے کوہان کی داہنی جانب سے کچھ خون نکال دیں پھر خون کو پونچھ ڈالیں۔

حضرت مسور اور مروان فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فِیْ بِضْعَ عَشْرَۃَ مِائَۃً مِّنْ اَصْحَابِہٖ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِذِی الْحُلَیْفَۃِ قَلَّدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْھَدْیَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَۃِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من اشعر جزء ۲ ص۲۰۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزار سے زیادہ اصحاب کے ساتھ مدینہ سے (عمرے کے لئے) نکلے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کے گلے میں پٹا ڈالا اور اس کے کوہان کے داہنی جانب سے کچھ خون نکالا اور عمرے کا احرام باندھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:۔

فَتَلْتُ قَلَآئِدَھَا مِنْ عِھْنٍ کَانَ عِنْدِیْ (صحیح بخاری کتاب الحج باب القلائد من العھن جزء ۲ ص۲۰۸) و صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب بعث الھدی الحرم جزء اول ص۵۵۲)

میرے پاس جو اون تھی میں نے اس اون سے قربانی کے جانوروں کے لئے پٹے بنائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں:۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِہٖ فَاَشْعَرَھَا فِیْ صَفْحَۃِ سَنَامِھَا الْاَیْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَھَا نَعْلَیْنِ ثُمَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی کو منگوایا اور اس کے داہنے کوہان کی کھال سے خون نکالا اور خون کو پونچھ دیا پھر آپ نے اس کے گلے

رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَآءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ (صحیح مسلم کتاب الحج باب تقلید الھدی جزء اول ص۵۲۵)

یں دو جوتیاں لٹکا دیں پھر آپ سواری پر سوار ہو گئے اور جب وہ بیداء کے مقام پر آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے حج کی لبیک کہی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّدَ نَعْلَيْنِ وَاَشْعَرَ الْهَدْیَ فِی الشِّقِّ الْاَيْمَنِ بِذِی الْحُلَيْفَةِ وَاَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فی اشعار البدن جزء اول ص۲۸۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں قربانی کی اونٹنیوں کے گلوں میں دو جوتیوں کا پٹا ڈالا پھر اونٹنیوں کے کوہان کے داہنی طرف سے خون نکالا اور خون کو پونچھ دیا۔

طواف افاضہ میں تاخیر

اگر یوم النحر کی شام ہو جائے اور طواف افاضہ کے لئے نہ جا سکے تو پھر اسی طرح محرم ہو جائیگا جس طرح رمی سے پہلے تھا۔ احرام بھی پہننا ہوگا پھر احرام کی تمام پابندیاں طواف افاضہ تک باقی رہیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِذَا اَنْتُمْ اَمْسَيْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَطُوْفُوْا بِهٰذَا الْبَيْتِ عُدْتُمْ حُرُمًا كَهَيْئَتِكُمْ قَبْلَ اَنْ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطُوْفُوْا بِهٖ (مسند احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص۲۰۲ وسندہ صحیح۔ مناسک الحج والعمرۃ للالبانی ص۳۳)

اگر بیت (اللہ) کا طواف کرنے سے پہلے تم کو (۱۰/ ذوالحجہ کی) شام ہو جائے تو تم پھر محرم ہو جاؤ گے جس طرح کنکریاں مارنے سے پہلے (محرم تھے) اور احرام کی تمام پابندیاں بدستور باقی رہیں گی جب تک تم بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔

(نوٹ:۔ احرام کی پابندیاں سورۂ مائدہ کی آیت ۹۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عورت، اذیتِ ماہانہ اور طوافِ افاضہ

جب عورت اذیت ماہانہ کی وجہ سے طواف افاضہ نہ کر سکے تو جب غسل کر کے پاک ہو جائے

اس وقت طواف کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا:۔

اِفْعَلِیْ کَمَا یَفْعَلُ الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ (صحیح بخاری کتاب الحج باب تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف جزء ۲ صـ۱۹۵)

جس طرح (تمام) کام حاجی کرتے ہیں تم بھی (سب کام) کرو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔

عورت۔ اذیت ماہانہ اور طواف وداع

اگر عورت اذیت ماہانہ کی وجہ سے طواف وداع نہ کر سکے تو وہ بغیر طواف وداع کئے اپنے گھر واپس جا سکتی ہے۔ لیکن بغیر طواف افاضہ کئے واپس نہیں جا سکتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ حُیَیٍّ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِیَ قَالُوْا اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذًا (صحیح بخاری کتاب الحج باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت جزء ۲ صـ۲۲ و صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب طواف الوداع جزء اول صـ۵۵۵ واللفظ للبخاری)۔

حضرت صفیہؓ کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں اذیت ماہانہ شروع ہو گئی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ہم کو روکیں گی؟ لوگوں نے کہا وہ طواف زیارت کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر (ہمیں ان کی وجہ سے رکنا ضروری) نہیں (یعنی وہ بھی ہمارے ساتھ واپس جا سکتی ہیں)۔

عورت اور سفرِ حج

عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ (صحیح بخاری کتاب الحج باب حج النساء جزء ۳ صـ۲۱)

عورت اپنے محرم رشتہ دار کے ساتھ ہی سفر کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ
(دارقطنی کتاب الحج جزء ۲ صـ ۲۵۷ ،
سندہٗ صحیح ۔ نیل الاوطار جزء ۴ صـ ۲۴۷)

کوئی عورت ہرگز حج نہ کرے مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو۔

حج قِران اور سعی

حج قِران کرنے والا صفا اور مروہ کی سعی دوبارہ نہ کرے۔ عمرہ کی سعی حج کے لئے کافی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا (صحیح بخاری کتاب الحج باب طواف القارن ۲/۱۹۲)

جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے (صفا و مروہ کا) ایک ہی (مرتبہ) طواف کیا۔

کعبہ تک نہ پہنچنے کا اندیشہ

اگر راستہ میں کسی خطرہ یا بیماری کی وجہ سے رُک جانے اور مکہ معظمہ تک نہ پہنچنے کا اندیشہ ہو تو تلبیہ کی ابتدا مندرجہ ذیل الفاظ سے کرے :۔

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحَلِّيْ مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ

ترجمہ | میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میرے احرام اتارنے کی جگہ وہ ہے جہاں تو مجھے روک دے۔

ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ اَفَاَشْتَرِطُ

ضباعہ بنت زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، میں حج کرنا چاہتی ہوں، کیا میں

قَالَ نَعَمْ قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ قُوْلِيْ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحَلِّيْ مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فی الاشتراط فی الحج جزء اول ص۲۸۹)

شرط کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے پوچھا: کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: اس طرح کہو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحَلِّيْ مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب النحر قبل الحلق فی الحصر جزء ۳ ص۱۱ و۱۲)

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے کی نیت سے نکلے۔ قریش کے کافروں نے ہم کو بیت اللہ جانے سے روک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ پر قربانی کی اور پھر سر منڈوا دیا۔

آب زمزم

آب زمزم کو جس مقصد کے لئے چاہے پیئے (خواہ بیماری سے شفا پانے کے لئے، خواہ بھوک دور کرنے کے لئے، وغیرہ وغیرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ (دار قطنی کتاب الحج جزء ۲ ص۲۸۶۔ سندہ صحیح مناسك الحج والعمرة للالبانی ص۲۳)

آبِ زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے اس مقصد کے لئے (فائدہ دیتا) ہے۔

قیام منیٰ اور کنکریاں مارنا

ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے البتہ جو شخص بارہ تاریخ کو کنکریاں مارنے کے بعد چلا جائے اُسے تیرھویں تاریخ کی رات منیٰ میں گزارنا ضروری نہیں۔ آب زمزم پلانے والے ان راتوں میں مکہ معظمہ میں رہ سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَبِیْتَ بِمَکَّۃَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِہٖ فَاَذِنَ لَہٗ (صحیح بخاری کتاب الحج باب ھل یبیت اھل السقایۃ او غیرھم بمکۃ لیالی منی جزء ۲ ص۲۱۷ و صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنی لیالی التشریق جزء اول ص۴۲۹)

حضرت عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت مانگی اس لئے کہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔

اونٹوں کے چرواہے اور کنکریاں مارنا

اونٹوں کے چرواہوں کو اجازت ہے کہ وہ ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں نہ گذاریں ایسی صورت میں انہیں اجازت ہے کہ دس ذوالحجہ کو کنکریاں ماریں پھر گیارہ یا بارہ ذوالحجہ کو دو دن کی کنکریاں اکٹھی ماریں۔

حضرت عاصم بن عدی فرماتے ہیں:۔

رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلرُّعَاءِ اَلْاِبِلِ فِی الْبَیْتُوْتَۃِ اَنْ یَّرْمُوْا یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ یَجْمَعُوْا رَمْیَ یَوْمَیْنِ بَعْدَ یَوْمِ النَّحْرِ فَیَرْمُوْنَہٗ فِیْ اَحَدِھِمَا (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فی الرخصۃ للرعاء ان یرموا ویدعوا یوما جزء اول ص۲۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کو چرانے والوں کو اجازت دی کہ اگر وہ رات کو منیٰ میں نہ رہنا چاہیں تو نہ رہیں۔ نحر کے دن کنکریاں ماریں اور یوم النحر کے بعد باقی دو دن کی کنکریاں ان دونوں دنوں میں سے کسی ایک دن اکٹھی ماریں۔

۱۰ ذوالحجہ۔ مناسک میں تقدیم و تاخیر

اگر ۱۰ ذوالحجہ کے ارکان حج میں سے نادانستہ کوئی عمل آگے پیچھے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ لَّمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الفتیا علی الدابۃ عند الجمرۃ جزء ۲ صـ۲۱۵ وصحیح مسلم کتاب الحج باب من حلق قبل النحر جزء اول صـ۴۲۶)

ایک شخص نے کہا مجھے معلوم نہیں تھا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا اب قربانی کر لو کوئی حرج نہیں۔ دوسرا آیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لو کوئی حرج نہیں پھر اس دن تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں جو چیز بھی آپ سے پوچھی گئی آپ نے یہی جواب دیا: اب کر لو، کوئی حرج نہیں۔

عورتیں ۱۰ ذوالحجہ کو کنکریاں مارنا

عورتیں اور بچے رات ہی کو مزدلفہ کا وقوف کر کے رات ہی کو جمرۂ عقبہ جا سکتے ہیں۔ عورتیں رات ہی کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار سکتی ہیں۔

حضرت سالم رح کہتے ہیں:۔

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اَرْخَصَ فِيْ اُولٰٓئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من قدم ضعفۃ اھلہ بلیل جزء ۲ صـ۲۰۲ وصحیح مسلم

عبداللہ بن عمر اپنے گھر والوں میں کمزور لوگوں کو (عورتوں اور بچوں کو) پہلے ہی سے روانہ کر دیتے۔ وہ رات ہی کو مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہرتے پھر جب تک ان کا دل چاہتا اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے پھر امام کے لوٹنے اور ٹھہرنے سے پہلے لوٹ جاتے تو ان میں سے بعض تو منیٰ میں صبح کی نماز کے وقت پہنچ جاتے اور بعض اس کے بعد تو وہ جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور عبداللہ بن عمر رض کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے یہ اجازت دی ہے۔

کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع الضعفة
جزء اوّل صـ۵۴۲)۔

عبداللہ کہتے ہیں :۔

رَمَىٰ (اَسْمَاءُ) الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من قدم ضعفة اهل بليل جزء ۲ صـ۲۰۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع الضعفة ۱/۵۴۱)

اسماءؓ نے کنکریاں ماریں اور لوٹ کر صبح کی نماز اپنی منزل میں پڑھی۔ میں نے ان سے کہا ہم سمجھتے ہیں ہم نے تاریکی میں وقت سے پہلے کنکریاں ماریں۔ انہوں نے کہا بیٹا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

لڑکے سورج نکلنے کے بعد جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

أُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ (صحیح ابن ماجۃ ۲/۱۷۶)

اے بیٹو، جمرہ پر کنکریاں نہ مارنا جب تک سورج نہ نکلے۔

قربانی کا جانور اور سواری

قربانی کے جانور پر ضرورتاً سوار ہونا جائز ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا (صحیح بخاری کتاب الحج باب تقليد النعل جزء ۲ صـ۲۰۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز ركوب البدنة المهداة جزء اول صـ۵۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے اونٹ کو ہنکاتا ہوا لے جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا : سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا اونٹ ہے آپ نے پھر فرمایا : سوار ہو جا۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا اونٹ پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور جوتی اونٹ کے گلے میں لٹکی ہوئی تھی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قربانی کے جانور پر اس طرح سوار ہو کہ اسے تکلیف نہ ہو اور اس وقت سوار ہو جب تمہیں سخت ضرورت ہو اور

رکوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (جزء اوّل ص۵۵۴)

اس وقت تک سوار رہو جب تک تمہیں (دوسری) سواری (نہ) ملے۔

قربانی کے جانور کا چل نہ سکنا

قربانی کا جانور اگر راستہ میں تھک جائے اور چل نہ سکے تو اسے راستہ ہی میں ذبح کر دے پھر اس جانور کی جوتی جو اس کے گلے میں لٹکی ہوئی ہو اس کے تلے کو اس جانور کے خون سے تر کر کے اس کے جسم پر لگائے (تاکہ گذرنے والے اُسے قربانی سمجھ کر کھالیں) البتہ قربانی کرنے والا اور اس کے ساتھ والے اس قربانی کا گوشت نہ کھائیں۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ ذُوَيْبًا اَبَا قَبِيْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهٗ بِالْبُدُنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيْتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهٖ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب مایفعل بالھدی اذا عطب ۱/۵۵۲)

ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کئے اور فرمایا اگر ان میں سے کوئی تھک جائے اور اس کے مرجانے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کر دینا اور اس کی جوتیاں خون میں ڈبو کر اس کے کوہان پر چھاپ لگا دینا اور تم نہ کھانا اور نہ تمہارا کوئی ساتھی کھائے۔

حج تمتع۔ قربانی کے جانور کا نہ ملنا

اگر جانور نہ ملے تو حج تمتع کرنے والا دس روزے رکھے۔ تین روزے ایام حج میں یعنی ۱۱، ۱۲، اور ۱۳، ذوالحجہ کو اور باقی سات روزے گھر پہنچ کر رکھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

اور تم میں سے جو شخص عمرہ کر کے حج (کا احرام باندھنے) تک (کی درمیانی مدت میں

أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ۔
(البقرۃ - ۱۹۶)

احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی کا) فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ بھی (ایام حج میں) جو قربانی میسر ہو کرے اور اگر کسی کو قربانی کا جانور نہ مل سکے تو (اس کے بدلے) تین روزے ایام حج میں رکھ لے اور سات روزے جب تم واپس لوٹو (تو گھر پہنچ کر) رکھ لے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صیام ایام التشریق جزء ۳ صـ۵۶)۔

ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس کے لئے جس کو قربانی کا جانور نہ ملے۔

قربانی کا جانور مکہ معظمہ بھیجنا

قربانی کے لئے جانور مکہ معظمہ بھیج سکتے ہیں۔ ایسے جانور کے گلے میں گھر ہی میں پٹہ ڈال دے اور گھر ہی میں اس کے کوہان میں سے خون نکال کر یونچھ ڈالے۔ جانور بھیجنے والے پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَفِي رِوَايَةٍ أَوْ قَلَّدْتُهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من اشعر وقلد وباب اشعار البدن جزء ۲ صـ۲۰۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب بعث الهدی الی الحرم جزء اوّل صـ۵۵۲)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے پٹے اپنے ہاتھ سے بٹے پھر آپ نے یا میں نے (وہ پٹے) اونٹوں کے گلے میں ڈالے پھر آپ نے ان کے کوہان کے دائیں جانب سے خون نکالا پھر ان کو مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جو چیزیں آپ پر حلال تھیں (قربانی کے جانور مکہ معظمہ بھیجنے کے بعد) ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہیں ہوئی۔

قربانی کرنے سے پہلے سر منڈانا

اگر حج یا عمرہ کرنے والا قربانی کرنے سے پہلے سر منڈانے پر مجبور ہو جائے تو سر منڈوا کر کفارہ ادا کرے یعنی تین روزے رکھے یا تین صاع غلہ چھ مساکین میں برابر برابر تقسیم کرے یا ایک بکری کی قربانی کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔

(البقرۃ - ۱۹۶)

اور (اے ایمان والو) حج اور عمرہ کو (خالص) اللہ کے لئے پوری طرح ادا کرو، ہاں اگر راستہ میں روک لئے جاؤ تو پھر جو قربانی میسر ہو (اسی جگہ) کر دو (جہاں تم روکے گئے ہو) اور (حج یا عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح نہ ہو جائے) البتہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا تم میں سے کسی کے سر میں تکلیف ہو تو (قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے سر منڈا سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں) اُسے چاہئے کہ بطور فدیہ کچھ روزے رکھے، یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ) اَوْ يُهْدِيَ شَاةً اَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الاطعام فی الفدیۃ نصف صاع وباب نسک شاۃ جزء ۳ ص ۱۳) وصحیح مسلم

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں ایک فرق طعام چھ مسکینوں میں تقسیم کر دوں، ہر مسکین کو نصف صاع دوں یا ایک بکری کی قربانی کروں یا تین روزے رکھوں۔

کتاب الحج باب جواز حلق الرأس
للمحرم جزء اول ص۲۹۶ واللفظ للبخاری)

حج بدل

جو شخص خود حج کرنے کے قابل نہ ہو وہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے اور عمرہ بھی کرا سکتا ہے۔

حج بدل صرف وہی کر سکتا ہے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔

ایک عورت نے کہا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِىَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِىْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلة جزء ۳ ص۲۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب الحج عن العاجز جزء اول ص۵۶۱)

اے اللہ کے رسول، اللہ نے جو حج اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اس نے میرے باپ کو ایسے وقت پایا کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے، اونٹنی پر بیٹھ نہیں سکتا، میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے ادا ہو جائیگا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

حضرت ابو رزین نے کہا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فی الحج عن شیخ الکبیر جزء اول ص۲۸۶)

یارسول اللہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے، حج کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ عمرہ کی اور نہ سواری کی۔ آپ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج بھی کر اور عمرہ بھی کر۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ قَالَ مَنْ شُبْرُمَةَ قَالَ اَخٌ لِّىْ اَوْ قَرِيْبٌ لِّىْ قَالَ حَجَجْتَ عَنْ نَّفْسِكَ قَالَ لَا قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ کہتے سنا۔ آپ نے پوچھا شبرمہ کون ہے اس نے کہا میرا بھائی ہے یا عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے اپنی طرف سے حج ادا کیا ہے

حُجَّ عَنْ نَّفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ۔ (ابوداؤد کتاب الحج باب الرجل حج عن غیرہ جزء اول ص۲۵۱) سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۴ ص۲۴۸)

اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے اپنا حج ادا کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج ادا کرو۔

حج نذر

اگر کسی نے حج کرنے کی نذر مانی ہو اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کی اولاد وہ نذر پوری کرے۔

ایک عورت نے کہا:۔

(یَارَسُوْلَ اللّٰہِ) اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحج والنذور عن المیت جزء ۳ ص۲۳)

(اے اللہ کے رسول) میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج کرو۔

حج اور میّت

میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے۔

ایک عورت نے کہا:۔

(یَارَسُوْلَ اللّٰہِ) اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَةٍ وَّاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَیْكِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَیْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّیْ عَنْهَا (صحیح مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت جزء اول ص۳۶۴)

(اے اللہ کے رسول) میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا ثواب واجب ہو گیا اور میراث نے وہ لونڈی تم کو لوٹا دی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے عرض

کیا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا۔ آپ نے
فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرو۔

حج اور بچہ

بچہ کو بھی حج کرا سکتے ہیں، ثواب حج کرانے والے کو ملے گا، عاقل ہونے کے بعد اس بچہ کو پھر حج کرنا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں:۔
لَقِیَ الرَّکْبُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُکْبًا بِالرَّوْحَآءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَرَفَعَتْ اِلَیْہِ امْرَاَۃٌ صَبِیًّا لَہَا فَقَالَتْ اَلِہٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ اَجْرٌ (صحیح مسلم کتاب الحج باب صحۃ حج الصبی جزء اول ص۴۱۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روحا مقام پر کچھ اونٹ سوار ملے آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا مسلمین، پھر ان لوگوں نے آپ سے پوچھا، آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کیا: کیا اس کا حج ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس کا ثواب تم کو ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
فَاِذَا عَقَلَ فَعَلَیْہِ حَجَّۃٌ اُخْرٰی (رواہ الحاکم۔ سندہ صحیح۔ المستدرک ۱/۴۸۱)

جب (بچہ) عاقل (بالغ) ہو جائے تو اس کو (فرض ادا کرنے کے لئے) دوسرا حج کرنا ہوگا۔

حج اور عمرہ ایک دوسرے کے بعد

اگر کسی وجہ سے حج سے پہلے عمرہ نہ کر سکے تو حج کے بعد کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الحج باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ جزء اول ص۲۵۲)

حج اور عمرہ ایک دوسرے کے پیچھے کیا کرو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یُّرْدِفَ عَائِشَۃَ وَیُعْمِرَھَا مِنَ التَّنْعِیْمِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب عمرۃ التنعیم جزء ۳ ص۴)

ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عائشہ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لے جاؤ اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرا کر لے آؤ۔

حج اور اذیّت ماہانہ

جو عورت اذیت ماہانہ میں ہو وہ عمرہ نہ کرے، اسے چاہئے کہ سر کھول دے، کنگھی کرے، پھر نہائے اور حج کا احرام باندھ لے۔ مناسک حج میں سے سوائے طواف کے تمام مناسک ادا کرے، جب اذیت ماہانہ سے پاک ہو جائے اور غسل کر لے تو طواف کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَاَھْلَلْنَا بِعُمْرَۃٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیُھِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَۃِ ثُمَّ لَا یَحِلُّ حَتّٰی یَحِلَّ مِنْھُمَا جَمِیْعًا فَقَدِمْتُ مَکَّۃَ وَاَنَا حَائِضٌ وَّلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَشَکَوْتُ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِیْ رَاْسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَاَھِلِّیْ بِالْحَجِّ وَدَعِی الْعُمْرَۃَ فَفَعَلْتُ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب کیف تھل الحائض والنفساء جزء ۲ ص۱۷۲ وصحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول ص۴۰۱)۔

ہم حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے مکہ) روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں کے ساتھ قربانی ہے وہ حج کے ساتھ عمرہ کا بھی احرام باندھیں اور اس وقت تک احرام نہ کھولیں جب تک دونوں سے فراغت نہ ہو جائے۔ میں جب مکہ پہنچی تو حائضہ ہو گئی۔ میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا و مروہ کا۔ میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا سر کھول ڈالو کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرے کو رہنے دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

اَقْبَلْنَا مُھِلِّیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی

ہم احرام باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَاَقْبَلَتْ
عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بِعُمْرَۃٍ حَتّٰی اِذَا
کُنَّا بِسَرِفَ عَرَکَتْ عَائِشَۃُ حَتّٰی اِذَا
قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْکَعْبَۃِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ
فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنْ یَّحِلَّ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَہٗ
ھَدْیٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلٌّ مَاذَا قَالَ
الْحِلُّ کُلُّہٗ فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَیَّبْنَا بِالطِّیْبِ
وَلَبِسْنَا ثِیَابَنَا وَلَیْسَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَۃَ
اِلَّا اَرْبَعُ لَیَالٍ ثُمَّ اَھْلَلْنَا یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ
ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَلٰی عَائِشَۃَ فَوَجَدَھَا تَبْکِیْ فَقَالَ مَا
شَاْنُکِ قَالَتْ شَاْنِیْ اَنِّیْ قَدْ حِضْتُ
وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ اَحْلِلْ وَلَمْ اَطُفْ
بِالْبَیْتِ وَالنَّاسُ یَذْھَبُوْنَ اِلَی الْحَجِّ
الْاٰنَ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا اَمْرٌ کَتَبَہُ اللّٰہُ
عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاغْتَسِلِیْ ثُمَّ اَھِلِّیْ
بِالْحَجِّ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ
حَتّٰی اِذَا طَھُرَتْ طَافَتْ بِالْکَعْبَۃِ
وَالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ قَالَ قَدْ حَلَلْتِ
مِنْ حَجِّکِ وَعُمْرَتِکِ جَمِیْعًا قَالَتْ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ اَنِّیْ لَمْ اَطُفْ
بِالْبَیْتِ حَتّٰی حَجَجْتُ قَالَ فَاذْھَبْ
بِھَا یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمِرْھَا مِنَ
التَّنْعِیْمِ وَذٰلِکَ لَیْلَۃَ الْحَصْبَۃِ (صحیح
مسلم کتاب الحج بیان وجوہ الاحرام
جزء اول صفحہ)

علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کے لئے نکلے اور
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمرہ
کے احرام کے ساتھ شریک تھیں۔ جب سرف
میں پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حائضہ ہو گئیں پھر جب ہم مکہ میں آئے اور کعبہ
کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا تو ہمیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جس کے ساتھ قربانی
نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے۔ ہم نے کہا کیا کیا
چیزیں حلال ہوئیں؟ آپ نے فرمایا تمام چیزیں
حلال ہو گئیں پھر ہم نے احرام کھول دیا۔ ہم نے
(اپنی) عورتوں سے صحبت کی، خوشبو لگائی اور (معمول
کے مطابق) کپڑے پہنے۔ ہمارے اور عرفہ کے درمیان
صرف چار راتیں باقی تھیں پھر ہم نے ترویہ کے
دن یعنی ۸ ذوالحجہ کو (حج کا) احرام باندھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان کو
روتے ہوئے پایا۔ آپ نے پوچھا: تمہارا
کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں حائضہ
ہو گئی ہوں۔ لوگ احرام کھول چکے ہیں
اور میں نے نہیں کھولا اور نہ طواف کیا۔ لوگ تو
اب حج کو جا رہے ہیں (اور میں عمرہ ہی پورا نہیں کر
سکی) آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے آدم کی سب بیٹیوں پر لکھ دی ہے
لہٰذا اب تم غسل کرو اور حج کا احرام باندھ لو۔ انہوں
نے ایسا ہی کیا انہوں نے وقوف کی جگہوں میں وقوف
تو کیا (لیکن طواف نہ کر سکیں) پھر جب وہ پاک
ہو گئیں تو انہوں نے طواف بھی کر لیا اور صفا مروہ
کی سعی بھی کی آپ نے فرمایا اب تم حج اور عمرہ

دونوں سے حلال ہو گئیں (یعنی حج اور عمرے کی پابندیاں ختم ہو گئیں) انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہیں ہوئی تو آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن ان کو تنعیم لے جا کر عمرہ کرا لاؤ اور یہ عمرہ اس شب کو ہوا جب ہم محصب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَّلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ) (صحیح بخاری کتاب الحج باب تقضی الحائض مناسك كلها الا الطواف جزء ۲ صـ۱۹۵ و صحیح مسلم کتاب الحج بیان وجوہ الاحرام جزء اول صـ۵۰۳)

بیں جس وقت مکہ میں پہنچی اس وقت حیض میں تھی۔ میں نے (دورانِ عمرہ) بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف نہیں کیا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا جو کام حاجی کرتے ہیں تم بھی (وہ سب کام) کرو، صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔

اگر کسی عورت نے اذیت ماہانہ کی وجہ سے عمرہ نہ کیا ہو تو وہ حج کے بعد تنعیم جائے وہاں احرام باندھے اور عمرہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب کیف تهل الحائض جزء ۲ صـ۱۷۲ و صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول صـ۵۰۱)

جب ہم حج پورا کر چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا۔ میں نے (وہاں سے) عمرہ کیا۔

حج اور نفاس

اگر عورت حالت نفاس میں ہو تو نہائے، پھر لنگوٹ باندھ کر حج کا احرام باندھ لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

نَفِسَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ يَاْمُرُهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ جَابِرٍ اِغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِيْ) (صحیح مسلم کتاب الحج باب احرام النفساء جزء اول ص۴۱۰ وباب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۴۱۴)

اسماء بنت عمیس کو درخت کے مقام پر محمد بن ابی بکر کے پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حکم دیا کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور احرام باندھ لیں حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ غسل کرو اور لنگوٹ باندھ لو اور احرام باندھ لو۔

قیام عرفات میں بالوں کا پراگندہ اور غبار آلود ہونا

عرفات کے میدان میں بالوں کا پراگندہ اور غبار آلود ہونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُبَاهِيْ الْمَلٰٓئِكَةَ بِاَهْلِ عَرَفَاتٍ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ اَتَوْنِيْ شُعْثًا غُبْرًا (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۱ ص۱۰)

اللہ عزوجل اہل عرفات پر ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے (اور) فرماتا ہے، میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود آئے ہیں۔

حج اور عرفہ کا روزہ

حاجی کو عرفات میں ۹ ذوالحجہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن

نَهٰی عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ بِعَرَفَۃَ (ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم عرفۃ بعرفۃ جزء اول ص۳۳۸ سندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۵ ص۱۴۲)

عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

حج اور تجارت

حج کے ایام میں تجارت کی جا سکتی ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ۔

(البقرۃ۔ ۱۹۸)

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (ایام حج یا سفر حج میں تجارت کر کے) اپنے رب کا فضل تلاش کرو (اور کچھ روپیہ کما لو)۔

حج کے چند متعلقات

کیونکہ حج کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے اور حج میں قربانی کرنی پڑتی ہے لہذا ہم ذیل میں سفر، قربانی اور ذبح کے جملہ مسائل بیان کر رہے ہیں۔

سفر کے آداب

① جہاں تک ہو سکے سفر کی ابتداء جمعرات سے کرے۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اراد غزوۃ فوری بغیرھا جزء ۴ ص۵۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جمعرات کے دن (مدینہ سے) نکلے اور آپ کو یہ پسند تھا کہ جمعرات کے دن سفر (کی ابتداء) کریں۔

(۲) رات کو ہرگز تنہا سفر نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَۃِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَّحْدَہٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب السیر وحدہ جزء ۱۲ ص۷)

اگر لوگ تنہائی کی خرابی کو جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات کو (کبھی) اکیلا سفر نہ کرتا۔

(۳) تین یا زیادہ آدمی مل کر سفر کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلرَّاکِبُ شَیْطَانٌ وَالرَّاکِبَانِ شَیْطَانَانِ وَالثَّلَاثَۃُ رَکْبٌ (مسند احمد۔ سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۵ ص۶۴)

ایک سوار شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار سوار ہیں۔

(۴) سفر میں کتا اور گھنٹی ساتھ نہ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَصْحَبُ الْمَلٰٓئِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْہَا کَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراہۃ الکلب والجرس فی السفر ۲/۲۵)

ان مسافروں کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی ہو۔

(۵) اونٹ (وغیرہ) کے گلے میں تانت کا پٹہ نہ ڈالے۔

حضرت ابو بشیر انصاری فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ وَالنَّاسُ فِیْ مَبِیْتِہِمْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا اَنْ لَّا یَبْقَیَنَّ فِیْ رَقَبَۃِ بَعِیْرٍ قِلَادَۃٌ مِّنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَۃٌ اِلَّا قُطِعَتْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی الجرس جزء ۱۲ ص۷ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراہۃ قلادۃ الوتر فی رقبۃ البعیر جزء ۲ ص۲۵)

کہ وہ کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں میں تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا (یہ اعلان کرنے کے لئے کہ) کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا پٹہ یا یہ کہا کہ پٹہ باقی نہ رہے تمام پٹوں کو کاٹ دیا جائے۔

(۶) سرسبزی کے زمانہ میں راستہ میں سواری کے جانور کو چرنے کا موقع دے، قحط سالی کے زمانے میں سفر کو جلدی طے کرے (تاکہ جانور کسی مناسب مقام پر جلدی پہنچکر گھاس وغیرہ کھا سکے اور بھوکا نہ مرے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَةِ فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر جزء ۲ صـ۱۶۳)

جب تم سرسبزی کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے چرنے کا موقع دو اور جب تم قحط کے زمانے میں سفر کرو تو سفر طے کرنے میں جلدی کرو۔

(۷) اگر راستہ میں رات کو کہیں سوئے تو راستہ سے ہٹ کر سوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر جزء ۲ صـ۱۶۳)

جب تم سفر میں رات کے وقت سوؤ تو راستہ سے ہٹ کر سوؤ اس لئے کہ رات کو ان راستوں پر چوپایوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اور شیر بھی آجاتے ہیں:۔

(۸) جس کے پاس فاضل سواری ہو اسے چاہئے کہ فاضل سواری اسے دے دے جس کے پاس کوئی سواری نہ ہو اور جس کے پاس فاضل کھانا (وغیرہ) ہو تو وہ فاضل کھانا اسے دیدے جس کے پاس کھانا (وغیرہ) نہ ہو۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ لَهٗ قَالَ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰی رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اتنے میں ایک شخص اونٹنی پر سوار آپ کے پاس آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سواری ہو وہ اسے دیدے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس فاضل توشہ ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس توشہ نہیں پھر آپ نے مال کی بہت سی قسمیں بیان کیں یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ ہم میں سے کسی کو فاضل مال میں کوئی

فَضْلٍ (صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب استحباب المؤاساۃ لفضول المال ۲/۶۸) حق نہیں ہے۔

(۹) جب وہ کام پورا ہو جائے جس کام کے لئے سفر کیا ہے تو سفر سے فوراً واپس آجائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ (صحیح بخاری کتاب الحج باب السفر قطعۃ من العذاب جزء ۳ ص۱ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب السفر قطعۃ من العذاب جزء ۲ ص۱۶)

سفر تکلیف کا ایک ٹکڑا ہے۔ تم میں سے ہر شخص کو اس کے کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے۔ لہٰذا جب (تم میں سے) کوئی اپنا کام پورا کر چکے تو (سفر سے) جلدی اپنے گھر والوں میں لوٹ آئے۔

(۱۰) مقررہ منازل سے آگے جاکر قیام نہ کرے (اس لئے کہ اس میں مسافروں اور جانوروں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَعْدُوا الْمَنَازِلَ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی سرعۃ السیر جزء اول ص۳۵ وسندہ صحیح)

منازل سے آگے نہ بڑھو۔

(۱۱) راستہ میں اگر کہیں قیام کرے تو نفل نماز پڑھنے سے پہلے جانور کی کاٹھی وغیرہ اتار دے، دیر نہ لگائے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب مایومر بہ من القیام علی الدواب والبہائم جزء اول ص۳۵۲ سکت عنہ المنذری۔ وسندہ صحیح)۔

جب ہم کسی منزل میں اترتے تو نفل نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ سواریوں پر سے کاٹھی (پالان وغیرہ) نہ کھول دیں۔

(۱۲) واپسی میں جہاں تک ہو سکے اپنے شہر میں اشراق کے وقت داخل ہو۔ اگر طویل عرصہ کے بعد سفر سے لوٹے اور رات کو شہر میں داخل ہو تو فوراً اپنے گھر نہ جائے بلکہ کچھ دیر رک جائے تاکہ بیوی کنگھی وغیرہ کر لے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد پہلے مسجد جائے اور دو رکعت پڑھے، پھر لوگوں سے ملاقات کرنے کے لئے کچھ دیر مسجد میں بیٹھ جائے، پھر بیوی کے پاس صبح کو یا شام کو جائے۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

كَانَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَّكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ) (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ التوبۃ جزء ۶ ص۸۸ وکتاب المغازی باب غزوہ تبوک جزء ۶ ص۵ وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب ابن مالک جزء ۲ ص۵۳ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اکثر چاشت ہی کے وقت (شہر میں) آتے۔ پہلے مسجد میں جاتے وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے پھر آپ لوگوں سے ملنے کے لئے (کچھ دیر مسجد میں) بیٹھے رہتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الحج باب الدخول بالعشی جزء ۳ ص۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الطرق جزء ۲ ص۱۶۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے لوٹ کر) اپنے گھر والوں میں رات کو نہ جاتے، صبح کو جاتے یا شام کو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا یطرق اھلہ لیلاً اذا اطال الغیبۃ جزء ۷ ص۵ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ باب کراھۃ الطروق جزء ۲ ص۱۶۲)

جب تم میں سے کوئی شخص بہت عرصہ سے اپنے گھر سے غائب رہا ہو (یعنی سفر وغیرہ سے بہت عرصہ بعد لوٹا ہو) تو رات کو اپنے اہل کے پاس نہ جائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَ

ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم اپنے گھروں کو جانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو ہم رات کو جائیں گے

تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الطروق جزء ۲ ص۱۶۴ وصحیح بخاری کتاب النکاح باب تستحد المغیبۃ وتمتشط جزء ۷ ص۵ واللفظ لمسلم)۔

تاکہ جس عورت کے بال بکھرے ہوئے ہوں وہ کنگھی کرلے اور جس کا خاوند غائب تھا وہ ناف کے نیچے کے بال مونڈ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَدِمَ اَحَدُكُمْ لَيْلًا فَلَا يَاْتِيَنَّ اَهْلَهٗ طُرُوْقًا حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الطروق جزء ۲ ص۱۶۴)

جب تم میں سے کوئی رات کو آئے تو فوراً اپنے گھر نہ جائے (بلکہ کچھ دیر ٹھہرے) یہاں تک کہ وہ عورت جس کا خاوند سفر میں تھا زیر ناف بال مونڈ لے اور جس عورت کے بال پریشان ہوں وہ کنگھی کرلے۔

(۱۳) اگر سفر میں تین آدمی بھی ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا خَرَجَ ثَلٰثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی القوم یسافرون یؤمرون احدھم جزء اول ص۳۵۸ وسندہ صحیح)۔

جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو اپنے میں سے ایک کو (اپنا) امیر بنالیں۔

(۱۴) بے ضرورت سواری کے جانور پر نہ بیٹھا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِيَّاكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِكُمْ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب الوقوف علی الدابۃ جزء اول ص۳۵۴ سندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء اول ص۳)

اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو (یعنی بے ضرورت ان پر بیٹھے نہ رہو) اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اس لئے تمہارے تابع کردیا ہے کہ وہ تم کو (ایک شہر سے) دوسرے شہر پہنچادیں جہاں تم اپنے نفسوں کو تکلیف میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے ہاں اللہ نے تمہارے لئے زمین بنائی ہے تو اس پر اپنی ضرورتوں کو پورا کیا کرو (یعنی گفتگو کرنی ہو یا تقریر کرنی ہو تو اس پر کرو)۔

(۱۵) سفر میں اگر صبح سے کچھ دیر پہلے سوئے تو کلائی کو کھڑا کر کے سر کو ہتھیلی پر رکھ کر سوئے۔

حضرت ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۷۶)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے اور رات کو سوتے تو اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح کے قریب سوتے تو کلائی کو کھڑا کرتے اور اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھتے۔

(۱۶) عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ (صحیح بخاری کتاب الحج باب حج النساء جزء ۳ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ جزء اول ص۴۱۳)

عورت سفر نہ کرے مگر اس حالت میں کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو۔

(۱۷) سفر میں جب بلندی پر چڑھے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور جب بلندی سے اترے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التسبیح اذا ھبط وادیا جزء ۴ ص۶۹)

ہم (سفر میں) جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب ہم نشیب میں اترتے تو تسبیح کہتے۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهٗ مَعَكُمْ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

ہم (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم کسی ٹیلے پر چڑھتے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے۔ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں آپ نے فرمایا (لوگو اتنا چلاؤ نہیں)، اپنی جانوں پر رحم کرو اس لئے کہ تم کسی بہرے کو یا غائب کو نہیں پکار رہے، وہ تو

تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر جزء ۴ ص۶۹ و صحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر جزء ۲ ص۳۴۵ و اللفظ للبخاری)۔

تمہارے ساتھ ہے، وہ سننے والا ہے، وہ (تمہارے) قریب ہے۔ بابرکت ہے اس کا نام اور بلند و بالا ہے اس کی بزرگی۔

۱۸ جب سفر کے لئے روانہ ہو تو سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

ترجمہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں

نہیں لا سکتے تھے، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تو پسند کرے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور ہمارے اہل (عیال) میں (ہمارا) خلیفہ ہے۔ اے اللہ میں سفر کی تکلیف سے، برے منظر سے اور مال و اہل (و عیال) میں برے وقت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(۱۹) جب سفر سے واپس ہو تو سواری پر بیٹھ کر مندرجہ بالا دعاء پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے:۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

ترجمہ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

(صحیح مسلم کتاب الحج باب مایقول اذا رکب الی سفر الحج وغیرہ جزء اوّل صفحہ ۵۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر کے لئے روانہ ہوتے تو اونٹ پر سوار ہو کر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعاء پڑھتے: پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے قابو میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور پرہیزگاری طلب کرتے ہیں اور ایسے عمل کو طلب کرتے ہیں جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور (ہمارے) اہل میں تو خلیفہ ہے اے اللہ میں سفر کی تکلیفوں سے، برے منظر سے اور مال میں اور گھر والوں میں برے وقت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور جب لوٹ کر آتے

تب بھی (یہی دعاء پڑھتے) لیکن اس میں اتنا زیادہ کرتے آئبون سے آخر تک یعنی ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے۔

(۲۰) واپسی کے سفر میں جب کسی ٹیلے پر یا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے یا کسی میدان میں پہنچے تو یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

ترجمہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں (اور) اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکروں سے

إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِ السَّرَايَا اَوِالْحَجِّ اَوِالْعُمْرَةِ إِذَآ اَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (صحیح مسلم کتاب الحج باب مایقول اذا قفل من سفر الحج وغیرہ جزء اول صـ۴۳۱)

سے یا فوجی دستوں سے یا حج یا عمرہ سے لوٹتے تو جب آپ کسی ٹیلے پر یا اونچی کنکریلی زمین پر پہنچتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر لا الٰہ الا اللہ سے آخر تک پڑھتے یعنی کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں (اور) اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دی۔

(۲۱) سفر میں صبح کے وقت یہ دعاء پڑھے:۔

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَآئِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۞

ترجمہ سننے والے (اللہ) نے (ہماری دعاء کو) سن لیا ایسی حالت میں کہ ہم اس کی حمد و ثناء بھی کر رہے ہیں اور اس کی بہترین آزمائش سے بھی دوچار ہیں۔ اے ہمارے رب، تو (ہمارے سفر میں) ہمارا ساتھی بن جا اور ہم پر فضل و کرم فرما۔ میں دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَاَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَآئِهٖ عَلَيْنَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور آپ کو صبح ہوتی تو آپ یہ دعاء پڑھتے: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَآئِهٖ

رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل جزء ۲ ص ۳۸۰)

عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔

(۲۲) سفر میں اگر کسی جگہ اترے تو یہ دعاء پڑھے:۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ مخلوق کی برائی سے میں اللہ (تعالےٰ) کے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضؓ فرماتی ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء جزء ۲ ص ۳۴۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص کسی منزل میں اترے پھر وہ یہ دعاء پڑھے: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ وہ اپنی اس منزل سے کوچ کرے۔

(۲۳) یہ عقیدہ رکھے کہ غول کوئی چیز نہیں (یعنی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ بیابان میں شیاطین ہوتے ہیں جو رات کو تاروں کی طرح چمکتے ہیں، راستہ بھی بتاتے ہیں اور مار بھی ڈالتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا غُوْلَ (صحیح مسلم کتاب السلام باب لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ جزء ۲ ص ۲۸۹)

نہ بیماری اڑکر لگتی ہے، نہ شگون کوئی چیز ہے نہ غول کوئی چیز ہے۔

(۲۴) مسافر جب راستے میں کہیں اتریں تو دور دور نہ اتریں، قریب قریب اتریں لیکن اتنا قریب بھی نہ اتریں کہ منزل کو تنگ کردیں (بلکہ کشادہ رکھیں) اور راستہ کو منقطع نہ کریں (راستہ نہ روکیں)۔

حضرت ابو ثعلبہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب مایؤمر من انضمام العسکر جزء اول ص ۳۶۰۔ سندہ صحیح۔ صحیح ابی داؤد ۲/۴۹۸)

صحابہ جب منزل میں اترتے تو گھاٹیوں اور وادیوں میں متفرق ہو کر اترتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں متفرق ہونا شیطان کی (طرف) سے ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب مایؤمر من انضمام العسکر جزء اول ص ۳۶۰ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۱۱۴۷)

ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فلاں فلاں جنگ کی بعض لوگوں نے منزلوں کو تنگ کر دیا اور بعض لوگوں نے راستہ منقطع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو بھیجا کہ وہ اس بات کی منادی کر دے کہ جو منزلوں کو تنگ کرے یا راستہ کو قطع کرے تو اس کا جہاد نہیں۔

(۲۵) سفر میں جب رات ہو تو یہ دعاء پڑھے:۔

يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيكِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكِ وَمِنْ شَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ

وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

ترجمہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شر سے، جو شر تیرے اندر اللہ نے پیدا کیا ہے اس سے اور جو چیز تیرے اوپر چلتی ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر شیر سے، کتے سے، سانپ سے، بچھو سے اس شہر کے رہنے والوں کے شر سے اور باپ اور اس کی اولاد کے شر سے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا أَوْ سَافَرَ فَأَدْرَكَهُ اللَّيْلُ قَالَ يَا أَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَمِنْ شَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَّأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَّعَقْرَبٍ وَّمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص ۱۰۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کرتے یا سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو آپ یہ دعاء پڑھتے تھے:۔ (ترجمہ) اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شر سے، جو شر تیرے اندر اللہ نے پیدا کیا ہے اس سے اور جو چیز تیرے اوپر چلتی ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر شیر سے، کتے سے، اس شہر کے رہنے والوں کے شر سے اور باپ اور اس کی اولاد کے شر سے۔

(۲۶) واپسی پر جب اپنے اہل وعیال کو دیکھے تو یہ دعاء پڑھے:۔

أَوْبًا أَوْبًا إِلٰى رَبِّنَا تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا۔

ترجمہ ہم توبہ کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ ہم پر کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَرَأٰى أَهْلَهُ قَالَ أَوْبًا أَوْبًا إِلٰى رَبِّنَا تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور اپنے اہل کو دیکھتے تو یہ دعاء پڑھتے (ترجمہ) ہم توبہ کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ ہم پر کوئی

قربانی کے جملہ مسائل

(۱) جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے وہ ذوالحجہ شروع ہونے کے بعد جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے نہ ناخن کترے اور نہ بال یا رواں کترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا وَفِي رِوَايَةٍ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب نهی من دخل علیه عشر ذی الحجة وهو یرید التضحیة ان یاخذ من شعره ۲/۱۸۶)

جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ آجائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ کترے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو اپنے بال اور ناخن نہ کترے جب تک قربانی نہ کرلے۔

(۲) قربانی کے جانور میں کسی قسم کا عیب نہ ہو، نہ آنکھ میں، نہ کان میں، نہ سینگ میں، ہر عضو صحیح وسالم ہو۔ جانور نہ دبلا ہو، نہ لنگڑا ہو اور نہ مریض ہو۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَلَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَآءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا خَرْقَآءَ وَلَا شَرْقَآءَ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب مایکرہ من الضحایا جزء۲ ص۳۲ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد۳ ص۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی (کے جانور کی) آنکھ اور کان کو خوب دیکھیں اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور نہ اس جانور کی قربانی کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہو یا پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو یا جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں یا چرے ہوئے ہوں۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ

اَنْ يُّضَحِّيَ بِعَضْبَاءِ الْاُذُنِ وَالْقَرْنِ (ابو داؤد کتاب الضحایا باب مایکرہ من الضحایا جزء ۲ صـ۳۲ و سندہ صحیح مرعاۃ جزء ۳ صـ۳۶۰)

ٹوٹے ہوئے یا کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت عبید بن فیروز کہتے ہیں :۔

سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيْ فَقَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ وَاَنَامِلِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَنَامِلِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيْ اَلْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَالْكَبِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب ما یکرہ من الضحایا جزء ۲ صـ۳۱ و سندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۳ صـ۳۶۱)

میں نے براء بن عازب سے پوچھا کونسے جانور قربانی میں درست ہیں تو براء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے میری انگلیاں آپ کی انگلیوں سے چھوٹی (اور حقیر ہیں) اور میری پوریں آپ کی پوروں سے (چھوٹی اور حقیر) ہیں آپ نے چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا چار قسم کے جانور قربانی کے لائق نہیں ہیں : وہ جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو، وہ جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، وہ جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور وہ بوڑھا جانور جس کی ہڈی پر گوشت نہ ہو۔

(۳) قربانی اس جانور کی کرے جس جانور کے نیچے کے دو بڑے دانت نکل آئے ہوں۔ اگر ایسا جانور نہ مل سکے تو پھر دنبہ کا ایک سال کا بچہ ذبح کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب سن الاضحیۃ جزء ۲ صـ۱۸۱)

قربانی نہ کرو مگر مسنّہ کی (یعنی جس کے دو دانت نکل آئے ہوں) البتہ جب تم کو ایسا جانور نہ ملے تو دنبہ کا جذعہ کرو۔

(۴) حج کرنے والا ۱۰ ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکری مارنے کے بعد قربانی کرے۔ کنکری مارنے سے پہلے قربانی نہ کرے۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر

مَنْزِلَهٗ بِمِنًی وَّ نَحَرَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر جزء اول ص۴۲۵)

منٰی میں اپنی فرودگاہ میں تشریف لائے اور قربانی کی۔

(۵) جو شخص حج نہ کر رہا ہو وہ عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کرے۔ اگر غلطی سے ذبح کر دے تو عید کی نماز کے بعد دوسری قربانی کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِیْ یَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید جزء ۲ ص۲۳ و صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا جزء ۲ ص۱۸۰ واللفظ للبخاری)

پہلا کام جو اس عید کے دن ہم کریں وہ نماز ہے پھر لوٹ کر قربانی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب الاکل یوم النحر جزء ۲ ص۲۱ و صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا جزء ۲ ص۱۸۰)

جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ دوبارہ قربانی کرے۔

(۶) ایک گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔

حضرت عطاء بن یسار رضؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ اَبَا اَیُّوْبَ کَیْفَ کَانَتِ الضَّحَایَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّیْ بِالشَّاۃِ عَنْهُ وَ عَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَیَاْکُلُوْنَ وَ یُطْعِمُوْنَ حَتّٰی تَبَاهَی النَّاسُ فَصَارَتْ کَمَا تَرٰی (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاضحیۃ باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت جزء اول ص۲۶۸)

میں نے ابو ایوب سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قربانیاں کیسے ہوا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا ایک آدمی ایک بکری قربانی کرتا تھا اپنی طرف اور اپنے گھر والوں کی طرف سے وہ خود بھی (اس میں سے) کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے یہاں تک کہ لوگ (زیادہ قربانیوں پر) فخر کرنے لگے جیسا کہ (اب) تم دیکھ رہے ہو۔

(۷) قربانی کے جانور کی جھول اور کھال خیرات کر دے۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ
اَنْ یَّقُوْمَ عَلٰی بُدْنِہٖ وَاَنْ یَّقْسِمَ
بُدْنَہٗ کُلَّھَا لُحُوْمَھَا وَجُلُوْدَھَا وَ
جِلَالَھَا (صحیح بخاری کتاب الحج
باب یتصدق بجلود الھدی جزء ۲
ص۲۱۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب
فی الصدقۃ بلحوم الھدی جزء اول ص۴۵۵)

انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کریں اور ان کی سب چیزیں خیرات کردیں گوشت، کھال اور جھول۔

(۸) اگر قربانی کرنے والا کھال کو اپنے استعمال میں لائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن واقد فرماتے ہیں:۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ
قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَکَرْتُ
ذٰلِکَ لِعَمْرَۃَ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ
عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا تَقُوْلُ دَفَّ
اَھْلُ اَبْیَاتٍ مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ حَضْرَۃَ
الْاَضْحٰی زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ ادَّخِرُوْا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوْا
بِمَا بَقِیَ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَالُوْا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ النَّاسَ یَتَّخِذُوْنَ
الْاَسْقِیَۃَ مِنْ ضَحَایَاھُمْ وَیَجْمُلُوْنَ
فِیْھَا الْوَدَکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا
نَھَیْتَ اَنْ تُؤْکَلَ لُحُوْمُ الضَّحَایَا بَعْدَ
ثَلَاثٍ فَقَالَ اِنَّمَا نَھَیْتُکُمْ مِنْ اَجْلِ
الدَّافَّۃِ الَّتِیْ دَفَّتْ فَکُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَ
تَصَدَّقُوْا (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب
بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا۔ عبداللہ ابن ابوبکر نے کہا میں نے یہ بات عمرہ سے بیان کی انہوں نے کہا عبداللہ نے سچ کہا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں دیہات کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الاضحیٰ میں شریک ہونے کے لئے آئے (اور وہ لوگ محتاج تھے) تو آپ نے فرمایا قربانی کا گوشت تین دن کے لئے رکھ لو باقی خیرات کردو (تا کہ محتاج بھوکے نہ رہیں اور ان کو بھی گوشت کھانے کو ملے) اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ اپنی قربانی کی کھالوں سے مشکیں بناتے تھے اور ان میں چربی لے جایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا ان محتاجوں کی وجہ سے

الاضاحی بعد ثلاث جزء۲ ص۱۸۲) جو اس وقت آ گئے تھے اب کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ دو۔

⑨ قربانی کے جانور کا گوشت خود بھی کھائے اور مساکین اور سائلین کو بھی دے اور اگر چاہے تو ذخیرہ بھی کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ○

(الحج۔ ۲۸)

اور (قربانی کے) ایام معلومہ میں ان جانوروں کی قربانی کرتے وقت جو مویشی چوپایوں میں سے اللہ نے ان کو دئے ہیں اللہ کا نام لیں، پھر اس میں سے خود بھی کھائیں اور بدحال محتاج کو بھی کھلائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(الحج۔ ۳۶)

پھر جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو اس میں سے خود بھی کھایا کرو اور قانع اور سائل سب کو کھلایا کرو، (جس طرح اور چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) اسی طرح ہم نے ان اونٹوں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (اللہ کا) شکر ادا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا (صحیح بخاری کتاب الحج باب ما یاکل من البدن ۲/۲۱۱) کھاؤ اور توشہ کے طور پر ساتھ لے لو۔

⑩ اونٹ یا گائے میں سات گھر شریک ہو سکتے ہیں:۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِيْ بَدَنَةٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب الاشتراک فی الھدی جزء اول ص۴۵۵)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے۔ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم میں سے سات آدمی اونٹ یا گائے میں شریک ہو جائیں۔

(۱۱) ہنڈوے یعنی غیر خصّی جانور کی قربانی کرے۔

حضرت ابوسعید رضؓ فرماتے ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّيْ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيْلٍ يَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِيْ سَوَادٍ وَيَمْشِيْ فِيْ سَوَادٍ۔ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب مایستحب من الضحایا جزء ۲ ص۳۔ سندہ صحیح بلوغ ۱۳/۸۴ ومرعاۃ ۳/۳۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگ والے ہنڈوے مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جس کی آنکھوں پر، منہ پر اور پیروں پر سیاہی ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَبْرِ ذِي الرُّوْحِ وَعَنْ اَخْصَاءِ الْبَهَائِمِ نَهْيًا شَدِيْدًا (رواہ البزار مجمع الزوائد جزء ۵ ص۲۶۵۔ سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی روح کو باندھ کر تیر اندازی کرنے اور جانوروں کو خصّی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی متقاضی ہے کہ خصّی جانور کی قربانی نہ کی جائے۔ اگر قربانی کی جائے گی تو لوگ خصّی بنانا نہیں چھوڑیں گے۔ جانور برابر خصّی بنائے جاتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوتی رہے گی۔ اگر خصّی جانور کی قربانی نہیں کی جائیگی تو لوگ خود بخود جانوروں کو خصّی بنانا چھوڑ دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نہیں ہوگی۔

(۱۲) اگر کسی شخص کو قربانی کی وسعت نہ ہو تو وہ (نماز عید کے بعد) بال کترے، ناخن کترے، مونچھیں کترے اور ناف کے نیچے کے بال مونڈے تو اسے بھی قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ الرَّجُلُ اَرَأَيْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ملا ہے کہ میں قربانی کے دن (یعنی دسویں ذوالحجہ) کو عید مناؤں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس امّت کے لئے مقرر کیا ہے۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول، اگر میں دودھ دینے والی (بکری، گائے وغیرہ) کے علاوہ کوئی اور جانور نہ پاؤں تو کیا میں اس کی قربانی

عِنْدَاللّٰہ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی جزء۲ ص۲۹۔ سندہ صحیح۔ مرعاۃ ۳/۳۶۸)

کروں آپ نے فرمایا نہیں اپنے بال کترو، ناخن کترو، اور مونچھیں کترو اور زیر ناف کے بال مونڈو واللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تمہاری قربانی ہی ہوگی۔

ذبح کرنے کے آداب

(۱) جب کسی جانور کو ذبح کرے تو اچھے طریقے سے ذبح کرے، اسے تکلیف نہ پہنچائے، چھری کو خوب تیز کرلے لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَۃَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ فَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ۔

(صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح والقتل ۲/۱۷۲)

اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی کو فرض کردیا ہے لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو۔ تم میں سے جو کوئی ذبح کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ چھری کو اچھی طرح تیز کرے اور اپنے جانور کو آرام پہنچائے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَضْجَعَ شَاۃً وَھُوَ یُحِدُّ شَفْرَتَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَھَا مَوْتَاتٍ ھَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَکَ قَبْلَ تَضْجِعَھَا۔

(رواہ الحاکم سندہ صحیح۔ المستدرک جزء۴ ص۲۳۱۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء اول ص۳۲)

ایک شخص نے بکری کو لٹا رکھا تھا اس حال میں کہ وہ چھری تیز کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اسے دو موتیں مارنا چاہتا ہے۔ تو نے اسے لٹانے سے پہلے چھری کیوں نہ تیز کی۔

(۲) اگر چھری نہ ہو تو مجبوراً کسی اور چیز سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ہر وہ چیز جو خون بہا دے ذبح کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے سوائے ناخن اور دانت کے۔

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَکُوْنُ فِی

اے اللہ کے رسول ہم لڑائیوں میں اور سفر

الْمَغَازِیْ وَالْاَسْفَارِ فَنُرِیْدُ اَنْ نَّذْبَحَ فَلَا تَکُوْنُ مُدًی فَقَالَ اِرْنِ مَا اَنْهَرَ اَوْ اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَکُلْ غَیْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَاِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَالظُّفُرَ مُدَی الْحَبَشَةِ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب اذا ند بعیر جزء ۷، ص۱۲۷ و صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب جواز الذبح بکل ما انهر الدم ۲/۱۸۲)

میں ہوتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں تو کیا کریں! آپ نے فرمایا جو چیز خون بہادے اسے دیکھ لو اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لو پھر اس جانور کو کھاؤ مگر دانت اور ہڈی سے ذبح نہ کرو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

(۳) ذبح کرنے کے لئے جانور کو لٹائے، پھر اس کے پہلو پر اپنا قدم رکھے پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

ضَحَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ) وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الضحیه و بحهما مباشرة جزء۲ ص۱۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی کی۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ کہی اور تکبیر کہی (دوسری روایت میں ہے آپ نے ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہا) اور ان کے پہلو پر اپنا پیر رکھا۔

(۴) اونٹ کو لٹا کر ذبح نہ کرے۔ اس کو کھڑا کر کے نحر کرے، اس کے جسم میں اس کی ہنسلی کے قریب چھرا داخل کرے۔ نحر کرتے وقت بائیں طرف کا ایک پیر باندھ دے اور اس کو صرف تین ٹانگوں پر کھڑا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا صَوَآفَّ۔ (الحج - ۳۶)

تو (جب تم ان کی قربانی کرو تو) انہیں قطار میں کھڑا کر کے اللہ کا نام لیا کرو۔

زیاد بن جبیر کہتے ہیں:۔

رَاَیْتُ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ یَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِیَامًا مُقَیَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ

میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا وہ ایک شخص کے پاس آئے جس نے نحر کرنے کے لئے اپنا اونٹ بٹھا رکھا تھا۔ عبداللہ نے کہا اس کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب النحر الابل مقیدۃ جزء ۲ ص۲۱۱ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نحر البدن قیاما مقیدۃ جزء اول ص۴۵۱)

کھڑا کر اور پاؤں باندھ دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا يَنْحَرُوْنَ الْبَدَنَةَ مَعْقُوْلَةَ الْيُسْرٰى قَائِمَةً عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا (ابو داؤد کتاب الحج باب کیف تنحر البدن جزء اول ص۲۵۳ وقد سکت عنه الحافظ والمنذری ورجاله رجال الصحیح .... وقد وصله سعید بن منصور وعبد بن حمید، نیل الاوطار جزء ۶ ص۲۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اونٹ کا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑا کر کے اس کو نحر کیا کرتے تھے۔

(۵) عورت بھی ذبح کر سکتی ہے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

اَنَّ جَارِيَةً لَّهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِاَهْلِهٖ لَا تَاْكُلُوْا حَتّٰى اٰتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْئَلَهٗ اَوْ حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَنْ يَّسْاَلُهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَعَثَ اِلَيْهِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَكْلِهَا (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما انهر الدم من القصب والمروۃ جزء ۷ ص۱۱۹)

ان کی ایک لونڈی سلع پہاڑ پر بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے ایک بکری کو دیکھا کہ مر رہی ہے۔ اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے وہ بکری ذبح کر ڈالی۔ کعب نے اپنے لوگوں سے کہا اس کا گوشت ابھی نہ کھاؤ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں آپ سے پوچھتا ہوں یا یوں کہا میں ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر دریافت کر لوں۔ غرض یہ کہ کعب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یا کسی کو بھیج کر دریافت کیا آپ نے اس بکری کو کھانے کا حکم دیا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِينَ
آمَنُوا، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿۳۸﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ
يُقٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا، وَإِنَّ
اللَّهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ الَّذِينَ
أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ
حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ،
وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ

بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ
فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا، وَلَيَنْصُرَنَّ
اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ، اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ
الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

ترجمہ (اور یہ بھی) اللہ کا (بہت بڑا احسان ہے کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں) ایمان والوں کا دفاع کرتا رہتا ہے، (لہٰذا اے ایمان والو، اس احسان کا شکر ادا کرو کافر تو اللہ کے احکام میں خیانت کرتے ہیں تم خیانت نہ کرو) بے شک اللہ خیانت کرنے والوں اور ناشکری کرنے

والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۳۸﴾ جن لوگوں سے (کافر) برسرپیکار رہتے ہیں (اب) انہیں بھی اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ جوابی کاروائی کریں) اس لئے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اللہ (ضرور ان کی مدد کرے گا) بے شک (وہ) ان کی مدد کرنے پر قادر ہے ﴿۳۹﴾ (یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے گھروں سے محض اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ناحق نکالے گئے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع کرتا نہ رہے تو (ظلم و استبداد کی حد ہو جائے حتیٰ کے) عیسائیوں کی خانقاہیں اور ان کے گرجے، (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمین کی) مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے منہدم کر دی جائیں اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ قوت والا ہے اور (سب پر) غالب ہے ﴿۴۰﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر اللہ زمین میں ان کو استحکام و غلبہ عطاء کرے تو یہ نماز کو قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں، نیک بات کا حکم دیں اور بری بات سے روکیں اور (اپنے تمام کاموں کے نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ دیں اس لئے کہ) تمام کاموں کا انجام (تو بس) اللہ کے اختیار میں ہے ﴿۴۱﴾

معانی و مصادر

(خَوَّانٌ) خَانَ، یَخُوْنُ، خَوْنٌ وخِیَانَۃٌ ومَخَانَۃٌ وخَانَۃٌ (ن) خیانت کرنا (خَوَّانٌ = بڑا خائن۔ یہ اسم مبالغہ ہے)۔
(قَدِیْرٌ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ وقُدْرَۃٌ ومَقْدِرَۃٌ ومَقْدَرَۃٌ ومِقْدَارٌ وقُدُوْرٌ وقِدَارٌ (ن، ض، س) قادر ہونا۔
(صَوَامِعُ) صَوَامِعُ = صَوْمَعَۃٌ کی جمع، بلند مکان جس میں کوئی راہب رہتا ہو، عقاب، منذر۔
(بِیَعٌ) بِیَعٌ = بِیْعَاتٌ = بِیَعَاتٌ = بِیْعَۃٌ کی جمع، نصاریٰ کے عبادت خانے)۔
(صَلَوَاتٌ) صَلَوَاتٌ = صَلٰوۃٌ کی جمع، یہودیوں کے عبادت خانے۔
(عَاقِبَۃٌ) عَقَبَ، یَعْقِبُ، عَقْبٌ، عُقُوْبٌ وعَاقِبَۃٌ (ض) بعد میں آنا (عَاقِبَۃٌ = عَاقِبٌ کا مؤنث، جانشین، جزاء)
(مُنْکَرٌ) نَکِرَ، یَنْکَرُ، نَکْرٌ، نُکْرٌ، نَکِیْرٌ، نُکُوْرٌ (س) نہ پہچاننا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اجازت دینے سے پہلے مؤمنین کو خوشخبری سنائی کہ (اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) اللہ (کافروں کے مقابلہ میں ہمیشہ) مؤمنین کا دفاع کرتا رہے گا، کافروں کو شکست خوردہ واپس کرتا رہے گا (اس لئے کہ کافر حق کو چھپا کر خیانت کرتے ہیں، جو نعمتیں انہیں مل رہی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے لہذا وہ اسی قابل ہیں کہ ان کو ذلیل و خوار اور بے نیل مرام میدانِ جنگ سے واپس کیا جائے) (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ) بے شک اللہ خیانت

کرنے والوں اور ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کا مقابلہ دو گروہوں سے تھا۔ ایک مشرکین اور دوسرے اہل کتاب۔ مشرکین بھی حق کو چھپاتے تھے اور اہل کتاب بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ۔ (البقرۃ - ۱۷۴)

جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں یہ اپنے پیٹ میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے۔

اہل کتاب کے حق کو چھپانے کا ذکر تو قرآن مجید میں بار بار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْہُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ - ۱۴۶)

(اور اے رسول، آپ ان کی مخالفت اور اعتراضات سے آزردہ نہ ہوں) یہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے تحویل قبلہ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن ان میں سے ایک جماعت یقیناً جان بوجھ کر حق کو چھپا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ، قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّہُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَہٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَہَا وَتُخْفُوْنَ کَثِیْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُکُمْ، قُلِ اللّٰہُ، ثُمَّ ذَرْہُمْ فِیْ خَوْضِہِمْ یَلْعَبُوْنَ ○ (الانعام - ۹۲)

ان (یہودیوں) نے اللہ کے قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا جبکہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر (کبھی بھی) کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسیٰ لے کر آئے تھے، جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی، جس کے تم نے علیحدہ علیحدہ ورق کر رکھے ہیں، ان میں سے چند اوراق کو تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت سے اوراق کو چھپا رکھا ہے، (اسی کے ذریعہ) تم کو وہ باتیں سکھائی گئی ہیں جن کو نہ تم

جانتے تھے اور نہ تمہارے آباء واجداد۔ (اے رسول) کہہ دیجئے (کہ اس کتاب کو) اللہ ہی نے (ایک انسان پر نازل کیا تھا تو کیا وہ اب ایسا نہیں کرسکتا، ضرور کرسکتا ہے، اے رسول اتنا کہنے کے بعد) پھر آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ اپنی نکتہ چینی میں کھیلتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى، قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ، وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ، وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۴۰)

اور کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، اور (ان کی) اولاد یہودی یا عیسائی تھے؟ (ہرگز نہیں، وہ تو سب مسلم تھے) اور (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو فرماتا ہے کہ وہ مسلم تھے اور جانتے تو تم بھی ہو کہ وہ مسلم تھے لیکن تم حق کو چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہے چھپاتا ہے (کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی) اور اے اہل کتاب جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

الغرض مشرکین اور اہل کتاب دونوں حق کو چھپاتے تھے اور یہی ان کی زبردست خیانت تھی۔ مشرکین اور اہل کتاب دونوں ناشکری کے بھی مرتکب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر قسم کے احسانات کئے لیکن انہوں نے ان احسانات کا حق ادا نہیں کیا۔ مشرکین پر جو احسانات اللہ تعالیٰ نے کئے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ ○ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

بے حد مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ۔ (اللہ نے) قریش (کے دلوں) میں محبت ڈال دی ہے یعنی ان کے (دلوں میں) سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈال دی ہے (وہ ہر موسم میں بے خوف و

(لِاِیْلٰفِ - ۱ تا ۵)

خطر سفر کرتے ہیں) تو انہیں چاہئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور (لوٹ مار کے) خوف سے امن دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ، اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ○

(العنکبوت - ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا (یہ پھر بھی) باطل پر ایمان لاتے ہیں، اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(القصص - ۵۷)

تو (اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں تمکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں، (یہ) رزق ہے جو ہمارو طرف سے (ان کو مہیّا کیا جاتا ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ان نعمتوں سے انہیں کون نواز رہا ہے)۔

اہل کتاب پر جو احسانات اللہ تعالیٰ نے کئے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ○

(البقرۃ - ۴۷)

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں (منجملہ ان کے سب سے بڑی نعمت یہ تھی) کہ میں نے تمہیں اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔

الغرض مشرکین مکہ اور اہل کتاب دونوں پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے احسانات کئے لیکن انہوں نے ان احسانات کا شکر ادا نہیں کیا۔

حق کو چھپانا یہ ان کی خیانت تھی اور انعامات الٰہی کا حق ادا نہ کرنا یہ ان کی ناشکری تھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے خوّان اور کفور کے لفظ استعمال کئے۔

آگے فرمایا (اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا) جن لوگوں سے (کافر) برسرپیکار رہتے ہیں (اب) انہیں بھی اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ بھی جوابی کارروائی کریں) اس لئے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمین پر طرح طرح کے ظلم وستم ہو رہے تھے لیکن مسلمین خاموشی سے سب کچھ برداشت کر رہے تھے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ، وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِیْرًا، وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران - ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم اور ہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ○

(الجاثیۃ - ۱۴)

(اے رسول) ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ ان لوگوں کو جو اللہ کی نعمتوں اور تکلیفوں کی (جو آخرت میں لوگوں کے اعمال کے مطابق انہیں دی جائیں گی) توقع نہیں رکھتے معاف کرتے رہا کریں (اور ان کے معاملہ کو اللہ پر چھوڑ دیں) تاکہ اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کی (پوری پوری) جزاء یا سزا دے۔

مسلمین ان احکام کے ماتحت کفار سے کچھ نہ کہتے تھے لیکن آخر کب تک۔ اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں مسلمین کو اجازت دی کہ وہ اب جوابی کارروائی کر سکتے ہیں، اپنا دفاع کر سکتے ہیں اور حملہ کر کے مفسدانہ سازشوں کو کچل سکتے ہیں۔

مسلمین کو جنگ کی اجازت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری بھی سنائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا (وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ) اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے (انہیں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ دلیرانہ طور پر محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں

جہاد کے لئے کھڑا ہو جانا چاہئے)۔

آیت زیر تفسیر میں کفار کے مظالم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیفیں پہنچاتے تھے اور مؤمنین کو بھی۔

کفّار کی ایذائیں

حضرت عروہؓ کہتے ہیں:۔

سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عُقْبَةَ ابْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَآءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضل ابی بکر جزء ۵ ص ۱۲)

میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سب سے زیادہ سخت تکلیف کے متعلق جو مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تھی دریافت کیا انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد الحرام میں) نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آپ کے پاس آیا اور اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر بہت زور سے آپ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابوبکر وہاں آ نکلے۔ انہوں نے عقبہ کو دھکا دیا اور آپ کو چھڑایا اور کہنے لگے تم ایک شخص کو محض اس وجہ سے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهٗ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ ابْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَاْسَهٗ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ایک بار ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کعبہ کے پاس) سجدے میں تھے۔ آپ کے گرد قریش کے چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی لے کر آیا اور آپ کی پیٹھ پر رکھ دی آپ نے اپنا سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ

فَاَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمکۃ جزء ۵ ص۵۷ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین جزء ۲ ص۱۰۳)

(آپ کی صاحبزادی) آئیں اور آپ کی پیٹھ پر سے اُسے ہٹا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلٰى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گذرا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم کی طرف سے جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں وہ اُٹھائی ہیں۔ سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گذرا ہے جس دن میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا (جو طائف کا رئیس تھا) اس نے میرا کہنا نہ مانا (اسلام نہ لایا) میں رنجیدہ ہو کر وہاں سے لوٹا جب قرن ثعالب میں پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا، دیکھا تو ابر کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اور اس میں جبریل ہیں۔ انہوں نے مجھ کو پکارا اور کہنے لگے اللہ نے وہ باتیں سُن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کہیں اور جو جواب انہوں نے دیا وہ بھی سن لیا، اب اللہ تعالےٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے آپ ان کے معاملہ میں جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ اتنے میں اس فرشتہ نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا اے محمد، اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ جو کہیں میں

وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذ قال احدکم أمین جزء ۴ صـ۱۳۹ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین جزء ۲ صـ۱۰۴)

کرونگا۔ اگر آپ کہیں کہ میں مکّہ والوں پر مکّہ کے دونوں طرف جو پہاڑ ہیں ان کو ملا دوں (تو میں ضرور ایسا کروں گا) آپ نے فرمایا: (نہیں ایسا نہ کرو) مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے۔

حضرت ابوذرؓ جب ایمان لائے تو انہوں نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى اَضْجَعُوْهُ وَاَتَى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ غِفَارٍ وَاَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّامِ فَاَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب اسلام ابی ذرؓ جزء ۵ صـ۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذرؓ جزء ۲ صـ۳۸۹)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سنتے ہی (قریش کے) کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور ان کو اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اس وقت حضرت عباس وہاں پہنچے اور ابوذر پر جھک گئے اور قریش کے کافروں سے کہنے لگے تمہاری خرابی یہ غفار کی قوم کا آدمی ہے جب تم سوداگری کے لئے شام کے ملک میں جایا کرتے ہو (تو راستہ میں اس کی قوم پڑتی ہے)۔ یہ کہہ کر حضرت عباس نے ان کو چھڑایا۔ دوسرے دن پھر ابوذرؓ نے یہی کیا پھر لوگوں نے ان کو مارا اور ان پر پل پڑے پھر حضرت عباس آئے اور ان پر جھک گئے۔

ایک اور موقع پر حضرت ابوذر کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ان ہی کی زبانی درج ذیل ہے۔

وہ فرماتے ہیں:۔

فَاَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَقُلْتُ اَيْنَ هٰذَا الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الصَّابِئَ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَقَالَ الصَّابِئُ فَمَالَ عَلَيَّ اَهْلُ الْوَادِيْ بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَّعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَقَالَ فَارْتَفَعْتُ حِيْنَ ارْتَفَعْتُ كَاَنِّيْ نُصُبٌ

میں مکہ میں آیا۔ میں نے ایک ناتواں شخص کو مکہ والوں میں سے منتخب کیا اور اس سے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی کہتے ہو۔ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ صابی ہے یہ سنکر تمام وادی والے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر پل پڑے یہاں تک

اَحْمَرُ قَالَ فَاَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَآءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَّآئِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا بْنَ اَخِي ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ اِلَّا مَآءُ زَمْزَمَ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذر جزء ۲ ص۳۸۶)

کہ میں بے ہوش کر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آکر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں گویا میں لال بُت ہوں (یعنی سر سے لے کر پاؤں تک خون میں لت پت ہوں) پھر میں زمزم کے پاس آیا، میں نے خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا تو اے بھتیجے میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن رہا۔ میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی سوائے زمزم کے پانی کے۔

حضرت خبابؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ من المشرکین بمکۃ جزء ۵ ص۵۶)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کعبہ کے سایہ میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس زمانہ میں ہم مشرک لوگوں سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ سے دعاء کیوں نہیں کرتے۔ یہ سنتے ہی آپ (تکیہ چھوڑ کر سیدھے) بیٹھ گئے۔ آپ کا چہرہ (غصے سے) سرخ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں کی جاتی تھیں لیکن وہ اپنے دین سے نہیں پھرتے تھے اور آرا ان کے بیچ سر پر رکھ کر چلایا جاتا تھا اور ان کے دو ٹکڑے کر دئے جاتے تھے لیکن وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ (ایک دن) اس کام کو ضرور پورا کرے گا یہاں تک کہ ایک شخص صنعاء سے سوار ہو کر حضر موت تک جائیگا لیکن اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا اور نہ (چرواہے کو) اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کے علاوہ کسی کا ڈر ہوگا۔

کفار کی ایذاء رسانی جب حد سے زیادہ بڑھی تو مسلمین ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب هجرة الحبشة جزء ۵ ص ۶۲)

بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب اتاری اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی اور جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور میں نے پہلی دو ہجرتیں کیں (حبشہ اور مدینہ کی)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ

مجھے جب سے اپنے ماں باپ کی شناخت ہوئی تو میں نے ان کو اسلام ہی کے دین پر پایا اور کوئی دن ہم پر ایسا نہیں گذرتا تھا کہ صبح اور شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف نہ لاتے ہوں۔ جب مسلمین کو سخت تکلیفیں پہنچنے لگیں تو ابوبکر حبش کے ملک کو ہجرت کرنے کی نیت سے نکلے جب وہ برک الغماد پہنچے تو ابن دغنہ ان سے ملا۔ وہ قارہ قبیلہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا: ابوبکر کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا میں چاہتا ہوں کہ (اللہ کی) زمین کی سیر و سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر تم جیسا شخص نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے تم تو نادار کے لئے کماتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، معاشرہ پر جو لوگ بوجھ ہوتے ہیں ان کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہو، حق کے کاموں میں مدد کرتے ہو میں تم کو

اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ
يَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَ يَقْرِى
الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ
فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ
وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ
رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَءْ
مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ
بِهٖ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يُّفْتِنَ نِسَآءَنَا وَ
اَبْنَآءَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ
لِاَبِىْ بَكْرٍ فَلَبِثَ اَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ
رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلٰوتِهٖ
وَلَا يَقْرَاُ فِىْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِىْ بَكْرٍ
فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَكَانَ
يُصَلِّىْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَنْقَذِفُ
عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ وَ
هُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَ
كَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ
اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ
قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى
ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا
اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَابَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى اَنْ
يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ
فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَاَعْلَنَ
بِالصَّلٰوةِ وَالْقِرَآءَةِ فِيْهِ وَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا
اَنْ يَّفْتِنَ نِسَآءَنَا وَاَبْنَآءَنَا فَاْتِهٖ
فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَّعْبُدَ
رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّآ اَنْ
يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْكَ

اپنی پناہ میں لیتا ہوں، تم مکہ لوٹ چلو اور اپنے شہر ہی میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔ ابوبکر یہ سن کر ابن دغنہ کے ساتھ مکہ لوٹ آئے اور ابن دغنہ شام کے وقت قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابوبکر جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو نادار لوگوں کے لئے کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے، معاشرہ پر جو لوگ بوجھ ہوتے ہیں ان کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے، حق کے کاموں میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ رد نہیں کی اور اس سے کہا تم ابوبکر کو سمجھا دو۔ وہ اپنے گھر میں اللہ کی عبادت کریں جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں، جو چاہیں قرأت کریں لیکن ہم لوگوں کو نہ ستائیں نہ علانیہ یہ کام کریں کیوں کہ ہم ڈرتے ہیں کہیں ہماری عورتیں اور بچے نہ بگڑ جائیں۔ ابن دغنہ نے ابوبکرؓ کو ان کا یہ پیغام پہنچا دیا اور ابوبکر اس شرط پر مکہ میں رہ گئے۔ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے نماز علانیہ نہ پڑھتے نہ اپنے گھر کے سوا اور کہیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ پھر معلوم نہیں کہ ابوبکر کے دل میں کیا آیا انہوں نے اپنے گھر کے جلو خانہ میں ایک مسجد بنائی، وہاں نماز ادا کرتے اور قرآن مجید پڑھا کرتے۔ مشرکوں کی عورتیں اور بچے وہاں جمع ہو جاتے وہ قرأت کو پسند کرتے اور ابوبکر کو دیکھتے رہتے۔ ابوبکر جب قرآن مجید پڑھتے تو آنکھوں کے آنسو روک نہ سکتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر

ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَ
لَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ
قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى
أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ
لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ
وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ
أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ
عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّي أَرُدُّ
إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ (صحیح بخاری کتاب المناقب
باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جزء ۵ ص۵۳)

قریش کے سردار گھبرا گئے۔ آخر انہوں نے ابن دغنہ کو بلایا۔ وہ آیا۔ انہوں نے اس سے شکایت کی ہم نے تمہاری پناہ میں اس شرط پر ابوبکر کا مکہ میں رہنا منظور کیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کریں لیکن ابوبکرؓ نے اس شرط کے خلاف کیا۔ انہوں نے اپنے گھر کے سامنے میدان میں ایک مسجد بنائی ہے وہاں علانیہ نماز ادا کرتے ہیں، قرآن (مجید) پڑھتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہیں ہماری عورتیں اور ہمارے بچے نہ بگڑ جائیں۔ تم ابوبکر کو اس سے روکو وہ چاہیں تو صرف اپنے گھر کے اندر اپنے رب کی عبادت کر سکتے ہیں اور اگر نہ مانیں اور اسی پر ضد کریں اور علانیہ عبادت کریں تو تم ان سے کہو کہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہم لوگ تمہاری پناہ توڑنا پسند نہیں کرتے اور یہ بھی ہم سے نہ ہو سکے گا کہ ابوبکرؓ کو علانیہ عبادت کرنے دیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابن دغنہ قریش کے کافروں کی یہ تقریر سن کر ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا تم کو معلوم ہے میں نے جو شرط قریش کے لوگوں سے ٹھہرائی تھی اب یا تو تم اس شرط پر قائم رہو یا میری امان واپس کر دو اس لئے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ میں نے جو امان دی تھی وہ امان توڑ دی گئی ابوبکرؓ نے کہا میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں میں اللہ عزوجل کی امان پر راضی ہوں۔

الغرض جب کفار کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمین کو جنگ کی اجازت دی اور فرمایا کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے (اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ) (یعنی ان مظلوم مسلمین کی مدد کرنے پر قادر ہے) جو ناحق اپنے گھروں

سے محض اس وجہ سے نکالے گئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جب مکہ میں مسلمین پر عرصۂ حیات تنگ ہوا تو مجبور ہو کر انہوں نے مکہ کو چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكُثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینة جزء ۵ ص۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں نبی بنائے گئے پھر تیرہ برس تک مکہ میں رہے، آپ پر وحی آتی رہی۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا آپ نے ہجرت کی اور ہجرت کے بعد دس برس تک آپ زندہ رہے اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

کفار کے مظالم سے تنگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَاجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِاَبِيْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے وہاں کھجور کے درخت اور دونوں طرف پتھریلے میدان ہیں یعنی مدینہ کے وہ دونوں مقامات جن کو حرّتین کہتے ہیں۔ یہ سن کر جن مسلمین سے ہو سکا وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور بہت سے وہ مسلمین بھی جو حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے مدینہ میں لوٹ آئے۔ ابو بکر نے بھی مدینہ جانے کی تیاری کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ ابو بکر نے عرض کیا آپ کو یہ امید ہے آپ پر میرا باپ قربان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں، پھر ابو بکر ٹھہر گئے تاکہ رسول اللہ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ
فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ
قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ
لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ
فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي
بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا
أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي
جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ
قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى
فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ
النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ
فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ
يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِي
بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کریں۔
ابوبکر نے دو اونٹنیاں جو ان کے پاس تھیں ان
کو کیکر کے پتے کھلانے شروع کئے۔ چار ماہ
تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔ ابن شہاب
نے کہا عروہ بن زبیر نے کہا حضرت عائشہ نے
کہا ایک دن ایسا ہوا ہم ٹھیک دوپہر کو
ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں
ایک کہنے والا کہنے لگا دیکھو یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔ آپ سر چھپائے ہوئے
ایسے وقت پر آئے جو آپ کے تشریف لانے
کا وقت نہ تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں
باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم آپ جو اس وقت
آئے ہیں تو ضرور کوئی بڑا کام ہے۔ اتنے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے۔ آپ
نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ابوبکرؓ نے
اجازت دی۔ آپ اندر تشریف لائے۔ ابوبکر سے فرمایا
جو آدمی تمہارے پاس ہیں انہیں باہر کر دو۔
انہوں نے کہا یہاں کون ہے آپ ہی کے
گھر والے ہیں اے اللہ کے رسول، آپ پر میرا باپ
قربان۔ آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت
مل گئی ہے۔ ابوبکر نے کہا اے اللہ کے رسول، مجھے
اپنے ساتھ لے چلئے میرا باپ آپ پر قربان
آپ نے فرمایا اچھا۔ ابوبکر نے کہا تو آپ دونوں
اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی لے لیجئے۔ آپ
نے فرمایا اچھا لیکن میں اس کی قیمت دے کر
لوں گا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اب ہم نے
جلدی سے دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور
توشہ چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء

فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ
مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ
أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى
يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ
الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ
مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا
عَلَيْهِمَا حِينَ يَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ
الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ
مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ
بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي
الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ
بَنِي الدِّيلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ
عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ
بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ
ابْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ
قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا
وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ
بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلْثٍ وَانْطَلَقَ
مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ
طَرِيقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ
أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ ابْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ
جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي
بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ

نے اپنا کمربند پھاڑا اور اس سے تھیلے کا
منہ باندھا اس دن سے اسماء کا لقب ذات
النطاق (کمربند والی) ہو گیا۔ حضرت عائشہ
کہتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر صدیق دونوں روانہ ہو کر اس غار میں
چلے گئے جو ثور پہاڑ پر تھا تین رات وہیں
چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابوبکر جو جوان اور
ہوشیار تھے رات کو غار میں جا کر ان کے
پاس رہتے اور پچھلے رات سحر سے پہلے واپس
چلے جاتے اور قریش کے لوگوں کے ساتھ
مکہ میں صبح کرتے گویا رات مکہ ہی میں گزاری
اور دن بھر جتنی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور ابوبکرؓ کو نقصان پہنچانے کی سنتے وہ
یاد رکھتے اور رات اندھیری ہوتے ہی (غار پر آ
کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کو سنا
دیتے اور عامر بن فہیرہ جو ابوبکر کے غلام تھے وہ ایک
دودھار بکری گلے میں سے روکے رکھتے۔ جب
ایک پہر رات گذر جاتی تو وہ بکری اس غار میں لے
کر آتے وہ دونوں تازہ اور گرم گرم دودھ پی کر رات
بسر کرتے اور رات کا آخری پہر آنے پر اندھیرے
ہی میں عامر بن فہیرہ بکریوں کو آواز دینا شروع
کر دیتے تین راتیں برابر ایسا ہی کرتے رہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر دونوں نے
بنی دیل قبیلہ کے ایک شخص کو راہ بتانے کے
لئے اجرت پر رکھا۔ یہ شخص بنی عبد بن عدی کے
خاندان کا تھا اور راستہ بتانے میں بڑا
ماہر اور ہوشیار تھا۔ یہ عاص بن وائل سہمی
کے خاندان کا حلیف تھا اور اس دین پر تھا

اَسَرَهٗ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْ
مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ
مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ
فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا اَسْوِدَةً
بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهٗ
قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ
لَهٗ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ
فُلَانًا وَّفُلَانًا اِنْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ
لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ
فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ اَنْ تَخْرُجَ
بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا
عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ
ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ
وَخَفَضْتُ عَالِيَهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِيْ
فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى
دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ
عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدِيْ اِلٰى
كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ
فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ
الَّذِيْ اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ
الْاَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى اِذَا سَمِعْتُ
قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ
سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى
بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ
زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ
يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَآئِمَةً اِذَا لِاَثَرِ
يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَآءِ مِثْلُ

جس دین پر قریش کے کافر تھے۔ دونوں نے
اس پر بھروسہ کیا اور اپنی اونٹنیاں (مکہ سے
نکلتے وقت) اس کے حوالے کر دیں اور اس سے
یہ عہد لیا کہ تین رات کے بعد وہ اونٹنیاں لے
کر غار ثور پر آجائے۔ وہ (حسب وعدہ) تیسری
رات کی صبح کو اونٹنیاں لے کر حاضر ہوا۔ وہ
دونوں عامر بن فہیرہ اور راستہ بتانے والے
شخص کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ راستہ بتانے
والے نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ ابن
شہاب نے کہا اور مجھ سے عبدالرحمٰن بن مالک
مدلجی نے بیان کیا جو سراقہ بن مالک بن جعشم
کا بھتیجا تھا اس سے اس کے باپ مالک نے
بیان کیا اس نے سراقہ بن جعشم سے سنا وہ کہتا
تھا ہمارے پاس قریش کے کافروں کا ایلچی
آیا۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابوبکر ہر ایک کے قتل کرنے والے یا پکڑنے
والے کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔
اس حال میں کہ میں اپنی قوم بنی مدلج
کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک
شخص انہی کی قوم کا آیا اور ہمارے سامنے آکر
کھڑا ہو گیا ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا
سراقہ، میں نے ابھی چند آدمی دیکھے ہیں جو ساحل
کے راستے سے جا رہے تھے، میں سمجھتا ہوں
وہ محمد اور اس کے ساتھی ہیں سراقہ نے کہا میں
پہچان گیا کہ یہ وہی ہیں لیکن میں نے یہ کہا کہ یہ
لوگ محمد اور اس کے ساتھی نہیں ہیں تو نے جو
دیکھا وہ فلاں فلاں لوگ ہیں وہ تو ہمارے
سامنے سے ابھی گئے ہیں۔ اس کے بعد میں

الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ
فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ
فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ
وَوَتَّرْتُ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ
مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ
إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ
وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ
بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ
فَلَمْ يَرْزَأْنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي إِلَّا أَنْ
قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ
لِي كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ
فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ ثُمَّ مَضَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ
الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ
الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ
بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ
مَخْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى
الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ
الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا
انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى
رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ
لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

گھڑی بھر اس مجلس میں بیٹھا رہا پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر لونڈی سے کہا گھوڑا نکال {وہ گھوڑا (اُس وقت) ٹیلے کے پیچھے کھڑا تھا} اور میرے لئے اس کو روکے رکھ۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور گھر کی پشت کی طرف سے نیزے کی نوک کو زمین پر ٹکا کر باہر نکلا نیزے کا اوپر کا حصہ میں نے جھکا دیا تھا۔ اسی طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو کر سرپٹ دوڑتا ہوا چلا جب میں اُن کے قریب پہنچا تو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ میں گر پڑا۔ پھر میں کھڑا ہوا۔ میں نے ترکش کی طرف ہاتھ جھکایا، تیر نکالے اور ان سے فال کھولی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال میرے خلاف نکلی لیکن میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فال کے خلاف عمل کیا۔ گھوڑا مجھے لئے ہوئے سرپٹ بھاگ رہا تھا یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز سُنی آپ اِدھر اُدھر نگاہ نہیں کرتے تھے لیکن ابوبکرؓ برابر اِدھر اُدھر دیکھتے جاتے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھس گئیں۔ میں پھر گر پڑا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹا، وہ اٹھا مگر بڑی مشکل سے اپنی ٹانگیں زمین سے نکال سکا جب اس نے ٹانگیں نکالیں اور ہاتھ نکالے اور سیدھا کھڑا ہوا تو اس کی دونوں ٹانگوں سے گرد نکلی جو دھوئیں کی طرح آسمان میں پھیل گئی۔ میں نے پھر تیروں سے فال نکالی تو میرے خلاف نکلی۔ آخر میں نے ان

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ مُبَیَّضِیْنَ یَزُوْلُ بِہِمِ السَّرَابُ فَلَمْ یَمْلِكِ الْیَہُوْدِیُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ ھٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَی السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِظَہْرِ الْحَرَّۃِ فَعَدَلَ بِھِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ حَتّٰی نَزَلَ بِھِمْ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ مِنْ شَہْرِ رَبِیْعٍ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ یَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَیِّیْ اَبَابَكْرٍ حَتّٰی اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰی ظَلَّلَ عَلَیْہِ بِرِدَآئِہٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً وَاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی وَصَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَہٗ فَسَارَ یَمْشِیْ مَعَہُ النَّاسُ حَتّٰی بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْہِ یَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُھَیْلٍ وَّسَھْلٍ غُلَامَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِیْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَۃَ

کو اماں کے ساتھ پکارا وہ لوگ ٹھہر گئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس گیا جس وقت (راستہ میں) مجھے یہ رکاوٹیں درپیش آئیں تو میرے دل میں یہ آیا کہ عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہوگا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کی قوم نے آپ کے لئے انعام مقرر کیا ہے۔ پھر میں نے وہ سب خبریں بیان کیں جو قریش سے آپ کے متعلق سنی تھیں اور میں نے یہ بھی کہا اگر آپ کو توشہ یا سامان درکار ہو تو حاضر ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نے کوئی چیز نہیں لی، نہ مجھ سے کوئی چیز مانگی البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ امن و امان کی ایک سند مجھے لکھ دیجئے آپ نے عامر بن فہیرہ سے فرمایا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند لکھ دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (راستہ میں مدینہ کو جاتے ہوئے) حضرت زبیر اور مسلمین کے کئی سواروں سے ملے جو سوداگر تھے اور شام کے ملک سے واپس لوٹ کر آ رہے تھے۔ زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کو سفید کپڑے پہنائے۔ ادھر مدینہ والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر ہو گئی تھی۔ وہ ہر صبح حرّہ تک آتے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْشَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَ لَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى اَبْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمْ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرَ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرُ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۵۷)

اور آپ کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ جب دوپہر کی گرمی شروع ہوتی اس وقت لوٹ جاتے۔ ایک دن ایسا ہوا بڑی دیر تک انتظار کر کے وہ لوگ واپس آ گئے۔ جب وہ اپنے گھر پہنچ گئے تو اس وقت ایک یہودی اپنے ایک ٹیلے پر کچھ دیکھنے کے لئے چڑھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ سفید لباس میں ملبوس چلے آ رہے ہیں۔ ان کی چمک کی وجہ سے ریت کا چمکنا کم ہوتا جا رہا تھا۔ یہودی سے یہ دیکھ کر رہا نہ گیا، بے اختیار زور سے چلّایا عرب کے لوگو، یہ تمہارا سردار جس کا تم انتظار کر رہے تھے آ پہنچا۔ یہ سنتے ہی مسلمین نے ہتھیار سنبھالے اور حرّہ میں جا کر آپ سے ملے۔ آپ ان کو ساتھ لئے ہوئے داہنی طرف مڑے اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں جا کر اتر گئے۔ یہ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ ابوبکر صدیق کھڑے ہو کر لوگوں سے ملنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ کئی ایک انصاری شخصوں نے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا ابوبکر کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر) سلام کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آ گئی تو ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کیا۔ اب سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ پھر آپ دس سے زائد رات بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں رہے اور اس مسجد کی بنیاد ڈالی

جو تقویٰ پر بنائی گئی (یعنی مسجد قبا) اور وہیں نماز پڑھتے رہے پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مدینہ کی طرف چلے) لوگ آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ کی اونٹنی وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں اب مدینہ میں مسجد نبوی ہے۔ ان دنوں وہاں چند مسلمین نماز پڑھا کرتے تھے وہ سہیل اور سہل دو یتیم لڑکوں کے کھجور سکھانے کا مقام تھا یہ بچے اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا اللہ نے چاہا تو یہی منزل ہو گی۔ پھر آپ نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا اور ان سے اس زمین کی قیمت پوچھی آپ نے فرمایا ہم اس زمین پہ مسجد بنانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ زمین ہم آپ کو ویسے ہی دیتے ہیں۔ آپ نے مفت لینے سے انکار کر دیا آخر آپ نے ان سے وہ زمین خرید لی، پھر وہاں مسجد بنانا شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور یہ فرماتے جاتے یہ بوجھ اٹھانا باعث ثواب ہے نہ کہ خیبر میں بوجھ اٹھانا۔ اے ہمارے رب، یہ بوجھ اٹھانا عمدہ اور بہتر ہے۔ اے اللہ،

اجر تو در حقیقت آخرت کا اجر ہے، اے اللہ انصار
اور مہاجرین کو بخش دے۔

آگے فرمایا (وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا) اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہے تو (ظلم و استبداد کی حد ہو جائے حتیٰ کہ) عیسائیوں کی خانقاہیں اور ان کے گرجے، (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمین کی) مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے منہدم کر دی جائیں (امن و امان ناپید ہو جائے، فساد اور افراتفری پھیل جائے، نہ کسی کی جان محفوظ رہے اور نہ مال)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت خانے خواہ وہ کسی قوم کے بھی ہوں گرائے نہیں جائیں گے۔ اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں جبر و اکراہ نہیں ہے، ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ جو دین چاہے اختیار کرے۔ عبادت خانوں کا گرانا رعایا کی دینی آزادی کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ کسی قوم کی دینی آزادی پر ضرب لگائی جائے۔ یہ کام وہی کر سکتے ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو، یا جو سرکشی میں حد سے بڑھ گئے ہوں اور جن کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف جاتا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوسرے لوگوں کے ذریعہ نیست و نابود کرتا رہتا ہے۔ دنیا میں بہت سی قومیں ابھریں اور بالآخر ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کو فساد فی الارض پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ظالم قوم سے انتقام لے کر رہتا ہے۔ کفار مکہ کے مظالم جب بہت بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لینے کے لئے مسلمین کو جنگ کی اجازت دی اور مسلمین کے ذریعہ ان کی طاقت کو کچل دیا۔ کفار کے معاملہ میں انتقامی کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ، فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التوبۃ - ۵)

پھر جب (امن یا صلح کی مدت گذر جائے اور) حرمت والے مہینے بھی گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو، ان کو گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کے مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو، ہاں اگر وہ (کفر سے) توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو معاف کر دے اس لئے کہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ، اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ

(اور تم) ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، رسول کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا اور (عہد شکنی کے معاملہ میں) تم سے پہلے ابتداء کی، (اے ایمان والو) کیا تم ان سے ڈرتے ہو (تمہیں ان سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ (اے ایمان والو) ان (کافروں) سے لڑو، اللہ ان کو تمہارے

يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
(التوبہ - ۱۳ تا ۱۵)

ہی ہاتھوں سے عذاب دیگا، انہیں ذلیل و خوار کرے گا، ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور (اس طرح) ایمان والوں کے سینوں کو شفا بخشے گا (یعنی ان کے دلوں کے غصہ کو دُور کر دے گا) اور (اپنے علم اور اپنی حکمت کی بنیاد پر) جس شخص کی چاہے گا توبہ قبول کرے گا، (بے شک) وہ علم والا حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ) اور جو شخص اللہ کے (دین) کی مدد کریگا تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدۂ نصرت کو دہرایا ہے اور مسلمین کو پوری طرح سے اطمینان رکھنے کی تلقین کی ہے۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ) (اور اللہ ان مظلوم مسلمین کی جو اللہ کے دین کے لئے لڑتے ہیں کیوں نہ مدد کرے) یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ اگر اللہ انہیں زمین میں استحکام و غلبہ عطاء فرمائے تو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیک بات کا حکم دیں اور بُری بات سے روکیں (وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ) اور (اپنے تمام کاموں کے نتائج کو اللہ پر چھوڑ دیں، اس لئے کہ) تمام کاموں کا انجام اللہ (اکیلے) کے اختیار میں ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے اوصاف جلیلہ کا مختصر بیان ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے واضح الفاظ میں صحابہ کرام کے دور خلافت کی تعریف فرمائی ہے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ صحابہ کرام کے دور خلافت میں اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا معقول انتظام تھا۔ صحابہ کرام معروف کاموں کا حکم دیتے تھے اور بُرے کام سے روکتے تھے انکے دور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہترین نظام قائم تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے فروغ کے لئے کام کرتے تھے اور نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا۔

صحابہ کرام کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ — اللہ نے ان کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا

بِهَا وَاَهْلُهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○

(الفتح ۔ ۲۶)

اور وہ اس کے حقدار بھی تھے اور اہل بھی اور (اے رسول) اللہ (تعالیٰ) کو ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○

(النور ۔ ۳۷)

وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ، وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا، وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(النور ۔ ۵۵)

اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو عطاء فرمائی تھی اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کے لئے مستحکم (و مضبوط) کر دے گا اور ان کے (موجودہ) خوف (کو ختم کرنے) کے بعد (اس کے) بدلے انہیں امن (و سکون) عطاء فرمائے گا، (وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ صرف) میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے اور جو اس (نعمت کے مل جانے) کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، توحید پر قائم رہیئے۔ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانیئے۔ اللہ تعالےٰ

سے دیں گے۔ دیکھئے، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیجئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو حکومت عطاء فرمائے تو نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کیجئے، نیک بات کا حکم دیجئے، بُری بات سے روکیئے اور اپنے تمام کاموں کے نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ
ثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ
لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ وَكُذِّبَ
مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ
ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ
خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ

مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ
بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا
لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى
الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ
وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ،
وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ

سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ
مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَ
هِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا، وَ
اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ) ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں (۴۲) اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) (۴۳) اور اہل مدین (بھی جھٹلا چکے ہیں) اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک) مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا (۴۴) الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالی شان محل (ویران پڑے ہیں) (۴۵) تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (۴۶) اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں (عذاب یقیناً وعدہ کے مطابق آئے گا) اور (بے شک) اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کریگا، (لیکن ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے لہذا عذاب بھی وقت مقررہ پر ہی آئے گا) اور (اے رسول) آپ کے رب کے ہاں (وقت کا معمولی سا) وقفہ بھی آپ لوگوں کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (یعنی جس عذاب کو آپ دور سمجھ رہے ہیں اللہ کے نزدیک وہ عذاب

بہت قریب ہے) (۴۷) اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں، میں نے (پہلے) ان کو مہلت دی، پھر انہیں پکڑ لیا اور میری ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے (۴۸)

معانی ومصادر (اَمْلَیْتُ) اَمْلٰی، یُمْلِیْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) لکھوانا، ڈھیل دینا، طویل کرنا، طویل ہونا۔

(نَکِیْرٌ) نَکِرَ، یَنْکَرُ، نَکْرٌ و نُکْرٌ و نُکُوْرٌ و نَکِیْرٌ (س) نہ پہچاننا۔
نَکُرَ، یَنْکُرُ، نَکَارَۃٌ (ک) سخت اور تکلیف دہ ہونا (نَکِیْرٌ = خفگی، عذاب، مضبوط، تغیر، سخت)۔
(خَاوِیَۃٌ) خَوٰی، یَخْوِیْ، خَوَاءٌ (ض) گر پڑنا۔
(عُرُوْش) عَرَشَ، یَعْرِشُ، عَرْشٌ (ن و ض) بنانا، لکڑی کا مکان بنانا (عُرُوْشٌ = عَرْشٌ کی جمع، تخت شاہی، چھتیں، ستون)
(بِئْرٌ) بَأَرَ، یَبْأَرُ، بَأْرٌ (ف) کھودنا (بِئْرٌ = کنواں)۔
(قَصْرٌ) قَصَرَ، یَقْصُرُ، قَصْرٌ (ن) دیواروں سے محفوظ کر دینا، قید کر دینا (قَصْرٌ = محل)
(مَشِیْدٌ) شَادَ، یَشِیْدُ، شَیْدٌ (ض) عمارت کو بلند کرنا۔ (مَشِیْدٌ = بلند، یہ شَیْدٌ سے اسم مفعول ہے)۔
(یَسِیْرُوْا) سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرٌ، تَسْیَارٌ و مَسِیْرٌ و مَسِیْرَۃٌ و سَیْرُوْرَۃٌ (ض) سیر کرنا۔
(تَعْمٰی) عَمِیَ، یَعْمٰی، عَمًی (س) اندھا ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے (وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ) اور (اے رسول) اگر کافر آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو گھبرانے اور آزردہ ہونے کی کوئی بات نہیں) آپ سے پہلے قوم نوح نے، (قوم) عاد نے، (قوم) ثمود نے اپنے اپنے نبیوں کو) جھٹلایا تھا (قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ) اور قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے (اپنے نبیوں کو جھٹلایا) (وَاَصْحٰبُ مَدْیَنَ) اور مدین والوں نے (اپنے نبی کو جھٹلایا) (وَکُذِّبَ مُوْسٰی) اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا (یعنی موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کو جھٹلایا، الغرض بے شمار پیغمبروں کو جھٹلایا جاتا رہا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں)۔

عاد حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ○ (ھود۔ ۵۰) — اور (اے رسول) قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر بھیجا)

ثمود حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ○
(ھود - ۶۱)

اور (اے رسول) ثمود کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی صالح کو (رسول بنا کر بھیجا)۔

مدین والوں سے مراد حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ○
(ھود - ۸۴)

اور (اے رسول، اہل) مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (رسول بنا کر بھیجا)۔

آگے فرمایا (فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ) تو (اے رسول، پہلے تو) میں نے کافروں کو ڈھیل دی، پھر میں نے ان کی گرفت کی (اور ان پر اپنا عذاب بھیج دیا تو دیکھ لیجئے) میرا عذاب کیسا رہا (میرے عذاب نے ان کو نیست و نابود کر دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ○ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا کَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً ، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ کَثِیْرًا ○ وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَکُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَی الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ، اَفَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ، بَلْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○
(الفرقان - ۳۵ تا ۴۰)

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ (تبلیغی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا۔ پھر ہم نے (ان دونوں سے) کہا اس قوم کی طرف جاؤ جس قوم نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے (وہ گئے، قوم کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی) تو ہم نے (ان سب) کو نیست و نابود کر دیا اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ان ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کی (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر

سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہٰذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دی کہ گذشتہ قوموں نے بھی اپنے نبی کو جھٹلایا تھا، آپ کی قوم بھی انہی کی طرح آپ کو جھٹلا رہی ہے۔ گذشتہ قوموں کو مہلت دی گئی تھی، بالکل اسی طرح کفار مکہ کو بھی مہلت دی جا رہی ہے۔ جب مہلت کا زمانہ ختم ہو گیا تو گذشتہ قوموں پر عذاب بھیجا گیا اور انہیں نیست و نابود کر دیا گیا، اسی طرح جب کفار مکہ کی مہلت کا زمانہ ختم ہو جائے گا تو ان پر عذاب بھیج کر انہیں بھی نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

ان آیات میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو تسلی نہیں دی گئی ہے بلکہ کفار کو بھی ڈرایا گیا ہے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ اب بھی وقت ہے ایمان لے آؤ ورنہ اللہ تعالیٰ عذاب بھیج کر تم کو اسی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیگا جس طرح گذشتہ قوموں کو مٹا دیا گیا۔

آگے فرمایا (فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ) کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے نیست و نابود کر دیا (صرف اس وجہ سے کہ) وہ ظالم تھیں (فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ) تو (دیکھ لو) وہ بستیاں اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالیشان محل (ویران پڑے ہیں۔ ان بستیوں کے باشندے کہیں نظر نہیں آتے، صرف کھنڈرات ہیں جو زبان حال سے ان کے عبرتناک انجام کی خبر دے رہے ہیں، کنویں ہیں لیکن پانی بھرنے والے نہیں ہیں، عالیشان محل ویران پڑے ہوئے ہیں، ان محلوں میں رہنے والے بادشاہوں کا کہیں پتہ نہیں) (اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ) کیا کفار مکہ نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی (کہ گذشتہ قوموں کے عبرتناک انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے) (فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ) (تاکہ ان کے عبرتناک انجام کو دیکھ کر) ان کے دل (ایسے ہو جاتے کہ) وہ (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے (ان کے دلوں میں یہ خوف پیدا ہو تا کہ اگر ہم نے اپنے رسول کو جھٹلایا تو ہمارا بھی یہی حشر ہوگا) (اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا) اور (پھر ایسی صورت میں) ان کے کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سنتے (دل میں خوف ہوتا تو نصیحت کی بات سننے کی تڑپ ہوتی، پھر وہ کان لگا کر رسول کی بات سنتے اور مانتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ○ (قٓ - ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضورِ قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ نصیحت کی بات وہی سنتا ہے جس کے پاس دل بینا ہو (فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ) اس لئے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (آنکھوں سے اگر کوئی شخص گذشتہ قوموں کے عبرتناک انجام کو دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ اس کی آنکھیں اندھی ہیں۔ نہیں آنکھوں سے تو وہ دیکھ رہا ہے لیکن اس پر اس کا کوئی اثر اس لئے نہیں ہو رہا کہ اس کا دل اندھا ہے۔ دل میں نہ خوفِ الٰہ ہے، نہ اپنے انجام کی فکر ہے یہی وجہ ہے کہ اس کو دل کی آنکھوں سے اپنی تباہی نظر نہیں آتی، وہ دل میں سوچ ہی نہیں سکتا کہ بالآخر اس کا انجام کیا ہونے والا ہے، دل پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے، ضد، تعصب، ہٹ دھرمی اور بے خوفی نے اس کے دل کو روحانی طور پر اندھا کر دیا ہے، اب اُسے اپنا انجام نظر آئے تو کیسے آئے۔

آگے فرمایا (وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ) اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں (آپ کہہ دیجئے کہ عذاب یقیناً آئے گا اور وعدہ کے مطابق آئے گا) اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا (لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اسی طرح عذاب کا بھی وقت مقرر ہے، اسی مقررہ وقت پر عذاب آئے گا) (وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ) اور (اے رسول، جس عذاب کو کفار دور سمجھ رہے ہیں، آپ کے رب کے علم میں تو وہ بہت قریب ہے اس لئے کہ) آپ کے ربّ کے ہاں (وقت کا معمولی سا) وقفہ بھی آپ لوگوں کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو عذاب کا وقت بہت قریب آچکا ہے لیکن کیونکہ اس کے ہاں معمولی سا وقت بھی انسانوں کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے لہٰذا انسانوں کو وہ وقت بہت طویل نظر آتا ہے)

وقت کی اس نسبت کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے وقفہ میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار

(الٓمّٓ تنزیل - ۵) سال کے برابر ہے وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

آگے فرمایا (وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ) اور (اے رسول، کافروں کو عذاب کا یقین نہیں آتا، کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ) کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو (پہلے تو) میں نے ڈھیل دی اس حالت میں کہ وہ ظالم تھیں پھر (جب وہ ڈھیل کے زمانے میں بھی اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو) میں نے ان کو پکڑ لیا (اور عذاب بھیج کر ان کو نیست و نابود کر دیا) اور (اے لوگو، تم سب کو ایک دن میری طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر اس دن تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں سزا و جزا ملے گی)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○ (الرعد - ۳۲)

اور (اے رسول، اگر آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی بلکہ) میں نے کافروں کو (ہمیشہ) مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں، لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) میں نے ان کو پکڑ لیا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہئے، عبرتناک مناظر سے نصیحت حاصل کیجئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل کا زمانہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہے اس سے فائدہ اٹھائیے اور ایمان لا کر عذاب سے بچنے کا سامان کیجئے۔

عذاب زدہ بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھئے۔ تفریح کی نیت سے نہ دیکھئے۔ ان بستیوں میں نہ جائیے، اگر جائیں تو روتے ہوئے جائیے اگر رونا نہ آئے تو نہ جائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْ بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ

ان عذاب زدہ لوگوں (کی بستیوں) میں نہ جاؤ مگر روتے ہوئے (اللہ سے ڈرتے ہوئے) اگر تمہیں رونا نہ آئے تو ان مقامات میں نہ جاؤ

مَّآ اَصَابَهُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کراھیۃ الصلوٰۃ فی مواضع الخسف جزو اول ص۱۱۸ و صحیح مسلم کتاب الزھد باب لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا جزو ۲ ص۵۹۱)

کہیں ایسا نہ ہو کہ ان جیسا عذاب تم پر بھی نازل ہو جائے۔

جب ایسی بستی پر سے گذر ہو تو سر ڈھانک لیجئے اور تیزی سے گذر جائیے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاکِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مَّآ اَصَابَھُمْ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَہٗ وَ اَسْرَعَ السَّیْرَ حَتّٰی اَجَازَ الْوَادِیَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر جزو ۶ ص۹)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر سے گذرے تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا نہ جانا ایسا نہ ہو کہ ان کی طرح تم پر بھی عذاب نازل ہو جائے اگر جانا ہو جائے تو روتے ہوئے جاؤ پھر آپ نے اپنا سر چھپایا اور تیزی سے اس وادی سے گذر گئے۔

ایسی بستی کے کنویں کا پانی نہ خود پئے، نہ کسی کو پلائے اور نہ اس سے آٹا گوندھے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَمَرَھُمْ اَنْ لَّا یَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِھَا وَلَا یَسْتَقُوْا مِنْھَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْھَا وَاسْتَقَیْنَا فَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّطْرَحُوْا ذٰلِکَ الْعَجِیْنَ وَ یُھْرِیْقُوْا ذٰلِکَ الْمَآءَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحا جزو ۴ ص۱۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں حجر میں اترے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا یہاں کے کنویں کا پانی نہ پیو اور نہ مشکوں میں بھرو لوگوں نے کہا ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا اور مشکیں بھر لیں۔ آپ نے فرمایا آٹا پھینک دو اور پانی بہا دو۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

ترجمہ (اے رسول) کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تو بس تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں (عذاب کب آئے گا اس کا مجھے علم نہیں) ﴿۴۹﴾ ہاں جو لوگ ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور عزت والی روزی بھی ﴿۵۰﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں (کی مخالفت) میں کوشش کرتے ہیں (اور چاہتے ہیں) کہ ہمیں عاجز کر دیں تو ایسے لوگ دہکتی ہوئی آگ (میں جانے) والے ہیں ﴿۵۱﴾

معانی ومصادر

(مُعٰجِزِیْنَ) عَاجَزَ، یُعَاجِزُ، مُعَاجَزَۃٌ (باب مفاعلہ) عاجز کرنا، عاجز ہونا، آگے بڑھ جانا۔
(جَحِیْمٌ) جَحَمَ، یَجْحَمُ، جَحْمٌ (ف) جلانا۔
جَحِمَ، یَجْحَمُ، جَحَمٌ و جَحْمٌ (س) وجَحُمَ، یَجْحُمُ، جُحُوْمٌ (ک) بھڑکنا۔

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے اور کفار کو تنبیہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ) (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کے لئے صاف صاف (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں (میرا کام بس عذاب سے ڈرا دینا ہے، عذاب کے وقت کی اطلاع دینا میرا کام نہیں ہے، عذاب کب آئے گا اس کا علم بس اللہ تعالیٰ کو ہے، میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور تم کو ڈرا دیا ہے، اب یہ تمہارا کام ہے کہ ایمان لاؤ یا انکار کرو) (فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ) تو جو لوگ (ڈر کر) ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور عزت کی روزی بھی (وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ) اور جو لوگ ہماری آیتوں (کے معاملہ) میں ہمیں عاجز کرنے کی کوشش کریں گے وہ دوزخی ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لا کر نیک عمل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کی مخالفت نہ کیجئے۔ آیات ربانی کی مخالفت کر کے آپ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، اگر آپ ایسا کریں گے تو آخرت میں سخت نقصان اٹھائیں گے اور عذاب الیم میں گرفتار ہوں گے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى
اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ
فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا
يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ
قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ

شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ
لَهٗ قُلُوْبُهُمْ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

ترجمہ (اور اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے نہ ایسا کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی بھیجا (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو) کہ جب اس نے قرأت کی تو شیطان نے اس کی قرأت میں (کوئی رخنہ نہ) ڈالا (ہو)، پھر اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے (رخنے) کو زائل کر دیا کرتا تھا اور اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا تھا، (بے شک) اللہ علم والا، حکمت والا ہے ﴿۵۲﴾ (یہ اس لئے ہوتا تھا) کہ جو (رخنہ) شیطان نے ڈالا تھا اس کو ان لوگوں کیلئے ذریعہ آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری تھی اور جن کے دل سخت ہو گئے تھے اور (اے رسول) یہ ظالم تو بے شک پرلے درجے کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (اگر شیطان نے غلط بیانی کر کے کوئی غلط بات وحی میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے تو اس سے آپ کی رسالت پر کوئی حرف نہیں آتا) ﴿۵۳﴾ اور (شیطان کے رخنے کا یہ بھی مقصد ہوتا تھا) کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ جان لیں کہ آپ کے رب کی طرف سے جو وحی آتی ہے وہ سچی ہوتی ہے (شیطان کے رخنہ ڈالنے سے وحی کی سچائی پر کوئی حرف نہیں آتا) پھر وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل (اللہ کے آگے) جھک جائیں اور بے شک اللہ ایمان والوں ہی کی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے ﴿۵۴﴾

معانی ومصادر

(تَمَنّٰی) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیْ (باب تَفَعُّلٌ) خلط ملط کرنا، جھوٹ بولنا، تمنا کرنا، پڑھنا۔

(اُمْنِیَّۃٌ = تمنا، آرزو۔ اس کی جمع اَمَانِیٌّ اور اَمَانِیُّ ہے۔ اس کے اصلی حروف م، ن، ی ہیں)۔

(قَاسِیَۃٌ) قَسَا، یَقْسُوْ، قَسْوٌ وقَسْوَۃٌ وقَسَاوَۃٌ وقَسَاءَۃٌ (ن) سخت ہونا (قَاسِیَۃٌ = قَاسٍ کا مؤنث)۔

(تُخْبِتُ) اَخْبَتَ، یُخْبِتُ، اِخْبَاتٌ (باب افعال) عاجزی کرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیت (۵۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ہماری آیات کے مقابلہ میں ہمیں عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں (اگرچہ وہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے) تو ایسے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

کفار کی یہ کوشش کیا تھی، وہ آیات قرآنیہ کے سلسلہ میں کیا کیا حرکتیں کرتے تھے اور کس کس طرح سے مفہوم ومنشائے ربانی کو بدل کر لوگوں کو بہکاتے تھے۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق جگہ جگہ اشارے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

① آیات قرآنیہ کے متعلق وہ کہا کرتے تھے کہ یہ کسی عجمی شخص کا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ، لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

(النحل۔ ۱۰۳ تا ۱۰۵)

(اور اے رسول) ہمیں (بخوبی) علم ہے کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ رسول کو کوئی شخص سکھا جاتا ہے حالانکہ جس شخص کی طرف یہ لوگ کجروی سے نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح وبلیغ عربی زبان (میں) ہے (عجمی شخص ایسی فصیح وبلیغ عربی زبان کیا جانے) بے شک جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ ان کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا، ان کے لئے تو دردناک عذاب (تیار) ہے۔ (رسول کبھی اللہ کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کر سکتا) اللہ کی طرف تو جھوٹ وہی منسوب کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، یہ لوگ (جو رسول پر افتراء

پردازی کا بہتان لگا رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ خود) ہی جھوٹے ہیں۔

② آیات قرآنیہ میں کجی نکالتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ، اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ، اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۴۰)

(اور اے رسول) جو لوگ ہماری آیتوں میں کجی پیدا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں، تو کیا وہ شخص بہتر ہے جو قیامت کے دن دوزخ میں ڈالا جائے یا وہ شخص بہتر ہے جو (اس دن) امن کے ساتھ آئے، (اے لوگو) جو عمل تم کرنا چاہو کرو، بے شک جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ، اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ ○

(ابراھیم ۔ ۳)

(ان کافروں کے لئے عذاب شدید ہے) جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں، (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

③ آیات قرآنیہ میں تحریف کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْكَ ، یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ، وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ، اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ، لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○

(اے رسول، ان لوگوں کی وجہ سے جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل مؤمن نہیں ہیں) اور ان لوگوں (کی وجہ) سے جو یہودی ہیں (آپ رنجیدہ نہ ہوں) یہ لوگ جھوٹ (پھیلانے کے) لئے جاسوسی کرتے ہیں (اور) ایسے لوگوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آتے۔ (مزید برآں اے رسول) یہ لوگ (آپ کی) باتوں کو ان کے موقع و محل سے بدل دیتے ہیں (لوگوں

(المآئدۃ - ۴۱)

سے کہتے ہیں) اگر تمہیں یہ حکم ملے تو اسے قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو اس سے بچنا اور جس شخص کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہے تو (اے رسول) آپ اس کو اللہ سے بچانے کا ذرا سا بھی اختیار نہیں رکھتے، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے قلوب کو اللہ پاک کرنا نہیں چاہتا، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ، وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ، فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ○

(النسآء - ۸۱)

(اے رسول، ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آپ سے تو) کہتے ہیں ہم اطاعت کریں گے لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت آپ سے جو عہد کر کے آئی تھی بالکل اس کے خلاف باتوں میں رات گذارتی ہے، اور جن باتوں میں یہ رات گذارتے ہیں اللہ انہیں دیکھ رہا ہے، (اے رسول) آپ ان سے اعراض کریں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، کارسازی کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ، فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ، وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ○

(المآئدۃ - ۴۹)

اور (اے رسول، آپ کو پھر تاکید کی جاتی ہے) کہ آپ ان لوگوں کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہی حکم دیں (یا فیصلہ کریں) اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں اللہ کی نازل کردہ شریعت سے (ہٹا کر) آپ کو فتنہ میں مبتلا کر دیں، اگر یہ

پھر بھی (اللہ کی نازل کردہ شریعت سے) منہ موڑیں تو آپ خبردار ہو جائیے کہ اللہ ان کو ان کے بعض گناہوں کے سبب مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اس بات سے بھی خبردار ہو جائیے کہ بے شک اکثر لوگ فاسق ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۷۳)

اور (اے رسول) یہ (کافر) تو (اس کوشش میں) لگے ہوئے ہیں کہ جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اس سے آپ کو بھٹکا دیں تاکہ آپ اس (وحی کے ذریعہ نازل شدہ بات) کے علاوہ کوئی اور بات اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیں اور (جب آپ ایسا کر دیں تو) اس صورت میں یہ آپ کو (اپنا) دوست بنا لیں (لیکن ایسا ہو نہیں سکتا اس لئے کہ آپ کو تو ثابت قدم ہم رکھے ہوئے ہیں)۔

⑤ آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ، حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ○

(محمد ۔ ۱۶)

اور (اے رسول) ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو (بظاہر) بڑے غور سے آپ کی بات سنتے ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے پوچھتے ہیں انہوں نے ابھی کیا کہا تھا۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور (اب) وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا يَأْتِيهِمْ مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ
إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○ لَاهِيَةً
قُلُوبُهُمْ، وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ
ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ،
أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○
قُلَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَ
الْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ بَلْ قَالُوا
أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ، بَلْ
هُوَ شَاعِرٌ، فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ
الْأَوَّلُونَ ○

(الانبیاء - ۲ تا ۵)

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اُسے سنتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انکے دل (نصیحت کی بات سننے سے بالکل) غافل ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں بھی کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی طرف (جادو کی باتیں سننے) آتے ہو۔ (رسول نے) کہا میرا رب تو آسمان اور زمین میں (کہی جانے والی ہر) بات کو جانتا ہے (اس سے تمہاری سرگوشیاں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں)، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (ظالم) کہنے لگے یہ (قرآن) تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں (اگر یہ) نہیں (تو) اس کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اگر یہ بھی) نہیں (تو) یہ شاعر ہے (اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ کلام کا مجموعہ ہے اور اگر یہ واقعی رسول ہے) تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا (آخر اس کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے۔

الغرض کفار طرح طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمے پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی فرمایا (وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَّلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَٰنُ فِي أُمْنِيَّتِهِ) اور (اے رسول، رنج و ملال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ایسا تو ہوتا آیا ہے) ہم نے آپ سے پہلے نہ ایسا کوئی رسول بھیجا اور نہ نبی بھیجا (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو) کہ جب اس نے (کلام الٰہی کی) تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں رخنہ اندازی نہ کی ہو۔

جتنے بھی نبی آئے شیطان نے ان کی مخالفت کی، ان کے کلام میں رکاوٹ ڈالی، ان کی طرف غلط باتوں کو منسوب کیا اور ان کا مذاق اڑایا، آیات ربانی جو نبی کی زبان سے انہوں نے سنیں تھیں ان میں اپنی طرف سے کاٹ چھانٹ کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

(الانعام - ۱۱۲ و ۱۱۳)

اور (اے رسول، جس طرح یہ کفار مکہ آپ سے دشمنی کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیطان (قسم کے) لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا۔ یہ شیطان دھوکا دینے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں (بُری باتوں کو) خوشنما (بنا کر) القا کیا کرتے تھے اور اے رسول اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (لیکن اللہ کے تمام کام فطری قوانین کے مطابق ہوتے ہیں، کسی پر زبردستی نہیں ہوتی) لہٰذا (اے رسول) آپ ان (کفار) کو اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیجئے، (ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے)۔ (یہ شیاطین پُرفریب خوشنما بات اس لئے کرتے تھے) تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس طرف مائل ہوں، وہ اُسے پسند کریں اور پھر جو (گناہ) وہ کما رہے ہیں کماتے رہیں۔

الغرض ہر نبی کے ساتھ شیطان لگے رہتے تھے یہ شیطان جنات میں سے بھی ہوتے تھے اور انسانوں میں سے بھی۔ شیطانوں کا تو یہ کام ہی ہے کہ دینی کاموں میں رخنہ ڈالیں۔ وہ خود بھی رخنہ ڈالتے ہیں اور اپنے دوستوں کے ذریعہ بھی یہ کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ، وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام - ۱۲۲)

شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں (تم ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

شیطان کے دوست جو کام کرتے ہیں وہ دراصل شیطان ہی کے بہکانے سے کرتے ہیں لہٰذا آیت میں ان دوستوں کے کاموں کو بھی شیطان ہی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵۷)

کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انہیں نور (ہدایت) سے نکال کر (گمراہی کی) تاریکیوں کی طرف لے آتے ہیں، یہ لوگ (جو شیطان کے بہکانے سے گمراہی کی تاریکیوں میں آجاتے ہیں) دوزخی ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

آگے فرمایا (فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ) پھر اللہ (ہر نبی کے زمانہ میں) شیطان کے ڈالے ہوئے رخنے کو دور فرما دیا کرتا تھا اور اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا تھا (یہی اللہ اب بھی کرے گا لہٰذا اے رسول، گھبرانے اور ملال کرنے کی کوئی بات نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۡ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○

(حٰمٓ سجدۃ - ۴۱ و ۴۲)

بے شک جن لوگوں نے اس کتاب کا انکار کیا جب یہ کتاب ان کو پہنچی (تو انہوں نے اپنا نقصان کیا)، بے شک یہ (کتاب) تو بڑی باعزت کتاب ہے۔ باطل اس کے پاس نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، (یہ تو) حکمت والے اور تعریف والے (اللہ) کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ○

(الحجر - ۹ تا ۱۳)

(اور اے رسول) یہ نصیحت ہم ہی نے نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی ہم گذشتہ امتوں میں رسول بھیجتے رہے ہیں پھر ہوا یہی کہ جب کبھی ان کے پاس رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ اسی طرح ہم ان گناہ گاروں کے دلوں میں بھی تمسخر (اور ہٹ دھرمی) داخل کر دیں گے تو یہ اس (قرآن) پر ایمان

نہیں لائیں گے اور اگلے لوگوں کا طریقہ بھی یہی رہا ہے (کہ وہ ایمان نہیں لاتے تھے. بلکہ مذاق اڑاتے تھے، آپ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہوتا آیا ہے، یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت کی۔ شیطان کی ملاوٹ کو نیست و نابود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا، وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○

(الرعد - ۱۷)

وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر تمام وادیاں اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں اور سیلاب اس جھاگ کو جو (پانی) کے اوپر آجاتا ہے اٹھا لیتا ہے (اور اسے بہا دیتا ہے)۔ اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی نکلتا ہے جب تم زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے (کھوٹ ملے ہوئے سونے، چاندی یا اور کسی دھات کو) آگ پر تپاتے ہو اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے (حق کی مثال صاف و شفاف پانی کی سی ہے اور باطل کی مثال میل کچیل کے جھاگ کی سی ہے) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور (صاف اور شفاف پانی) جو لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوتا ہے زمین میں رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے (تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو)۔

غرض یہ کہ (اے رسول) آپ گھبرائیں نہیں، شیطان کی ملاوٹ کو ہم جھاگ کی طرح فنا کر دینگے اور حق صاف و شفاف بغیر کسی ملاوٹ کے باقی رہ جائے گا۔

آگے مزید تسلی کے لئے فرمایا (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور (اے رسول) اللہ علیم ہے (اسے معلوم ہے کہ شیاطین کیا کر رہے ہیں، وہ ان سے اور ان کی شرارتوں سے غافل نہیں ہے البتہ وہ ان کو ڈھیل دے رہا ہے) وہ حکمت والا ہے (ان کو ڈھیل دینا حکمت سے خالی نہیں اور وہ

حکمت یہ ہے) لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ) کہ شیطان (ناحق کا) جو (جھاگ حق کے اوپر) ڈال رہا ہے اسے ان لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل (ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے) سخت ہو گئے ہیں (یہ لوگ شیطان کی ملاوٹ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور پہلے سے زیادہ گمراہی میں جا پڑتے ہیں) (وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (لہذا حق کی مخالفت میں جو کچھ انہیں ملتا ہے اسے سینہ سے لگاتے ہیں) (وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ) اور (اے رسول، ان ظالموں کو ان کی شرارت میں ڈھیل دینے کا ایک مقصد یہ بھی ہے) کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ تو جان لیتے ہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے جو وحی آ رہی ہے وہ سچی ہے (اور جو کچھ اس میں ملاوٹ کی کوشش کی جا رہی ہے وہ شیطانی ہے، اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ اللہ کس خوبی سے اپنی وحی کی حفاظت کر رہا ہے اور ملاوٹ سے اُسے پاک رکھے ہوئے ہے) تو وہ اس وحی پر ایمان لے آتے ہیں، ان کے دل اس وحی کے آگے جھک جاتے ہیں (اور وہ اس وحی کے مطابق اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہو جاتے ہیں) (وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) اور اللہ بے شک و شبہ ایمان والوں ہی کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

مخالفت برائے مخالفت اور اعتراض برائے اعتراض کرنے والے ہدایت سے محروم رہتے ہیں لیکن وہ اہل علم جو ان خصائل خبیثہ سے پاک ہوتے ہیں وہ ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور ہدایت پر گامزن رہتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کی مختلف کیفیات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ، وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ، وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(آل عمران - ۷)

(اور اے رسول) وہی ہے جس نے آپ پر (ایسی) کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں مضبوط اور برائیوں سے روک دینے والے احکام و ضوابط پر مشتمل ہیں) اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں (ان کے معنی معلوم کرنے کی ضرورت نہیں) پھر (بھی) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اس کے حقیقی معنوں کو تلاش کریں اور کوئی فتنہ برپا کریں

حالانکہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی اس کے معنوں کو جانتا ہے (اور نہ جان سکتا ہے) اور جن لوگوں کو علم میں رسوخ ہے وہ (متشابہ آیات کے معنوں کی تلاش میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو) اس طرح کہتے ہیں: "ہم اس پر ایمان لائے، یہ (اور اس جیسی) تمام آیات ہمارے رب کی طرف سے (نازل ہوئی) ہیں"، (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ، یہی عقل مند ہیں) اور عقل مند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

الغرض شیطانی حرکات ذریعہ امتحان ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق، ضد، ہٹ دھرمی اور سختی ہوتی ہے وہ ان شیطانی حرکات کو اچھالتے ہیں اور مزے لیتے ہیں لیکن جن لوگوں کے دلوں میں علم اور جذبۂ تسلیم حق ہوتا ہے وہ ان شیطانی حرکات سے متاثر نہیں ہوتے۔ وہ وحی الٰہی پر ایمان لے آتے ہیں۔ اس طرح ہٹ دھرم کفار اور سچے ایمان والوں میں امتیاز ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے جو ان شیطانی حرکات کرنے والوں کو دی جانے والی مہلت میں مضمر ہے۔

عمل

اے لوگو، کلام الٰہی میں ملاوٹ کر کے اس میں کجی نکالنے سے باز رہیئے۔

اے لوگو، شیطانی حرکات کا اثر قبول نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر سچے دل سے ایمان لائیے۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي
مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ
عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿۵۵﴾ الْمُلْكُ
يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ، يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ،
فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۵۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کافر تو ہمیشہ اس قرآن کے معاملہ میں شک ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ناگہاں ان پر واقع ہو جائے گی یا کسی سخت دن کا عذاب ان پر نازل ہو جائے گا (۵۵) اس دن (تو بس) اللہ کی بادشاہت ہو گی، وہی ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا، تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تو نعمت کے باغات میں ہوں گے (۵۶) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہو گا (۵۷)

معانی و مصادر (یَزَالُ) زَالَ، یَزَالُ و یَزِیْلُ، زَیْلٌ (ف وض) ہٹ جانا، ہٹا دینا (لَا یَزَالُ = ہمیشہ رہنا)

(بَغْتَةً) بَغَتَ، یَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) ناگہانی طور پر آنا۔

(عَقِیْمٌ) عَقَمَ، یَعْقُمُ، عَقْمٌ و عُقْمٌ (ن) بانجھ ہونا۔ (یَوْمٌ عَقِیْمٌ = سخت دن)۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ شیطان (اور شیطان صفت انسان) قرآن مجید پر طرح طرح کے اعتراض کرتے، اس میں ملاوٹ کرنے کی کوشش کرتے اور اس کے مفہوم کو مسخ کر کے پیش کرتے تھے۔ عام لوگ ان کے دھوکے میں آجاتے اور قرآن مجید کے متعلق شک و شبہ میں مبتلا ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ) اور (اے رسول) کافر تو اس (قرآن) کے معاملہ میں ہمیشہ شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ (قیامت کی) گھڑی ان پر ناگہاں واقع ہو جائے یا کسی سخت دن کا عذاب ان پر نازل ہو جائے (اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ) اس دن (یعنی قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہو گی، وہی ان (لوگوں) کے درمیان فیصلہ کرے گا تو جو لوگ (دنیا میں) ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تو نعمت کے باغات میں ہوں گے (وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہو گا۔

عمل

اے لوگو، حق کا انکار نہ کیجئے، حق کو تسلیم کر کے ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَإِنَّ اللَّهَ
لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ
مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ
لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ، وَمَنْ
عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ
ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ،
إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذَٰلِكَ

بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَاَنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی پھر شہید کر دئے گئے یا مر گئے تو اللہ ان کو (بہت) عمدہ رزق عطاء فرمائے گا، بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۵۸) اللہ انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے، بلاشبہ اللہ جاننے والا، حلم والا ہے (۵۹) یہ (سن چکے تو اب مزید یہ بات بھی سنو کہ) جو شخص کسی کو اتنی ہی تکلیف دے جتنی تکلیف اسے پہنچائی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے (۶۰) یہ اس لئے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (۶۱) اور یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور جس ہستی کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و بالا اور بڑائی والا ہے (۶۲)

معانی ومصادر (مُدْخَلًا) اَدْخَلَ، یُدْخِلُ، اِدْخَالٌ (باب افعال) داخل کرنا۔ (مُدْخَلٌ = داخل کرنے کی جگہ)
(یَرْضَوْنَ) رَضِیَ، یَرْضٰی، رُضًی ورِضًی ورُضْوَانٌ ورِضْوَانٌ ومَرْضَاةٌ (س) راضی ہونا۔
(عَاقَبَ)(عُوْقِبَ) عَاقَبَ، یُعَاقِبُ، مُعَاقَبَةٌ وعِقَابٌ (باب مفاعلہ) سزا دینا، بدلہ لینا۔
(بُغِیَ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبُغْیَةٌ (ض) نافرمانی کرنا، طلب کرنا۔
(کَبِیْرٌ) کَبُرَ، یَکْبُرُ، کِبَرٌ وکُبْرٌ وکُبَارَةٌ (ک) منزلت میں بڑا ہونا۔
(عَلِیٌّ) عَلَا، یَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) بلند ہونا۔

تفسیر آیت ۳۹ و ۴۰ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو جنگ کرنے کی اجازت دی اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ

(۱) ان پر ظلم ہو رہا ہے،
(۲) ان کو ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہے۔

اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ) اور جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کر دئے گئے یا (اپنی طبعی موت سے) مر گئے تو اللہ ان کو (آخرت میں) بہت عمدہ رزق عطاء فرمائے گا، بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ) (اور) انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے، بے شک اللہ علم والا اور حلم والا ہے (اسے معلوم ہے جو کچھ کفار مسلمین کے ساتھ کر رہے ہیں لیکن وہ ان کو فوراً سزا نہیں دیتا اس لئے کہ وہ حلیم ہے، بردبار ہے۔ وہ ان کو مہلت دے رہا ہے۔ ان کی سرکشی اور ظلم وزیادتی پر صبر کر رہا ہے (ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ) یہ (اس کا حلم ہی تو ہے کہ ان کے عذاب میں تاخیر کر رہا ہے البتہ مسلمین کو اجازت ہے کہ وہ اگر چاہیں تو ان سے بدلہ لے لیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ) جو شخص (ظالم سے) بدلہ لے تو اسے اتنی ہی تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف اُسے (اس ظالم کی طرف سے) پہنچائی گئی تھی اگر (اس کے بعد) مظلوم (مسلم) پر پھر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ — پھر اگر وہ تم پر زیادتی کریں تو جیسی زیادتی وہ

بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۱۹۴)

تم پر کریں ویسی ہی زیادتی تم بھی ان پر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۱۹۰)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں لیکن (کسی قسم کی) زیادتی نہ کرنا (کیونکہ) اللہ (تعالےٰ) زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ظلم و زیادتی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر پر بھی ظلم و زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دی۔

کیونکہ تکلیف کا کوئی صحیح پیمانہ نہیں ہے لہذا تکلیف کا صرف اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے اور اسی اندازے کی بنیاد پر بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ اندازے میں غلطی کا امکان ہے لہذا بدلے میں جو تکلیف پہنچائی جا رہی ہے اس میں بھی غلطی کا امکان ہے۔ کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ کمی میں تو کسی کی گرفت کا اندیشہ نہیں البتہ زیادتی میں گرفت ہو سکتی ہے، کیونکہ یہ زیادتی قصداً نہیں بلکہ اندازے کی غلطی کی وجہ سے ہو گی اور کیونکہ اندازے میں غلطی کا نہ ہونا انسان کی قدرت سے باہر ہے لہذا اللہ تعالیٰ اس زیادتی کو معاف کر دے گا کیونکہ (اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ) اللہ (تعالیٰ بڑا) معاف کرنے والا ہے اور (بڑا) بخشنے والا ہے۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ) (کافروں سے جنگ کی اجازت اور مؤمنین کو نصرت کی بشارت) یہ (سب کچھ) اس لئے ہے کہ (اب اللہ حالات کا رخ بدلنے والا ہے۔ اب کافر مغلوب ہوں گے اور مؤمنین غالب ہوں گے اور حالات کا بدلنا) اللہ (تعالیٰ) کے لئے کیا مشکل ہے وہی تو) دن میں رات کو داخل کرتا ہے اور رات میں دن کو داخل کرتا ہے (دن اور رات کا بدلنا اس کے اختیار میں ہے تو حالات کا بدلنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ اب مؤمنین کے لئے تاریک زمانہ ختم ہو رہا ہے، روشن زمانہ آ رہا ہے اور کافروں کے لئے روشن زمانہ ختم ہو رہا ہے، تاریک زمانہ آ رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔
(اٰل عمران ۔ ۱۴۰)

لوگوں کے درمیان یہ دن تو ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں۔

(وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ) اور (یہ سب کچھ یعنی کافروں کے لئے ذلت اور مؤمنین کے لئے وعدۂ نصرت) اس لئے ہے کہ اللہ (سن رہا ہے کہ جو کچھ اس کے رسول اور مؤمنین کو کہا جا رہا ہے اور دیکھ رہا ہے جو کچھ ظلم وستم کافر مؤمنین پر کر رہے ہیں) بے شک (وہ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے (اُسے علم ہے کہ مظلوم مسلمین پر کیا گذر رہی ہے اور محض اس کے راستہ میں گذر رہی ہے تو اب وہ کیوں نہ ان مظلوموں کی مدد کرے اور کافروں کو ذلیل کرے) (ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ) اور یہ (سب کچھ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اب اللہ عملاً اس بات کا بھی ثبوت دینا چاہتا ہے کہ) بے شک اللہ ہی حق ہے (اسی کو پکارنا برحق ہے) (وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ) اور یہ کہ اللہ کے علاوہ جس ہستی کو بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے (اس کو پکارنا لغو اور لایعنی ہے، اس کے پکارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

(الرعد - ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے، (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بے کار ہے۔

(وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ) اور (مؤمنین کی مدد کرنا اللہ تعالےٰ کے لئے) اس لئے بھی (ضروری ہے کہ دنیا دیکھ لے) کہ بلندی اور بڑائی صرف اللہ کے لئے ہے اور یہ کہ) بلند و بالا اور بڑائی والا (صرف) اللہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعِزُّ اِزَارُهٗ وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَآءُهٗ فَمَنْ يُّنَازِعُنِيْ عَذَّبْتُهٗ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب باب تحریم الکبر جزء ۲ صـ۳۲۲)

عزت اللہ کا ازار ہے اور بڑائی اس کی چادر ہے (وہ فرماتا ہے) جو شخص (ان دونوں چیزوں کے معاملہ میں) مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور بڑائی والا ہے لہٰذا وہ نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والے ذلیل اور مغلوب ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (اٰل عمران - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا اگر تم مؤمن ہوئے تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ○ (النسآء-۱۴۱)

اور اللہ (دنیا میں بھی) کافروں کو مؤمنین پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے جو وعدۂ نصرت کیا تھا اس کی مندرجہ ذیل وجوہ بتائیں :۔

(۱) اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ قوموں کے حالات میں تبدیلی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اب وہ مؤمنین کے حالات بدلنا چاہتا ہے۔

(۲) اللہ سمیع و بصیر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ مؤمنین کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس سے بے خبر نہیں ہے اور اب وہ کافروں سے انتقام لینا چاہتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کو پکارنا حق ہے اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو پکارنا باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ مؤمنین جو اللہ کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکار کو سنتا ہے، ان کی مدد کرتا ہے اور مدد کا وعدہ کرتا ہے۔ کافر جو دوسروں کو پکارتے ہیں ان کی پکار بے سود ہے۔ اگر ان کی پکار بے سود نہیں ہے تو کافر بتائیں کہ ان کے معبود ان کی مدد کیوں نہیں کرتے اور کیوں کافر شکستوں پر شکستیں کھا رہے ہیں؟

(۴) اللہ بلند و بالا اور بڑائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے پستی سے نکلیں، بلندی حاصل کریں اور کافروں پر غالب آکر انہیں پستی اور ذلت میں دھکیل دیں۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ بدلہ لیں تو بدلہ لینے میں ہرگز زیادتی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہجرت کیجئے۔ اے ایمان والو، جہاد کیجئے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

اے لوگو، مدد کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارئے دوسروں کو پکارنا بے سود بھی ہے اور شرک بھی۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ
مُخْضَرَّةً، إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ
خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ، وَإِنَّ اللَّهَ
لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ
أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي
الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي
الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ، وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل سے پانی برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے، بے شک اللہ (بڑا) لطیف و خبیر ہے (۶۳) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک اللہ ہی غنی اور تعریف والا ہے (۶۴) (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ زمین میں ہے سب کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور کشتیوں کو بھی جو اللہ کے حکم سے سمندروں میں چلتی ہیں (تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) اور وہی آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے (اور وہ نہیں گرے گا) مگر اس کے حکم سے، بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۶۵) اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے تم کو زندہ کیا، پھر تم کو مارے گا، پھر تم کو زندہ کرے گا لیکن انسان بڑا ناشکرا ہے (۶۶)

معانی و مصادر (مُخْضَرَّةٌ) اِخْضَرَّ، يَخْضَرُّ: خُضْرَارٌ (باب افعلال) سبز ہونا۔
(لَطِيْفٌ) لَطُفَ، يَلْطُفُ، لُطْفٌ ولَطَافَةٌ (ك) باریک ہونا۔
لَطَفَ، يَلْطُفُ، لُطْفٌ (ن) نرمی کرنا۔

(خَبِیْرٌ) خَبَرَ، یَخْبُرُ، خُبْرٌ و خِبْرٌ و خُبْرَۃٌ و خِبْرَۃٌ و مَخْبَرَۃٌ و مَخْبُرَۃٌ (ک) کسی چیز کی حقیقت کو جاننا۔
(فُلْکٌ) فَلَکَ، یَفْلُکُ، فَلْکٌ (ن) گھومنا (فُلْکٌ = کشتی)۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا حق ہے کسی دوسرے کو پکارنا سراسر باطل اور توحید کے منافی ہے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً) (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس پانی کے ذریعہ زمین سرسبز ہو جاتی ہے (اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ) بے شک اللہ بندوں پر (بڑا) ہی مہربان اور (ان کی ضرورتوں سے بہت) باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ، فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○
(الانعام - ۱۰۰)

اور (اے لوگو) وہی ہے جو بادل سے پانی برساتا ہے پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے) دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔

(لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ ہی غنی اور تعریف والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کہ

تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○

(المؤمنون - ۸۴ تا ۸۹)

زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ سب) کس کا ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)۔ یہ لوگ جواب دیں گے (یہ سب) اللہ کا ہے تو آپ ان سے پوچھئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ (اور اے رسول، آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے بتاؤ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ یہ جواب دیں گے اللہ، تو آپ ان سے کہئے کہ پھر (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور اے رسول آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو)۔

(اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ) (اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تم لوگوں کے لئے زمین میں جو کچھ ہے سب کو مسخّر کر دیا ہے (تمام چیزیں تمہاری خدمت انجام دیتی ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا، ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۹)

وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے مناسب طریقہ اور اندازے سے سات آسمان بنائے اور وہی ہے جسے ہر چیز کا علم ہے۔

(وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ) اور (اے رسول، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

کشتی (کو بھی اس نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے) وہ سمندر میں اسی کے حکم سے چلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(النحل - ۱۴)

وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لئے مسخّر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور (اے لوگو، اس نے سمندر کو اس لئے بھی مسخّر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو)۔

(وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ) اور وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے (اور وہ نہیں گرے گا) مگر اس کے حکم سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ○

(الفاطر - ۴۱)

بے شک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے (تاکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں) اور اگر وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو ان کو تھام سکے، بیشک اللہ (بڑا) بردبار اور بخشنے والا ہے (کہ ان کو ان کے شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا۔

(اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (کہ اس نے ان کی ضروریات کی تمام چیزیں ان کے لئے مسخّر کر دیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے،

إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(النحل - ۱۸)

(وَهُوَ الَّذِيْ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ) اور (اے رسول) وہی ہے جس نے تم لوگوں کو زندگی بخشی، پھر وہی تم کو موت دے گا پھر وہی تم کو (دوبارہ) زندہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ، هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(الروم - ۴۰)

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے۔ جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

(اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ) بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ صرف اُس کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے بجائے دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے، اس کو پکارنے کے بجائے، دوسروں کو پکارتا ہے اور صرف اس کے سامنے سربسجود ہونے کے بجائے دوسروں کے آستانوں پر سربسجود ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیات زیرِ تفسیر میں توحید کے دلائل میں اپنی مخلوقات کو پیش کیا۔ منشائے ربانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ اشیاء کو پیدا کیا لہٰذا صرف وہی اس قابل ہے کہ اس کو پکارا جائے۔ جو خالق نہیں وہ پکارے جانے کے قابل نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ، وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ

تو کیا جس نے (سب کچھ) پیدا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہو الغرض اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ

وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

(النحل - ۱۷ تا ۲۲)

کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مُردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی کی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں)۔ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (وہی فریاد رسی کر سکتا ہے) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور (اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ) وہ تکبّر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ، سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۱ تا ۱۹۴)

کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ان مشرکین کی مدد نہیں کر سکتے (اور ان کی مدد تو کجا) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور اگر تم ان کو رہنمائی کے لئے بلاؤ تو وہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے خواہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش رہو، تمہارے لئے دونوں برابر ہیں۔ (اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں، (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، بلا کر (دیکھ لو) اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہیئے (لیکن وہ نہیں آ سکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور (اے رسول) ہم ہی نے

خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
(لقمٰن - ۱۰ و ۱۱)

بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں (تو اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (رب تم نے بنا رکھے) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

الغرض جو خالق ہے وہی مشکل کشا ہے، جو خالق نہیں وہ مشکل کشا بھی نہیں، جو پیدا نہیں کر سکتا وہ مشکل کشائی بھی نہیں کر سکتا۔

عمل

اے لوگو، آپ کو اور آپ کی ضرورت کی تمام چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا لہٰذا اس کا شکر ادا کرو، اسی سے فریاد کرو، اسی سے مرادیں مانگو، اسی کے سامنے جھکو، اسی سے لو لگاؤ، اسی کی اطاعت کرو، اسی کو حاکم و شارع مانو، زندگی اور موت اس کے لئے وقف کر دو۔

اے لوگو، جنہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا ان سے لو نہ لگائیے۔ ان سے فریاد نہ کیجئے، ان سے مرادیں نہ مانگیئے، ان کے سامنے نہ جھکئے، ان کو حاکم اور شارع نہ مانیئے، زندگی اور موت کو ان کے لئے وقف نہ کیجئے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ
نَاسِكُوهُ، فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي
الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ، إِنَّكَ
لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَ
إِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ
فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ

وَالْاَرْضِ، اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ، اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے ہر امّت کے لئے ایک عبادت مقرر کی تھی۔ کفّار اس عبادت کو آجکل بھی بجالاتے ہیں تو پھر ان کو اس امر (عبادت) میں آپ سے ہرگز جھگڑنا نہیں چاہیئے (جو چیز خود ان کے ہاں موجود ہو اس پر جھگڑنا لایعنی ہے) اور (اے رسول، اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ سیدھے راستہ پر ہیں یہ سیدھے راستہ پر نہیں ہیں لہذا آپ ان کو) اپنے رب (کے سیدھے راستہ) کی طرف بلائیے، بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں ﴿٦٧﴾ اور (اے رسول) اگر یہ آپ سے (پھر بھی) جھگڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو عمل تم کر رہے ہو اللہ ان سے بخوبی واقف ہے ﴿٦٨﴾ (اور) جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا ﴿٦٩﴾ (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اور) یہ سب کچھ لوح محفوظ میں بھی لکھا ہوا ہے، بے شک اللہ کے لئے یہ (سب کچھ) آسان ہے ﴿٧٠﴾

معانی و مصادر (مَنْسَكًا) نَسَكَ، يَنْسُكُ، نُسُكٌ ونُسُكٌ، نُسُوْكٌ و نَسْكَةٌ ومَنْسَكٌ (ن) زہد و عبادت کرنا، قربانی کرنا۔ (مَنْسَكٌ = عبادت، حج کا رکن، قربان گاہ)

(نَاسِكُوْ یہ لفظ اصل میں نَاسِكُوْنَ ہے، یہ لفظ اسم فاعل نَاسِكٌ کی جمع ہے)۔

(يَسِيْرٌ) يَسُرَ، يَيْسُرُ، يُسْرٌ (ك) آسان ہونا۔

يَسِرَ، يَيْسَرُ، يَسَرٌ (س) آسان ہونا۔

تفسیر ایام جاہلیت میں حج کے جو مناسک رواج پا گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بعض میں تبدیلی کر دی۔ مثلاً

① مشرکین حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا،

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں :۔

كَانُوا يَرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ الْفُجُوْرِ فِي الْاَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَاَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْاَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُّهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهٗ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز العمرۃ فی اشہر الحج جزء اول ص۴۲۴)

لوگ ایامِ جاہلیت میں (یعنی اسلام کے زمانہ سے پہلے) حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو زمین کے اوپر بہت بڑے گناہوں میں شمار کرتے تھے (یعنی ماہ شوّال، ماہ ذوالقعدہ اور ماہ محرم جو حج کے مہینے ہیں ان میں عمرہ کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔ لوٹ مار کے لئے) محرم کو صفر بنا لیا کرتے تھے اور کہتے تھے جب اونٹوں کی پیٹھیں اچھی ہو جائیں (یعنی جو سفرِ حج کی وجہ سے زخمی ہو گئی ہیں) اور راستوں پر سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشانِ قدم مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے تب عمرہ جائز ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی چوتھی ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکّہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ حج کے احرام کو عمرہ بنا دیں تو لوگوں کو یہ بات بڑی انوکھی معلوم ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیسے حلال ہوئے (یعنی پورے یا ادھورے) آپ نے فرمایا کہ پورے حلال ہو گئے (یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں)۔

② ۹ ذوالحجہ کو قریش مزدلفہ میں قیام کرتے تھے، دوسرے لوگ عرفات میں قیام کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قرشی ہونے کے عرفات میں قیام کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوْا اِلٰى عَرَفَاتٍ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الوقوف بعرفة جزء ۲ صـ۲ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الحج باب فی الوقوف جزء اول صـ۴۱۳)

یہ آیت (ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) قریش کے سلسلہ میں نازل ہوئی وہ مزدلفہ (میں قیام کرتے تھے وہیں) سے روانہ ہوتے تھے (اس آیت کے ذریعہ) انہیں عرفات کی طرف لوٹا دیا گیا (یعنی انہیں حکم دیا گیا کہ وہ بھی وہیں سے روانہ ہوں جہاں سے عام لوگ روانہ ہوتے ہیں)

③ مشرکین ایام جاہلیت میں مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ روانہ ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل طلوع آفتاب روانہ ہو گئے۔

عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ (صحیح بخاری کتاب الحج باب متی یدفع من جمع جزء ۲ صـ۲۰۱)

مشرک لوگ (جاہلیت کے زمانہ میں) مزدلفہ سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب سورج نکل آتا تھا۔ وہ کہتے ثبیر چمک جا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کے خلاف کیا آپ مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو گئے۔

آیات زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بعض مناسک میں تبدیلی کی تو کفار مکہ کو جو دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اعتراض کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ) ہم نے ہر امت کے لئے عبادت (کا ایک خاص طریقہ) مقرر کیا تھا اس طریقہ پر اس امت کے لوگ عمل پیرا (رہے اور اب بھی عمل پیرا) ہیں (اسی طرح اے رسول، ہم نے آپ کے لئے بھی عبادت کا ایک خاص طریقہ مقرر فرمایا جس پر آپ عمل پیرا ہیں اس میں جھگڑنے کی کونسی بات ہے۔ جب یہ لوگ عبادت کے مختلف طریقوں کے باوجود آپس میں ایک دوسرے سے نہیں جھگڑتے) تو ان کو امر (اسلام) کے سلسلہ میں آپ سے ہرگز جھگڑنا نہیں چاہیئے (جیسے ان کے ہاں عبادت کا ایک خاص طریقہ ہے، اسلام میں بھی ایک خاص طریقہ ہے۔ یہ اختلاف اتنا اہم نہیں جتنا اہم کہ شرک اور توحید کا اختلاف ہے۔ ان کے باطل مذاہب میں شرک کی آمیزش ہے، برخلاف اس کے اسلام توحید خالص کا مرقع ہے۔ اصل چیز جو باعث نزاع ہے وہ تو شرک ہے۔ کفار کو چاہیئے کہ شرک سے توبہ کریں اور اسلام قبول کریں) (وَادْعُ

اِلٰی رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ) الغرض (اے رسول) آپ (ان کو) اپنے رب کی طرف دعوت دیں (یعنی ان کو توحید کی دعوت دیں) بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے عبادت کا ایک خاص طریقہ مقرر فرمایا تھا۔

آگے فرمایا (وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور (اے رسول) اگر (اس فہمائش کے بعد بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو اعمال تم کر رہے ہو اللہ ان اعمال سے بخوبی واقف ہے (یہ اعمال ضائع نہیں ہوں گے، قیامت کے دن اللہ ضرور ان اعمال کا محاسبہ کرے گا)۔

آگے فرمایا (اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) اے لوگو، (دنیا میں جو) اختلاف تم لوگ کر رہے ہو قیامت کے دن اللہ تمہارے مابین فیصلہ کریگا (اس دن وہ بتائے گا کہ کس کے اعمال اس کی مرضی اور اس کی شریعت کے مطابق تھے اور کس کے اعمال اس کی مرضی اور اس کی شریعت کے خلاف تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ، اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

(المائدۃ - ۴۸)

اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ جو شریعت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (کہ کون اس پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا) تو (اے ایمان والو، اس شریعت کے مطابق) نیک کاموں میں سبقت کرو، (دوسروں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرو) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائیگا کہ تم کن کن باتوں میں اختلاف کرتے تھے (اور حق کیا تھا)۔

(اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ) (اور اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ) (اور صرف یہی نہیں بلکہ) یہ (تمام) چیزیں کتاب (لوح محفوظ) میں تحریراً بھی محفوظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔

(الانعام - ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کسی بھی چیز کا حال لکھنے میں کوتاہی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ
اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ،
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا
وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(الانعام - ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتّا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

(اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ) (اور یہ (کام) اللہ کے لئے (کوئی مشکل نہیں بالکل) آسان ہے (الغرض انسانوں کے تمام کام ہر لحاظ سے محفوظ ہیں لہذا ان کاموں کے مطابق سزا و جزا دینا اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا، قُلْ
بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا
عَمِلْتُمْ، وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○
(التغابن - ۷)

(اور اے رسول) کافروں کا دعویٰ ہے کہ (مرنے کے بعد) وہ ہرگز (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں خبر دی جائے گی کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے اور یہ (کام) اللہ کے لئے (بڑا) آسان ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی شہادت کی بنیاد پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صراط مستقیم پر ہیں لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے تاکہ آپ بھی صراط مستقیم پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔

اے لوگو، آپ لوگوں میں سے جو لوگ ہٹ دھرم ہیں ان کے اختلافات کا فیصلہ تو بس قیامت کے دن ہی ہوگا لہذا قیامت کا انتظار کیجئے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ
لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ، وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ، يَكَادُوْنَ
يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا، قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ، اَلنَّارُ، وَعَدَهَا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور نہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی علم ہے (قیامت کے دن) ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ﴿۷۱﴾ اور (اے رسول) جب ان کافروں کے سامنے ہماری صاف اور واضح آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو آپ ان کے چہروں میں ناخوشی (کے آثار) پہچان سکتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عنقریب ان لوگوں پر جو انہیں (اللہ کی آیات) پڑھ کر سناتے ہیں جھپٹ پڑیں گے، (اے رسول، آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس (غیظ و غضب) سے بھی بدتر چیز (نہ) بتاؤں؟ وہ (دوزخ کی) آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے ﴿۷۲﴾

معانی و مصادر (سُلْطٰنًا) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س وک) سخت ہونا۔ (سُلْطٰنٌ = قوت، غلبہ، بادشاہ)۔

(یَسْطُوْنَ) سَطَا، یَسْطُوْ، سَطْوٌ (ن) جھپٹنا اور مغلوب کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی زبردست تردید کی، پھر فرمایا (وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ) اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے غیر اللہ کی عبادت کی کوئی دلیل نازل نہیں کی اور نہ ان کے پاس اس چیز کا کوئی علم ہے (یہ جو کچھ کر رہے ہیں محض جہالت ہے۔ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ، اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

(اے رسول، آپ ان سے) کہیئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان

صٰدِقِيْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

(الاحقاف - ۴ تا ۶)

کی شرکت ہے؟ اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن مجید) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر پیش کرو) اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک ان کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔ اور جب (قیامت کے دن) تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

آگے فرمایا (وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ) (قیامت کے دن) ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ) اور (اے رسول) جب ان کافروں کے سامنے ہماری صاف اور واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو آپ ان کے چہروں میں ناخوشی (کے آثار) پہچان سکتے ہیں (توحید کے واضح دلائل کے باوجود یہ اپنے شرک سے باز نہیں آتے بلکہ توحید کے دلائل سننا بھی انہیں گوارا نہیں۔ اپنے شریکوں کے ذکر سے ان کے دل خوش ہوتے ہیں اور اللہ اکیلے کے ذکر سے ان کے دل میں انقباض ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ، وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

(الزمر - ۴۵)

اور (اے رسول) جب اللہ یکتا (ولاشریک) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

(يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ان لوگوں پر جو انہیں ہماری آیات سناتے ہیں۔ جھپٹ پڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ○

جب اللہ کا بندہ (رسول) اللہ کو پکارنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ جمع ہو کر اس پر

(الجن - ۱۹) چڑھے چلے آتے ہیں۔

الغرض توحید کا ذکر سُن کر کافر غصّہ میں جل بھن جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ) (اے رسول) آپ ان سے کہئے کیا میں تمہیں اس (غیظ و غضب کی آگ) سے بھی بدتر چیز (نہ) بتاؤں (اَلنَّارُ) وہ دوزخ ہے (اس کی آگ غیظ و غضب کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے۔ ابھی تو غصہ کی آگ میں جل رہے ہو پھر تمہیں دوزخ کی آگ میں جلنا ہے، اگر دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو آیات ربانی سن کر غصہ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بجائے غصہ کے اپنی بداعمالی اور مشرکانہ افعال پر روؤ، توبہ کرو، معافی مانگو۔ (اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر تمہارے لئے دوزخ تیار ہے) (وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اللہ نے اس کا وعدہ کافروں سے کیا ہے (وہ کافروں کا ٹھکانہ ہے) اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ○ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ۔

(الملک - ۶ تا ۸)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سنیں گے، وہ جوش مار رہی ہوگی۔ (ایسا معلوم ہوگا گویا کہ وہ غیظ (و غضب کے جوش) میں پھٹنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ○ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ○

(یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ - ۱۲ و ۱۳)

ہمارے پاس (ان کے لئے) بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے۔ اور (ان کے لئے) حلق میں پھنس جانے والا کھانا اور دردناک عذاب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ○ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○

(عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ - ۲۱ تا ۲۵)

بے شک دوزخ (سرکشوں کی) گھات میں ہے۔ سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے۔ اس میں وہ سالہا سال تک رہیں گے۔ وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ پینے کی کسی چیز کا سوائے گرم پانی کے اور بہتی ہوئی پیپ کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُؤْتَى بِاَنْعَمِ اللّٰهِ اَهْلَ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتَى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (صحیح مسلم کتاب صفة القیمة والجنة والنار باب صبغ انعم اهل الدنیا فی النار وصبغ اشد هم بؤسا فی الجنة جزء ۲ صـ ۵۲۳)

قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے (ایک ایسے شخص کو) لایا جائے گا جو دنیا میں خوشحال اور آسودہ تھا۔ پھر اسے ایک بار دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی دنیا میں عیش و آرام دیکھا تھا کیا تجھ پر کبھی خوشحالی آئی تھی؟ وہ کہے گا اے میرے رب، اللہ کی قسم کبھی نہیں اور پھر اہل جنت میں سے (ایک شخص کو) لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ تکلیف اور مصیبت میں رہا۔ پھر اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے کیا تجھ پر کبھی مصیبت بھی آئی تھی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھے تو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور نہ میں نے کبھی کوئی مصیبت دیکھی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کیجئے۔ دوسروں کی عبادت کے لئے نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند نازل ہوئی اور نہ کوئی علمی دلیل موجود ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر اور اس کی آیات و بینات سن کر خوش ہوا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ذکر سے دل میں انقباض کفر ہے اس سے بچئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ
فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ
تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن
يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ
وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا
لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ
ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا
قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۚ إِنَّ
ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ ٱللَّهُ يَصْطَفِى

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ
النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ
اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ
وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اُسے غور سے سنو، بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب جمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے) ﴿۷۳﴾ (لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے،

بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے ﴿۷۴﴾ اللہ فرشتوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے منتخب کرلیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے ﴿۷۵﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور (تمام) کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں ﴿۷۶﴾ اے ایمان والو، رکوع کرتے رہو، سجدہ کرتے رہو، اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۷۷﴾

معانی و مصادر

(یَسْلُبُ) سَلَبَ، یَسْلُبُ، سَلْبٌ وسَلَبٌ (ن) چھین لینا، قہر کے ساتھ کھینچ لینا، تلوار کو ننگا کرنا۔

(یَسْتَنْقِذُوْا) اِسْتَنْقَذَ، یَسْتَنْقِذُ، اِسْتِنْقَاذٌ (باب استفعال) نجات دینا، چھڑانا۔

(ضَعُفَ) ضَعُفَ، یَضْعُفُ، ضَعَافَةٌ وضَعَافِیَةٌ (ک) کمزور ہونا۔

(قَدَرُوْا) قَدَرَ، یَقْدُرُ، قَدْرٌ وقَدَرٌ (ن وض) مقدرت ہونا، تعظیم کرنا، تنگ کرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی پرزور تردید کی۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے پھر ایک تمثیل کے ذریعہ شرک پر کاری ضرب لگائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ) اے لوگو، ایک مثال بیان کی جارہی ہے، اس کو غور سے سنو۔ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ) جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو (ایسے بے طاقت اور بے بس ہیں کہ) ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب جمع ہی کیوں (نہ) ہو جائیں (وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ) اور (مکھی بنانا تو بہت بڑی بات ہے) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو مکھی سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ) طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی کمزور اور بے بس اور جن کو پکارا جارہا ہے وہ بھی کمزور اور بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے لیکن (مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے (اگر وہ اللہ کی قدر کرتے جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے تو کبھی اللہ کی مخلوق کو اللہ کا مقام نہیں دیتے اور کبھی بھی اللہ کی مخلوق کو اللہ کی ذات وصفات اور حقوق میں شریک نہ کرتے، خالق اور مخلوق کا کیا مقابلہ، خالق قادر مطلق، مخلوق مجبور و بے بس پھر مخلوق کی اللہ کے ساتھ شرکت کیسی!)

(اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ) بے شک اللہ قوت والا اور زبردست ہے (لہٰذا وہی دے سکتا ہے، وہی سن سکتا ہے اور وہی ہر وقت اور ہر آن مدد کو پہنچ سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ (اے رسول، ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر تم پر

اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام - ۴۰ و ۴۱)

اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہوجائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں، بلکہ تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے اور جن جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے، پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کردے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۴)

(اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، بلا کر (دیکھ لو) اگر تم (اس دعوے میں کہ وہ تمہارے مددگار ہیں) سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہئے (لیکن وہ نہیں آئیں گے اور نہ آسکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۷)

اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

(الرعد - ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے۔ (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ

سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بے کار ہے۔

یہ اللہ کی شان کے سراسر منافی ہے کہ اسے بھی پکارا جائے اور اس کی مخلوق کو بھی پکارا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

(النحل - ۱۷)

تو کیا جس نے (سب کچھ) پیدا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ، وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النحل - ۲۰ و ۲۱)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی کی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔

(الحج - ۶۲)

اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی کہ اسے بھی پکارتے ہیں جو باقی ہے اور انہیں بھی پکارتے ہیں جو فانی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(القصص - ۸۸)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے، حکم اسی (کا چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم

(سب) لوٹائے جاؤ گے۔

پکارنا اس کو چاہیئے جو الٰہ ہو، جس کو بقاء ہو فنا نہ ہو اور ایسا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا سراسر جہالت اور کھلا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔

(حٰمٓ المومن - ۶۵)

وہ زندہ ہے (اسے کبھی موت نہیں آئے گی)، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا دین کو خالص اس کے لئے مانتے ہوئے اسی کو پکارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ○

(سبا - ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہیے کہ اللہ کے علاوہ جن (ہستیوں کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ○ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَآءَكُمْ، وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ

(الفاطر - ۱۳ و ۱۴)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری دعاء کو قبول نہیں کر سکتے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَفِي رِوَايَةٍ وَ

اہل کتاب میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم، اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درخت اور

الْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ) وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ما یذکر فی الذات و النعوت واسماء اللہ جزء ۹ ص۱۵۱ و ص۱۵۲)

گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور خلقت کو ایک انگلی پر روک لے گا (یعنی اٹھالے گا) پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یہ سن کر آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن جن کو پکارا جا رہا ہے اور جن جن سے مدد مانگی جا رہی ہے وہ سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے تو پھر وہ خالق کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مشرکین کے یہ معبود تو اتنے بے بس ہیں کہ مکھی بنانا تو کجا مکھی ان کے کھانے میں سے اگر کچھ لے اڑے تو اسے اس کے منہ سے واپس نہیں لے سکتے۔ ایسے لوگوں کو پکارنا بڑی نادانی اور پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف - ۵)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ولی اللہ تعالیٰ کے ہاں برگزیدہ تو ہوتے ہیں، ان کا احترام بھی ضروری ہے لیکن وہ الٰہ نہیں کہ ان کو وہ مقام دیا جائے جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور ان سے وہ امیدیں رکھی جائیں جو اللہ تعالیٰ سے رکھی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○

(بنی اسرائیل - ۵۷)

یہ لوگ جن کو (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب سے (اور زیادہ) قریب کر دے، (پھر وہ اس بات پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ) ان میں سے کون (اللہ کا) زیادہ مقرب ہوا، وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے

عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

یعنی اولیاء اللہ میں شان بندگی ہے، شان الوہیت نہیں کہ لوگوں کی پکار کو سن کر ان کی مراد پوری کر سکیں۔

آگے فرمایا (اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ) اللہ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے (پیامبر فرشتے اور پیامبر رسول اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے تو ضرور ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک ہوتا ہے، نہ صفات میں اور نہ حقوق میں، انہیں یہ قدرت حاصل نہیں کہ ہر جگہ سے اور ہر حال میں مصیبت زدہ کی پکار کو سن لیں یا اس کی حالت کا بچشم خود معائنہ کر لیں اور مدد کو پہنچ جائیں۔ ایسی ہستی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ وہ ہر جگہ سے سن لیتا ہے) (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ) بے شک اللہ (ہر حال میں) سننے والا اور (ہر حال میں) اپنی مخلوق پر نظر رکھنے والا ہے (يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (اس کے نزدیک آگے، پیچھے، ظاہر و باطن سب یکساں ہیں) اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (تمام کاموں کا انجام اور تمام کاموں کے نتائج اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نظام کائنات وہ چلا رہا ہے، افسوس ہے ان مشرکوں پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خواہ قدر نہیں کرتے اور اس کی بے بس مخلوق کو اس کے ساتھ شریک کر لیتے ہیں۔ کسی کو اس کی اولاد بناتے ہیں، کسی کو اس کی صفات میں شریک کرتے ہیں اور کسی کے سامنے وہ آداب بجا لاتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں یعنی کسی کے سامنے جھکتے ہیں، کسی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، کسی کی کسی اور طریقہ سے عبادت کرتے ہیں (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) لیکن اے ایمان والو (تم ایسا نہ کرنا، تم جھکو تو اپنے رب کے آگے) جھکو، سجدہ کرو (تو اپنے رب کو سجدہ کرو غرض یہ کہ عبادت کرو تو) اپنے رب کی عبادت کرو اور (تمام) نیک کام کرو (تو اس کی رضاء کے لئے کرو) تاکہ تم فلاح پاؤ (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ)۔

اس آیت میں رکوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ رکوع کس موقع پر کیا جائے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں کسی بھی موقع پر رکوع کرنے کا ذکر نہیں ملتا سوائے نماز کے لہٰذا اس آیت میں جو حکم دیا گیا ہے وہ نماز کے متعلق ہے یعنی نماز میں رکوع کرنا فرض ہے۔

اس آیت میں سجدہ کرنے کا حکم بھی ہے یعنی سجدہ کرنا فرض ہے۔ اگرچہ احادیث میں سجدۂ

تلاوت اور سجدۂ شکر کا ذکر ملتا ہے لیکن احادیث کی رو سے یہ سجدے فرض نہیں۔ احادیث میں کسی ایسے سجدہ کا ذکر نہیں ملتا جو فرض ہو سوائے نماز کے سجدہ کے لہٰذا ثابت ہوا کہ سجدہ کے حکم کا تعلق نماز سے ہے یعنی نماز میں سجدہ کرنا فرض ہے۔

عمل

اے لوگو، بے بس اور بے اختیار ہستیوں کو اپنا حاجت روا نہ سمجھیئے، ان کو مدد کے لئے نہ پکاریئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی ایسی قدر کیجئے جیسی قدر کا وہ مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لینا اللہ تعالیٰ کی علوِّ شان کے قطعاً منافی ہے۔ وہی آگے، پیچھے ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ تمام کاموں کا انجام اس کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا اسی کے سامنے جھکئے، اسی کو سجدہ کیجئے، اسی کی عبادت کیجئے اور تمام نیک کام اسی کو خوش کرنے کے لئے کیجئے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ
جِهَادِهٖ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
اِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ
تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ،
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستہ میں کوشش کرتے رہو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو منتخب کرلیا ہے اور تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں کی ہے، (اس نے تمہارے لئے وہی دین پسند کیا ہے جو) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (تھا)، (اور اے ایمان والو) اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا، (اس کتاب سے) پہلے بھی اور اس (کتاب) میں بھی تاکہ یہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہوں اور تم (تمام) لوگوں کے اوپر گواہ ہو، تو (اے ایمان والو) نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ (کی رسّی) کو مضبوطی سے پکڑے رہو، وہی تمہارا کارساز ہے اور مددگار تو (دیکھو) کتنا اچھا کارساز ہے اور کتنا اچھا مددگار ﴿۷۸﴾

معانی ومصادر (اِجْتَبٰی) اِجْتَبٰی، یَجْتَبِیْ، اِجْتِبَاءٌ (باب افتعال) منتخب کرنا۔

(حَرَجَ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا، گناہ ہونا۔

(مَوْلٰی) وَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ح) وَلٰی، یَلِیْ، وَلْیٌ (ض) قریب ہونا (مَوْلٰی = مالک وآقا غلام، آزاد کرنے والا، آزاد کیا جانے والا، انعام کرنے والا، جس پر انعام کیا گیا، محبت کرنے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، قریب وغیرہ)۔ وَلِیَ، یَلِیْ، وِلَایَۃٌ (ح) والی ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ:۔

① رکوع کرو۔
② سجدہ کرو۔
③ عبادت کرو اور
④ نیکی کرو۔

آیت زیر تفسیر میں بھی ایمان والے ہی مخاطب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں چند اور احکام دئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

① جہاد کرو۔
② نماز قائم کرو۔
③ زکوٰۃ ادا کرو اور
④ اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

ان احکام کا لب لباب یہ ہے کہ دین پر عمل کیا جائے لیکن (وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ) میں صرف دین پر عمل کرنے ہی کا حکم نہیں ہے بلکہ دین کے لئے بھی عمل کرنے کا حکم ہے جہاد کے معنی کوشش کرنا ہے لہٰذا جہاد کے حکم سے مراد یہ ہے کہ اپنی ذاتی اصلاح کے لئے بھی اور دین اسلام کے فروغ کے لئے بھی کوشش کی جائے، لہٰذا جہاد کی دو قسمیں ہوئیں:

① اپنی ذاتی اصلاح کی کوشش،
② دین اسلام کے فروغ کے لئے کوشش۔

اپنی ذاتی اصلاح سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق کرے۔ احکامِ الٰہی کا تابع بن جائے اور سرِ مُو ان سے تجاوز نہ کرے۔ اس سلسلہ میں جو جہاد ہوگا وہ بڑا اہم جہاد ہوگا اور جہاد کی دوسری قسم کے لئے اس کی حیثیت بنیادی ہوگی۔ اس جہاد میں مدّ مقابل نفس ہوگا، نفس سے مقابلہ ہوگا، اس کو زیر کرکے ہر معاملہ میں اللہ کی اطاعت کرنی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ (رواہ احمد عن فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء اول ص۱۰۹)

مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

اگر کوئی شخص نفس سے جہاد نہیں کرتا بلکہ نفس کا تابع بن جاتا ہے تو یہ ایک قسم کا شرک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشَاوَةً، فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○
(الجاثیۃ - ۲۳)

(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے، ایسے شخص کو اللہ نے بھی اس کے علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے، اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، تو اب اللہ کے بعد اُسے کون

ہدایت پر لا سکتا ہے تو (اے لوگو) تم نصیحت
کیوں نہیں حاصل کرتے (کہ اپنی خواہش کے
بجائے اللہ تعالیٰ کو اپنا الٰہ بناؤ۔

دین کے فروغ کے لئے جو جہاد ہوگا اس میں ہاتھوں سے بھی جہاد ہوگا، زبان سے بھی جہاد کرنا ہوگا، جان سے بھی جہاد کرنا ہوگا اور مال سے بھی جہاد کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(التوبۃ - ۴۱)

(اے ایمان والو) خواہ تم ہلکے پھلکے (بے ہتھیار ہوا کرو) یا (ہتھیار پہن کر) بوجھل ہوا کرو ہر حال میں (لڑائی کے لئے) نکل آیا کرو اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحجرات - ۱۵)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب کراھیۃ ترک الغزو جزء اول صـ۳۴۶ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ صـ۱۲۱ ونیل الاوطار جزء ۷ صـ۱۷۶)

مشرکین سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد کرو۔

دین کے فروغ کے لئے کوشش اس بات کی بھی متقاضی ہے کہ دین کو خالص رکھا جائے۔ ہر قسم کی ملاوٹ اور بدعت سے اُسے پاک رکھا جائے اور اس مقصد کے لئے ہاتھ سے بھی جہاد کیا جائے اور زبان سے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَ اَصْحٰبٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول صـ۳۹ و ۴۰)

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقہ پر چلتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے رہے جو زبان سے کہتے تھے اور کرتے نہیں تھے اور ان کاموں کو کرتے تھے جن کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پھر جو کوئی ایسے ناخلف لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو کوئی زبان سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جو کوئی ان سے دل سے جہاد کرے (یعنی ان کے فعل کو برا سمجھے) وہ بھی مؤمن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا (یعنی اگر دل سے بھی برا نہ سمجھے تو اس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں)۔

دین کی تبلیغ و ترویج کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ حق بات کے اظہار میں کسی سے نہ ڈرے بلکہ دلیری و جرأت کے ساتھ حق کا اظہار کرے۔

حضرت طارق فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (نسائی کتاب البیعۃ باب من تکلم بالحق عند امام جائر جزء ۲ صـ۱۶۶ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء ۵ صـ۲۶۲)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال میں کہ آپ اپنا پاؤں رکاب میں رکھے ہوئے تھے پوچھا: کونسا جہاد افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔

دین اسلام کے دفاع اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے جنگ کرنا بھی جہاد ہے۔ اگر کفار دینِ

اسلام قبول نہ کریں تو ان پر جبر نہیں کیا جائے گا لیکن ان کو اسلامی حکومت اور اسلامی قانون کے ماتحت زندگی گزارنی ہوگی۔ اگر وہ اسلامی حکومت کی ماتحتی بھی قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔

مدافعانہ لڑائی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔

(البقرۃ ۔ ۱۹۰)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں لیکن (کسی قسم کی) زیادتی نہ کرنا۔

جارحانہ لڑائی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ، وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ، وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ○

(التحریم۔ ۹)

اے نبی آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (تاکہ یہ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں، آخرت میں تو) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً، وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ○

(التوبۃ ۔ ۱۲۳)

اے ایمان والو، اپنے قرب و جوار کے کافروں سے جنگ کرو اور ہونا یہ چاہئے کہ کافر تم میں سختی (یعنی قوت و شجاعت) محسوس کریں اور (اے ایمان والو) یہ (اچھی طرح) سمجھ لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا اس لئے کہ یہ تقوے کے خلاف ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ○

(التوبۃ ۔ ۲۹)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق قبول کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ ماتحت بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ ادا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَ حِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فخلوا سبیلهم جزء اول ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جزء اول ص۳۱)

مجھے (اللہ کی طرف سے یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (یعنی کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کے حق سے (یعنی اسلام کا حق ان سے لیا جائے گا) اور ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِیْرًا عَلٰی جَیْشٍ اَوْ سَرِیَّةٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا ثُمَّ قَالَ اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا اَوْ اِذَا لَقِیْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰی ثَلٰثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ فَاَیَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰی دَارِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر پر یا کسی فوجی دستہ پر امیر مقرر کرتے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے ساتھی مسلمین کے ساتھ بھلائی کرنے کی خاص طور پر وصیت کرتے پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں لڑو۔ اس سے لڑو جو اللہ کو نہیں مانتا، لڑو لیکن خیانت نہ کرو، عہد نہ توڑو اور مثلہ نہ کرو (یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ نہ کاٹو) اور بچوں کو قتل نہ کرو اور جب اپنے دشمن سے ملو یعنی مشرکوں سے تو دعوت دو ان کو تین باتوں کی طرف پھر ان تین باتوں میں سے جو بات وہ مان لیں وہ ان سے قبول کرو اور ان سے لڑائی بند کر دو۔ پہلی بات یہ ہے کہ ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ مان لیں تو

وَعَلَيْهِمْ مِمَّا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَاِنَّكُمْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث جزء ۲ ص ۹۱)۔

قبول کرو اور ان سے ہاتھ روک لو پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنے ملک سے مہاجرین کے ملک میں منتقل ہو جائیں اور انہیں خبر دو کہ اگر وہ ایسا کریں تو جو کچھ مہاجرین کے لئے ہے وہ ان کے لئے بھی ہو گا اور جو کچھ مہاجرین پر ہے وہ ان پر بھی ہو گا (یعنی حقوق اور فرائض یکساں ہوں گے) اگر وہ اپنے ملک سے منتقل ہونا منظور نہ کریں تو ان سے کہو کہ ان کے ساتھ دیہاتی مسلمین کے ساتھ جو برتاؤ ہوتا ہے ویسا برتاؤ ہو گا اور جو اللہ کا حکم مؤمنین پر جاری ہوتا ہے وہ ان پر بھی جاری ہو گا اور ان کو لوٹ اور فئے کے مال میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا لیکن اگر وہ مسلمین کے ساتھ مل کر لڑیں (تو انہیں غنیمت اور فئے میں سے حصہ ملے گا) اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ مانگو اگر وہ جزیہ دیں تو قبول کرو اور ان سے ہاتھ روک لو) اور اگر وہ جزیہ بھی نہ دیں تو اللہ سے مدد مانگو اور ان سے لڑو اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ طلب کریں تو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ نہ دو بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دو اس لئے کہ اگر تم سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ ٹوٹ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ٹوٹے اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ان کو اتارو تو ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر نہ اتارو بلکہ ان کو اپنے حکم پر اتارو اس لئے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم (یا فیصلہ) کو پا سکو گے یا نہیں۔

الغرض مؤمن کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا رہے اور ایسا جہاد کرے جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے اور نہ صرف تیار رہے بلکہ جہاں ضرورت پیش آئے اپنی ہر چیز قربان کر دے اور مندرجہ ذیل آیت کا مصداق بن جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

(الانعام۔ ۱۶۳ و ۱۶۴)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

مؤمن کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تڑپ ہونی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِہٖ نَفْسَہٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِفَاقٍ

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز جزء ۲ ص ۱۵۸)

جو شخص مرجائے اور جنگ نہ کرے اور نہ جنگ کرنے کی نیت رکھے تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُھُمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّۃٍ تَغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ جزء ۴ ص ۲۱ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد جزء ۲ ص ۱۲۵)

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مؤمنین کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے کر جاؤں تو میں ہر لشکر کے ساتھ نکلتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے جاتا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

مؤمن کو چاہیئے کہ جہاد کو چھوڑ کر نہ بیٹھ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۲۴)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، اپنے بیٹے، اپنے بھائی، اپنی بیویاں اور اپنے رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں، اللہ، اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَتَبَايَعُوْا بِالْعِيْنَةِ وَاتَّبَعُوْا اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ بَلَاءً فَلَمْ يَرْفَعْهُ عَنْهُمْ حَتّٰى يُرَاجِعُوْا دِيْنَهُمْ (مسند احمد سندہ صحیح ۔ بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص ۲۶)

جب لوگ دینار و درہم کے معاملہ میں بخل کریں گے (یعنی اللہ کے راستہ میں مال خرچ نہیں کریں گے) بیع عینہ کریں گے (یعنی سودی کاروبار کریں گے) بیلوں کی دموں کے پیچھے پیچھے پھریں گے (یعنی زراعت میں مشغول ہو جائیں گے) اور جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیں گے تو اللہ ان پر بلاء نازل کرے گا اور اسے اُس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک وہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹیں (یعنی جب تک دین کے لئے پھر جہاد شروع نہ کر دیں)۔

(نوٹ :۔ بیع عینہ یہ ہے کہ کسی چیز کو نقد قیمت میں بیچے، وہ چیز خریدار کے حوالے کر دے اور قیمت وصول کرنے سے پہلے اس کو اس قیمت سے کم قیمت میں خریدے اور نقد قیمت ادا کر دے ۔ مثلاً الف نے ب کو کوئی چیز ۱۰۰ روپے نقد میں بیچی پھر قیمت وصول کرنے سے پہلے الف نے وہ چیز ب سے ۷۰ روپے میں خرید لی الف نے تو قیمت ادا کر دی یعنی ۷۰ روپیہ دے دئے لیکن ب نے ۱۰۰ روپیہ میں وہ چیز خریدی تھی لیکن قیمت ادا نہیں کی تھی۔ یہ ۱۰۰ روپیہ اب بھی اسے دینے ہیں۔ الف کے پاس اس کی چیز ویسی ہی کی ویسی رہی اور ۷۰ روپیہ دے کر اسے اب

۱۰۰ روپیہ کسی خاص مدت میں ب سے وصول کرنے ہیں۔ الف کو جو ۳۰ روپے زائد ملیں گے یہ گویا ۷۰ روپیہ کے قرضہ پر سود ہوا جس کو حیلہ سے جائز کیا گیا)۔

جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحجرات - ۱۵)

مؤمن وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ، فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى، وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

(النسآء ۹۵ و ۹۶)

وہ مؤمنین جو بغیر کسی عذر کے (گھروں میں) بیٹھے رہیں (جہاد کو نہ جائیں) اور وہ مؤمنین جو اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے، اللہ نے مجاہدین کو جو اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں ان لوگوں پر جو (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہتے ہیں ایک درجہ فضیلت بخشی ہے لیکن دونوں سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے البتہ اللہ نے مجاہدین کو اجر عظیم کے لحاظ سے بھی جہاد نہ کرنے والوں پر بڑی فضیلت بخشی ہے یعنی مجاہدین کے لئے اللہ کی طرف سے (بلند) درجات ہیں (خصوصی) مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ

(اے لوگو) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَا يَسْتَوٗنَ
عِنْدَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ، وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ
مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ
مُّقِيْمٌ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، اِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

(التوبۃ - ۱۹ تا ۲۲)

اور مسجد حرام کی تعمیر کرنے کو اس شخص کے اعمال جیسا سمجھ لیا ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہے اللہ کے نزدیک یہ اعمال برابر نہیں ہیں، (ایمان لاکر جہاد کرنے والوں کو تو اللہ سیدھے راستے پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے لیکن) ظالم لوگوں کو اللہ (کبھی) سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ
رَحْمَتَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۸)

جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ (ان سے اگر کوئی غلطی بھی سرزد ہوئی تو تو اللہ معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ
تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ، ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ
لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ
جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○
(الصف - ۱۰ تا ۱۲)

اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور (ایسے) پاکیزہ مکانات (میں داخل کرے گا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے) ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ
لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ
اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ
اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ
مَا قَعَدْتُّ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُّ اَنِّيْ
اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ
ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح بخاری کتاب
الایمان باب الجہاد من الایمان جزء اول
ص ۱۵ و ۱۶ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب
فضل الجہاد جزء ۲ ص ۱۲۵)

(اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) جو شخص میری راہ میں (جہاد کے لئے) نکلے اس کو (اس کے گھر سے) اسی بات نے نکالا ہو کہ وہ مجھ پہ ایمان رکھتا ہو اور میرے رسولوں کو سچا سمجھتا ہو کسی اور بات نے نہ نکالا ہو (یعنی ناموری یا لوٹ کی خواہش کے لئے نہ نکلا ہو) تو میں اس کے لئے یہ ذمہ لیتا ہوں یا تو اس کو (جہاد) کا اجر اور لوٹ کا مال دے کر لوٹاؤں گا یا (اگر وہ شہید ہو جائے تو) اس کو بہشت میں داخل کرونگا (اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا) اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر لشکر کے ساتھ جو جہاد کے لئے جاتا نکلتا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ
قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ
اَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ
الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول سب سے افضل کام کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا کام؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا کام؟

الجهاد باب وقول الله تعالیٰ ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم و اموالهم جزء ۱۲ ص۱۷)

آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلَىٰ عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا اَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب قول الله تعالیٰ ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم ۲/۱۸)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے ایسا کام بتائیے جو (اجر میں) جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا ایسا کوئی کام میں نہیں پاتا۔ پھر فرمایا کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو مسجد میں جائے برابر نماز میں کھڑا رہے ذرا دم نہ لے اور برابر روزے رکھے کبھی افطار نہ کرے اس نے کہا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رض فرماتے ہیں:۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب افضل الناس مؤمن یجاهد جزء ۴ ص۱۸ و صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد والرباط جزء ۲ ص۱۵)

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون شخص سب لوگوں میں افضل ہے! آپ نے فرمایا وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرے۔ لوگوں نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں رہے، اللہ سے ڈرتا ہو اور اپنی برائی سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَّعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ (صحیح

اللہ کی راہ میں جو شخص جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن کو روزہ دار رہے اور رات کو نماز میں کھڑا رہے اور اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے ذمہ لیا

بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مومن یجاہد جزء ۴ ص۱۸)

ہے اگر اس کو مارے گا تو جنت میں داخل کریگا یا سلامتی کے ساتھ اجر یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِىْ اَرْضِهِ الَّتِىْ وُلِدَ فِيْهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ اُرَاهُ فَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجت المجاہدین جزء ۴ ص۱۹)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز کو قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ جہاد کرے خواہ اسی ملک میں بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنادیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین میں تو اللہ تعالیٰ سے جب تم (جنت کا) سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ فردوس جنت کے بیچ میں ہے اور جنت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور میں سمجھتا ہوں اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَغَدْوَةٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۲ ص۱۲۸)

اللہ کی راہ میں صبح کو (دوپہر تک) یا شام کو (دوپہر کے بعد غروب آفتاب تک) چلنا ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَقَابُ قَوْسٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ اَوْ

جنت میں ایک کمان برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا

رَوْحَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۲)

ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کو چلنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من قال ان الایمان ھو العمل جزء اول ص۱۳)

(لوگوں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا وہ حج جو مبرور ہو (یعنی نیکیوں سے بھرپور ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۲۵)۔

اللہ کی راہ میں جس بندے کے پاؤں گرد آلود ہوں اس کو دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ مَّنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نَبِیًّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ فَعَجِبَ لَہَا اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰی یُرْفَعُ بِھَا الْعَبْدُ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الْجِہَادُ فِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو سعید جو شخص راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے، اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ یہ سن کر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (بہت) تعجب ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول پھر فرمائیے۔ آپ نے انہی الفاظ کو دہرایا پھر فرمایا کہ ایک عمل ایسا ہے جس کی وجہ سے بندے کو جنت میں سو درجے ملیں گے ایک درجے سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ

سَبِیْلِ اللّٰہِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما اعدہ اللہ تعالیٰ للمجاہد جزء ۲ ص۱۲۸)

ہوگا جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وہ کونسا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجنة تحت بارقة السیوف جزء ۴ ص۲۷ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراهة تمنی لقاء العدو جزء ۲ ص۷۲)

(اے لوگو) جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ اَیْ فُلُ هَلُمَّ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل النفقة فی سبیل اللہ ۴/۳۲)

جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کرے اس کو قیامت کے دن جنت کے ہر دروازے کے چوکیدار بلائیں گے اے فلاں، یہاں سے داخل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من احتبس فرسا فی سبیل اللہ ۴/۳۲)

جو شخص ایمان کے ساتھ، اللہ کے وعدے کو سچا سمجھ کر جہاد کے لئے گھوڑا باندھے تو قیامت کے دن اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب سب اس شخص کی ترازو میں رکھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ

گھوڑا تین (شخصوں) میں کسی کے لئے تو ثواب ہے، کسی کے لئے پردہ ہے اور کسی کے لئے عذاب ہے۔ جس کے لئے ثواب ہے وہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) اس کو باندھے پھر اس کی رسی کو سبزے یا باغ میں دراز کردے

وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهٗ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الخیل لثلاثة جزء ۴ ص۳۵)

تو سبزے یا باغ میں جہاں تک اس کی رسی پہنچتی ہے وہ چرے تو اس کا یہ پرنا اس کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اگر اس نے رسی تڑا لی اور ایک یا دو چھلانگ لگائیں تو اس کی لید اور اس کے نشانات قدم سب اسکے لئے نیکیاں ہونگی۔ اگر وہ ندی پر جاکر خود پانی پئے اگرچہ مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو تب بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد والرباط جزء ۲ ص۱۵)

سب لوگوں کی زندگی سے اس مرد کی زندگی بہتر ہے جو جہاد میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اس کی لگام پکڑے ہوئے دوڑتا پھرتا ہے جب کبھی شور یا گھبراہٹ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے جاتا ہے، موت کے مقاموں میں اپنے قتل یا اپنی موت کو تلاش کرتا پھرتا ہے یا اس شخص کی زندگی بہتر ہے جو بکریاں لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے اور پہاڑ کی چوٹیوں میں یا پہاڑ کے نشیبی علاقوں میں قیام کرے، نماز ادا کرتا رہے، زکوٰۃ دیتا رہے اور موت کے وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتا رہے اور لوگوں کے ساتھ کچھ نہ کرے سوائے نیکی کے۔

حضرت ابو مسعود رض فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الصدقة فی

ایک شخص نکیل لگی ہوئی ایک اونٹنی لایا اور کہنے لگا یہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلے تجھے قیامت کے دن نکیل لگی ہوئی سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔

سبیل اللہ جزء ۲ صـ۱۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُهٗ وَاُجْرِىَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفُتَّانَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل جزء ۲ صـ۱۶۰)

اللہ کی راہ میں ایک دن ورات پہرہ دینا یا چوکیداری کرنا ایک مہینہ روزے رکھنے سے اور عبادت کرنے سے افضل ہے اور اگر (اس حالت میں) اس کو موت آجائے تو اس کا (اجر) جاری رہے گا اور اس کا رزق جاری ہوجائے گا اور وہ (قیامت کے) فتنوں سے محفوظ رہیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

رِبَاطُ يَوْمٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل رباط یوم جزء ۴ صـ۴۲)

اللہ کی راہ میں ایک دن مورچے پر رہنا ساری دنیا اور اس میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ جزء اول صـ۵۱۵)

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں غبار اور جہنم کا دھواں دونوں ایک ساتھ جمع نہ ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ قَاتَلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی المجاہد والمکاتب والناکح جزء اول صـ۵۲۱)

جو مرد مسلم اللہ کی راہ میں لڑے اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوبارہ دوہا جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا یا کوئی چوٹ لگی تو وہ قیامت کے دن بڑے سے بڑا زخم جیساکہ دنیا میں تھا لے کر آئے گا اس کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

جہاد کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (هُوَ اجْتَبٰىكُمْ) اللہ نے تمہیں منتخب کرلیا ہے (اب دین کے فروغ کے لئے جدوجہد تمہیں کرنی ہوگی، اقامت دین کا فریضہ اب تمہیں ادا کرنا ہوگا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض اب تمہارے ذمہ ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران - ۱۱۰)

(اور اے ایمان والو) جتنی امتیں لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں ان میں تم سب سے بہتر ہو، تم نیک کام کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہترین امت بنایا، اُسے منتخب فرمایا اور پھر اسے لوگوں کی ہدایت کے لئے مامور کیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (الفاطر - ۳۲)

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہترین امت بنا کر اپنے دین اور اپنی کتاب کی ترویج و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا اور اسے حکم دیا کہ وہ دین حق کی ترویج و فروغ کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کرے اور ایسی کوشش کرے جیسا کہ اس کے لئے کوشش کرنے کا حق ہے، لوگوں کو نیک بات کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

آگے فرمایا (وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ) اور (اے ایمان والو، یہ دین جس کی اشاعت کے لئے جدوجہد اب تمہارے فرائض میں سے ہے اور جس پر عمل کرنا تم پر فرض ہے کوئی مشکل دین نہیں ہے) اللہ نے اس دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی۔ (یہ کوئی نیا دین نہیں ہے کہ تم پر بار گذرے یہ تو) تمہارے باپ ابراہیم ہی کا دین ہے (جس سے تم پہلے سے بخوبی واقف ہو، تمہارے آباء و اجداد اس دین پر عمل کرتے رہے ہیں لہٰذا تم بھی باآسانی اس پر عمل کر سکتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں ایسی کوئی سختی نہیں رکھی جو ایمان والوں کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ پھر مزید مہربانی یہ کی کہ ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ دعاء کرتے رہیں کہ ان پر ایسی ذمہ داری نہ ڈالی جائے جس کی بجاآوری ان کی طاقت سے باہر ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

(اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جو شخص اچھے عمل کرے گا، ان عملوں کا ثواب اس کو ملے گا اور جو شخص بُرے عمل کرے گا تو ان

قَبْلِنَا، رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، اَنْتَ مَوْلٰنَا، فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۸۶)

عملوں کا وبال اس کرنے والے پر ہوگا، (اور اے ایمان والو، تم اس طرح دعاء کیا کرو) اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مؤاخذہ نہ کر، اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا بوجھ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں، اے ہمارے رب ہم سے ایسا بوجھ نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے، کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

بندوں کو یہ دعا سکھانے سے اللہ تعالیٰ کا جو منشا ہے وہ صاف ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ بھول چوک میں اپنے بندوں سے مؤاخذہ کرے اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں پر ایسا بوجھ ڈالے جس کو وہ اٹھا نہ سکیں۔ یہ دعاء سکھا کر پھر اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کی قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ (صحیح مسلم کتاب الفضائل القرآن باب فضل الفاتحۃ جزء اول ص ۳۲۲)

ایک دن جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے (آتی ہوئی) ایک زوردار آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھلا ہے (اس سے پہلے) کبھی نہیں کھلا پھر اس میں سے ایک فرشتہ اترا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ جو (آج) زمین پر اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ اس نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) سلام کیا اور کہا آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو۔ یہ نور آپ کو عطاء کئے گئے ہیں آپ سے پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کو نہیں عطاء کئے گئے ایک سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرا سورۂ بقرہ کا خاتمہ۔ کوئی حرف

آپ ان میں سے نہیں پڑھیں گے مگر یہ کہ آپ کو (آپ کی مطلوبہ چیز) مل جائے گی۔

الغرض دعاء سکھانے اور پھر اس کی قبولیت کا وعدہ فرمانے سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھول چوک معاف کر دی ہے اور ایسے احکام کو اس امت کے لوگوں پر فرض نہیں کیا جو ان کی طاقت سے باہر ہوں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرۃ - ۱۸۵)

اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ دین کو آسان رکھے گا اور مؤمنین پر کسی قسم کی سختی و تنگی نہیں رکھے گا تو اب ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دین آسان ہے اور اس پر عمل کرنا مشکل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر جزء اول ص۱۶)

بے شک دین آسان ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَّاَبَا مُوْسٰی اِلَی الْیَمَنِ قَالَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۱۱ ص۷ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر جزء ۱۱ ص۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ اور ابو موسیٰ رضؓ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا لوگوں پر آسانی کرنا سختی نہ کرنا، ان کو خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا اور اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا (صحیح بخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولہم بالموعظۃ جزء اوّل ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی الامر بالتیسیر جزء ۲ ص۷)

(لوگوں پہ آسانی) کرو، سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں :۔

قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُّیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد جزء اول ص۶۵)

ایک گنوار کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اسے للکارا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں پانی کا ایک ڈول بہا دو کیونکہ تم (لوگوں پر) آسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، سختی کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اُمِّ قَیْسٍ) لَمْ یَاْکُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِیَّاهُ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب بول الصبیان جزء اول ص۶۶)

ایک بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضؓ کہتے ہیں :۔

اِنِّیْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ اَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَثَمَانَ وَشَهِدْتُ تَیْسِیْرَهٗ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب اذا انفلتت الدابة فی الصلوٰة جزء ۲ ص۸۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سات بلکہ آٹھ غزوات میں شرکت کی ہے اور میں نے آپ کے آسانی مہیا کرنے کے عمل کا (بغور) مشاہدہ کیا ہے (یعنی آپ ہر معاملہ میں آسانی کی اجازت دے دیا کرتے تھے کسی پر سختی نہیں فرماتے تھے، کسی کو مشکل میں نہیں ڈالتے تھے)۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَاْتِیْ قَوْمَهٗ فَیُصَلِّیْ بِهِمُ الصَّلٰوةَ فَقَرَاَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰی صَلٰوةً خَفِیْفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَاَتَی النَّبِیَّ

معاذ بن جبلؓ (فرض) نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس جاتے، ان کی امامت کرتے۔ ایک دفعہ انہوں نے سورہ بقرہ شروع کی تو ایک شخص نے (جماعت سے الگ ہو کر) مختصر سی نماز اکیلے پڑھ لی (اور چل دیا)۔ یہ خبر معاذ کو پہنچی تو انہوں نے کہا وہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِاَيْدِيْنَا وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَاَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ اَنِّيْ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ ثَلٰثًا اِقْرَاْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَنَحْوَهَا (صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم یر اکفار من قال ذلك متاولا او جاهلا جزء ۸ ص۳۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی العشاء جزء اول ص۱۹۲)

منافق ہے۔ اس شخص کو معاذؓ کی یہ بات پہنچی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ہم لوگ سارا دن ہاتھ سے محنت کرتے ہیں اور اونٹوں پر پانی بھر کر لاتے ہیں معاذ نے گذشتہ رات کو نماز پڑھائی انہوں نے اس میں سورۂ بقر پڑھی میں نے مختصر سی نماز الگ پڑھ لی تو معاذ مجھے منافق کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ سے تین بار فرمایا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو۔ یہ سورتیں پڑھا کرو، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور اسی کے مثل (دوسری سورتیں)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :-

مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا جزء ۸ ص۳۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلے اللہ علیہ وسلم للاثام جزء ۲ ص۳۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اس کام کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ گناہ نہ ہو اگر گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا اَمَّ اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمَرِيْضَ (وفی روایۃ وَذَا الْحَاجَةِ) فَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوٰۃ فی تمام جزء اول ص۱۹۶)

جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے اس لئے کہ جماعت میں بچے، بوڑھے ناتواں، بیمار اور ضرورتمند ہوتے ہیں اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جس طرح دل چاہے پڑھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں :۔

سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ اکْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومۃ علی العمل جزء ۸ ص۱۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل پسند ہے۔ آپ نے فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نیکی کے لئے اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم میں طاقت ہو۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں :۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ مَعَ اُمِّہٖ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَیَقْرَاُ بِالسُّوْرَۃِ الْخَفِیْفَۃِ اَوْ بِالسُّوْرَۃِ الْقَصِیْرَۃِ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب الامر الائمۃ بتخفیف الصلوۃ جزء اول ص۱۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بچہ کا رونا جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا سنتے تو آپ چھوٹی سورت پڑھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اِطَالَتَھَا فَاَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَاُخَفِّفُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ بِہٖ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوۃ جزء اول ص۱۹۶)

میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو لمبا کروں لیکن میں بچہ کا رونا سن کر نماز کو اس خیال سے ہلکا کر دیتا ہوں کہ ماں کو اپنے بچہ کا رونا بہت شاق گذرے گا۔

مریض کے لئے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکنے کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت، رمضان میں روزے نہ رکھنے کی صورت میں دوسرے ایام میں روزے رکھنے کی رعایت، پانی اگر نقصان دے تو بجائے غسل یا وضو کے تیمم کرنے کی اجازت غرض یہ کہ بڑی کثیر تعداد میں اسلام کے تمام شعبوں میں اس قسم کی رعایتیں پائی جاتی ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں کسی قسم کی تنگی یا سختی نہیں رکھی۔

آگے فرمایا (ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا) اس نے تمہارا نام مسلمین رکھا، پہلے بھی اور اس (کتاب) میں بھی۔

مندرجہ ذیل دو جملے غور طلب ہیں :۔

(۱) هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ۔
(۲) هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۱۔ دونوں جملوں کے شروع میں ضمیر "هُوَ" اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ پہلے جملے میں تو اس کا مرجع "اللہ" ہونا بالکل ظاہر ہے اور دوسرے جملہ میں پہلے جملہ کی مناسبت سے "هُوَ" کا مرجع اللہ ہونا ضروری ہے۔

مندرجہ ذیل دو دلائل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے جملے میں بھی ضمیر "هُوَ" اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے:۔

۲۔ "هُوَ" کی ضمیر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع نہیں ہو سکتی اس لئے کہ "مسلمین" نام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی پایا جاتا ہے۔ جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی یہ نام پایا جاتا ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے) تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ابراہیم نے تمہارا نام مسلمین رکھا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهٗ مِنْ جُثَى جَهَنَّمَ۔

جس نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔

ایک شخص نے دریافت کیا:۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ۔

اے اللہ کے رسول، اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَادْعُوْا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ سَمّٰاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الامثال باب ماجاء مثل الصلوٰۃ والصیام والصدقۃ جزء ۲ ص۲۹۶)

اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے لہٰذا (اے ایمان والو، مسلمین کو) اُسی لقب سے پکارو جس لقب سے اللہ نے، جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، پکارا ہے (یعنی) مؤمنین، اللہ کے بندے۔

اس حدیث نے صاف فیصلہ کر دیا کہ "مسلمین" نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اس حدیث کے بعد نہ کسی اور دلیل کی ضرورت ہے اور نہ اختلاف کی گنجائش۔

الغرض مندرجہ بالا تین دلائل سے ثابت ہوا کہ "هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ" میں ضمیر "هُوَ" اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی مسلمین نام رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ "اے ایمان والو" اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام "مسلمین" رکھا، پہلے بھی

اور اس کتاب میں بھی۔

"مِنْ قَبْلُ" سے مراد گذشتہ کتب سماویہ ہیں۔ "فِیْ هٰذَا" سے مراد قرآن مجید ہے۔ الغرض ایمان والوں کا پہلے بھی مسلمین نام رہا ہے اور اس امت میں بھی ایمان والوں کا نام مسلمین ہی ہے۔ مسلمین کے علاوہ ذاتی نام کوئی اور نہیں۔ ایمان والوں کا "عَلَمْ" تو مسلمین ہے دوسرے الفاظ جو مسلمین کے لئے استعمال ہوئے ہیں وہ صفت ہیں، عَلَم نہیں ہیں۔ صفت کو عَلَمْ کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

گذشتہ امتوں میں مؤمنین کا نام مسلمین ہی تھا اس کا ثبوت قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ملتا۔

(۱) حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ ، اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِيْرِیْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(یونس ۔ ۷۱ و ۷۲)

اور (اے رسول) ان کو نوح کا قصہ سنائیے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر میرا منصب اور اللہ کی آیات کے ذریعہ تم کو میرا نصیحت کرنا شاق گذرتا ہے تو (سن لو) میں اللہ پر توکل کرتا ہوں، تم (میرے خلاف) اپنی کسی تدبیر کا اجتماعی فیصلہ کرو اور (اس کام کے لئے) اپنے شریکوں کو بھی جمع کر لو، پھر تمہاری تدبیر (کا کوئی گوشہ) تم پر مخفی نہ رہے، پھر (جو کچھ تم کرنا چاہو) میرے خلاف کر گذرو اور مجھے (بالکل) مہلت نہ دو، پھر (اس چیلنج کے بعد بھی) اگر تم منہ موڑو تو میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے، مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت پہلے گذرے ہیں لہٰذا "مسلمین" نام رکھنے والے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہو سکتے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۶۷)

ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ بڑے پکے موحد مسلم تھے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (البقرۃ - ۱۳۲)

تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سب مسلم تھے۔

(۴) حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب نازل کیا گیا۔ عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو اس بستی سے بخیر و عافیت نکال لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (الذّٰریٰت - ۳۶)

اور (اے رسول) ہم نے اس بستی میں ایک گھر کے علاوہ مسلمین کا کوئی اور گھر نہیں پایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے گھر والے مسلم تھے۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ۔ (البقرۃ - ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم دونوں کو (ہمیشہ) اپنا مسلم بنائے رکھنا۔

(۶) حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت ان کے تمام صاحبزادے بیک زبان کہتے ہیں :۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (البقرۃ-۱۳۳)

اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

(۷) حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرماتے ہیں :۔

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ (یوسف - ۱۰۱)

مجھے ایسی حالت میں وفات دے کہ میں مسلم ہوں اور (آخرت میں) مجھے نیک لوگوں میں شامل کر دے۔

(۸) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ○

موسیٰ نے (اپنی قوم سے) کہا، اے میری قوم اگر تم (صحیح معنوں میں) اللہ پر ایمان لائے ہو

(یونس - ۸۴) اور اگر تم (واقعی) مسلم ہو تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔

⑨ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگر جب مسلم ہوئے تو فرعون نے انہیں پھانسی کی دھمکی دی۔ دھمکی کو سُنکر انہوں نے کہا:۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (الاعراف - ۱۲۶) اے ہمارے رب، ہمارے دلوں میں صبر و استقامت ڈال دے اور ہمیں اس حالت میں دنیا سے اٹھا کہ ہم مسلم ہوں۔

⑩ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکۂ سبا کو خط لکھا تو اس خط میں انہوں نے تحریر فرمایا:۔

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ (النمل - ۳۱) مجھ سے سرکشی نہ کرو اور (تم سب) مسلم بن کر آجاؤ۔

ملکۂ سبا نے کہا:۔

وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (النمل - ۴۴) میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کے لئے اسلام قبول کرتی ہوں۔

⑪ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ، قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ، اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (اٰل عمران - ۵۲) پھر جب (کافر نہ مانے اور) عیسیٰ نے محسوس کیا کہ وہ کفر سے باز آنے والے نہیں تو کہنے لگے کہ کون اللہ کے راستہ میں میرا مددگار ہے، حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ (المآئدۃ - ۱۱۱) اور (اے عیسیٰ، وہ وقت بھی یاد کرو) جب میں نے حواریوں کو حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا (اے اللہ) ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کی امتوں کا نام بھی مسلم ہی تھا لیکن انہوں نے اپنا نام بدل دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

(البقرۃ - ۱۳۵)

اور (اے رسول) اہل کتاب کہتے ہیں یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ تو تمہیں ہدایت مل جائے گی، آپ کہہ دیجئے کہ نہیں (ایسا نہیں ہو سکتا) ہم تو ایک اللہ کے پرستار، ابراہیم کے دین پر قائم ہیں (وہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی) اور وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ ایمان والوں کا پھر وہی نام رکھا اور بار بار زور دیا کہ ایمان والوں کا نام مسلم ہی ہونا چاہیئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ○

(الزمر - ۱۲)

اور (اے رسول، آپ کہہ دیجئے) مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلم بنوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○

(النمل - ۹۱)

(اے رسول آپ کہہ دیجئے) مجھے تو بس یہ حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطا فرمائی ہے اور جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم رہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○

(الانعام - ۱۶۳ و ۱۶۲)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اس کتاب پر ایمان لائے جو ہم پر نازل ہوئی، ان کتابوں پر ایمان لائے جو ابراہیم،

عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○
(اٰل عمران - ۸۴)

اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور (ان کی) اولاد پر نازل ہوئیں اور ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو موسیٰ، عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطاء ہوئیں، ہم ان نبیوں میں سے کسی پر تفریق نہیں کرتے (سب پر ایمان لاتے ہیں) اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے مسلم ہیں

⑤ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے رسول کو "مسلمون" کہنے کا حکم دیا بلکہ مؤمنین کو بھی حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○
(البقرۃ - ۱۳۶)

(اور اے ایمان والو، اہل کتاب سے) کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ہم ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دی گئیں تھیں اور (نہ صرف ان کتابوں پر بلکہ ہم تو ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں) جو تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں تھیں، ہم ان نبیوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہیں، ہم تو سب کو مانتے ہیں) اور ہم سب اللہ (اکیلے) کے مسلم ہیں۔

⑥ مشرکینِ مکہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○
(اٰل عمران - ۶۷)

ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ تو بڑے پکے موحّد مسلم تھے۔

⑦ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۶۴)

(اے رسول اللہ کے راستہ کی طرف انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہیئے: اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پھر (اے ایمان والو) اگر یہ اس بات سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو (کہ اے اہل کتاب) تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

⑧ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۷۹ و ۸۰)

کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطاء فرمادے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) کہ تم خالص اللہ کے (بندے) بنو اس وجہ سے کہ تم (اللہ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے بھی رہتے ہو (وہ تو اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لئے کیسے کہہ سکتا ہے) اور نہ اس کو زیبا ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد وہ تم کو کفر کا حکم دے گا (ہرگز نہیں)۔

⑨ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۰۲)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔

⑩ اللہ تعالیٰ اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ، قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(ھود - ۱۳ و ۱۴)

(اے رسول) کیا کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (رسول) نے خود بنالیا ہے۔ (آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں تم بھی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن جن کو تم بلا سکتے ہو (اپنی مدد کے لئے) بلالو۔ پھر (اے ایمان والو) اگر کافر تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ اے کافرو) اب تو تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ بھی تمہیں جان لینا چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو (یا نہیں)۔

(۱۱) اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ، فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(الانبیآء - ۱۰۸)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے تو (بتاؤ اب) تم مسلم ہوتے ہو یا نہیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

(العنکبوت - ۴۶)

اور (اے ایمان والو) اہل کتاب سے بحث مباحثہ نہ کیا کرو مگر ایسے طریق سے جو بہت اچھا ہو البتہ ان لوگوں میں سے وہ لوگ جو ظلم کریں (تو تم بھی ان کو ویسا ہی جواب دے سکتے ہو) اور (اے ایمان والو) تم اس طرح کہا کرو ہم اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو تم پر نازل کی گئی تھی ہمارا اور تمہارا الٰہ ایک ہے اور ہم اسی (ایک الٰہ) کے مسلم ہیں۔

مبلغین کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہیں۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ - ۳۳)

اور (اے رسول) بات کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے، نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

مسلمین کے لئے خوشخبریاں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ، وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ، وَأَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُوْنَ ۝

(الزخرف - ۶۸ تا ۷۳)

(اللہ متقین سے فرمائے گا) اے میرے بندو! آج نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم تھے۔ (اللہ ان سے فرمائے گا) تم اور تمہاری بیویاں شاداں و فرحاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور سونے کے جاموں کا دور چلے گا اور اس میں (ان کے لئے) ہر وہ چیز (میسر) ہوگی جس کو (ان کا) جی چاہے اور جو (ان کی) آنکھوں کو لذت بخشے اور (اے متقی لوگو) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو ان اعمال کے صلہ میں ہے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ (ن - ۳۵ و ۳۶)

کیا ہم مسلمین کو مجرمین کی طرح رکھیں گے تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے

لِلْمُسْلِمِيْنَ ○
(النحل - ۸۹)

اور (اے رسول، یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں مسلمین کے لئے ہدایت ہے، رحمت ہے اور بشارت ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○
(النحل - ۱۰۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ (یہ قرآن) ایمان والوں کو ثابت (قدم) رکھے، مسلمین کو راہِ راست پر چلائے اور (جنّت کی) بشارت سنائے۔

مسلم کی دعاء اور اس کا اقرار کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○
(الاحقاف - ۱۵)

اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں میں ان کا شکر ادا کرتا رہوں اور ایسے نیک عمل کرتا رہوں جن کو تو پسند کرے اور (اے میرے رب) میرے (دین و دنیا کے فائدے کے) لئے میری اولاد کی اصلاح فرما، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمین میں سے ہوں۔

نصیحت صرف مسلم ہی حاصل کرتے ہیں:۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ، اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
(النمل - ۸۰ و ۸۱)

(اور اے رسول) نہ آپ مُردوں کو (اپنی آواز) سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا سکتے ہیں۔ آپ تو بس ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئیں اور مسلم بن جائیں۔

موت کے وقت فرعون کی تمنّا۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا، حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

(یونس - ۹۰)

ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا (ہم نے ان سب کو پانی کے عذاب میں پکڑ لیا) یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ بے شک الٰہ کوئی نہیں سوائے اس الٰہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمین میں سے ہوں۔

قیامت کے دن کافروں کی تمنّا

(۲۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ○

(الحجر - ۲)

ایک وقت آنے والا ہے جب کافر یہ تمنّا کریں گے کاش وہ مسلم ہوتے۔

جنّات میں بھی ایمان والوں کا نام مسلم ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓی اٰمَنَّا بِهٖ، فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ○ وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ، فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ○

(الجن - ۱۳و۱۴)

جنّات نے کہا: ہم نے ہدایت (کی کتاب) سُنی، ہم اس پر ایمان لے آئے اور جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آئے تو پھر اسے نہ (کسی قسم کے) نقصان کا ڈر ہے اور نہ (کسی قسم کی) زیادتی کا خوف۔ ہم میں سے بعض مسلم ہیں اور بعض ظالم ہیں، پھر جو لوگ اسلام لے آئیں تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے (راہ) ہدایت کو پالیا۔

مسلم، یا مسلمون یا مسلمین احادیث میں اتنی کثرت سے آیا ہے کہ اس کا شمار مشکل ہے۔

صحابہ کرام کی جماعت کا نام جماعت المسلمین تھا۔

صحابہ کرام کی جماعت کا نام جماعت المسلمین ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو جو اذیت ماہانہ میں ہوں حکم دیا کہ وہ بھی عید کے دن جماعت المسلمین کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر ہوں۔

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں:۔
اُمِرْنَا اَنْ نَخْرُجَ فَنُخْرِجَ الْحُیَّضَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ) وَالْعَوَاتِقَ وَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَاَمَّا الْحُیَّضُ فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَیَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلی جزء ۲ ص۱۲ وکتاب الصلوٰۃ باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب جزء اول ص۹۹

ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ عیدین کے دن ہم خود بھی نکلیں اور جوان عورتوں اور گھر کے کونے میں پردے میں بیٹھنے والی کنواری لڑکیوں کو بھی نکالیں رہیں وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں (وہ بھی نکلیں اور) جماعت المسلمین (کے اجتماع) میں اور ان کی دعاء میں شرکت کریں لیکن نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں:۔
کُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوۃَ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ ص۶)

مقاطعہ کے دوران میں باہر نکلتا اور مسلمین کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔
فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَطَلَّقْتَهُنَّ قَالَ لَا قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ یَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰی یَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهٗ اَفَاَنْزِلُ فَاُخْبِرُهُمْ اَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء جزء اول ص۴۷۶)

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمین کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، تو کیا میں اتروں اور ان کو خبر دوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب صحۃ حج الصبی جزء اول ص۴۵۷)

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹوں پر سوار کچھ لوگ روحاء میں ملے۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا (ہم) مسلمین ہیں۔

جماعت المسلمین سے چمٹنے کا حکم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فتنوں کے زمانہ میں جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَّهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِّنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ۔ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ صـ۵ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء ۲ صـ۱۳۲)

لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں برائی کے متعلق پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں اس میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ ایک دن میں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت اور برائی میں گرفتار تھے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھلائی ہم پر نازل کی، اب بھلائی کے بعد کیا پھر برائی پیدا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا پھر اس برائی کے بعد پھر بھلائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں دھواں ہوگا میں نے عرض کیا دھویں سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا (اُس زمانہ میں) ایسے بھی لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے ان کی کوئی بات تمہیں اچھی معلوم ہوگی اور کوئی بُری۔ میں نے پوچھا پھر اس بھلائی کے بعد برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں، دوزخ کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے جو کوئی ان کی بات مان لے گا اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، ان لوگوں کی صفات تو بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ (بظاہر) تو ہماری ہی طرح ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا جماعت المسلمین اور ان کے امام کے ساتھ چمٹے رہنا۔

میں نے کہا اگر اس وقت نہ جماعت ہو اور نہ ان کا امام ہو؟ فرمایا پھر بھی ان تمام فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانا پڑیں اور اسی حالت میں تمہیں موت آ جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف جماعت المسلمین ہی حق پر ہوگی۔ جماعت المسلمین کے علاوہ باقی سب فرقے ہوں گے وہ حق پر نہیں ہوں گے، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے علیٰحدہ رہنے کا حکم دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَّاٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا یَّکْرَھُہٗ فَلْیَصْبِرْ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونھا جزء ۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر یلزوم الجماعۃ ۲/۱۳۴)

جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے علیٰحدہ ہوا اور اسی حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَۃِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَۃَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَّ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَۃٍ عُمِّیَّۃٍ یَغْضَبُ لِعَصَبَۃٍ اَوْ یَدْعُوْا اِلٰی عَصَبَۃٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصَبَۃً فَقُتِلَ فَقِتْلَۃٌ جَاھِلِیَّۃٌ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُقَاتِلُ لِلْعَصَبَۃِ فَلَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ) (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر یلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن جزء ۲ ص۱۳۵)

جو شخص اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے پھر وہ مرے تو اسکی موت جاہلیّت کی موت ہوگی اور جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے، عصبیّت کی بناء پر غصہ کرے، عصبیّت کی دعوت دے، عصبیّت کی بنیاد پر مدد کرے (یا) عصبیّت کے لئے لڑے تو اس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی، وہ میری امّت میں سے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَّا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالطَّاعَۃُ لِذَوِی

تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا قلب خیانت نہیں کرتا:۔

الْأَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواه الحاكم عن جبير بن مطعم فی کتاب العلم باب ثلث لا یغل علیهن قلب مؤمن وسندہ صحیح - المستدرک ۱/۸۷)

۱۔ عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنا،
۲۔ ذوالامر یعنی امیر کی اطاعت کرنا،
۳۔ جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ حَتّٰى يُرَاجِعَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِمَامُ جَمَاعَةٍ فَإِنَّ مَوْتَتَهٗ مَوْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ (رواه الحاكم عن عبد الله بن عمر فی کتاب الایمان باب من خرج من الجماعة شبرا وسندہ صحیح - المستدرک ۱/۱۱۷)

جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار دیا یہاں تک کہ وہ (دوبارہ) جماعت کی طرف لوٹے اور جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس کے اوپر جماعت کا امام نہ ہو (یعنی اس نے جماعت کے امام کی بیعت نہ کی ہو اور جماعت میں شامل نہ ہوا ہو) تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ إِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ (رواه الترمذی وصححہ فی ابواب الامثال عن الحارث الاشعری جزء ۲ صـ۲۹۶)

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے:۔ (۱) (امیر کا حکم) سننے کا (۲) (امیر کی) اطاعت کرنے کا۔ (۳) جہاد کرنے کا (۴) (ضرورت ہو تو) ہجرت کرنے کا (۵) جماعت (سے چمٹے رہنے) کا کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت برابر علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ پھر (جماعت کی طرف) لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَآءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الفتن باب فی لزوم الجماعة جزء ۲ صـ۹۶)

جماعت کو لازم پکڑو۔ جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی ناخوش کرے وہ مؤمن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْإِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم فی کتاب العلم باب من فارق الجماعۃ۔ سندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۱۱۹)

جو شخص جماعت چھوڑ دے اور امارت کی تذلیل کرے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ کے لئے اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی (یعنی اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی جو عند اللہ مقبول ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصٰى إِمَامَهٗ وَمَاتَ عَاصِيًا وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهٗ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ (رواہ الحاکم فی کتاب العلم باب من فارق الجماعۃ جزء اول ص۱۱۹)

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کے متعلق نہ پوچھو (کہ ان کا کیا حشر ہوگا): ایک تو وہ شخص جو جماعت چھوڑ دے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت میں مر جائے، دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو بھاگ جائے اور (اسی حالت میں) مر جائے، تیسری وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ ہو اور وہ اس کی دنیا کی ضرورت پوری کر گیا ہو پھر وہ اس کے جانے کے بعد اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرے (الغرض) ان (تینوں) کے متعلق (کچھ) نہ پوچھو (کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ جزء اول ص۸۸ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۲۷)

کوئی بستی ہو یا جنگل اگر اس میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز (باجماعت) قائم نہ کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے لہٰذا تم پر جماعت (سے چمٹنا) لازم ہے اس لئے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلے سے دور ہو گئی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

أَلَا مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً

خبردار ہو جاؤ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یہ ملت (یعنی یہ امت)

وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (رواہ ابوداؤد عن معاویۃ رضؓ فی کتاب السنۃ باب شرح السنۃ جزء ۲ صـ ۲۸۳ وسندہ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صـ ۶۱)

"تہتر" فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہوگی۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات اور احادیث جن میں لفظ "مسلمین" آیا ہے وہ گویا "وَفِيْ هٰذَا" کی تفسیر ہیں ۔ جن احادیث میں صرف جماعت کا لفظ ہے اور اس کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہے تو ان احادیث میں مضاف الیہ "مسلمین" کو محذوف سمجھا جائے گا کیونکہ دوسری احادیث میں مضاف الیہ "مسلمین" موجود ہے۔

آگے فرمایا (لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ) (اے ایمان والو، تم کو اس لئے منتخب کیا گیا ہے) تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور تم (تمام) لوگوں کے اوپر گواہ ہو۔

اس آیت میں جس گواہی کا ذکر ہے وہ گواہی قیامت کے دن ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گواہی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ صـ ۲۶)

قیامت کے دن نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بلایا جائے گا وہ عرض کریں گے اے اللہ، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے میرا حکم اپنی امت کو پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے جی ہاں پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا، نوح نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں)؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالےٰ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فرمائے گا تمہارا کوئی گواہ ہے؟ وہ کہیں گے! محمد اور ان کی امت (کے لوگ گواہ ہیں) پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ انہوں نے (احکام الٰہی

کو) پہنچایا تھا اور (اے ایمان والو) رسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرے گی تو اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا گویا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں، ان کی امت جھوٹ بولتی ہے۔ اس امت کی گواہی دوسری امت یا (امتوں) کے بیان کے خلاف اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (دوگیر انبیاء) کی تصدیق کے لئے ہوگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بیان کی تصدیق کریں گے گویا آپ گواہی دیں گے کہ میری امت سچ کہتی ہے، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (دوگیر انبیاء) نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا اور رسالت کے فرائض کما حقہ ادا کئے تھے۔

گواہ کے لئے ضروری ہے کہ عادل ہو اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ یہ امت عادل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ○

(البقرۃ - ۱۴۳)

(اے ایمان والو جس طرح ہم نے تم کو ہدایت دے کر تم پر احسان کیا) اسی طرح ہم نے (تم پر یہ احسان بھی کیا) تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔

وَسَط کی تشریح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قولہ تعالیٰ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا جزء ۹ ص۱۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔ اسی طرح ہم نے (تم پر یہ احسان بھی کیا کہ) تم کو معتدل یعنی عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ "وسط" کے معنی "عدل" کے ہیں۔ یعنی یہ امت عادل، متوسط اور معتدل ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس امت میں حد درجہ اعتدال ہے۔ افراط تفریط نہیں ہے اور گواہی کے لئے ایسے ہی لوگ موزون ہو سکتے ہیں جو اپنے کسی کام میں اور کسی بیان میں افراط تفریط اور کمی بیشی نہ کریں۔

(نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) تو (اے ایمان والو اس نعمت اور منصب کے شکر میں) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو (وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ) اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

(اٰل عمران - ۱۰۲ و ۱۰۳)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (اٰل عمران - ۱۰۱)

جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ○

(النسآء - ۱۴۵ و ۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہوں گے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی، (اپنی) اصلاح کر لی، اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کر لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت میں) رہیں گے اور مؤمنین کو اللہ عنقریب اجر عظیم عطاء کرے گا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○

(النسآء - ۱۷۶)

تو جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لینا خصوصاً نماز اور زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنا ہی راہِ عدل ہے، یہی صراط مستقیم ہے، افراط تفریط سے بچانے کا یہی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس امت کی جو عزت افزائی فرمائی ہے اس کے شکر ادا کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

آگے فرمایا هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ہی تمہارا کارساز اور مددگار ہے تو (دیکھو) وہ (کتنا) اچھا کارساز ہے اور (کتنا) اچھا مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ (البقرۃ - ۱۰۷)

اور اے لوگو! اللہ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (الانعام - ۱۴)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○ (الرعد - ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى۔ (الشوریٰ - ۹)

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا رکھے ہیں حالانکہ اللہ (اکیلا) ہی کارساز ہے، وہی مُردوں کو زندہ کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○ (آل عمران - ۱۵۰)

(کافر مددگار نہیں ہیں، یہ تمہیں دھوکا دیتے ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

خبردار ہو جاؤ کہ (کافر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) اللہ تمہارا مالک ہے (اور) وہ

(الانفال - ۴۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا، هُوَ مَوْلٰىنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(التوبۃ - ۵۱)

کتنا اچھا مالک ہے اور کتنا اچھا مددگار۔

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے (پہلے سے) لکھ رکھی ہے، وہی ہمارا مددگار ہے اور اسی پر ایمان والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

(التحریم - ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(یونس - ۳۰)

اللہ تم سب کا مددگار اور کارساز ہے اور وہ علم والا، حکمت والا ہے۔

(اس موقع پر) وہاں پر ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے (موت سے) پہلے بھیج دئے ہوں گے جانچ پڑتال کرے گا (اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی) پھر وہ سب لوگ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مولا و کارساز نہیں نہ کسی دوسرے کو مولیٰ سمجھنا چاہیئے اور نہ کسی کو مولیٰ کہنا چاہیئے، حتیٰ کہ غلام بھی اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظۃ العبد والامۃ والمولیٰ و السید جزء ۲ صـ ۳۰۱)

کوئی غلام اپنے آقا کو "میرا مولیٰ" نہ کہے اس لئے کہ تم سب کا مولیٰ اللہ عزّوجلّ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۹۱و۱۹۲)

کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ان مشرکین کی مدد نہیں کر سکتے (اور ان کی مدد تو کجا) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۹۷)

اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کے راستہ میں خوب جہاد کیجئے۔ دین کے تحفظ اور ترویج کے لئے بھرپور کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مسلم رکھا ہے بس آپ اپنے آپ کو مسلم ہی کہئے نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ مؤمنون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ
هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾
وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ
مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ
لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیۡنَ
هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾

إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦
فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ
فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْعَادُونَ ۝٧ وَ
ٱلَّذِينَ هُمْ لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رَٰعُونَ ۝٨ وَٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ
صَلَوَٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝٩ أُو۟لَٰٓئِكَ
هُمُ ٱلْوَٰرِثُونَ ۝١٠ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ
ٱلْفِرْدَوْسَ ، هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝١١

ترجمہ (قیامت کے دن) وہ مؤمنین فلاح پائیں گے (۱) جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں (۲) جو بے کار باتوں سے اعراض کرتے ہیں (۳) جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵) سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے حفاظت نہ کرنے پر انہیں کوئی ملامت نہیں (۶) اور جو ان کے علاوہ کسی اور کے متلاشی ہوں تو وہ زیادتی کرنے والے ہیں (۷) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں (۸) جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں (۹) یہی لوگ وارث ہوں گے (۱۰) (یعنی یہی وہ لوگ ہوں گے) جو (جنت) الفردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱)

معانی و مصادر (خَاشِعُوْنَ) خَشَعَ، یَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) عاجزی اور ذلت کا اظہار کرنا۔

(لَغْوٌ) لَغَا، یَلْغُوْ، لَغْوٌ (ن) بے کار اور بیہودہ بات کرنا، باطل ہونا، راستے سے ہٹ جانا۔
(مَلَكَتْ) مَلَكَ، یَمْلِكُ، مَلْكٌ وَمُلْكٌ وَمِلْكٌ وَمَلَكَةٌ وَمَمْلَكَةٌ وَمَمْلِكَةٌ (ض) مالک و متصرف ہونا۔
(مَلُوْمِيْنَ) لَامَ، یَلُوْمُ، لَوْمٌ (ن) ملامت کرنا۔
(عٰدُوْنَ) عَدَا، یَعْدُوْ، عَدْوٌ وَعُدْوَانٌ (ن) حد سے نکل جانا۔
(اَمٰنٰتٌ) اَمُنَ، یَاْمُنُ، اَمَانَةٌ (ك) امانت داری کرنا۔
(رَاعُوْنَ) رَعٰى، یَرْعٰى، رَعْيٌ وَرِعَايَةٌ وَمَرْعًى (ف) چرنا، چرانا، نگرانی کرنا، حفاظت کرنا (رَاعٍ = حکمران، نگران۔ رَاعُوْنَ رَاعٍ کی جمع ہے)۔
(وَارِثُوْنَ) وَرِثَ، یَرِثُ، وِرْثٌ وَاِرْثٌ وَاِرْثَةٌ وَرِثَةٌ وَتُرَاثٌ (ع) وارث ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) (قیامت کے دن) وہ مؤمنین فلاح پائیں گے (اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ) جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ) جو بے کار باتوں سے اعراض کرتے ہیں (ان کی طرف توجہ نہیں کرتے) (وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ) جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ) سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے (کہ ان کے معاملہ میں) انہیں کوئی ملامت نہیں (فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ) اور جو لوگ ان کے علاوہ (کسی اور عورت) کے متلاشی ہوں تو وہ زیادتی کرنے والے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ) اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ) اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ)

یہی لوگ وارث ہوں گے (اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) (یعنی یہی وہ لوگ ہیں) جو (جنت) الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان مؤمنین کی صفات بتائی ہیں جو جنت الفردوس میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں۔

(۱) پہلی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ وہ نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

نماز میں عاجزی سے مراد ادب و احترام کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۳۸)

تمام نمازوں کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرتے رہو، خصوصاً بیچ والی (یعنی نماز عصر) کی اور (نماز میں) اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اِذَا نَزَلَتْ: اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ فَطَاطَأَ رَأْسَهٗ (رواہ الحاکم جزء ۲ ص ۲۹۳ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۵۹)

جب یہ آیت اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) اپنا سر جھکا لیا۔

نماز میں عاجزی یہ بھی ہے کہ نمازی دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف اتنا متوجہ کرے کہ اُسے یہ محسوس ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:۔

مَا الْاِحْسَانُ۔

احسان کیا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان جزء اول ص ۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان جزء اول ص ۲۲)

احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ میں احسان یعنی حسن و خوبصورتی ہونی چاہیئے۔ جب

بندہ یہ خیال کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو کس قدر ہیبت و تعظیم اس کے قلب میں پیدا ہوگی، کس قدر خضوع اور خشوع ہوگا اور کس قدر حرکات و سکنات خوبصورتی کے ساتھ ادا ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا تُحَسِّنُ صَلٰوتَكَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بتحسین الصلوٰۃ جزء اول ص۱۸۳) — تم اپنی نماز کو حسین کیوں نہیں بناتے۔

نماز میں سکون ہونا بھی عاجزی کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۸۴) — نماز میں ساکن رہا کرو۔

نماز میں نیچے دیکھنا اور اِدھر اُدھر نہ دیکھنا بھی عاجزی کی علامت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التفات فی الصلوٰۃ ۱/۱۹۱) — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے جس کو وہ بندے کی نماز میں جھپٹا مار کر حاصل کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ عن انس جزء اول ص۱۹۱ وردی مسلم نحوہ عن جابر بن سمرۃ فی کتاب الصلوٰۃ باب النہی عن رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ ۱/۱۸۴) — لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بہت سخت الفاظ ارشاد فرمائے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ان کو اس سے باز آجانا چاہئے ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔

خضوع وخشوع کے لئے ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کو بھوک، پیشاب یا پاخانہ کی حاجت نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَاصَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ وَلَاھُوَیُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام ۱/۲۲۵)

کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں (ہوگی) اور نہ اس صورت میں ہوگی کہ وہ پیشاب پاخانے کو روکے ہوئے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ جزء اول ص۱۷۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام ۱/۲۲۵)

جب شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے اور ادھر نماز کی تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

عاجزؔ یہ بھی ہے کہ نہ کپڑوں کو سمیٹے، نہ بالوں کو سمیٹے، نہ بالوں کا جوڑا باندھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْنَآ اَنْ نَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ وَّلَا نَکُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی سبعۃ اعظم جزء اول ص۱۰۶ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اعضاء السجود جزء ۱ ص۲۰۳)

ہم کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ہے۔

حضرت کریب کہتے ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ الْحَارِثِ یُصَلِّیْ وَرَاْسُہٗ مَعْقُوْصٌ مِّنْ وَّرَآءِہٖ فَقَامَ فَجَعَلَ یَحُلُّہٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَالَکَ وَ رَاْسِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلُ ھٰذَا مَثَلُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَھُوَ مَکْتُوْفٌ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اعضاء

عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ ان کے جوڑے کو کھولنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا تم کو میرے سر سے کیا مطلب تھا؟ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے (جو شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے) اس کی مثال ایسی

ہے جیسے کسی کی مشکلیں کسی ہوئی ہوں۔

(السجود جزء اول ص۲۰۳)

دل جمعی کے ساتھ نماز ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کے خیال میں مشغول نہ ہو بلکہ نمازی کو چاہئے کہ اپنے سامنے ایسی کوئی چیز نہ رہنے دے جو اپنی طرف مشغول کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ فِی الْبَیْتِ شَیْءٌ یُشْغِلُ الْمُصَلِّیْ (رواہ احمد عن عثمان بن طلحۃ وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۳ ص۶۷ وصلوٰۃ النبی للناصر الدین الالبانی ص۸)

(اللہ کے) گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیئے جو نماز پڑھنے والے کو (اپنی طرف) مشغول کرلے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ خَمِیْصَۃٍ لَّھَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِھَا نَظْرَۃً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْھَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ ھٰذِہٖ اِلٰی اَبِیْ جَھْمٍ وَأْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّۃِ اَبِیْ جَھْمٍ فَاِنَّھَا اَلْھَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِیْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی فی ثوب لھا اعلام جزء اول ص۱۰۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الصلوٰۃ فی ثوب لھا اعلام جزء اول ص۲۲۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ نے اس کے نقش و نگار پر ایک نظر ڈالی جب نماز پڑھ چکے تو یہ فرمایا یہ چادر جاکر ابوجہم کو دے آؤ اور ان کی سادہ چادر لے آؤ۔ اس چادر نے ابھی مجھے نماز سے غافل کر دیا ہوتا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

کَانَ قِرَامٌ لِّعَائِشَۃَ سَتَرَتْ بِہٖ جَانِبَ بَیْتِھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَکِ ھٰذَا فَاِنَّہٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِیْرُہٗ تَعْرِضُ فِیْ صَلٰوتِیْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلی فی ثوب مصلب جزء اول ص۱۰۵)

حضرت عائشہ کے پاس ایک پردہ تھا جو انہوں نے اپنے گھر میں ایک طرف لٹکا دیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ پردہ دیکھ کر) فرمایا یہ پردہ ہم سے دور کر دو اس کی صورتیں نماز میں میرے سامنے آتی رہیں۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ جزء ۲ ص ۸۳ وہاوی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ ۱/۲۱۹)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں کہ آپ نماز پڑھتے ہوتے تھے سلام کیا کرتا تھا۔ آپ مجھے سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ جب ہم (حبشہ سے) لوٹ کر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (نماز ختم کرنے کے بعد) فرمایا: نماز میں شغل ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ جزء اول ص ۲۱۸)

نماز میں لوگوں کی باتوں میں سے کوئی بات کرنا درست نہیں، نماز تو تسبیح، تکبیر اور قرآن (مجید) پڑھنے کے لئے ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص ۳۸ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ جزء اول ص ۲۱۹)

ہم (پہلے) نماز پڑھنے میں بات کر لیا کرتے تھے۔ ہم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی (تو نماز ہی میں بات کر لیتا) یہاں تک کہ یہ آیت اتری: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً بیچ والی نماز کی اور (نماز میں) ادب سے کھڑے رہا کرو)۔ اس کے بعد ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے جو سجدہ کے مقام کی مٹی کو برابر کر رہا تھا فرمایا: اگر تمہیں

قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مسح الحصا فی الصلوٰۃ جزء ۲ صـ۸ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ مسح الحصی جزء اول صـ۲۲۲)

ایسا کرنا ہی ہو تو (صرف) ایک دفعہ کر سکتے ہو۔

(۲) جنت الفردوس میں داخل ہونے والے مؤمنین کی دوسری صفت اللہ تعالےٰ نے یہ بتائی کہ (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ) جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں (یعنی بیکار باتوں کی طرف التفات نہیں کرتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○

(الفرقان ۔ ۷۲)

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو بے ہودہ (مجالس) میں شریک نہیں ہوتے اور جب ان کا گذر بیہودہ کاموں کے پاس سے ہوتا ہے تو وقار سے گذر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ، لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

(القصص ۔ ۵۵)

(پھر اگر یہ کافر ہمارے فرمان پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جن کو ہم نے اس (کتاب) سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا فرمان پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے۔ ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائے گا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف) پر صبر کرتے رہے ہیں۔ (مزید برآں یہ لوگ) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی

بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں داخل ہونے والے مؤمنین کی تیسری صفت یہ بتائی کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب دعاءکم ایمانکم جزءاول ص۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علیٰ خمس جزءاول ص۲۶)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:۔
(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں
(۲) نماز قائم کرنا۔
(۳) زکوٰۃ دینا۔
(۴) حج کرنا اور
(۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

زکوٰۃ ان تین چیزوں میں سے ہے جن کے بغیر کوئی شخص مسلم نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ۔ (التوبۃ۔۵)

اگر وہ (کفر سے) توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ۔ (التوبۃ۔ ۱۱)

تو (اے ایمان والو) اگر یہ لوگ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں (پھر ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْٓا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ

مجھے حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (یعنی کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک

وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فخلوا سبیلهم جزء اول ص۱۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه جزء اول ص۳۰)

وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں، نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں۔ جب وہ یہ کام کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کا حق (ان سے لیا جائے گا) اور ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الزکٰوة باب وجوب الزکوٰة جزء ۲ ص۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا (یمن والوں کو) دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، پھر اگر وہ اس کو مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مال کا صدقہ فرض کیا ہے جو اُن کے مال داروں سے لیا جائے گا اور ان کے محتاجوں کو لوٹا دیا جائے گا۔

حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهٗ مَالَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَّالَهٗ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ لوگ کہنے لگے اس کو کیا ہوا ہے، اس کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو ضرورت ہے، ہوا کچھ نہیں ہے۔ (پھر آپ نے اس سے فرمایا) اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ جزء۲ صـ۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَّ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ جزء۲ صـ۱۳)

ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کرلوں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، فرض نماز ادا کرتے رہو، فرض زکوٰۃ ادا کرتے رہو، رمضان کے روزے رکھتے رہو۔ وہ دیہاتی کہنے لگا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا اگر کسی کو جنتی آدمی دیکھنا اچھا لگتا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

احادیث میں زکوٰۃ نہ دینے کی بہت سخت وعید آئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَاْتِی الْاِبِلُ عَلٰی صَاحِبِھَا عَلٰی خَیْرِ مَا کَانَتْ اِذَا ھُوَ لَمْ یُعْطِ فِیْھَا حَقَّھَا تَطَأُہٗ بِاَخْفَافِھَا وَتَاْتِی الْغَنَمُ عَلٰی صَاحِبِھَا عَلٰی خَیْرِ مَا کَانَتْ اِذَا لَمْ یُعْطِ فِیْھَا حَقَّھَا تَطَأُہٗ بِاَظْلَافِھَا وَتَنْطَحُہٗ بِقُرُوْنِھَا قَالَ وَمِنْ حَقِّھَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَی الْمَآءِ قَالَ وَلَا یَاْتِیْ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِشَاۃٍ یَحْمِلُھَا عَلٰی رَقَبَتِہٖ لَھَا یُعَارٌ فَیَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا یَاْتِیْ بِبَعِیْرٍ یَحْمِلُہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖ لَہٗ رُغَآءٌ فَیَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ

(قیامت کے دن) اونٹ جن کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہوگی خوب موٹے تازے اور اچھے بن کر آئیں گے اور اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے اور اسی طرح بکریاں بھی جن کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اچھی موٹی تازی بن کر اپنے مالک کو کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ آپ نے فرمایا بکریوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ پانی پر پہنچ کر ان کا دودھ دوہا جائے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے آئے اس حالت میں کہ وہ چلا رہی ہو پھر (مجھ سے) کہے اے محمد (مجھے

فَاَقُوْلُ لَآ اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ۔
(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء ۲ صـ ۱۳۲)

بچاؤ) میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کرسکتا میں نے اللہ کا حکم تجھے پہنچا دیا تھا اور ایسا نہ ہو کوئی شخص اونٹ اپنی گردن پر لادے ہوئے آئے اس حالت میں کہ وہ چلّا رہا ہو پھر کہے اے محمد (مجھے چھڑاؤ) میں کہوں میں کچھ نہیں کرسکتا میں نے تو اللہ کا حکم تجھے پہنچا دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔
(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء ۲ صـ ۱۳۲)

اللہ جس کو مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بن کر جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے (یعنی داغ) ہوں گے اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے (سورۂ آل عمران کی یہ آیت) پڑھی جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ بخل کو اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں بُرا ہے جس مال کے لئے وہ بخل کرتے ہیں وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَآ اِلَّآ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى

کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ زکوٰۃ اس کی نہ دیتا ہو مگر یہ کہ قیامت کے دن اس کی چاندی، سونے کے تختے بنائے جائیں گے پھر اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ اس سے داغی جائے گی اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر گرم کئے جائیں گے پھر اس دن جو پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا اس

سَبِيْلُهٗ اِمَّآ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّآ اِلَى النَّارِ
قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ
اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا
حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّآ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ
بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا
يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا
وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا
رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ
خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ
الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّآ اِلَى الْجَنَّةِ
وَاِمَّآ اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ
وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ
مِنْهَا حَقَّهَآ اِلَّآ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ
لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَّا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا
لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَآءُ وَلَا جَلْحَآءُ وَلَا عَضْبَآءُ
تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا
كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهَا اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهَآ اُخْرٰهَا فِيْ
يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ
حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ
اِمَّآ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّآ اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ
هِيَ لِرَجُلٍ وِّزْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّ
هِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ
فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا رِيَآءً وَفَخْرًا وَّنِوَآءً عَلٰى
اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ وَّاَمَّا
الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تَكَرُّمًا وَّتَجَمُّلًا

کو اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے اور اس کو راستہ دکھایا جائے، جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ آپ سے کہا گیا اے اللہ کے رسول، اونٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ دودھ دوہے جس دن ان کو پانی پلائے جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا وہ اونٹ نہایت فربہ ہو کر آئیں گے ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا سب اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے پھر جب ان میں کا پہلا جانور روندتا ہوا چلا جائے گا تو اسے پھر لوٹایا جائے گا پھر اسی طرح سارا دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پر عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور اس کے لئے راستہ متعین ہو جائے جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، گائے اور بکری کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی گائے یا بکری والا ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جائے گا ایک ہموار صاف زمین پر اور وہ گائے بکریاں سب آئیں گی کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہوں گی کہ ان میں کسی کا سینگ مڑا ہوا نہ ہوگا اور نہ بغیر سینگ کی ہوں گی اور نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور وہ آکر اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔

ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَّاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَّلَا تُقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَّلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول ص۳۹۳)

جب اگلی اس پر سے گذر جائے گی تو پھر لوٹائی جائے گی یہی عذاب ہوتا رہے گا اس پر اس دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا پھر اس کی راہ متعین کی جائے گی جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اور گھوڑے؟ آپ نے فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہیں ایک اپنے مالک پر بار ہے یعنی وبال ہے دوسرا اپنے مالک کے لئے ستر ہے تیسرا اپنے مالک کے لئے اجر کا باعث ہے وبال والا گھوڑا وہ ہے جو اس نے لوگوں کو دکھانے کے لئے، لوگوں میں شیخی مارنے کے لئے اور اہلِ اسلام کی مخالفت میں باندھا ہو تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے حق میں وبال ہے اور وہ جو ستر ہے وہ گھوڑا ہے جو اللہ کی راہ میں اور وقار اور زینت کی نیّت سے بندھا ہوا ہو وہ اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کی گھاس اور چارے میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کے لئے ستر ہے اور جو اجر کا باعث ہے وہ گھوڑا ہے جو اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی مدد کی خاطر کسی باغ یا چراگاہ میں بندھا ہوا ہو پھر وہ گھوڑا اس چراگاہ یا باغ میں سے کچھ کھائے تو اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اس کے مالک کے لئے لکھی جائیں گی اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا جائے گا اور جب وہ اپنی لمبی رسّی تڑا کر ایک دو ٹیلوں پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں اور اس کی

لید کی گنتی کے برابر نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور جب اس کا مالک کسی ندی پر لے جاتا ہے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ نہ تھا تب بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں پھر لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، گدھے کے متعلق فرمائیے۔ آپ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں میرے اوپر کوئی حکم نہیں اترا سوائے اس آیت کے جو بے مثل اور جامع ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَآئِمِهَا وَاَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَّا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِقَوَآئِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا تَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيْهَا جَمَّآءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو اونٹ والا اونٹ کا حق ادا نہ کرے وہ قیامت کے دن آئے گا اور وہ اونٹ بھی صحت مند ہو کر آئیں گے۔ اونٹ کا مالک ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اونٹ اس پر اپنے پیروں اور کھروں سے کودیں گے اور جو گائے والا اس کا حق ادا نہیں کرے گا وہ قیامت کے دن صحت مند ہو کر آئیں گی ان کے مالک کو ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اپنے سینگوں سے اُسے ماریں گی اور پیروں سے روندیں گی اور جو بکریوں والا ان کا حق ادا نہیں کرتا تو وہ بکریاں قیامت کے دن صحت مند ہو کر آئیں گی ان کے مالک کو

وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَّا يَفْعَلُ فِيْهِ حَقَّهٗ
اِلَّا جَاءَ كَنْزُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا
اَقْرَعَ يَتْبَعُهٗ فَاتِحًا فَاهُ فَاِذَا اَتَاهُ فَرَّ
مِنْهُ فَيُنَادِيْهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِيْ خَبَأْتَهٗ
فَاَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَاِذَا رَاٰى اَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ
سَلَكَ يَدَهٗ فِيْ فِيْهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ
قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ
يَقُوْلُ هٰذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ
عُبَيْدٍ وَّ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ
ابْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَا حَقُّ الْاِبِلِ قَالَ حَلْبُهَا عَلَى الْمَآءِ
وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَاِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيْحَتُهَا
وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صحیح
مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع
الزکوٰۃ جزء اول صـ۳۹۶)

ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں بغیر سینگ کی کوئی بکری نہیں ہوگی اور نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور جو کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنے مال کا حق ادا نہیں کرتا تو اس کا مال قیامت کے دن ایک گنجا اژدھا بن کر آئے گا اور منہ کھول کر اس کے پیچھے بھاگے گا مالک اس کو دیکھ کر بھاگے گا۔ وہ اژدھا اُسے پکارے گا لے اپنا خزانہ جو تو نے چھپا رکھا تھا۔ مجھے اس کی حاجت نہیں تھی پھر جب مالک دیکھے گا کہ وہ پیچھا نہیں چھوڑتا تو وہ اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دیگا تو وہ اسے اس طرح چبائے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔ ابو الزبیر نے کہا ہم نے عبید بن عمیر سے سُنا وہ یہ حدیث سُناتے تھے۔ پھر ہم نے جابر سے پوچھا تو انہوں نے عبید بن عمیر کے مطابق حدیث بیان کی ابوالزبیر نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سُنا ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اونٹ کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا جب اس کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو اس کا دودھ دوہنا، اس کا ڈول عاریۃً دینا، نر کو عاریۃً دینا، مادہ کو دودھ کے لئے عاریۃً دینا اور اللہ کے راستہ میں سواری کے لئے دینا۔

حضرت ابوذر فرماتے ہیں:۔

اِنْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا
رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَ رَبِّ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی نقصان والے ہیں۔

الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا (مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ) وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفَدَتْ أُخْرٰهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تغلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکوٰۃ جزء اول ص۳۱۷ و روی البخاری مختصرا فی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ البقر جزء ۲ ص۱۴۸)

میں آپ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا پھر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ بہت مال والے مگر جس نے خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح: آگے سے اور پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں اور اونٹ والا، گائے والا، بکری والا جو ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن اس کے یہ سب جانور آئیں گے (جیسے دنیا میں تھے اس سے) کہیں زیادہ بڑے اور موٹے تازے ہو کر۔ وہ اپنے سینگ سے اُسے ماریں گے اور اپنے کھروں سے اسکو روندیں گے جب ان میں کا پچھلا جانور گذر جائے گا پھر اگلا اس پر آجائے گا یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔

④ جنت الفردوس میں داخل ہونے والے مؤمنین کی چوتھی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ (وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ) (اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ) سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ (ان کے معاملہ میں) انہیں کوئی ملامت نہیں (یعنی جنت الفردوس میں داخل ہونے والے وہ لوگ ہیں جو زنا نہیں کرتے) (فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ) تو جو لوگ بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ (دوسری عورتوں کے) متلاشی ہوں (کہ ان سے زنا کریں) تو ایسے لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔

زنا بہت قبیح فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۳۲)

اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بُری روش ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○

(الفرقان ۔ ۶۸ تا ۷۱)

(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے جاندار کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا مگر جو توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

(صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزناۃ جزء ۸ صـ۲۰۳)

زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اس وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ.

(صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزناۃ جزء ۸ صـ۲۰۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ تم کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، پھر کونسا گناہ؟ آپ نے فرمایا تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ ان کو اپنے ساتھ کھلانا پڑے گا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا گناہ؟ آپ نے فرمایا اپنے

ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ (صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن اٰدم حظہ من الزنا جزء ۲ صـ۲۵۸)

انسان کی تقدیر میں اس کا زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ لامحالہ (ضرور) کر کے رہے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی (خواہش کی) تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنْ رُّؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ اَتَانِى اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِىْ وَاِنَّهُمَا قَالَا لِىَ انْطَلِقْ وَاِنِّى انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَّاِذَا اٰخَرُ قَآئِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَّاِذَا هُوَ يَهْوِىْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِىَ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے اکثر پوچھا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ سمرہ کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت ایسا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ دونوں نے مجھے اٹھایا اور کہنے لگے چلو۔ میں ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ایک آدمی کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا۔ ایک اور شخص پتھر لئے ہوئے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ وہ جھک کر پتھر سے اس کا سر کچل دیتا تھا۔ پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا تھا۔ وہ شخص پتھر کو اٹھانے کے لئے جاتا تھا اور جب پتھر کو لے کر واپس آتا تھا تو اس لیٹے ہوئے شخص کا سر ٹھیک ہو جاتا تھا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر وہ پتھر مار کر اس کا سر کچلتا تھا (اور یہ عذاب مسلسل

لِقَفَاهُ وَاِذَا آخَرُ قَآئِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ
مِّنْ حَدِيْدٍ وَّاِذَا هُوَ يَاْتِيْ اَحَدَ شِقَّيْ
وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَ
مَنْخِرَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهٗ اِلٰى قَفَاهُ قَالَ
وَرُبَّمَا قَالَ اَبُوْرَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ
يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ
مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ
مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ
الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ
مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَ لِيَ انْطَلِقْ
انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ
التَّنُّوْرِ قَالَ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ
فَاِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَّاَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا
فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ وَّ
اِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ
فَاِذَآ اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ
قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَآءِ قَالَ قَالَ لِيَ انْطَلِقْ
انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ
حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ
وَاِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَاِذَا
عَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهٗ حِجَارَةً
كَثِيْرَةً وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا
يَسْبَحُ ثُمَّ يَاْتِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ
عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهٗ فَاهُ فَيُلْقِمُهٗ
حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ
كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَ لَهٗ فَاهُ فَاَلْقَمَهٗ
حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ

جاری تھا)۔ میں نے ان فرشتوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں۔ انہوں نے کہا چلو چلو۔ ہم پھر روانہ ہوئے اور ایک شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک اور شخص لوہے کی سلاخ لئے کھڑا تھا وہ اس کے منہ کے ایک طرف جاکر اس کا جبڑا گدی تک پھاڑ دیتا تھا اور نتھنوں اور آنکھ کو بھی اسی طرح گدی تک چیر دیتا تھا پھر منہ کے دوسری طرف جاکر اسی طرح کرتا تھا اور جب ایک طرف کا چیرتا تھا تو دوسری طرف کا بالکل درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا تھا۔ پھر اس کو چیرتا تھا تو پہلا درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا تھا۔ میں نے پوچھا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا! چلو چلو ہم تینوں پھر روانہ ہوئے ایک گڑھے پر پہنچے جو تندور کی طرح تھا سمرہ بن جندب کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس تندور میں شور و غل ہو رہا تھا ہم نے جو جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور جب ان کے نیچے سے آگ کی لہر ان پر آتی تھی تو وہ چلاتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا چلے چلو ہم تینوں پھر روانہ ہوئے اور ایک ندی پر پہنچے سمرہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پانی خون کی طرح لال تھا اور ایک شخص اس نہر میں تیر رہا تھا، ندی کے کنارے ایک اور شخص کھڑا تھا جس نے اپنے سامنے بہت سے پتھر جمع کر رکھے

قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا
عَلَى رَجُلٍ كَرِيهٍ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ
رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا
وَيَسْعَى حَوْلَهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ
قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا
عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ
الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ
طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ
وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ
رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا
مَا هٰؤُلَاءِ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ
قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ
عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا
أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِي ارْقَ فِيهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا
فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ
بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا
بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا
فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ
مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَ
شَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ
اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهَرِ قَالَ وَإِذَا
نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ
فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ
رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ
عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ
قَالَا لِي هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ
مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا
قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ قَالَا لِي

تھے۔ وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا تیرتے تیرتے جب اس کنارے والے شخص کے پاس آتا تو اپنا منہ کھول دیتا۔ وہ اس کے منہ میں ایک پتھر دے مارتا تو وہ پھر ندی میں لوٹ جاتا وہ پھر واپس آتا تو کنارے والا شخص ایک اور پتھر اس کے منہ میں دے مارتا۔ غرض جب وہ لوٹ کر آتا اسکے ساتھ یہی ہوتا۔ میں نے پوچھا یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ہم تینوں پھر روانہ ہوئے) چلتے چلتے ایک نہایت بدصورت بدشکل مرد کے پاس پہنچے ایسا بدصورت کہ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو وہ بدصورت شخص آگ سلگا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا چلو چلو۔ چلتے چلتے ہم ایک بہت گھنے سبز باغیچہ پر پہنچے، اس میں ہر قسم کے پھول تھے اس کے بیچ میں ایک لمبے قد کا آدمی تھا اتنا لمبا کہ مجھے اس کا سر دیکھنا مشکل ہوگیا۔ اس کے ارد گرد بہت سے بچے جمع تھے اتنی تعداد میں میں نے اتنے بچے کبھی نہیں دیکھے میں نے پوچھا یہ لمبا شخص کون ہے اور یہ لڑکے کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو۔ پھر ہم تینوں روانہ ہوئے اور ایک بڑے باغ میں پہنچے ایسا بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میرے ساتھ والے فرشتوں نے مجھ سے کہا اس باغ میں ایک درخت ہے اس پر چڑھ جاؤ ہم تینوں اس پر چڑھ گئے۔ چلتے چلتے ایک شہر کے پاس پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہم نے اس شہر کے دروازے پر آکر دروازے کو کھلوایا دروازہ کھولا گیا ہم

هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ
اللّٰهُ فِيْكُمَا دَرَانِيْ فَادْخُلَهُ قَالَا اَمَّا
الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهُ قَالَ قُلْتُ
لَهُمَا فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا
فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَاَيْتُ قَالَ قَالَا لِيْ اَمَا اِنَّا
سَنُخْبِرُكَ اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِيْ
اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهٗ
الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَيَرْفُضُهٗ وَيَنَامُ
عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ
الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ
اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنُهٗ
اِلٰى قَفَاهُ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهٖ
فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا
الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ مِثْلِ
بِنَآءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ
وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ
فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَاِنَّهٗ اٰكِلُ الرِّبٰوا
وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِيْ عِنْدَ
النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَاِنَّهٗ مَالِكٌ
خَازِنُ جَهَنَّمَ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ
الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ
حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ
فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ
اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ
وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ
حَسَنًا وَشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحًا فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ

اس کے اندر گئے۔ ہاں ہم کو ایسے آدمی ملے
کہ ان کا آدھا دھڑ تو نہایت خوبصورت
ایسا خوبصورت کہ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو اور
آدھا دھڑ بہت ہی بدصورت، ایسا بدصورت
کہ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ ساتھیوں نے ان سے
کہا جاؤ اس ندی میں کود پڑو۔ وہاں ایک ندی
دکھائی دی جو عرض میں بہ رہی تھی۔ اس کا پانی
دودھ کی طرح سفید تھا۔ وہ آدمی اس ندی
میں کود پڑے پھر جو لوٹ کر ہمارے پاس آئے
تو ان کی بدصورتی بالکل ختم ہو گئی تھی اور ان کا
سارا دھڑ نہایت خوبصورت ہو گیا تھا۔ انہوں
نے کہا یہ شہر جنت عدن ہے اور یہی آپ کا
مقام ہے۔ میری آنکھ جو اوپر اٹھی تو کیا دیکھتا
ہوں ایک محل ہے سفید ابر کی طرح! انہوں نے
کہا یہ آپ کا گھر ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ
تم کو برکت دے مجھ کو چھوڑو میں اپنے گھر میں
جاؤں۔ انہوں نے کہا نہیں ابھی تم اس گھر میں نہیں
جا سکتے (تمہاری دنیا میں رہنے کی عمر ابھی باقی
ہے) لیکن تم اس میں داخل ہو گے۔ میں نے
کہا اس رات کو میں نے جو عجیب و غریب
چیزیں دیکھی ہیں ان کی حقیقت تو بیان کرو۔
انہوں نے کہا ہاں اب ہم تم سے ان کی حقیقت
بیان کرتے ہیں۔ پہلا شخص جو تم نے دیکھا جس
کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جس
نے قرآن (مجید) سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا۔
فرض نماز کے وقت وہ سوتا پڑا رہتا تھا اور وہ
شخص جس کے جبڑے اور نتھنے اور آنکھیں گدی
تک چیری جا رہی تھیں وہ صبح کو گھر سے نکلتے

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد الصلوٰۃ الصبح جزء ۹ صـ۵۶ تا صـ۵۸)

ہی ایک جھوٹی خبر تراشتا اور اُسے (لوگوں سے) بیان کرتا وہ خبر سارے جہان میں پھیل جاتی اور وہ ننگے مرد اور عورت جو تم نے تندور میں دیکھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں اور وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے وہ سود کھانے والا شخص ہے اور وہ بدصورت شخص جو آگ سُلگا رہا تھا اور اس کے اِرد گرد دوڑ رہا تھا وہ مالک دوزخ کا داروغہ ہے اور وہ لمبے شخص جو باغیچہ میں ملے تھے وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے ان کے گرد وہ بچے تھے جو فطرت اسلام پر مرے۔ سمرہ کہتے ہیں بعض مسلمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرکوں کے بچے جو نابالغ مرتے ہیں وہ بھی ان میں داخل ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، مشرکوں کے بچے بھی۔ رہے وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور بُرے سب طرح کے کام کئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ اَتَانِيْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبُعَيَّ فَاَتَيَا بِيْ جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا اصْعَدْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اُطِيْقُهٗ فَقَالَا اِنَّا سَنُسَهِّلُهٗ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِيْ سَوَاءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِيْدَةٍ قُلْتُ مَا هٰذِهِ الْاَصْوَاتُ قَالُوْا هٰذَا عُوَاءُ اَهْلِ النَّارِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ فَاِذَا اَنَا

اس حال میں کہ میں سو رہا تھا دو آدمی میرے پاس آئے۔ انہوں نے میرے بازوؤں کو پکڑا اور مجھے ایک دشوار گذار پہاڑ پر لے گئے پھر انہوں نے مجھ سے کہا چڑھئے۔ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے چڑھنا آسان کر دیں گے۔ الغرض میں پہاڑ پر چڑھ گیا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کی چوٹی

بِقَوْمٍ مُعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ مُشَقَّقَةً اَشْدَاقُهُمْ تَسِيْلُ اَشْدَاقُهُمْ دَمًا قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاِذَا بِقَوْمٍ اَشَدَّ شَيْءٍ اِنْتِفَاخًا وَاَنْتَنَهٗ رِيْحًا وَاَسْوَاَهٗ مَنْظَرًا فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ فَاِذَا بِقَوْمٍ اَشَدَّ شَيْءٍ اِنْتِفَاخًا وَاَنْتَنَهٗ رِيْحًا كَاَنَّ رِيْحَهُمُ الْمَرَاحِيْضُ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت الافطار سندہ صحیح ابن خزیمہ جزء۳ ص۲۳۶)

پر پہنچا تو مجھے سخت آوازیں سنائی دیں۔ میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں۔ انہوں نے کہا یہ دوزخیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے چلے تو کیا دیکھتا ہوں کچھ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل لٹکے ہوئے ہیں، ان کے جبڑے چرے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہ رہا ہے میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ کھولنے کے وقت سے پہلے روزہ کھول لیا کرتے تھے۔ پھر آگے چلے تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں جو بے حد پھولے ہوئے، بہت بدبودار ہیں، ان کا منظر بہت ہی برا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا یہ وہ کفّار ہیں جو مقتول ہوئے تھے۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ہیں بہت پھولے ہوئے، ان سے بہت بری بدبو آرہی تھی جیسے پاخانوں کی بدبو۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ زناکار مرد اور زناکار عورتیں ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر جزء۲ ص۶۰۳ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ جزء اول، ص۵۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت سبرہ جہنی فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ اَلَا اِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ كَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے متعہ سے منع فرمایا، آپ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ وہ آج کے دن سے قیامت کے دن تک حرام ہے

اُعْطٰی شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْہٗ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ ۱/۵۸۸)

اور جس نے متعہ کے بدلے میں جو کچھ دیا ہو وہ اسے واپس نہ لے۔

متعہ میں عورت کو اپنی زوجیت میں قید رکھنے کی نیت نہیں ہوتی لہذا متعہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ۔ (النسآء۔ ۲۴)

یہ تمام عورتیں اللہ کی طرف سے تم پر حرام کر دی گئی ہیں اور ان کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں، (اس طرح) کہ اپنا کچھ مال (ان کو بطور مہر دے کر) ان سے نکاح کر لو (اس شرط کے ساتھ کہ) تمہاری نیت ان کو اپنے نکاح میں روکے رکھنے کی ہو، لطف اٹھا کر چھوڑ دینے کی نیت نہ ہو۔

⑤ فردوس میں جانے والے مؤمنین کی پانچویں اور چھٹی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی (وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ) اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں یعنی جو مؤمنین امانت میں خیانت نہیں کرتے، اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں، عہد و پیمان کی خلاف ورزی نہیں کرتے وہ جنت الفردوس میں جائیں گے۔

امانت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ (النسآء۔ ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو۔

بیوی کا راز بھی ایک امانت ہے اُسے ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْاَمَانَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا (صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم افشاء سر المرأۃ جزء اول ص۴۶۱)

قیامت کے دن (جن امانتوں کے سلسلہ میں باز پرس کی جائے گی ان میں) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں صحبت کریں، پھر میاں بیوی کی راز کی باتوں کو ظاہر کرے۔

عہد و پیمان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

نیکی یہی نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لا کر اعمال صالحہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ
النَّبِيّٖنَ، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ
السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ،
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ، وَ
الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ
الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ
الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۷)

کرنے کا نام ہے لہٰذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی لوگ (درحقیقت) متقی ہیں۔

⑥ جنت الفردوس میں جانے والے مؤمنین کی ساتویں صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ) اور جو مؤمن اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں وہ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ
يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَوْ جَلَسَ فِىْ اَرْضِهِ الَّتِىْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ
قَالَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا
اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ
مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ
فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَ
فَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ
اَنْهَارُ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری کتاب التوحید

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا یہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا وہیں رہا ہو جہاں پیدا ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم لوگوں کو یہ بات کیوں نہ بتا دیں (یعنی خوشخبری سنا دیں) آپ نے فرمایا جنت میں اوپر تلے سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر درجہ سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے

باب وکان عرشه علی الماء جزء ۹ ص ۱۵۳)

پھر جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو وہ جنت کا درمیانی اور سب سے بلند درجہ ہے اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، نماز کی حفاظت کیجئے اور اسے خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کیجئے، لغو باتوں سے پرہیز کیجئے، زکوٰۃ پابندی سے ادا کرتے رہیئے، زنا ہرگز نہ کیجئے، امانت کو بحسن و خوبی ادا کر دیا کیجئے اور عہد و پیمان کو پورا کیا کیجئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ
خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا
الْعِظٰمَ لَحْمًا، ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
خَلْقًا اٰخَرَ، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ
اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ
اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا (۱۲) پھر ہم نے اس کو نطفہ کی شکل میں ایک محفوظ مقام میں رکھا (۱۳) پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر ہم نے اس کو (بالکل ہی) دوسری مخلوق کی شکل میں بنا دیا، (واقعی) اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے (بہت) بابرکت ہے (۱۴) پھر اس (پیدائش) کے بعد تم ضرور (ایک دن) مرنے والے ہو (۱۵) پھر قیامت کے دن تم (دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے (۱۶)

معانی ومصادر

(سُلٰلَةٌ) سَلَّ، یَسُلُّ، سَلٌّ (ن) نرمی سے نکال لینا، کھینچنا مثلاً تلوار کھینچنا (سُلٰلَةٌ = خلاصہ، نسل)

(طِیْنٌ) طَانَ، یَطِیْنُ، طَیْنٌ (ض) مٹی سے لیپنا، پیدا کرنا، مٹی سے مہر لگانا (طِیْنٌ = مٹی)

(نُطْفَةٌ) نَطَفَ، یَنْطُفُ، نَطْفٌ و تَنْطَافٌ و نَطَفَانٌ و نِطَافَةٌ (ض و ن) بہنا، ٹپکنا، تھوڑا تھوڑا ڈالنا (نُطْفَةٌ = صاف پانی، مرد یا عورت کا پانی)

(قَرَارٌ) قَرَّ، یَقِرُّ، قَرَارٌ و قُرُوْرٌ و قَرٌّ و تَقْرَارٌ (ض) قرار پکڑنا (قَرَارٌ = مستقر، قرار پکڑنے کی جگہ)۔

(مَكِیْنٌ) مَكُنَ، یَمْكُنُ، مَكَانَةٌ (ك) بلند ہونا، رتبہ حاصل کرنا (مَكِیْنٌ = ذی مرتبہ، مضبوط)

(عَلَقَةٌ) عَلَقَ، یَعْلُقُ، عَلْقٌ و عُلُوْقٌ (ن) چاٹنا، چوسنا (عَلَقَةٌ = خون)۔

(مُضْغَةٌ) مَضَغَ، یَمْضُغُ، مَضْغٌ (ف و ن) چبانا، زبان سے منہ میں پھرانا (مُضْغَةٌ = لوتھڑا)۔

(عِظَامٌ) عِظَامٌ = ہڈیاں، عَظِیْمٌ اور عَظْمٌ کی جمع۔

(كَسَوْنَا) كَسَا، یَكْسُوْ، كَسْوٌ (ن) پہنانا۔

(اَنْشَاْنَا) اَنْشَاَ، یُنْشِئُ، اِنْشَاءٌ (باب افعال) پیدا کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کی دلیل کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ) (اے لوگو،

سنو) ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا (کیا تمہارے شریک یہ کام کر سکتے ہیں) (ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ) پھر ہم نے اس کو نطفہ کی شکل میں ایک محفوظ مقام میں رکھا (ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا) پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا (ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ) پھر ہم نے اس کو دوسری (بالکل ہی نئی) مخلوق (کی شکل میں) پیدا کر دیا (فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ) تو (اب اس میں کیا شک رہا کہ) اللہ (جو تمام) بنانے والوں میں سب سے بہتر بنانے والا (ہے بڑا ہی) بابرکت ہے (ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ) پھر اس (پیدائش) کے بعد تم ضرور (ایک دن) مرنے والے ہو (ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ) پھر قیامت کے دن تم (دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے۔

پہلے انسان کچھ نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ انسان کو عدم سے وجود میں لایا، اس کی پیدائش کو مختلف مراحل سے گزار کر اس کو ایک صحیح وسالم انسان کی شکل دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

(ھل اتیٰ - ۱و۲)

کیا زمانہ میں انسان پر ایسا وقت نہیں آیا جبکہ اس کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ (پھر) ہم نے اس کو ایک مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، (پھر) ہم اس کی جانچ پڑتال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا (انسان) بنا دیا۔

تو کیا جو اللہ یہ تمام کام کر سکتا ہے وہ انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے۔ اس دلیل سے اللہ تعالیٰ نے منکرین قیامت کو دندان شکن جواب دیا ہے۔ اب بھی اگر وہ قیامت پر ایمان نہ لائیں تو یہ سراسر ان کی ہٹ دھرمی ہے۔

قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ، وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

اے لوگو، اگر تمہیں (دوبارہ) زندہ ہونے (کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) شک ہے تو (اس بات پر غور کر کے) ہم نے تم کو (ابتداءً) مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر بنی اور بے بنی بوٹی سے (پیدا کیا)

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا
اَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ
مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ، وَتَرَى الْاَرْضَ
هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ
وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ
بَهِيْجٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ
يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ
اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○
(الحج ۔ ۵ تا ۷)

تاکہ ہم تم پر (اپنی قدرت کا) اظہار کریں، پھر ہم جس کو چاہتے ہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے رحم (مادر) میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تم کو بچہ کی شکل میں (رحم مادر سے) باہر نکالتے ہیں، پھر (تمہاری نشوونما کرتے ہیں) تاکہ تم جوانی کو پہنچ جاؤ، پھر تم میں سے بعض تو (بچپن یا جوانی ہی میں) مرجاتے ہیں اور بعض (اسی) ردّی عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (جو انہیں بچپن میں حاصل تھی) تاکہ علم حاصل ہوجانے کے بعد پھر (بچپن کی طرح) بے علم ہوجائیں اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ زمین بے آب وگیاہ پڑی ہوتی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے، پھلتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے۔ یہ (تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں) کہ اللہ ہی برحق (الٰہ) ہے، وہ مُردوں کو زندہ کرسکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ (قیامت کے دن) اللہ ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (زندہ کرکے) اٹھائے گا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○ قُلْ كُوْنُوْا
حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا
يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ، فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ
يُّعِيْدُنَا ، قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ،
فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هُوَ ، قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں ہوجائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کرکے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ تم دوبارہ ضرور زندہ کئے جاؤ گے)

تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سن کر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔

آیت زیر تفسیر میں انسان کی پیدائش کے جن مراحل کا ذکر ہے ان کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَکًا فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ وَیُقَالُ لَهٗ اُکْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَعْمَلُ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ کِتَابُهٗ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکة جزء ۴ ص ۱۳۵ وصحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه جزء ۲ ص ۳۲۱)

تم میں سے ہر ایک کا مادہ (نطفہ) اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع کیا جاتا ہے پھر چالیس دن تک وہ خون کی پھٹکی رہتا ہے پھر چالیس دن تک گوشت کا لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم دیتا ہے اس کے اعمال، روزی، عمر، نیک بخت ہے یا بد بخت، پھر اس میں روح (انسانی جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں) پھونکی جاتی ہے پھر تم میں کوئی ایسا ہوتا ہے جو (ساری عمر) نیک کام کرتا رہتا ہے جنت اس سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ دوزخیوں کا کام کر بیٹھتا ہے (اور دوزخ میں جاتا ہے) اور کوئی بندہ (ساری عمر) بُرے کام کرتا رہتا ہے دوزخ اس سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرتا ہے (اور جنت میں جاتا ہے)۔

عمل

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے، قیامت کے دن انسان کے دوبارہ پیدا ہونے پر اشکال پیدا نہ کیجئے کیا وہ اللہ جو انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ یقیناً پیدا کر سکتا ہے۔ قیامت کے دن انسان کا دوبارہ پیدا کرنا حساب و کتاب اور جزا و سزا کے لئے ہے لہٰذا دنیا میں ایمان لا کر اچھے عمل کیجئے تاکہ قیامت کے دن آپ فلاح پائیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ
طَرَآئِقَ، وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ
غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى
الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ
بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ،
لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ

مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ
بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾
وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً
نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ
فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم ہی نے تمہارے اوپر (آسمانوں کے) سات طبق پیدا کئے اور ہم (اپنی) خلقت سے غافل نہیں ہیں ﴿۱۷﴾ اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کو (واپس) لے جانے پر بھی قادر ہیں ﴿۱۸﴾ پھر ہم ہی نے اس پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے، ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے (پیدا ہوتے) ہیں پھر ان میووں کو تم کھاتے ہو ﴿۱۹﴾ اور (وہ) درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو کوہ سیناء میں ہوتا ہے (اور جو) کھانے والوں کے

لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے (۲۰) اور (اے لوگو) تمہارے چوپایوں میں بھی عبرت (کا سامان) ہے، ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس سے ہم تم کو (دودھ) پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور انہیں تم کھاتے بھی ہو (۲۱) اور ان پر اور کشتیوں پر (ہم ہی) تمہیں سوار کرتے ہیں (۲۲)

معانی ومصادر

(طَرَآئِق) طَرَقَ، یَطْرُقُ، طَرْقٌ (ن) رات کو آنا (طَرَآئِقُ = طَرِیْقَةٌ کی جمع، طبقات، حالات، مسالک)۔
(غٰفِلِیْنَ) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غُفُوْلٌ وغَفْلَةٌ وغَفْلٌ (ن) غفلت کرنا، بھول کر چھوڑ دینا۔
(قَدَرٌ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ (ض) تدبیر کرنا، اندازہ کرنا (قَدَرٌ = اندازہ)۔
(اَسْکَنَّا) اَسْکَنَ، یُسْکِنُ، اِسْکَانٌ (باب افعال) ساکن کرنا، ٹھہرانا، مسکین ہونا، مسکین کرنا)۔
(قَادِرُوْنَ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قُدْرٌ وقُدْرَةٌ ومَقْدِرَةٌ ومِقْدَارٌ وقُدُوْرٌ (ض، ن، س) قادر ہونا۔
(نَخِیْلٌ) نَخِیْلٌ = نَخْلٌ = کھجور کا درخت۔ نَخِیْلٌ اسم جنس ہے۔
(طُوْرِ) طُوْرٌ = پہاڑ۔
(سَیْنَآءُ) سَیْنَآءُ = سِیْنِیْنَ = ایک پہاڑ کا نام ہے اس پہاڑ کو آج کل طور کہتے ہیں۔
(دُهْنٌ) دَهَنَ، یَدْهُنُ، دَهْنٌ ودَهْنَةٌ (ن) تیل لگانا (دُهْنٌ = تیل)
(صِبْغٌ) صَبَغَ، یَصْبُغُ، صَبْغٌ وصِبَغٌ (ن) رنگنا (صِبْغٌ = رنگ جس سے کسی دوسری چیز کو رنگا جائے۔ صِبْغٌ سالن کو بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس سے روٹی رنگی جاتی ہے)۔
(عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ (ن) غمگین ہونا، بہنا (آنسو بہنا)، بغیر آواز نکالے کتاب میں غور وفکر کرنا، پار کرنا۔
عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ وعُبُوْرٌ (ن) پار کرنا، گذر جانا۔
عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ وعِبَارَةٌ (ن) تفسیر وتشریح کرنا۔
(مَنَافِعُ) نَفَعَ، یَنْفَعُ، نَفْعٌ (ف) نفع دینا (مَنَافِعُ = مَنْفَعَةٌ کی جمع، فائدے)۔

تفسیر

قیامت کی دلیل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ) اور (اے لوگو) ہم نے تمہارے اوپر (آسمانوں کے) سات طبق پیدا کئے۔
اس کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ○ اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ○

(الملک ۔ ۲و۳)

وہ غالب اور بڑا بخشنے والا ہے (وہی ہے) جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے، (تو اے رسول) کیا آپ کو رحمٰن کی (اس) صنعت میں کوئی نقص نظر آتا ہے (ذرا آپ اس کی طرف) نظر کیجئے، کیا آپ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○

(عمّ یتسآءلون ۔ ۱۲)

ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

آگے فرمایا (وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ) اور ہم (اپنی) خلقت سے غافل نہیں (یعنی ہم اپنی مخلوق کی پوری طرح سے خبر رکھتے ہیں، ہمیں ہر چیز کا علم ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

(الملک ۔ ۱۳و۱۴)

اور (اے لوگو) تم چھپا کر کوئی بات کہو یا علانیہ کوئی بات کہو (اللہ کو ہر حال میں اس کا علم ہو جائے گا اور یہی کیا) وہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ کیا جس نے پیدا کیا اُسے (اپنی مخلوق کی کیفیات کا) علم نہیں ہوگا، وہ تو بڑا باریک بیں اور (ہر بات سے) باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ○ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ، يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

وہ اوّل اور آخر ہے، وہ ظاہر اور پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا، جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (اسے بھی جانتا ہے) اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو چیز آسمان پر چڑھتی ہے (سب اس کے علم میں ہوتی ہے) اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا

(الحدید ۔ ۳ تا ۵)

ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے دیکھتا رہتا ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ، وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(التغابن ۔ ۳ و ۴)

اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی صورتیں بنائیں اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ، يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا ○

(الطلاق ۔ ۱۲)

اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اتنی ہی زمینیں (پیدا کیں)، آسمانوں میں اور زمینوں میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے قطعاً غافل نہیں اس کو اپنی مخلوقات میں سے ذرّہ ذرّہ کا علم ہے۔

آگے فرمایا (وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ) اور (اے لوگو) ہم ہی نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس کے (واپس) لے جانے پر بھی قادر ہیں۔

بارش کے پانی کو زمین میں ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ کچھ پانی کو زمین نے پی لیا اور کچھ پانی چشموں کی شکل میں جمع ہو گیا اور یہ دونوں پانی انسان کے کام آتے ہیں۔ جو پانی زمین پی لیتی ہے اس سے کنوئیں اور درخت سیراب ہوتے ہیں اور جو پانی اوپر رہ جاتا ہے اس سے مختلف کام لئے جاتے ہیں۔

حق اور باطل کی ایک مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کچھ پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا، وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○

(الرعد - ۱۷)

وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر تمام وادیاں اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں اور سیلاب پھولے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے (اور اسے بہا دیتا ہے) اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی نکلتا ہے جب تم زیور یا اور کوئی سامان بنانے کے لئے (کھوٹ ملے ہوئے سونے، چاندی یا اور کسی دھات کو) آگ پر تپاتے ہو اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کر رہا ہے (حق کی مثال صاف و شفاف پانی کی سی ہے اور باطل کی مثال میل کچیل کے جھاگ کی سی ہے) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور (صاف اور شفاف پانی) جو لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوتا ہے زمین میں رہ جاتا ہے، اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا رہتا ہے (تاکہ لوگوں کے سمجھنے میں آسانی ہو)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ○

(الزمر - ۲۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل سے پانی برساتا ہے پھر زمین میں اس کے چشمے بہاتا ہے پھر اس کے ذریعہ کھیتی اگاتا ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں پھر وہ لہلہاتی ہے پھر آپ اس کو دیکھتے ہیں (کہ) زرد (ہو جاتی ہے) پھر اللہ اسے چورا کر دیتا ہے، بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔

آگے فرمایا (فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ، لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ) پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے ان باغات میں (اور بھی) بہت سے میوے (پیدا) ہوتے ہیں جن میں سے تم کھاتے ہو (وَشَجَرَةً

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۗءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ) اور (ایک) درخت (ہے جو) کہ کوہ سیناء پر پیدا ہوتا ہے اور کھانے والوں کے لئے تیل اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے (اس کو بھی ہم ہی نے پیدا کیا)۔

اس آیت میں جس درخت کی طرف اشارہ ہے وہ درخت زیتون کا درخت ہے جو کوہ طور پر کثرت سے اُگتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں زیتون اور کوہ طور کا ذکر ساتھ آیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر تفسیر میں درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سیناء کی۔

(والتین ۔ ۱و۲)

آگے فرمایا (وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا) اور (اے لوگو) چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت (کا سامان ہے)، ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس سے ہم تم کو (دودھ) پلاتے ہیں۔

پیٹوں میں جو کچھ ہے سے مراد گوبر اور خون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ، نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ○

(النحل ۔ ۶۶)

اور (اے لوگو) تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت (کا سامان موجود) ہے (کیا تم نہیں دیکھتے کہ) ہم ان کے پیٹوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ (نکال کر) تمہیں پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے (بڑا) خوشگوار ہوتا ہے۔

یعنی چوپایوں کے پیٹ سے جو دودھ نکلتا ہے وہ خون اور گوبر کے درمیان میں سے ہوتا ہوا آتا ہے، اس کے باوجود وہ خالص ہوتا ہے۔ نہ اس میں خون کا کوئی شائبہ ہوتا ہے اور نہ گوبر کا کوئی ذرہ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ دوسرا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا لہٰذا وہ الٰہ بھی نہیں ہو سکتا۔

آگے فرمایا (وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ) اور (اے لوگو) تمہارے لئے ان چوپایوں میں (اور بھی) بہت سے فائدے ہیں (منجملہ ان کے ایک تو یہ ہے کہ) ان (کے اجزاء میں) سے تم (گوشت) کھاتے ہو (وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ) اور (اے لوگو) ان چوپایوں (میں تمہارے لئے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ) تم ان پر (سوار ہوتے ہو) اور (یہی کیا) کشتیوں پر (بھی) تم سوار ہوتے ہو (نہ صرف یہ کہ ہم نے ان چوپایوں کو تمہارے قابو میں کر دیا بلکہ سمندر تک کو تمہارے

لئے مسخر کر دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَعَلٰمٰتٍ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ○ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

(۱۰ النحل - ۱۴ تا ۱۷)

وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لئے) مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر انکا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور اے لوگو (اس نے سمندر کو اس لئے بھی مسخر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو۔ اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے، اسی نے نہریں (جاری کر دیں) اور اسی نے راستے (بنا دئے) تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ اور (ان راستوں پر ایسی) علامتیں (بھی بنا دیں جن سے راستہ معلوم کرنے میں آسانی ہو)، اور (اے رسول، ہم ہی نے) تارے (بھی بنائے جن) سے یہ لوگ راستے معلوم کرتے ہیں تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر اے لوگو، کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ
الْعَلِيْمُ ○ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ○ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً بِقَدَرٍ، فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا،
كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ وَالَّذِیْ خَلَقَ
الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○
لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا
نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ
وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا
وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰى
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○

(الزخرف۔ ۹ تا ۱۴)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان (سب) کو (اللہ) غالب اور حکمت والے نے پیدا کیا جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دئے تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ سکو اور جس نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کر دیا، اسی طرح (اے لوگو، تم سب اپنی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ اور جس نے ہر قسم کی اشیاء پیدا کیں اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر (اطمینان سے) بیٹھ جاؤ پھر جب تم ان پر (اطمینان سے) بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور اس طرح کہو: پاک ہے (وہ ذات) جس نے اس کو ہمارے لئے مسخّر کر دیا ورنہ ہم تو ان کو مسخّر نہیں کر سکتے تھے اور بیشک ہم (ایک دن) ضرور اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ آیات گویا آیات زیرِ تفسیر کی تفسیر ہیں:۔

چوپایوں کے سلسلہ میں فرمایا (وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ) چوپایوں میں تمہارے لئے بہت سے فائدے ہیں۔ ان فائدوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ
وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ
حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ، اِنَّ رَبَّكُمْ

اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا جن (کی کھالوں اور اُون) میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے، (اس کے علاوہ) ان چوپایوں میں (اور بھی) بہت سے فوائد ہیں اور ان کو تم کھاتے بھی ہو اور (شام کے وقت) جب

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ، وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○

تم ان کو چرا کر (واپس) لاتے ہو اور (صبح کے وقت) جب ان کو چرانے لے جاتے ہو تو ان کا لانا لے جانا بھی تمہارے لئے کتنا حسین و جمیل منظر پیش کرتا ہے اور (ان میں سے بعض چوپائے) تمہارے بوجھ اٹھا کر ایک (شہر سے دوسرے) شہر تک لے جاتے ہیں حالانکہ تم (اگر) اس شہر تک (پہنچنا چاہو تو) اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے (یہ سب کچھ تمہارے رب کا رحم و کرم ہے) بے شک تمہارا رب (بڑا) شفیق اور (بڑا) رحیم ہے اور (اے لوگو) اسی نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہوا کرو اور وہ تمہارے لئے باعث زیب و زینت بھی ہوں (ان کے علاوہ) وہ (اور بھی بہت سی چیزیں) پیدا کرتا رہتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

الغرض بچہ کا بطن مادر میں پرورش کرنا، آسمانوں کا پیدا کرنا، پانی کا برسانا، درختوں کا اگانا، چوپایوں کے تھنوں میں دودھ کا فراہم کرنا، چوپایوں کو اور سمندر کو مسخر کرنا یہ کام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہو سکتا۔ صرف اللہ ہی کارساز، حاکم حقیقی، مشکل کشا، حاجت روا، معبود اور داتا ہے۔ وہی خالق ہے اور وہی ان صفات کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○
(لقمٰن ۔ ۱۰ و ۱۱)

عمدہ چیزیں اگائیں تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اُس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ جو خالق ہے وہی الٰہ ہے۔ جو خالق نہیں وہ الٰہ بھی نہیں۔ جو خالق نہیں وہ بے بس و لاچار ہے۔ جو خالق ہے وہی کارساز و مددگار ہے۔ جو خالق ہے وہی معبود ہے، وہی ہماری نذروں کا مستحق ہے۔ جو خالق ہے وہی حاکم ہے، بندوں پر صرف اسی کی حکومت ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لئے آسمان بنائے، پانی برسایا، میوے پیدا کئے، چوپائے بنائے، ان کو اور سمندر کو تمہارے لئے مسخر کیا لہٰذا اسی کا احسان مانئے، اس کا شکر ادا کیجئے اور صرف اسی کو الٰہ سمجھئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا
هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ
اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا
بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ
فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾
فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ
بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ
أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ
فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ
الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿۲۷﴾
فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن
مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ ﴿۲۸﴾ وَقُل رَّبِّ
أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ
خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿۲۹﴾ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا
لَمُبْتَلِينَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم ہی نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا تھا، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ (تمہارا) کوئی الٰہ نہیں، تمہیں ڈر نہیں لگتا (کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کی بھی عبادت کرتے ہو) (۲۳) (یہ سُن کر) ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے (آپس میں) کہنے لگے یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے، (نبوت کا دعویٰ کر کے) یہ تم پر فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے اگر اللہ (رسول بنانا ہی) چاہتا تو فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا، (پھر) ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں میں بھی یہ بات (کسی سے) نہیں سنی (۲۴) یہ کچھ نہیں بس (ہم ہی جیسا) ایک آدمی ہے جو دیوانگی کا شکار ہے لہٰذا تم اس کے (انجام کے سلسلہ میں) کچھ عرصہ انتظار کرو (۲۵) (نوح نے کہا) اے میرے رب اس وجہ سے کہ یہ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو میری مدد فرما (۲۶) پھر (اے رسول) ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ، پھر جب ہمارا حکم آپہنچے اور تنور (سے پانی) ابلنے لگے تو ہر جانور کا ایک ایک جوڑا (یعنی نر و مادہ): دو دو کشتی میں چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (اس میں چڑھا لو) سوائے ان کے جن کے حق میں پہلے ہی ہلاک ہونے کا حکم صادر ہو چکا ہے اور (اے نوح) ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہنا، وہ تو بلاشبہ ڈبوئے ہی جائیں گے (۲۷) پھر (اے نوح) جب تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں (سب) کشتی میں (اطمینان سے) بیٹھ جائیں تو اس طرح کہنا "ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی" (۲۸) اور (اے نوح پھر اس طرح) دعاء کرنا "اے میرے رب، مجھے برکت والی جگہ اتارنا، تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے" (۲۹) (اے رسول) اس (قصہ) میں بلاشبہ (عبرت انگیز) نشانیاں ہیں اور ہم تو (ایسے عبرت انگیز قصوں کے ذریعہ لوگوں کی) آزمائش کیا ہی کرتے ہیں (۳۰)

معانی و مصادر (یَتَفَضَّلُ) تَفَضَّلَ، یَتَفَضَّلُ، تَفَضُّلٌ (باب تَفَعُّل) بزرگی کا دعویٰ کرنا۔
(جِنَّةٌ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا، اندھیرا کرنا۔
(حِیْنٌ) حَانَ، یَحِیْنُ، حَیْنٌ وحَیْنُوْنَةٌ (ض) وقت قریب ہونا (حِیْنٌ = وقت)۔
(فَارَ) فَارَ، یَفُوْرُ، فَوْرٌ وفَوَرَانٌ وفُؤُوْرٌ (ن) جوش مارنا، زمین سے پانی نکلنا۔
(فُلْكٌ) فَلَكَ، یَفْلُكُ، فُلْكٌ (ن) گھومنا (فُلْكٌ = کشتی، جہاز)
(اُسْلُكْ) سَلَكَ، یَسْلُكُ، سَلْكٌ وسُلُوْكٌ (ن) داخل کرنا، داخل ہونا۔
(سَبَقَ) سَبَقَ، یَسْبِقُ، سَبْقٌ (ض) آگے بڑھ جانا۔
(اِنْ) آیت ۳۰ میں اِنْ اِنَّ کا مخفف ہے۔

تفسیر توحید کے دلائل کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے گذشتہ قوموں اور ان کی بربادی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی

قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ) اور (اے لوگو) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اسکے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، تم آخر ڈرتے کیوں نہیں (کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے) (فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ) (یہ سن کر) ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے (آپس میں) کہنے لگے: یہ تو تم ہی جیسے آدمی ہیں (نبوت کا دعویٰ کر کے) یہ تم پر (اپنی) فضیلت کا دعویٰ کرنا چاہتے ہیں (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ) اگر اللہ (کسی کو رسول بنانا ہی) چاہتا تو فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا (یہ تو بالکل انوکھی بات کہہ رہے ہیں) ہم نے تو اپنے اگلے باپ دادوں میں یہ بات (کسی سے) نہیں سنی (نہ تو کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کسی انسان کو نبی مانا) (اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ) یہ (اس سے زیادہ اور) کچھ نہیں کہ ہم ہی جیسے آدمی ہیں جو دیوانگی کا شکار ہو گئے ہیں لہٰذا تم ان کے انجام (بد) کا کچھ عرصہ انتظار کرو (تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ کیا ہیں اور کیا چاہتے ہیں) (قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ) نوح نے (کافی عرصہ تبلیغ کرنے کے بعد آخر یہ) دعا کی: اے میرے رب کیونکہ یہ لوگ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو اب تو میری مدد فرما (فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا) (الغرض جب نوح نے ہم سے مدد طلب کی) تو ہم نے نوح کو وحی بھیجی کہ تم ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ (فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ) پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آجائے اور تنور سے پانی ابلنے لگے تو ہر جانور کا ایک ایک جوڑا (ایک نر اور ایک مادہ یعنی) دو دو (جانوروں کو کشتی میں چڑھا لو اور اپنے اہل کو بھی (اس میں چڑھا لو) سوائے ان کے جن کے حق میں پہلے ہی ہلاک ہونے کا حکم صادر ہو چکا ہے اور (اے نوح) ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہنا وہ تو بلاشبہ ڈبو ئے ہی جائیں گے۔

اس آیت میں اہل کو کشتی میں چڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اہل سے مراد گھر والے بھی ہیں اور اہل ایمان بھی۔ اس آیت میں اہل ایمان کو اہل شمار کیا گیا ہے، ان کا علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا لیکن سورہ ہود میں اہل ایمان کا علیحدہ بھی ذکر موجود ہے، وہ گویا عام کے بعد خاص کے ذکر کی ایک مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

بالآخر (جب) ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے (نوح سے) کہا ہر قسم (کے جانوروں) میں سے دو دو جانور (یعنی)

وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ○
(ھود - ۴۰)

ایک نر اور ایک مادہ (کشتی میں) سوار کر لو اور اپنے اہل کو بھی (سوار کر لو) مگر ان لوگوں کو نہیں جن کے حق میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے (کہ وہ ہلاک ہوں گے) اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں (ان کو بھی سوار کر لو) اور (اے رسول) ان پر ایمان لانے والے تو بہت ہی کم لوگ تھے۔

الغرض اہل سے درحقیقت وہی لوگ مراد ہیں جو ایمان لے آئے تھے اور انہی کو کشتی میں چڑھانے کا حکم تھا۔

آگے فرمایا (وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ) اور (اے نوح، پھر اس طرح دعاء کرنا: اے میرے رب، مجھے برکت والی جگہ اتارنا، تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ۔
(ھود - ۴۸)

(پھر اللہ کی طرف سے نوح کو) حکم دیا گیا اے نوح، ہماری طرف سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر (نازل کی گئی) ہیں (کشتی سے) اتر آؤ۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ) (اے لوگو اس (قصہ) میں بلاشبہ (عبرت انگیز) نشانیاں ہیں اور ہم (ایسی عبرت انگیز نشانیوں کے ذریعہ بھی لوگوں کی) آزمائش کیا کرتے ہیں (کہ کون ان نشانیوں سے عبرت حاصل کر کے تائب ہوتا ہے اور کون اپنے گناہ پر جما رہتا ہے)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ اور ان کی قوم کی تباہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○
(الشعرآء - ۱۲۱)

بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن پھر بھی ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(نوٹ:۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفصل حالات کے لئے سورۂ نوح کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ اس کے علاوہ کسی کو الٰہ نہ سمجھیئے۔ اللہ تعالیٰ اکیلا الٰہ ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے تمام رسول انسان ہی ہوتے ہیں لہٰذا رسولوں کا اس وجہ سے انکار نہ کیجئے کہ یہ تو ہم ہی جیسے انسان تھے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا
اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾
وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ
الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ

وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾
وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ
إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾
أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ
تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم
مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ
هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾
إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ
إِفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا
نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ
رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾
قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ
نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا
لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ پھر ہم نے ان کے بعد دوسری قوم پیدا کردی (۳۱) پھر ہم نے ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، (اس نے قوم کے لوگوں سے کہا) (صرف) اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں (کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے

ہو) (۳۴) ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور جو آخرت (کے دن اللہ) کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور جن کو دنیا کی زندگی میں ہم نے آسودہ حال بنایا تھا کہنے لگے یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، جو چیزیں تم کھاتے ہو وہی چیزیں یہ بھی کھاتا ہے اور جو چیزیں تم پیتے ہو وہی چیزیں یہ بھی پیتا ہے (۳۴) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کی تو تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے (۳۴) کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور (گل سڑ کر) مٹی اور ہڈی بن جاؤ گے تو تم کو پھر (زمین سے زندہ کر کے) نکالا جائے گا (۳۵) جو بات تم سے کہی جا رہی ہے یہ بعید (از عقل) ہے، یہ بعید (از عقل) ہے (۳۶) ہماری دنیا کی زندگی ہی بس (زندگی) ہے (جس میں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم (کبھی دوبارہ زندہ کر کے) نہیں اٹھائے جائیں گے (۳۷) یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا ہے اور ہم (کبھی) اس پر ایمان نہیں لائیں گے (۳۸) (رسول نے) کہا اے میرے رب، اس وجہ سے کہ یہ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو میری مدد فرما (۳۹) (اللہ نے) فرمایا (دیکھتے رہو ابھی) تھوڑے ہی عرصہ میں یہ لوگ (اپنے کئے پر) نادم اور پشیمان ہوں گے (۴۰) الغرض ایک زور کی آواز نے حق کے ساتھ انہیں آپکڑا اور انہیں کوڑا کرکٹ بنا ڈالا تو ان ظالم لوگوں پر (اللہ کی) لعنت ہے (۴۱)

معانی و مصادر

(قَرَنَا، قَرَنَ، یَقْرِنُ، قَرْنٌ (ض) دو چیزوں کو ملانا (قَرْنٌ = جماعت)۔
(اَتْرَفْنَا) اَتْرَفَ، یُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) آسودگی دینا، بگاڑنا، سرکشی پر اصرار کرنا۔
(هَیْهَاتَ) "هَیْهَاتَ" یہ لفظ اسماء الافعال میں سے ہے۔ اسماء الافعال وہ الفاظ ہیں جو فعل تو نہیں ہیں لیکن ان میں فعل کے معنیٰ پائے جاتے ہیں یہ الفاظ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں۔ ان الفاظ میں سے اکثر امر کے معنیٰ میں آتے ہیں اور بعض ماضی کے معنیٰ میں۔ هَیْهَاتَ ماضی کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں بَعُدَ یعنی دور ہو گیا۔
هَیْهَاتَ زبر پر مبنی ہے۔
(غُثَآءٌ) غَثَا، یَغْثُوْ، غَثْوٌ (ن) کوڑا کرکٹ زیادہ ہونا (غُثَآءٌ = کوڑا کرکٹ)

تفسیر

آیت زیر تفسیر کی آخری آیت کے الفاظ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ (پھر ان کو سخت آواز نے پکڑ لیا) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان آیات میں قوم ثمود کا ذکر ہے جن کی طرف حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بنا کر بھیجے گئے تھے کیونکہ آواز کا عذاب قوم ثمود پر آیا تھا جیسا کہ دوسرے مقامات پر صاف مذکور ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً — ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ○

(اقتربت الساعۃ - ۳۱)

ایسے ہو گئے جیسی کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ○ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِينَ ○ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ○

(الحجر - ۸۰ تا ۸۳)

اور (اے رسول، انہی قوموں کی طرح) اصحاب حجر نے بھی (اپنے) رسولوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان کو اپنی نشانیاں بھی دیں لیکن انہوں نے ان سے بھی منہ پھیر لیا۔ وہ بڑے اطمینان سے پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہے (بالآخر جب وہ نہیں مانے) تو صبح ہوتے ہوتے ان کو ایک سخت آواز نے آدبوچا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جٰثِمِينَ ○ كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ○

(ھود - ۶۷ و ۶۸)

اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر ان لوگوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے۔ (پھر وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے) گویا وہ کبھی ان (گھروں) میں رہے ہی نہ تھے۔ خبردار ہو جاؤ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِينَ) پھر ہم نے قوم نوح کے بعد دوسرے لوگوں کی ایک اور قوم پیدا کی (فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ) پھر ہم نے ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ (اس نے قوم کے لوگوں سے کہا) صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (أَفَلَا تَتَّقُونَ) (جب اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں) تو تم ڈرتے کیوں نہیں (کہ دوسروں کو بھی الٰہ مانتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو جائے اور تم سب نیست و نابود کر دیئے جاؤ) (وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ وَأَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ) ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت (کے دن اللہ) کی ملاقات کو جھٹلاتے

تھے اور جن کو دنیا کی زندگی میں ہم نے آسودہ حال بنایا تھا (اپنی قوم سے) کہنے لگے یہ تو تم ہی جیسے انسان ہیں جو چیزیں تم کھاتے ہو وہی چیزیں یہ بھی کھاتے ہیں اور جو چیزیں تم پیتے ہو وہی چیزیں یہ بھی پیتے ہیں (انہیں تم پر کسی قسم کا امتیاز حاصل نہیں) (وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے انسان کا کہنا مان لیا تو تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔ (اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ) کیا یہ تم سے کہتے ہیں کہ جب تم مر جاؤ گے اور (گل سڑ کر) مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم کو پھر (زندہ کر کے زمین سے) نکالا جائے گا (هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ) یہ بات جو تم سے کہی جا رہی ہے بعید (از عقل) ہے، بعید (از عقل) ہے (ایسا نہیں ہو سکتا) (اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ) ہماری دنیا کی زندگی ہی بس (زندگی) ہے (اسکے علاوہ کوئی زندگی نہیں)، ہم (اسی دنیا کی زندگی میں) مرتے ہیں اور جیتے ہیں (اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ) یہ ایک ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کی ہے اور ہم (کبھی) ان پر ایمان نہیں لائیں گے (قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ) (رسول نے) کہا: اے میرے رب، اس وجہ سے کہ یہ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو میری مدد فرما (قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ) (اللہ نے) فرمایا (گھبراؤ نہیں ابھی) کچھ ہی دیر بعد یہ لوگ (اپنے کئے پر) نادم ہوں گے (فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) الغرض ایک زور کی آواز نے جس کے وہ مستحق تھے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور انہیں کوڑا کرکٹ بنا دیا تو اُن ظالم لوگوں پر (اللہ کی) لعنت ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ کی عبادت کیجئے۔ دوسروں کی عبادت نہ کیجئے اللہ سے ڈریئے، ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی عبادت آپ کو دوزخ میں لے جائے۔ قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیے اور اس بات کا یقین رکھئے کہ اس دن آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا حساب و کتاب دینا ہوگا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا
اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ
اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ
اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا
بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ
فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ (اے رسول) پھر ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کیا (۴۲) (پھر) کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکی اور نہ پیچھے رہ سکی (۴۳) پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے، تو جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا تو اس قوم کے لوگوں نے اسے جھٹلایا، ہم نے ان کو یکے بعد دیگرے (ہلاک) کر دیا اور ان کو افسانہ بنا دیا تو جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت ہے (۴۴)

معانی ومصادر

(تَتْرًا) وَتَرَ، یَتِرُ، وَتْرٌ وتِرَۃٌ (ض) جفت سے طاق کر دینا۔ اَوْتَرَ، یُوْتِرُ، اِیْتَارٌ (باب افعال) وقفہ دیکر لگاتار کرنا۔ (تَتْرَا = لگاتار، یکے بعد دیگرے) (اَحَادِیْثُ) حَدَثَ، یَحْدُثُ، حُدُوْثٌ (ن) نیا نیا واقع ہونا (حَدِیْثٌ = جدید، کہانی، بات)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِیْنَ) پھر ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کیا (وَمَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّۃٍ اَجَلَھَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ) پھر کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکی اور نہ پیچھے رہ سکی (جس قوم کے لئے عذاب کا جو وقت مقرر تھا اسی وقت مقررہ پر عذاب آیا۔ نہ جلدی آیا اور نہ دیر میں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ، فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳۴)

ہر اُمّت (کی ہلاکت) کا ایک وقت مقرر ہے، جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کی بھی تقدیم وتاخیر نہیں کر سکتے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا) پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے (كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ) (تو) جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا تو قوم کے لوگوں نے اسے جھٹلایا تو ہم بھی انہیں یکے بعد دیگرے ہلاک کرتے رہے اور انہیں افسانہ بنا دیا۔ (فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ) (ان پر لعنت کی گئی اور) جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر اللہ کی لعنت (ہی ہوتی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۷ تا ۳۹)

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر اُمّت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔

عمل

اے لوگو، ایمان لایئے، ایمان لانے کے ساتھ اعمال صالح بھی کیجئے، ورنہ یاد رکھئے کہ ایمان نہ لانے والوں پر تو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دئے جاتے ہیں۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا
وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا
اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ
قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا
فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ
يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ

وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾

ترجمہ پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل دے کر بھیجا (۴۵) (یعنی اُن دونوں کو) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے (حق کو تسلیم کرنے سے) سرکشی کی اور وہ تھے ہی بڑے متکبر لوگ (۴۶) انہوں نے کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ ان کی (پوری) قوم ہماری خدمت گزار ہے (۴۷) انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا لہٰذا ہلاک کر دئے گئے (۴۸) (اور اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ لوگ ہدایت حاصل کریں (۴۹) اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچی اور قابل رہائش نہر والی جگہ میں پناہ دی (۵۰)

معانی ومصادر (سُلْطَانٌ) سَلِطَ ۔ یَسْلَطُ ، سَلَاطَۃٌ وسُلُوْطَۃٌ (س) سخت ہونا (سُلْطَانٌ = دلیل، قوت، بادشاہ)۔

(عَالِیْنَ) عَلَا ، یَعْلُوْ ، عُلُوٌّ (ن) عَلِیَ ، یَعْلٰی ، عَلَاءٌ (س) تکبر کرنا ، بلند ہونا ، غالب ہونا۔ (عَالِیْنَ = عَالٍ کی جمع حالت جری و نصبی میں)۔

(رَبْوَۃٌ) رَبَا ، یَرْبُوْا ، رِبَاءٌ و رُبُوٌّ (ن) بڑھنا ، زیادہ ہونا (رَبْوَۃٌ = اونچی زمین)۔

(مَعِیْنٌ) مَعَنَ ، یَمْعَنُ ، مَعْنٌ (ف) مَعَنَ ، یَمْعُنُ ، مُعُوْنٌ (ک) آہستہ آہستہ بہنا۔ (مَعِیْنٌ = جاری)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا (اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ) تو انہوں نے تکبر کیا (اور حق کو تسلیم نہیں کیا) اور وہ تھے ہی بڑے متکبر لوگ (فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ) انہوں نے کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں (خصوصًا ایسی حالت میں کہ) ان کی (پوری) قوم ہماری

خدمت گزار ہے (فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ) الغرض انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا لہٰذا وہ (سب) ہلاک کر دئے گئے (وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ لوگ (اس سے) ہدایت حاصل کریں (تو دیکھ لو جو لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں لائے یا ایمان تو لائے لیکن ان کی کتاب پر عمل نہیں کیا ان کا کیسا حشر ہوا)۔

جو لوگ ایمان لا کر سرکشی کرتے رہے ان پر بھی آسمان سے عذاب نازل ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ○

(الاعراف ۔ ۱۶۲)

پھر (ایسا ہوا کہ) ان لوگوں میں جو ظالم تھے انہوں نے اس قول کے بدلہ میں جو ان سے کہا گیا تھا (اپنی طرف سے) دوسرے قول کو اختیار کر لیا تو ہم نے ان کے ظلم کی سزا میں ان پر آسمان سے عذاب بھیجا (اور انہیں تباہ و برباد کر دیا)۔

کبھی وہ بندر بنائے گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○

(الاعراف ۔ ۱۶۶)

(یعنی) جب وہ اس کام سے جس سے ان کو منع کیا گیا (باز نہ آئے اور) سرکشی کرنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ (اور وہ بھی) اس حالت میں کہ تم رحمت سے دور کر دئے گئے ہو۔

کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذریعہ ان پر عذاب بھیجا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ○ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا ○

(بنی اسرآئیل ۔ ۴ و ۵)

اور (اے رسول) ہم نے (اپنی) کتاب میں بنی اسرائیل کو واضح طور پر یہ بات بتا دی تھی کہ تم ملک میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب ان دونوں (فسادوں) میں سے پہلے (فساد) کا وقتِ موعود آیا (اور تم سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو) ہم نے اپنے سخت جنگجو بندوں کو تم پر مسلط کر دیا، وہ فساد مچاتے ہوئے (تمام) شہروں میں پھیل گئے اور (اللہ کا) وعدہ

پورا ہو کر رہا۔

آگے فرمایا (وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَآ إِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ) اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچی اور قابل رہائش نہر والی جگہ میں پناہ دی (ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ اس نشانی کو دیکھ کر یہ لوگ ایمان لے آتے لیکن انہوں نے انکار کیا اور بالآخر مغلوب اور ذلیل و خوار ہوئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ، قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ، فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ، فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○

(الصف - ۱۴)

اے ایمان والو، اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ (عیسیٰ ابن مریم کے حواری بنے تھے جب) عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی طرف بلانے کے کام میں کون میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں، پھر بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کیا، تو جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد کی تو وہ غالب ہو گئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کے قصے سنا کر کفار کو تنبیہ کی کہ جس طرح ان انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے ہلاک کر دیئے گئے اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر انہیں بھی عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا۔ کفار کو چاہیئے کہ اب بھی تکذیب سے باز آجائیں، جو مہلت انہیں مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور ایمان لے آئیں۔

عمل

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور عذاب الٰہی سے ڈرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ پر بھی اہل کتاب کی طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱

ترجمہ اور (اے رسول، ہم نے اپنے تمام رسولوں سے یہی کہا تھا کہ) اے رسولو، پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے واقف ہوں (۵۱)

معانی ومصادر (طَيِّبٰتٌ) طَابَ، يَطِيْبُ، طِيْبٌ وطَابٌ وتَطِيْبَةٌ وتَطْيَابٌ (ض) اچھا ہونا (طَيِّبٰتٌ = طَيِّبَةٌ کی جمع۔ طَيِّبَةٌ طَيِّبٌ کا مؤنث ہے جس کے معنیٰ ہیں: پاکیزہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ) اے رسولو، پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک عمل کرتے رہو، بے شک جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس سے واقف ہوں۔

اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو پاکیزہ چیزیں کھانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اپنے تمام رسولوں کو دیا تھا اور جو حکم رسولوں کو دیا تھا وہی عام انسانوں کے لئے بھی واجب التعمیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَّا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ، اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ

اے لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو اور اللہ پاک نے مؤمنین کو وہی حکم دیا جو مرسلین کو حکم دیا اور فرمایا اے رسولو، پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو اور فرمایا اے ایمان والو پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر آپ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر رہا ہے۔

يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ يَارَبِّ
وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ
حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ
(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول
الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتہا
جزء اول ص۳۲۶)

بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں، آسمان
کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے
میرے رب، اے میرے رب، کھانا اس کا
حرام ہے، پینا اس کا حرام ہے، لباس اس کا
حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے ایسی حالت
میں اس کی دعاء کیسے قبول ہوگی۔

عمل

اے ایمان والو، پاکیزہ چیزیں کھایا کیجئے۔ حرام چیزوں سے قطعی اجتناب کیجئے۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾
فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ
كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ
فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ
وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي
الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقہ فرقہ نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا (۵۲) لیکن انہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقہ کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے (۵۳) تو (اے رسول، آپ) ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے (۵۴) کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) (۵۵) ہم تو ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت) کو سمجھتے نہیں (۵۶)

معانی ومصادر

(تَقَطَّعُوْا) تَقَطَّعَ، یَتَقَطَّعُ، تَقَطُّعٌ (باب تفعّل) بہت سے ٹکڑے کر ڈالنا۔

(زُبُرًا) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ن) پتھروں سے بنانا، اوپر تلے رکھنا، منع کرنا (زُبُرٌ = زَبُوْرٌ کی جمع، علیحدہ علیحدہ، فرقے، کتاب)۔

(ذَرْ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) کاٹنا، چھوڑنا (چھوڑنے کے معنیٰ میں صرف مضارع اور امر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں)۔

(فَرِحُوْنَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا، اترانا (فَرِحُوْنَ = فَرِحٌ کی جمع، خوش)۔

(غَمْرَةٌ) غَمَرَ، یَغْمُرُ، غَمْرٌ (ن) ڈھانکنا (غَمْرَةٌ = شدّت، مدہوشی، غفلت)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ) اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقہ فرقہ نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) ربّ ہوں لہٰذا مجھ ہی سے ڈرنا۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ایک جماعت بن کر رہیں، سب اسی اکیلے کے مطیع و فرمانبردار بنیں اور صرف اسی کے احکامات اور قوانین پر چلیں، آپس میں متفرق و مختلف نہ ہوں، کافر کافر نہ رہیں، سب ایمان لے آئیں اور ایمان والے فرقے نہ بنائیں۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (اٰل عمران ۔ ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کے باوجود لوگ ایک نہیں رہے۔ بعض لوگ ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ پھر جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ بھی کچھ ہی عرصہ کے بعد فرقوں میں تقسیم ہو گئے (فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ) ان فرقوں نے

آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) ہر فرقہ اسی چیز میں مگن ہے جو اس کے پاس ہے۔
الغرض ایمان والے بھی ایک جماعت نہیں رہے۔ انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ اپنے مذاہب بنا لئے۔ ہر فرقہ اپنے خود ساختہ مذہب سے خوش ہے اور اسی کو وہ حق سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم تھا:۔

اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۔ (الشوریٰ ۔ ۱۳)

دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۔ (آل عمران ۔ ۱۰۵)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے۔

اللہ تعالیٰ کی ممانعت کے باوجود لوگوں نے فرقے بنا لئے (فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ) تو (اے رسول) آپ ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے (وقت مقررہ پر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ فرقہ بندی کی لعنت نے انہیں کہاں لے جا کر ڈال دیا تھا) (اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ) کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) (نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ) ہم تو ان کی بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں (ہم ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو دنیا کی زندگی میں اس لئے جلدی جلدی دے رہے ہیں تاکہ ہر نیکی کا ثواب انہیں مل جائے، ان کی کوئی نیکی بے صلہ باقی نہ رہ جائے اس لئے کہ بغیر ایمان کے ان کو نیکی کا بدلہ آخرت میں نہیں مل سکتا۔ آخرت میں تو صرف ایمان والوں کو اجر و ثواب ملے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (المآئدۃ ۔ ۵)

اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے (یعنی ممنوعہ کاموں کو حلال سمجھے) تو اس کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ، هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا

اور (اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(الاعراف ۔ ۱۴۷)

(تمام) اعمال ضائع کر دئے جائیں گے (پھر) ان کو ان کے اعمال (بد) کا ہی بدلہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ اَنْ يَّعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۱۷)

مشرکین کے لئے زیبا نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں باوجود اس بات کے کہ وہ (اپنے اقوال و اعمال سے) خود اپنے اوپر (اپنے) کفر کے گواہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے سب اعمال رائیگاں ہو جائیں گے اور یہی لوگ ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ○ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○

(الکھف ۔ ۱۰۳ تا ۱۰۸)

(اے رسول آپ ان سے کہئے) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (یہ وہ لوگ ہیں) جن کی دنیا کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا لہٰذا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور ہم ان کے لئے (قیامت کے دن) کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔ یہ دوزخ ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مہمانی (کیلئے) فردوس کے باغات ہوں گے۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○

(محمد ۔ ۳۲)

جن لوگوں نے ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد کفر کیا، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالےٰ ان کے تمام اعمال ضائع کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ لَمْ تَکُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ یُجْزٰی بِهَا (صحیح مسلم کتاب صفة القیمة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والاخرة وتعجیل حسنات الکافر فی الدنیا جزء ۲ ص ۵۲۱)

اللہ تعالیٰ مؤمن پر کسی ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کریگا اس کا بدلہ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دیگا۔ رہا کافر تو اُس کو اُس کی نیکیوں کا بدلہ جو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے دنیا میں دے دیا جاتا ہے پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔

آگے فرمایا (بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ) (ہم جو کفار کو فراوانی کے ساتھ دنیا کا ساز و سامان دے رہے ہیں تو انہیں اترانا نہیں چاہئے، ہم تو ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں دے رہے ہیں، آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملے گا) لیکن انہیں شعور نہیں (کہ کس مصلحت سے ہم انہیں دنیا خوب دے رہے ہیں)۔

(نوٹ :۔ فرقہ بندی کے متعلق ہم انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ شوریٰ کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقے نہ بنایئے، ایک جماعت بن کر رہیئے۔

اے لوگو، مال و دولت کی فراوانی سے یہ نتیجہ نہ نکالئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ
رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ
هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۸﴾
وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿۵۹﴾
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّ
قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
رَاجِعُونَ ﴿۶۰﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ
فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں ﴿۵۷﴾ اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں ﴿۵۸﴾ اور جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں کرتے ﴿۵۹﴾ اور جو (اللہ کے راستہ میں) دیتے ہیں جو دیتے ہیں اس کے باوجود ان کے دل اس بات سے ڈرتے

رہتے ہیں کہ انہیں اپنے ربّ کے پاس لوٹنا ہے ﴿۶۰﴾ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں کے لئے (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں ﴿۶۱﴾

معانی ومصادر (خَشْيَةٌ) خَشِيَ، يَخْشٰى، خِشْيٌ و خَشْيَةٌ وخَشَاةٌ وخَشْيَانٌ، و مَخْشِيَةٌ ومَخْشَاةٌ (س) ڈرنا۔

(مُشْفِقُوْنَ) اَشْفَقَ، يُشْفِقُ، اِشْفَاقٌ (باب افعال) ڈرنا، شفقت کرنا۔

(يُؤْتُوْنَ) (اٰتَوْا) اٰتٰى، يُؤْتِيْ، اِيْتَاءٌ (باب افعال) دینا۔

(وَجِلَةٌ) وَجِلَ، يَوْجَلُ، وَجَلٌ (س) ڈرنا (وَجِلَةٌ = وَجِلٌ کا مؤنث، ڈرنے والی) اس مصدر سے مضارع يَيْجَلُ، يَاْجَلُ اور يِيْجَلُ بھی آتا ہے۔

وَجِلَ، يَوْجُلُ، وَجُلٌ (ن) بہت ڈرنا۔

(اَلْخَيْرٰتِ) خَارَ، يَخِيْرُ، خَيْرٌ (ض) بھلائی دینا (خَيْرَاتٌ = خَيْرَةٌ کی جمع، نیکیاں)۔

تفسیر اوپر ان لوگوں کے انجام کا ذکر تھا جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور فرقے فرقے ہو گئے۔ آیت زیر تفسیر میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ) جو لوگ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں (وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ) جو لوگ اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں کرتے (وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ) اور جو لوگ (اللہ کے راستہ میں) دیتے ہیں جو دیتے ہیں اس حالت میں کہ ان کے دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ ان کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے (انہیں اپنا مال دے کر گھمنڈ نہیں ہوتا، وہ قیامت کی ہولناکیوں سے بے خوف نہیں ہوتے) (اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ) ایسے ہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں کے لئے (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں (کوئی چیز ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد، اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے احکام کی تعمیل سے غافل نہیں کرتی)۔

ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ

(اُن) گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند بنائے جائیں اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے، صبح و شام تسبیح پڑھتے ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل

الْاَبْصَارُ ○

(النور۔ ۳۶ و ۳۷)

نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

قیامت سے ڈرنے والوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○

(ھل اتیٰ۔ ۷ تا ۱۱)

(یہ اللہ کے چنتی بندے وہ ہوں گے جو) اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن کی برائی (بڑے وسیع پیمانے میں ہر طرف) پھیلی ہوئی ہوگی اور جو کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے اپنا کھانا مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے رہتے ہیں (اور کھلاتے وقت ان سے) کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی رضاء کے لئے کھلا رہے ہیں، تم سے ہم نہ کسی بدلے کے طلبگار ہیں اور نہ کسی شکریہ کے۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا ڈر ہے جو دن کہ چہرے بگاڑ دے گا اور وہ بڑا سخت (پریشان کن) دن ہوگا تو اللہ ان کو اس دن کی برائی سے بچا لے گا اور تروتازگی اور سرور سے ان کو بہرہ ور کرے گا۔

الغرض آیات زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ نیکیوں میں سبقت وہی کرتے ہیں جو

(۱) صحیح معنی میں آیات ربانی پر ایمان رکھتے ہوں،

(۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں اور

(۳) اللہ تعالیٰ سے اور قیامت کے دن سے خائف رہتے ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ قَالَتْ عَائِشَةُ اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّ هُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی جو لوگ دیتے ہیں جو دیتے ہیں پھر بھی دل ان کا ڈرتا رہتا ہے (اس خیال سے) کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا کیا یہ

يُخَافُونَ اَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ
لَهَا سٰبِقُوْنَ (ترمذی کتاب التفسیر
باب تفسیر سورۃ المؤمنون جزء ۲ ص ۱۳۳
سندہ صحیح بلوغ جزء ۱۸ ص ۲۱۷)

وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، اے صدیق کی بیٹی، یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور اس کے باوجود ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں کے لئے (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں۔

برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے خوف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ برائی سے وہی بچے گا اور نیکیاں وہی کرے گا جس کے دل میں خوف اور خشیت ہو۔ جس کے دل میں خوف و خشیت نہ ہو وہ برائیاں کرنے اور نیکیاں چھوڑنے میں بے باک ہو جائے گا۔ اس کی زندگی لاابالیانہ زندگی ہوگی اور وہ کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، اس کی آیتوں پر مضبوطی سے ایمان لائیے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے اس کے راستہ میں خرچ کرتے رہیئے اور قیامت سے ڈرتے رہیئے نیکیاں کر کے فخر نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکساری کرتے رہیئے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ
قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا
وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ
هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰٓى اِذَآ
اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ
اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا
الْيَوْمَ ۚ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾
مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾
اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ
مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ
لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ
وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهِنَّ، بَلْ اَتَيْنٰهُمْ
بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ
خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ
لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾
وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾
وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ
مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ
وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ
شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو (ہر ایک کے اعمال کا حال) سچ سچ بتائے گی اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا ﴿۶۲﴾ (لیکن اے رسول) ان کے دل پھر بھی اس چیز سے غافل ہیں (کہ ایک دن انکا

حساب وکتاب ہوگا) مزید برآں اس (غفلت) کے علاوہ (ان کے بہت سے ایسے) اعمالِ (بد) ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں ﴿۶۳﴾ یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو (اچانک) عذاب میں پکڑ لیں گے، تو پھر اس وقت یہ گڑگڑائیں گے (لیکن اس وقت گڑگڑانے سے کیا ہوگا) ﴿۶۴﴾ (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج نہ گڑگڑاؤ (گڑگڑانے کا وقت تو نکل گیا) اب تو تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں مل سکتی ﴿۶۵﴾ میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں لیکن (سب کچھ سننے کے بعد) تم الٹے پاؤں لوٹ جایا کرتے تھے ﴿۶۶﴾ اس حالت میں کہ تم اللہ سے سرکشی کرتے تھے، اپنی باتوں میں مشغول رہتے تھے اور بیہودہ بکواس کرتے تھے ﴿۶۷﴾ کیا انہوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا (انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ) ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی ﴿۶۸﴾ یا یہ اپنے رسول (کی صداقت) سے واقف نہیں اس لئے انکار کر رہے ہیں ﴿۶۹﴾ یا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کو جنون ہو گیا ہے (حالانکہ بات یہ نہیں ہے) بلکہ رسول تو ان کے پاس حق کے ساتھ آئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت کرتے ہیں (لہٰذا اس نفرت کی بناء پر انکار کر رہے ہیں) ﴿۷۰﴾ اور (اے رسول) اگر حق ان کی خواہشات کا تابع ہو جائے تو آسمان اور زمین اور جو (اشخاص اور چیزیں) ان میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں، (ہم نے ان کی خواہشات کا لحاظ نہیں کیا ہے) بلکہ ہم نے ان کی نصیحت (کی کتاب) پہنچا دی ہے تو (اب) وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں ﴿۷۱﴾ (اور اے رسول) کیا آپ ان سے (اس تبلیغ رسالت پر) کوئی اجرت طلب کر رہے ہیں (کہ یہ آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں، آپ کے لئے) تو آپ کے رب کی (طرف سے ملنے والا) اجر (بہت) بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۷۲﴾ اور (اے رسول) آپ بے شک ان کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہے ہیں ﴿۷۳﴾ لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہی صراط (مستقیم) سے گریز کرتے ہیں ﴿۷۴﴾ اور (اے رسول) اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور جو تکلیف انہیں پہنچ رہی ہے اُسے دور کر دیں تب بھی یہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے (اور) بھٹکتے پھریں گے ﴿۷۵﴾ اور (اے رسول) ہم نے ان کو عذاب میں بھی مبتلا کیا لیکن انہوں نے (پھر بھی) اپنے رب کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کیا اور عاجزی تو وہ کرتے ہی نہیں ﴿۷۶﴾ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو وہ ناامید ہو کر رہ گئے (اُس وقت بھی اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا) ﴿۷۷﴾

معانی ومصادر

(وُسْعٌ) وَسِعَ، یَسَعُ، سَعَةٌ (ح وس) کشادہ ہونا، کشادہ کرنا (وُسْعٌ = وسعت)۔

(یَنْطِقُ) نَطَقَ، یَنْطِقُ، نُطْقٌ و مَنْطِقٌ و نُطُوْقٌ (ض) واضح کرنا، بولنا۔

(مُتْرَفِیْنَ) اَتْرَفَ، یُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) (مال کا کسی آدمی کو) مغرور کر دینا، سرکشی

پر اصرار کرنا۔
(یَجْئَرُوْنَ) جَأَرَ، یَجْئَرُ، جَأْرٌ وجُؤَارٌ (ف) دعاء میں ہاتھ بلند کرنا، گڑگڑانا۔
(تَنْکِصُوْنَ) نَکَصَ، یَنْکِصُ، نَکْصٌ و نُکُوْصٌ و مَنْکَصٌ (ن وض) لوٹنا۔
(سٰمِرًا) سَمَرَ، یَسْمُرُ، سَمْرٌ و سُمُوْرٌ (ن) رات کو نہ سونا، بات کرتے رہنا۔
(تَهْجُرُوْنَ) هَجَرَ، یَهْجُرُ، هَجْرٌ (ن) چھوڑنا، نیند میں یا مرض میں بیہودہ بکواس کرنا۔
(اَهْوَآءُ) هَوِیَ، یَهْوٰی، هَوًی (س) خواہش کرنا (اَهْوَاءٌ = هَوًی کی جمع، خواہشات)
(خَرْجٌ) خَرَجَ، یَخْرُجُ، خُرُوْجٌ و مَخْرَجٌ (ن) نکلنا۔ (خَرْجٌ = خَرَاجٌ = لگان، مالگذاری جزیہ وغیرہ)
(نَاکِبُوْنَ) نَکَبَ، یَنْکُبُ، نَکْبٌ و نُکُوْبٌ (ن) الگ ہونا، ہٹ جانا۔
(لَجُّوْا) لَجَّ، یَلِجُّ، لَجَجٌ و لَجَاجٌ و لَجَاجَةٌ (ف وض) اڑے رہنا، عاجزی کرنا۔
(طُغْیَانٌ) طَغٰی، یَطْغٰی، وطَغِیَ، یَطْغٰی، طَغْیٌ و طُغْیَانٌ (ف وس) گناہ اور ظلم میں حد سے نکل جانا۔
(یَعْمَهُوْنَ) عَمِهَ، یَعْمَهُ، عَمَهٌ و عُمُوْهٌ و عُمُوْهِیَةٌ و عَمَهَانٌ (س وق) بھٹکنا، حیران ہونا۔
(اِسْتَکَانُوْا) اِسْتَکَانَ، یَسْتَکِیْنُ، اِسْتِکَانَةٌ (باب استفعال) (اصلی حروف ء ک، و، ن) عاجزی کرنا۔
(مُبْلِسُوْنَ) اَبْلَسَ، یُبْلِسُ، اِبْلَاسٌ (باب افعال) ناامید ہونا، ناامید کرنا۔ متحیر ہونا، خیر کا کم ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا) اور (اے رسول) ہم کسی کو اس کی وسعت (اور طاقت سے) زیادہ تکلیف نہیں دیتے (ہم اتنی ہی تکلیف دیتے ہیں جتنی تکلیف کہ انسان بآسانی برداشت کر سکے یعنی ایسا حکم نہیں دیتے جو انسان کی طاقت سے باہر ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔
(التغابن ۔ ۱۶)
(اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔
(الحج ۔ ۷۸)
اور اللہ نے تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِنَ الدُّلْجَۃِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر جزء اول ص۱۶)

بے شک دین آسان ہے البتہ دین میں جو کوئی سختی کریگا تو دین اس پر غالب آجائے گا اس لئے میانہ روی کی چال چلو اور (افضل کام نہ کرسکو تو اس کے) قریب رہو اور ثواب کی امید (رکھو) اور خوش رہو اور صبح کی عبادت، شام کی عبادت اور آخر رات کی عبادت سے مدد لو۔

آگے فرمایا (وَلَدَیْنَا کِتٰبٌ یَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ) اور (اے رسول) ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو (لوگوں کے اعمال کا حال) سچ سچ بتائے گی اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں ہوگا (نیکی کی جزا اور بدی کی سزا بالکل اعمال کے مطابق ہوگی، کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوگی)۔

اس آیت میں کتاب سے مراد نامۂ اعمال ہے جس میں ہر بات اور ہر عمل لکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً ، کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰٓی اِلٰی کِتٰبِھَا ، اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ ، اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الجاثیۃ ۔ ۲۸ و ۲۹)

اور (اے رسول) آپ ہر امت (کے لوگوں کو) دیکھیں گے کہ دوزانو بیٹھے ہیں، ہر امت (کے لوگوں) کو ان کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا (پھر) ان سے کہا جائے گا آج تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔ ہماری یہ کتاب تمہارے متعلق (تمام باتیں) سچائی کے ساتھ بیان کرے گی، جو کچھ تم کرتے تھے ہم اسے لکھواتے جاتے تھے۔

آگے فرمایا (بَلْ قُلُوْبُھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ مِّنْ ھٰذَا) (اور اے رسول، ان کی گمراہی کی یہ وجہ نہیں کہ ہم نے ان کو اُن کے خیال کے مطابق ایسی باتوں کا مکلف بنایا ہے جو ان کی طاقت سے باہر ہیں) بلکہ (ان کی گمراہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ) ان کے دل اس (عقیدہ) سے سراسر غفلت میں ہیں (کہ ایک دن ان کا حساب وکتاب ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الروم ۔ ۷)

یہ تو (بس) دنیا کی زندگی کی ظاہری (ٹیپ ٹاپ) کو ہی (سب کچھ) سمجھے ہوئے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے (بالکل) غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ، وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○
(مریم ۔ ۳۹)

اور (اے رسول) آپ ان کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جس دن ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا (افسوس، اس دن کے معاملہ میں) یہ لوگ (کیسی) غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○
(الانبیآء ۔ ۹۷)

اور (اے رسول) جب (قیامت کا) سچا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) قریب آ جائے گا تو یکا یک کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، (اس وقت وہ کہیں گے، ہائے ہماری خرابی، واقعی ہم اس (ساعت) سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے (اور صرف غفلت ہی میں پڑے ہوئے نہیں تھے) بلکہ ہم (واقعی بڑے) ظالم تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○
(قٓ ۔ ۲۰ تا ۲۲)

(ایک دن وہ آئے گا کہ) صور پھونکا جائے گا (تو اس دن کہا جائے گا) یہی تو عذاب کے وعدوں (کے پورا ہونے) کا دن ہے۔ پھر ہر شخص (اس حالت میں) آئے گا کہ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا اس کے ساتھ ہو گا (پھر اس سے کہا جائے گا) تو اس دن سے (بڑا) غافل رہا، (تیری آنکھوں پر غفلت کا جو پردہ پڑا ہوا تھا آج) ہم نے تیرے (اس) پردے کو تیرے سامنے سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے (تجھے آج وہ تمام چیزیں نظر آ رہی ہیں جن سے تجھ کو ڈرایا گیا تھا)۔

آگے فرمایا (وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ) مزید برآں اس (غفلت) کے علاوہ (ان کے اور بھی بہت سے ایسے) اعمالِ (بد) ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں (اور کسی طرح

ان سے باز نہیں آتے) (حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو (اچانک) عذاب میں پکڑیں گے (تو یہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے) پھر اس وقت یہ گڑگڑائیں گے (لیکن اس وقت گڑگڑانے سے کیا حاصل ہوگا) (لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ) (اس وقت تو ان سے کہا جائے گا) آج نہ گڑگڑاؤ، (گڑگڑانے کا وقت تو نکل گیا اب تو) تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں مل سکتی (قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ) (وہ وقت یاد کرو جب) میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں (لیکن سب کچھ سننے کے بعد) تم (الٹے پاؤں) لوٹ جایا کرتے تھے (مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ) اس حالت میں کہ تم اس (کتاب) سے سرکشی کرتے (اور) باتیں بناتے ہوئے بیہودہ بکواس کرتے تھے۔

ان کی اس بکواس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر کیا ہے مثلاً۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○
(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۲۶)

اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب وہ پڑھا جائے تو) اس (کی قرأت) کے دوران شور مچایا کرو تاکہ تم غالب رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ○ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ، اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○ اَءُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا، بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ، بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا

صٓ، نصیحت والے قرآن کی قسم (بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں) لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ تکبر اور مخالفت میں (مبتلا) ہیں۔ ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا، جب کبھی عذاب آتا تو وہ (اللہ کو) پکارتے (لیکن اس وقت پکارنا لاحاصل تھا) نجات کا وقت تو نکل چکا تھا۔ (اے رسول) انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آگیا۔ کافر کہتے ہیں یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے (تمام) معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ان میں جو سردار تھے وہ نکل کر چل دیئے

عَذَابٍ ○
(صٓ - ۱ تا ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ
إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○ لَاهِيَةً
قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا
هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ
السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○ قُلَ رَبِّي
يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ
أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ
فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ○
(الانبیآء - ۲ تا ۵)

(اور آپس میں کہنے لگے) چلو (جی چلو) اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، اس دعویٰ نبوت سے اسکا کوئی خاص مقصد ہے۔ ہم نے پچھلے مذہب میں یہ بات کبھی نہیں سنی، یہ محض افتراء ہے۔ کیا ہم لوگوں میں (یہی رہ گیا تھا کہ) اس پر نصیحت (کی کتاب) اتاری گئی، (اے رسول) بات یہ ہے کہ ان کو میری نصیحت کے سچا ہونے میں شک ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) انہوں نے (ابھی) عذاب کا مزا نہیں چکھا (اس لئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں)۔

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اسے سنتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کے دل (نصیحت کی بات سننے سے بالکل) غافل ہوتے ہیں مزید برآں یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے آتے ہو۔ (رسول نے) کہا میرا رب تو آسمان اور زمین میں (کہے جانے والی ہر) بات کو جانتا ہے (اس سے تمہاری سرگوشیاں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں)، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (ظالم) کہنے لگے یہ (قرآن) تو پریشان خواب کی باتیں ہیں (اگر یہ) نہیں (تو) اس کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اگر یہ بھی) نہیں (تو) یہ شاعر ہے (اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ کلام کا مجموعہ ہے اور اگر یہ واقعی رسول ہے) تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا (آخر

اس کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○

(الصّٰفّٰت - ۳۵ و ۳۶)

یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو تکبر کرتے تھے اور (اس طرح) کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ○ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

(والطور - ۳۰ تا ۳۳)

کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے، ہم اس کے معاملہ میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی حکم دیتی ہیں یا یہ لوگ (جان بوجھ کر) شرارت کر رہے ہیں۔ کیا (کفار) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنا لیا ہے، بات یہ ہے کہ انہیں (اس پر) ایمان نہیں ہے (اور نہ ایمان لانا چاہتے ہیں اس لئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں)۔

آگے فرمایا (اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ) کیا کافروں نے کلام (الٰہی) پر غور نہیں کیا (کیا ان کے بکواس کرنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس کلام پر غور نہیں کرتے) یا (ان کے بکواس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے اگلے آباء (و اجداد) کے پاس نہیں آئی تھی (یہ اسے انوکھی چیز سمجھ رہے ہیں اس لئے باتیں بنا رہے ہیں)۔

کافی عرصہ سے اس قوم کے پاس کوئی رسول نہیں آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم، آپ بے شک رسولوں میں سے ہیں۔ (آپ) صراط مستقیم پر ہیں (اور یہ قرآن) غالب اور رحیم

قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○
(یٰسٓ - ۱ تا ۶)

رحم کرنے والے (اللہ) کا نازل کردہ ہے۔ (یہ اس لئے نازل ہوا ہے) تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے آباء واجداد کو ڈرایا نہیں گیا تھا اور اس وجہ سے وہ (اللہ کے احکام سے) غافل ہیں۔

کیونکہ کافی عرصہ سے کفار مکہ کے پاس کوئی رسول نہیں آیا تھا لہذا وہ رسولوں کی بعثت اور بعثت کے مقاصد سے ناواقف تھے اور اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر رہے تھے۔

آگے فرمایا (اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ) یا یہ اپنے رسول کو پہچانتے نہیں (کیا انہوں نے اپنے رسول کی صداقت وامانت داری کا تجربہ نہیں کیا) اس لئے ان کا انکار کر رہے ہیں (اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ) یا (اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ) وہ کہتے ہیں ان کو جنون ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل چار باتوں کا ذکر کیا جن کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا جا سکتا تھا۔

① کلام الٰہی میں غور نہ کرنا۔

② کافروں کے پاس کتاب الٰہی کا آنا جبکہ اس سے پہلے ان کے آباء واجداد کے پاس کوئی کتاب نہیں آئی تھی،

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ودیانت کو نہ پہچاننا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار سے ناواقف ہونا،

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کے کلام مبین کا منشاء یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات نہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بات ہوتی تو انکار کی صحیح توجیہہ ہو سکتی تھی۔ انہوں نے ان وجوہات میں سے کسی بھی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کیا (بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ) بلکہ (انہوں نے اس وجہ سے انکار کیا کہ) ان کے پاس حق آگیا اور ان میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت کرتے ہیں۔

عموماً لوگوں کو حق سے نفرت ہوتی ہے کیونکہ حق ان کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے، وہ کسی دوسرے کی بات ماننے کو اپنے لئے باعث حقارت سمجھتے ہیں، وہ اسے کسر شان سمجھتے ہیں کہ حق کو مان لیں، ذہن پرستی، آباء پرستی اور علماء پرستی اس قدر ان میں رچ جاتی ہے کہ وہ اسے چھوڑنے کے متعلق سوچ

بھی نہیں سکتے، بزرگوں سے محبت وعقیدت میں ان کو اتنا غلو ہو جاتا ہے کہ وہ توحید کی بات کو ان بزرگوں کی توہین سمجھتے ہیں، حق کو تسلیم کرنے کے بعد ان کی دنیا بھی تنگ ہو جاتی ہے غرض یہ کہ انہیں مذکورہ بالا باتوں کی وجہ سے حق اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ وہ حق کو پہچان لیتے ہیں لیکن ہٹ دھرمی سے اُس کا انکار کرتے ہیں تاکہ ان کی نام نہاد دینی رنگ رلیاں ختم نہ ہو جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی اصلی وجہ یہی تھی کہ کفار حق کو ماننا نہیں چاہتے تھے۔ حق کو ماننے سے ان کا نقصان تھا۔ انہوں نے اس عارضی نقصان کو اہمیت دی اور حق کو قبول نہیں کیا اور اس نقصان کو قبول کر لیا جو نسبتاً زیادہ بھی ہے اور دائمی بھی (وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ) اور اگر حق ان کی خواہشات کا تابع بن جائے (یعنی جو کچھ وہ چاہتے اور کرتے ہیں اسی کے مطابق حق اپنی ترمیم کر لے، یعنی اللہ حق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ چیز نازل کرے جو کفار چاہتے اور پسند کرتے ہیں) تو پھر آسمان اور زمین اور جو ہستیاں ان (دونوں) میں ہیں سب بگڑ جائیں (اور کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ کوئی چیز اپنے ٹھکانے پر نہ رہے مثلاً اللہ تعالیٰ شرک کی تائید کر دے، آخرت فروشی کو سراہے، حق تلفی، مفاد پرستی اور قتل وخونریزی وغیرہ کو جائز قرار دے تو نہ آسمان قائم رہے اور نہ زمین۔ آسمان گر پڑے زمین پھٹ جائے اور دنیا تباہ ہو جائے جس کی لاٹھی اس کی بھینس ہو، نہ جان محفوظ رہے اور نہ مال)

شرک کی قباحت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝

(مریم - ۸۸ تا ۹۰)

اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے (آپ ان سے کہئے کہ) یہ تو تم بہت بری بات (زبان پر) لاتے ہو۔ (یہ تو اتنی بُری بات ہے کہ) اس (کی وجہ) سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔

مشرک کی ہلاکت اور تباہی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

(الحج - ۳۲)

جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر یا تو اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جا کر ڈال دے۔

آپس کی خونریزی سے دنیا کا جو نقشہ ہوتا اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ

لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (الحج - ۴۰)

دفع نہ کرتا رہے تو (ظلم و استبداد کی حد ہو جائے، نہ) عیسائیوں کی خانقاہیں اور ان کے گرجے (باقی رہیں نہ یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمین کی) مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے (باقی رہیں سب) منہدم کر دی جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ (البقرۃ - ۲۵۱)

اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہے تو ملک بدامنی کا شکار ہو جائے لیکن اللہ اہل عالم پر بڑا مہربان ہے (کہ بدامنی کا سدّباب کرتا رہتا ہے)۔

کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت کے مطابق چل رہا ہے۔ اگر مشرکین کے دعوے اور خواہش کے مطابق زمین اور آسمان میں زیادہ نہیں دو بھی الٰہ ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا ایک کچھ کرنا چاہتا، دوسرا کچھ اور کرنا چاہتا، دونوں میں تصادم ہوتا اور دونوں جہان تباہ ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ (الانبیاء - ۲۲)

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود بھی ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ، عرش کا مالک، ان سے پاک (و منزّہ) ہے۔

الغرض کائنات کا نظام اسی لئے ٹھیک چل رہا ہے کہ چلانے والا ایک ہے۔

آگے فرمایا (بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ) (ہم نے حق کو کفار کی خواہشات کے تابع نہیں بنایا) بلکہ ہم نے (ان کی پوری طرح خیر خواہی کی اور) ان کی نصیحت (کی کتاب) ان کو پہنچا دی تو اب وہ اپنی نصیحت (کی کتاب) سے روگردانی کر رہے ہیں (تو اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں) (اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرٰجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ) (اے رسول) کیا آپ ان سے (اس تبلیغ رسالت) پر کوئی اجرت مانگ رہے ہیں (جس کی وجہ سے یہ پریشان ہیں اور آپ کی بات سننا گوارا نہیں کرتے، آپ کی اجرت ان کے ذمہ نہیں بلکہ آپ کے رب کے ذمہ ہے اور) آپ کے رب کی طرف سے ملنے والا اجر (بہت) بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (آپ تو ان پر احسان کر رہے ہیں) (وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ)

کہ ان کو صراط مستقیم کی دعوت دے رہے ہیں (وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاکِبُوْنَ) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہی صراط (مستقیم) سے گریز کرتے ہیں (اگر آخرت پر ان کا ایمان ہوتا تو ضرور اللہ سے ڈرتے اور صراط مستقیم کی دعوت قبول کر لیتے) (وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ) اور (اے رسول) اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور جو تکلیف انہیں پہنچ رہی ہے اُسے دور کر دیں تب بھی یہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے اور (بدستور) بھٹکتے پھریں گے۔

کفار کو بہت سی تکلیفیں ان کے کفر کی وجہ سے پہنچ رہی تھیں منجملہ ان کے ایک تکلیف یہ تھی کہ وہ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰی قُرَیْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَیْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰی حَصَّتْ كُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ وَجَعَلَ یَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَیْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْ سُفْیَانَ فَقَالَ اَیْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا رصحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۂ حٰمٓ الدخان جزء ۶ ص ۱۶۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش (کسی طرح) آپ کی بات نہیں سنتے تو آپ نے یہ دعاء کی اے اللہ (حضرت) یوسف کے زمانے کی طرح سات برس کا قحط اُن پر بھیج کر میری مدد فرما۔ وہ قحط میں مبتلا ہو گئے قحط نے ہر چیز کو تباہ کر دیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ ہڈیاں اور چمڑے تک کھا گئے (بھوک اور نقاہت کی وجہ سے) دھوئیں کے مثل کوئی چیز زمین سے نکلتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ پھر ابوسفیان آپکے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد آپکی قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ دعاء کیجئے اللہ یہ قحط ختم کرے آپ نے دعاء کی (اور قحط ختم ہو گیا)۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ کافر قوم اگر سرکشی کرتی ہے اور ایمان نہیں لاتی تو پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا ہے تاکہ ان عذابوں کو دیکھ وہ سنبھل جائیں اور ایمان لے آئیں لیکن جب وہ چھوٹے عذابوں کا کوئی اثر نہیں لیتے، بدستور سرکشی پر قائم رہتے ہیں تو یکایک بڑا عذاب بھیج کر ان کو تباہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ○ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ

اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہم (ہمیشہ یہی کرتے رہے کہ) اس بستی کے رہنے والے (کافر) لوگوں کو سختی اور تنگی میں گرفتار

الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(الاعراف - ۹۴ و ۹۵)

کرتے رہے تاکہ وہ (سرکشی چھوڑ دیں)، عاجزی کریں (اور ایمان لے آئیں)۔ (لیکن جب وہ باز نہ آئے تو) پھر ہم نے ان مصائب کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ (مال و اولاد کے لحاظ سے) بہت بڑھ گئے تو کہنے لگے کہ سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء و اجداد کو بھی پہنچتی رہی ہیں (یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے یہ مصائب جو ہم کو پہنچے ان کا سزا سے کوئی تعلق نہیں، الغرض جب وہ دنیا کی کثرت میں مگن ہو گئے) تو ہم نے انہیں اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اچانک پکڑ لیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الانعام - ۴۲ تا ۴۵)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ (وہ ان عذابات سے عبرت پکڑیں، تکبر و عناد چھوڑ کر) گڑگڑائیں (اور توبہ کر کے ایمان لے آئیں)۔ تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو (اور) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں مگن ہو گئے)۔ پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی (کلیۃً) فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر وہ مایوس ہو کر

رہ گئے۔ پھر ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا تھا جڑ کاٹ دی گئی (وہ نیست و نابود کر دئے گئے) اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب العالمین کے لئے ہے (جو غالب ہے، کبھی مغلوب نہیں ہوتا)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ پر بھی چھوٹے چھوٹے عذابات بھیجے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ) اور (اے رسول) ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا لیکن انہوں نے (پھر بھی) اپنے رب کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کیا اور عاجزی تو وہ کرتے ہی نہیں (گویا گذشتہ قوموں کی طرح ان کے دل اور سخت ہو گئے اور وہ اور زیادہ سرکشی کرنے لگے) (حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ) (آخر ان کی سرکشی کب تک چلے گی) اگر ہم نے (کسی وقت بھی ناگہانی طور پر) ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو (پھر کیا ہوگا) یہ اس وقت مایوس ہو کر رہ جائیں گے (اس وقت ایمان لانا کام نہیں آئے گا اور نہ عذاب سے نجات کی کوئی صورت باقی رہے گی)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو سخت تنبیہ کی ہے۔ ان کو جھنجھوڑ ڈالا ہے اور ایسے سخت عذاب کی دھمکی دی ہے جس عذاب کے بعد وہ نیست و نابود کر دئے جائیں گے اور پھر سوائے مایوسی اور حسرت کے اور کچھ نہ ہو گا۔

عمل

اے لوگو، کفر اور بداعمالی سے توبہ کیجئے، عذاب الٰہی سے ڈرتے رہئے۔ اگر وہ ناگہانی طور پر آگیا تو پھر اس وقت کچھ نہ ہو سکے گا۔

اے لوگو، آیات ربانی سن کر تکبر نہ کیا جائے، بیہودہ بکواس نہ کیا کیجئے۔ عاجزی کا اظہار کیجئے اور ان پر ایمان لے آئیے۔

اے لوگو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ ان کی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ محفوظ ہیں، آپ ان کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہیں کوئی خامی نظر آتی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ انکا کردار نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی بے داغ رہا تو پھر ان کے متعلق شبہ میں مبتلا ہونا بعید از عقل ہے۔ وہ آپ کے پاس ایسی نصیحتیں لیکر آئے ہیں کہ جن پر عمل کر کے آپ دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں وہ آپ کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہیں ان کی بات مانئے اور نجات حاصل کیجئے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ
وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٨٠﴾
بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ
الْاَوَّلُوْنَ ﴿٨١﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا
نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ
قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ،
قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ
مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾
قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا
يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ فَاَنّٰى
تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ
بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾
مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ اور وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہارے کان، (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے لیکن تم شکر کم ہی کرتے ہو ﴿۷۸﴾ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا پھر تم (سب) اسی کے پاس جمع کئے جاؤ گے ﴿۷۹﴾ وہی ہے جو تمہیں زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور دن ورات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اسی (کی قدرت) کا (رہینِ منّت) ہے تو (اے لوگو) کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے (کہ جو یہ کام کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی زندہ کرسکتا ہے) ﴿۸۰﴾ لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) جو بات اگلے لوگ کہتے تھے اسی جیسی بات یہ بھی کہہ رہے ہیں ﴿۸۱﴾ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں بن جائیں گے تو واقعی ہم دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ﴿۸۲﴾ یہ بات ہم سے بھی کہی جارہی ہے اور (ہم سے) پہلے ہمارے آباء واجداد سے بھی کہی گئی تھی لیکن یہ ہے کچھ نہیں بس اگلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں ﴿۸۳﴾ (اے رسول)

آپ (ان سے) پوچھیئے کہ زمین اور جو (ہستیاں) زمین میں ہیں ان (سب) کا مالک کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) (۸۴) یہ لوگ جواب دینگے ان (سب) کا مالک اللہ ہے تو آپ ان سے پوچھئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (۸۵) (اور اے رسول، آپ ان سے یہ بھی) پوچھیئے کہ بتاؤ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے (۸۶) یہ جواب دیں گے اللہ، تو آپ ان سے کہئے کہ پھر (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو) (۸۷) (اور اے رسول آپ ان سے یہ بھی) پوچھیئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ (۸۸) یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھیئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد بھلی بھلی باتیں کرنے لگتے ہو) (۸۹) (اے رسول، ہم نے ان سے کوئی بات جھوٹ نہیں کہی ہے) بلکہ ہم نے ان کو (کلمہ) حق پہنچایا ہے البتہ وہ خود ہی جھوٹے ہیں (۹۰) (آپ کہہ دیجئے اللہ نے (اپنی) کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو کچھ یہ (اللہ کے متعلق) کہتے ہیں اللہ اس سے پاک و منزّہ ہے (۹۱) وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے بلند و بالا ہے (۹۲)

معانی و مصادر

(ذَرَأَ) ذَرَأً، يَذْرَأُ، ذَرْءٌ (ف) پیدا کرنا، زیادہ کرنا۔
(اَسَاطِيْرُ) سَطَرَ، يَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا (اَسَاطِيْرُ = اُسْطُوْرٌ (مکتوب) اور اُسْطُوْرَةٌ (کہانی) کی جمع۔
(مَلَكُوْت) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ۔ مَلِكَةٌ، مَمْلَكَةٌ (ض) مالک ہونا۔
(يُجِيْرُ) (يُجَارُ) اَجَارَ، يُجِيْرُ، اِجَارَةٌ (باب افعال) بچانا، پناہ دینا (يُجَارُ، يُجِيْرُ کا مجہول ہے)۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کے دلائل بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ، قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ) اور وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہارے لئے کان بنائے، آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم شکر کم ہی کرتے ہو (اگر تم واقعی اللہ کا شکر کرتے تو پھر اس منعم حقیقی کے ساتھ دوسروں کو شریک نہ کرتے) (وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ) وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب جمع کئے جاؤ گے (وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، رات اور دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اسی (کی قدرت) کا (ایک ادنیٰ کرشمہ) ہے تو (اے لوگو) کیا تم (اتنا بھی)

نہیں سمجھتے (کہ جو اللہ یہ سب کام کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی زندہ کرسکتا ہے، لیکن اے رسول، انہوں نے ذرا بھی عقل سے کام نہیں لیا اور نہ کچھ غور کیا) بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ) بلکہ (بے سوچے سمجھے) جو بات اگلوں نے کہی تھی اسی جیسی بات انہوں نے بھی کہہ دی (قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ) (یعنی) انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا واقعی ہم دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے (لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ، اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) اس چیز کا وعدہ ہم سے بھی کیا جارہا ہے اور (ہم سے) پہلے ہمارے آباء (واجداد) سے بھی کیا گیا تھا (لیکن) یہ ہے کچھ نہیں بس اگلے لوگوں کی بے سروپا باتیں ہیں (جو نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں)۔

دوبارہ پیدا کئے جانے کے متعلق کفارِ مکّہ کے اشکالات کا اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے اور ان کو دندان شکن جواب دئے ہیں مثلاً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ، وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○ اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ، بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(یٰسٓ۔ ۷۷ تا ۸۳)

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ (ناچیز) سے پیدا کیا پھر بھی وہ برملا (ہم سے) جھگڑتا ہے۔ ہمارے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر (طرح) پیدا کرنا جانتا ہے۔ (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ کیا جس (اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں کہ ان (کی پہلی پیدائش) کے مثل (انکو دوبارہ) پیدا کردے وہ بڑا پیدا کرنے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز سے کہتا ہے "ہوجا" تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے

(وہ اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف (اے لوگو) تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا، إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ○ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ○ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ○ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ○

(الصفت ۔ ۱۱ تا ۱۹)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے یا (ان تمام چیزوں کا بنانا زیادہ مشکل ہے) جن کو ہم نے پیدا کیا ہے، ان کو تو ہم نے چپکنے والی مٹی سے بنایا۔ (اے رسول) آپ کو تو (ان کے انکار قیامت سے) تعجب ہوتا ہے اور وہ (قیامت کا) مذاق اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اسے قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔ (پھر کہتے ہیں) کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم (دوبارہ) زندہ کئے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا (بھی زندہ کئے جائیں گے۔ اے رسول) آپ کہہ دیجئے ہاں (ایسا ہی ہوگا) اور (جس دن ایسا ہوگا اس دن) تم ذلیل و خوار ہو گے (اور اے رسول قیامت کے واقع ہونے میں کچھ دیر نہیں لگے گی) وہ تو بس ایک جھڑکی (جیسی آواز) ہوگی اور یہ سب (فوراً زندہ ہو کر حیرانی کے ساتھ) دیکھنے لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ○ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ○ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں ہو جائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کر کے کھڑا کیا جائیگا

يَكْبُرُ فِي صُدُوْرِكُمْ، فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا، قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۴۹ تا ۵۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ تم دوبارہ ضرور زندہ کئے جاؤ گے) تو یہ (فوراً کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سن کر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر مٹکائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔

قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کے دلائل کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کہ زمین اور جو (انسان جنات وغیرہ) زمین میں ہیں (یہ سب) کس کے ہیں، (کون ان کا مالک ہے) اگر تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ (سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) یہ لوگ جواب دیں گے کہ (یہ سب) اللہ کے ہیں تو آپ ان سے پوچھئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (کیوں دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہو) (قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ) (اور اے رسول، آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے کہ بتاؤ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے (سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ) یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ (ہی مالک ہے) تو پھر آپ (ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو) (قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (اور اے رسول) آپ (ان سے یہ بھی) پوچھئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے (کون ہے جس کو ہر چیز پر کلی اختیار ہے) اور وہ (کون ہے جو) پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی (کسی کو) پناہ نہیں دے سکتا، اگر تمہیں معلوم ہے (تو بتاؤ) (سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ) (اے رسول) یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے (تو پھر) آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد تم پھر بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو، یہ تو جادو ہی کا اثر ہو سکتا ہے کہ آدمی پر خبط سوار ہو جائے اور وہ ایسی ایسی باتیں کہنے لگے جو وہ سنجیدگی اور ہوش و حواس میں نہ کہتا ہو۔ جب تمہیں یہ اعتراف ہے کہ بادشاہت اور اقتدار تو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے تو پھر دوسروں کو جن کے ہاتھ میں نہ بادشاہت

ہے اور نہ اقتدار کیوں اپنا معبود، حاجت روا اور مشکل کشا بنا لیتے ہو۔ ابھی کچھ کہتے ہو اور ذرا سی دیر میں کچھ اور کہنے لگتے ہو۔ آخر کیا بات ہے؟ کیا تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے کہ پاگلوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہو۔ جس بات کو تسلیم کر لیتے ہو پھر اسی کے خلاف کہنے لگتے ہو، آخر کیا معاملہ ہے۔ اے کافرو، پاگل نہ بنو اور جس بات کو تم نے ایک دفعہ تسلیم کر لیا ہے پھر اس کے خلاف نہ کچھ کہو اور نہ کچھ کرو) بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اے رسول، ہم نے ان سے کوئی غلط بات نہیں کہی ہے) بلکہ ہم نے تو ان کو (کلمۂ) حق پہنچایا ہے (اب کبھی تو یہ اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور کبھی اس کے خلاف کہنے لگتے ہیں) سچی بات یہ ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (اقرار کرنے کے بعد جان بوجھ کر یہ افتراء پردازی کرتے ہیں اور اللہ کے شریک بنانے کو جائز سمجھتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى، وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○

(الفاطر - ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(یٰسٓ - ۸۳)

تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے (وہ اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف (اے لوگو) تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

الغرض کائنات کا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی بادشاہِ دو جہاں ہے۔ اسکی بادشاہت ازل سے ابد تک ہے، کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ اس کی بادشاہت لامحدود اور غیر مشروط ہے، اس کے اختیارات لازوال اور بے مثال ہیں، اس کے سامنے سب مجبور ہیں کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ ہر قسم کے اختیارات کا وہ مالک ہے۔

توحید فی الصفات کا بیان ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید فی الذات کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) اللہ نے (اپنی) کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے،

اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور (پھر تیاری کر کے یکبارگی حملہ کرتا) اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا (کائنات میں بڑی تباہی آتی، نظام عالم درہم برہم ہو جاتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۲۲)

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ، عرش کا مالک، ان سے پاک (و منزّہ) ہے۔

کیونکہ کائنات کا نظام بدستور چل رہا ہے، کہیں کوئی خرابی نہیں آتی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ کہ نظامِ کائنات کا چلانے والا ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بڑی مضبوط دلیل سے اپنی توحید ثابت کی، پھر فرمایا (سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ) جو کچھ یہ کافر (اللہ کے متعلق) کہتے ہیں اللہ اس سے پاک و منزّہ ہے (اس کا کوئی شریک نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے) (عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ (لوگ) کر رہے ہیں اس سے بلند و بالا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے لہٰذا اس کے لئے مُردوں کا دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں۔

اے لوگو، قیامت پر یقین رکھئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

اے لوگو، کائنات کا نظام کس ہم آہنگی اور نظم کے ساتھ چل رہا ہے لہٰذا تسلیم کیجئے کہ اس نظام کا چلانے والا ایک ہے۔ اگر دو یا زیادہ چلانے والے ہوتے تو نظامِ عالم کبھی کا درہم برہم ہو گیا ہوتا۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾
رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ
مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ،
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ
بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

حَتّٰٓى إِذَا جَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّىٓ
أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ
كَلَّآ ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۖ
وَمِن وَرَآئِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ
يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ اس طرح) دعاء کیجئے: اے میرے رب اگر تو مجھے وہ (عذاب) جس کا وعدہ (ان کفار سے) کیا جارہا ہے (میری زندگی میں) دکھادے ﴿۹۳﴾ (تو) اے میرے رب مجھے ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا ﴿۹۴﴾ اور (اے رسول) جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم اسے آپ کو دکھانے پر قادر ہیں ﴿۹۵﴾ (اور اے رسول) برائی کا جواب بھلائی سے دیجئے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہمیں (سب) معلوم ہے ﴿۹۶﴾ اور (اے رسول، آپ اس طرح) دعا کیجئے: اے میرے رب، میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں ﴿۹۷﴾ اور (اے میرے رب) میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں ﴿۹۸﴾ (اور اے رسول، یہ کفار تو ماننے والے نہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا: اے میرے رب، مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے ﴿۹۹﴾ تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ کر آیا ہوں اس میں (اب

جاکر) نیک عمل کروں، (لیکن وہ) ہرگز (ایسا) نہیں (کرے گا)، یہ تو بس ایک بات ہے جو (یونہی) اس کے منہ سے نکل رہی ہے (جن کو موت آگئی وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے، اب تو) اس دن تک کے لئے جس دن وہ اٹھائے جائیں گے ان کے آگے پردہ پڑا ہوا ہے ⑩

معانی ومصادر (تُرِيَنِّيْ) (نُرِيَكَ) اَرٰى، يُرِىْ، اِرَائَةٌ (باب افعال) دکھانا۔
(اِمَّا) = اِنْ + مَا۔ اِنْ کے معنی اگر کے ہیں اور یہ حرف شرط ہے۔ اِنْ جب حرف شرط ہوتا ہے تو اس کے بعد مَا زائد ہوتا ہے۔
(ظَالِمِيْنَ) ظَلَمَ، يَظْلِمُ، ظُلْمٌ، ظَلْمٌ، مَظْلِمَةٌ (ض) کسی چیز کو بے موقع رکھ دینا، ظلم کرنا۔
(اِدْفَعْ) دَفَعَ، يَدْفَعُ، دَفْعٌ (ف) دور کرنا، دفع کرنا۔
(يَصِفُوْنَ) وَصَفَ، يَصِفُ، وَصْفٌ، صِفَةٌ (ض) بیان کرنا۔
(هَمَزَاتُ) هَمَزَ، يَهْمِزُ، هَمْزٌ (ض، ن) غیبت کرنا، وسوسہ ڈالنا (هَمَزَاتٌ = هَمْزَةٌ کی جمع)۔
(يَحْضُرُوْنِ) حَضَرَ، يَحْضُرُ، حُضُوْرٌ و حَضَارَةٌ (ن) حاضر ہونا۔
(بَرْزَخٌ) بَرْزَخٌ = موت سے قیامت تک کا زمانہ، دو چیزوں کے درمیان روک یا پردہ۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کافروں کو تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ان پر عذاب نازل کیا جائے گا اور انہیں نیست ونابود کردیا جائے گا مثلاً
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ، اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○
(هود- ۸)

اور (اے رسول) اگر ہم ایک معین مدت تک کے لئے ان سے عذاب کو مؤخر کردیں تو کافر ضرور کہیں گے کہ کون سی چیز ہے جو عذاب کو روکے ہوئے ہے۔ (انہیں) خبردار (ہو جانا چاہئے کہ) جس دن عذاب ان پر واقع ہو جائے گا تو پھر وہ ان سے ٹلے گا نہیں اور (آج) جس عذاب) کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں وہ (عذاب اس دن ہر طرف سے) ان کا احاطہ

کرلے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
(یوسف - ۱۰۷)

کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ (اس جرم کی سزا میں) ان پر اللہ کے عذاب کا کوئی ٹکڑا نازل ہو جائے یا اچانک ان پر قیامت قائم ہو جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
(العنکبوت - ۵۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ، اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○
(یونس - ۵۰ و ۵۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو (کسی وقت بھی) تم پر (ناگہانی طور پر) واقع ہو جائے (تو کیا تم اپنا بچاؤ کر سکو گے، اے رسول) یہ گناہگار (ہرگز بچاؤ نہیں کر سکیں گے تو آخر یہ پھر) کس چیز کی جلدی مچا رہے ہیں (اس چیز کی جس سے بچنا ان کے اختیار میں نہیں ہوگا)۔ (اے رسول، آپ ان سے پوچھئے) کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو پھر اس وقت ایمان لاؤ گے، (اس وقت تو تم سے کہا جائے گا) اب (ایمان لاتے ہو اور اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو) اس عذاب کی تو تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۴۹)

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے تو ان کے فسق (و فجور) کی وجہ سے ان کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

اسی عذاب موعود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ) (کافر شرک اور کفر سے باز نہیں آتے لہٰذا ایک نہ ایک دن ان پر عذاب نازل ہو کر رہے گا تو اے رسول) آپ اس طرح دعا کیجئے: اے میرے ربّ، اگر تو مجھے وہ (عذاب) جس کا وعدہ (ان کفار سے) کیا جا رہا ہے (میری زندگی میں) دکھا دے (رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) تو اے میرے ربّ مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا (مجھے عذاب سے بچا لینا) (وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ) اور (اے رسول) جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم اسے (آپ کی زندگی میں بھیج کر) آپ کو دکھانے پر قادر ہیں (لیکن ابھی ہم عذاب کے بھیجنے میں تاخیر کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عذاب کا وقت مقرر ہے اس سے پہلے عذاب نہیں آسکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى، فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ○

(الفاطر ۔ ۴۵)

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا میں (فوری طور پر) پکڑتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار کو نہ چھوڑتا، لیکن اللہ ان کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے مہلت دیتا ہے (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں تو عذاب ٹل جائے) لیکن جب ان (کے عذاب) کا وقت مقررہ آجاتا ہے (تو پھر مہلت نہیں ملتی)، بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا رہتا ہے (غافل نہیں ہے کہ عذاب کا وقت آئے اور ٹل جائے)۔

الغرض عذاب تو اپنے وقت پر ہی آئے گا، وقت مقررہ سے پہلے نہیں آئے گا (اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ) (لہٰذا اے رسول، فی الحال آپ درگذر سے کام لیجئے) برائی کا جواب بھلائی سے دیجئے، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہمیں (سب) معلوم ہے (ابھی ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ مہلت کے زمانہ میں جو سنبھلنا چاہے وہ سنبھل جائے اور جو نہ سنبھلنا چاہے اس کے گناہ زیادہ ہو جائیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ، اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا، وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(آل عمران ۔ ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کریں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

مہلت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو صبر اور اخلاق حسنہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ، وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا، وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران ۔ ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

آیت زیر تفسیر کے حکم کو ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے دہرایا ہے اور اس حکم کی حکمت اور مصلحت کی بھی وضاحت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۴ و ۳۵)

اور (اے رسول) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں (برائی کو ایسے طریقے سے) دفع کیجئے جو بہت اچھا ہو، ایسا کرنے سے وہ شخص کہ اس کے اور آپ کے مابین عداوت تھی (ایسا ہو جائے گا) گویا وہ آپ کا بڑا گہرا دوست ہے اور یہ چیز انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے (خوش نصیب) ہوتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ) اور (اے رسول، آپ اس طرح بھی) دعاء کیا کیجئے کہ اے میرے رب، میں شیاطین کے وسوسوں اور اس کے خبط میں مبتلا

کرنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں (وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ) اور اے میرے رب میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے بھی کہ وہ میرے پاس آئیں۔

مہلت کے زمانہ میں ہو سکتا تھا کہ شیطان آکر وسوسہ ڈالتا، بے صبری پر برانگیختہ کرتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے یہ دعاء تعلیم فرمائی تاکہ شیطان پاس بھی نہ پھٹکنے پائے۔

شیطان سے حفاظت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی دعائیں بتائی ہیں مثلاً:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس جزء ۴ صـ ۱۵۳)

جو شخص ہر روز سو بار یہ کلمہ پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کو دس غلام آزاد کرنیکا ثواب ملے گا، سو نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جائیں گی، اور سو برائیاں اس کی مٹا دی جائیں گی اور وہ اس دن شام تک شیطان (کے شر) سے محفوظ رہے گا اور کوئی اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ تعداد میں یہ کلمہ پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس جزء ۴ صـ ۱۵۲)

اچھا اور نیک خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو برا خواب دکھائی دے جس سے وہ ڈر جائے تو اسے چاہیئے کہ (جاگتے ہی) اپنے بائیں طرف تھوکے اور اسکی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (اگر وہ ایسا کرے) تو اس کو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

سلیمان بن صُرد کہتے ہیں:۔

اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ جُلُوْسٌ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ

وَاَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ (وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۲۵ ص ۳۵ وکتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۱۲ ص ۱۵)

رہے تھے۔ ہر ایک کا منہ سرخ ہو گیا تھا، گردن کی رگیں پھول گئی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک دعاء معلوم ہے اگر یہ شخص اس کو پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا اگر وہ یوں کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (تو اس کی یہ حالت نہیں رہے گی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ جَنِّبْنِی الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطٰنُ وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس ۱۵/۴)

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت یہ کہے یا اللہ مجھے شیطان سے بچا اور میری اولاد کو بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر اس کی اولاد ہو گی تو شیطان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور نہ اس پر قابو پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اسْتَجْنَحَ اَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۱۵ ص)

جب رات کا اندھیرا ہو جائے یا جب رات شروع ہو تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو گھر سے باہر نہ جانے دیا کرو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں اور جب رات کے وقت میں سے ایک گھڑی گذر جائے اس وقت بچوں کو چھوڑ دیا کرو۔ بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کر دیا کرو، بسم اللہ کہہ کر چراغ بجھا دیا کرو، بسم اللہ کہہ کر اپنے مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو اور بسم اللہ کہہ کر اپنے برتن کو ڈھانک دیا کرو۔ اگر ڈھانکنے کیلئے کچھ نہ ملے تو کوئی چیز اس پر آڑی رکھ دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی مسلم چھینکے اور الحمد للہ

سَمِعَهٗ اَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطٰنُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یستحب من العطاس جزء ۸ صـ۶۱)

کہے تو ہر مسلم پر جو سنے اس کا جواب دینا واجب ہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے جب جماہی لینے والا منہ کھول کر) ہا کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس جزء ۴ صـ۱۲۸ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح جزء اول صـ۲۱۳)

جب کوئی تم میں سے سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر یہ پھونک دیتا ہے: "بہت رات ہے سو تا رہ" پھر اگر وہ آدمی جاگا اور اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو خوش مزاج اور خوش دل اٹھتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست اٹھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس جزء ۴ صـ۱۲۹)

شیطان تم سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے (یعنی اس کے دل میں ڈالتا ہے) یہ کس نے پیدا کیا وہ کس نے پیدا کیا آخر میں یہ کہتا ہے اچھا تیرے رب کو کس نے پیدا کیا، جب شیطان کسی شخص کو وسوسہ ڈالے تو وہ اعوذ باللہ پڑھے اور شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ

(ایک بار ایسا ہوا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپ سے ملنے کے لئے آئی۔ کچھ باتیں کرنے کے بعد میں وہاں

وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا اَوْ قَالَ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء۴ ص۱۵)

سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب میں لوٹنے لگی تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور مجھے چھوڑنے کیلئے آئے۔ اس زمانہ میں حضرت صفیہ اسامہ بن زید کے مکان میں رہتی تھیں۔ اتنے میں دو انصاری آدمیوں کا وہاں سے گذر ہوا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رفتار تیز کر دی۔ آپ نے انہیں آواز دی اور کہا ٹھہرو پھر فرمایا کہ یہ صفیہ ہیں، حیی کی بیٹی (یعنی میری بیوی ہیں۔) انہوں نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول (بھلا ہم آپ پر بدگمانی کریں گے) آپ نے فرمایا شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈالے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے متعلق دوسروں کو بدگمانی کا موقع نہ دے۔ اگر اپنے کسی فعل سے لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس فعل کی وضاحت کر دے تاکہ بدگمانی پیدا نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء۴ ص۱۵۲)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے وہ تم میں سے کسی کی نماز میں سے کچھ لوٹ لیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھے اور شیطان کو لوٹنے کا موقع نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء۴ ص۱۵۳ و صحیح مسلم کتاب الطهارة باب الایتار فی الاستنثار والاستجمار جزء اول ص۱۱۹)

جب تم میں سے کوئی سو کر جاگے اور وضو کرے تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اَلتَّثَآؤُبُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَآؤَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب تشمیت العاطس ۲/۵۹۵)

جماہی شیطان کی طرف سے ہے تو جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِذَا تَثَآؤَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب تشمیت العاطس جزء ۲ ص ۵۹۵)

جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے اس لئے کہ شیطان اندر گھس جاتا ہے۔

اوپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جس عذاب کا وعدہ کیا جا رہا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ عذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آجائے یا آپ کی وفات کے بعد آئے۔ اس دھمکی کا مقصد یہ تھا کہ کفار عذاب الٰہی سے ڈر جائیں لیکن جب وہ کسی طرح باز نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ) (یہ باز آنے والے نہیں، یہ برابر سرکشی اور کفر میں مبتلا رہیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی (تو اس وقت آنکھ کھلے گی، کفر کا ہولناک نتیجہ سامنے ہوگا اس وقت) وہ کہے گا: اے میرے رب مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے (لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ) تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ کر آیا ہوں اس میں (دوبارہ جاکر) نیک عمل کروں۔ (کَلَّآ اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا) (لیکن وہ) ہرگز (ایسا) نہیں (کرے گا) یہ تو ایک بات ہے جو (یونہی عذاب کو دیکھ کر بے ساختہ) اس کے منہ سے نکل رہی ہے۔ کفار کی اس آرزو کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر کیا ہے مثلاً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، فَھَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ، قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۵۳)

(یہ لوگ قرآن مجید کا انکار کر رہے ہیں تو) کیا یہ اس (انکار) کے انجام کے منتظر ہیں، (اے رسول) جس دن اس (انکار) کا انجام (ان کے سامنے) آجائے گا تو وہ لوگ جو پہلے اس (انجام) کو بھولے ہوئے تھے کہیں گے بے شک ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس) حق کے ساتھ آئے تھے، کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کریں، یا (ایسا ہو سکتا ہے کہ) ہمیں دنیا میں پھر

لوٹا دیا جائے تو جو (بُرے) عمل ہم پہلے کرتے تھے ان کے بجائے (نیک) عمل کریں، ان لوگوں نے خود اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افتراء کرتے تھے سب ان سے غائب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل - ۱۲ تا ۱۴)

اور (اے رسول) کاش آپ مجرموں کو (اس وقت) دیکھیں جس وقت وہ اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے، (اور اس طرح کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (براہ راست سب کچھ) سُن لیا، ہمیں یقین آگیا ہے، ہمیں واپس (دنیا میں) بھیج دے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے اور (اے رسول) اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے (میرا وہ) وعدہ پورا ہو کر رہے گا (جو میں پہلے کر چکا ہوں کہ) میں ضرور (نافرمان) جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دونگا (اگر سب کو ہدایت دے دیتا تو یہ وعدہ کیسے پورا ہوتا)۔ (قیامت کے دن نافرمانوں سے کہا جائے گا) تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اب (اس کی سزا کا) مزا چکھو (آج) ہم تمہیں بھلا دیں گے اور (اے رسول ہم ان سے کہیں گے) جو اعمال تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (آج) اس کی دائمی سزا کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

(اے رسول) اگر آپ (انہیں اس وقت) دیکھیں جس وقت انہیں دوزخ کے کنارے کھڑا کیا

الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ، وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ، قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا، قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

(الانعام۔ ۲۷ تا ۳۰)

جائے گا تو (آپ دیکھیں گے کہ اس وقت) یہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہوں گے اے کاش ہمیں پھر (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو (اب) ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے بلکہ (ان پر) ایمان لے آئیں گے۔ (اپنی بے ایمانی کا اقرار یہ لوگ کسی اور وجہ سے نہیں کریں گے) بلکہ (صرف اس وجہ سے کریں گے کہ وہ کفر و نفاق) جس کو یہ پہلے چھپایا کرتے تھے اب ان کے سامنے عیاں ہو چکا ہے (اور اب سب اس سے واقف ہو گئے ہیں) اور (اللہ کو تو یہ بھی علم ہے کہ) اگر ان کو (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو یہ پھر وہی کام کریں گے جن کی انہیں ممانعت کی گئی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کافر کہتے ہیں کہ (جو کچھ ہے) بس یہی دنیا کی زندگی ہے، (اس کے بعد کوئی زندگی نہیں) اور ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے اور (اے رسول) اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں جس وقت یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے (اور) اللہ (ان سے) فرمائے گا کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) حق نہیں ہے (تو آپ دیکھیں گے کہ) یہ لوگ جواب دیں گے ہمارے رب کی قسم (بالکل) حق ہے، اللہ فرمائے گا تو جس چیز کا تم (دنیا میں) انکار کیا کرتے تھے اس (کے انکار) کی سزا کا (اب) مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ، وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ وَ

اور جسکو اللہ گمراہ کر دے تو اسکے بعد اسکا کوئی کارساز نہیں (جو اس کو گمراہی سے نجات دے سکے) اور (اے رسول) ظالم جب عذاب کا نظارہ کرینگے تو آپ

تَرٰهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ
يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ، وَقَالَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَلَآ اِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ○ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ، وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ○
اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ، مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ
يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ○

(الشوریٰ ۔ ۴۴ تا ۴۷)

دیکھیں گے کہ وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی سبیل ہے۔ اور جب وہ عذاب پر پیش کئے جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ذلّت کے ساتھ عاجزی کر رہے ہوں گے اور (شرم کی وجہ سے کسی سے آنکھ نہیں ملائیں گے بلکہ) کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے، (اس وقت) ایمان والے کہیں گے بے شک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں ڈالا، خبردار ہو جاؤ بیشک ظالم دائمی عذاب میں (مبتلا) ہوں گے۔ (وہاں) اللہ کے علاوہ انکے کوئی کارساز نہیں ہوں گے جو ان کی مدد کر سکیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے (گمراہی سے نکلنے کی) کوئی سبیل نہیں۔ (اے لوگو) اپنے رب (کے احکام) کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم (گناہوں کا) انکار ہی کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا
اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى
خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ
اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ، وَاِنْ يُّشْرَكْ
بِهٖ تُؤْمِنُوْا، فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۱ و ۱۲)

(کافر) کہیں گے: اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا، ہم کو ہمارے گناہوں کا اعتراف ہے تو کیا (اب ہمارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ (اللہ فرمائے گا نہیں، کوئی سبیل نہیں) یہ اس لئے کہ جب اللہ یکتا (ولاشریک) کو پکارا جاتا تھا تو تم (اس کا) انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تو تم اس کو مان لیتے تھے، تو (اب) حکم دینا

اللہ ہی کے اختیار میں ہے جو بلند بالا اور بڑائی (اور کبریائی) والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ، لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا، رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ، اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ، فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

(الفاطر ۔ ۳۶ و ۳۷)

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے، نہ ان کے متعلق (موت کا) فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہی کی جائے گی (الغرض) ہر ناشکرے کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ (اس عذاب میں) چیخیں گے، چلائیں گے اور اس طرح کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو (اس دوزخ سے) نکال لے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے، وہ (عمل نہیں کریں گے) جو (پہلے) کرتے تھے (اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جو اس عمر میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا نصیحت حاصل کر لیتا۔ مزید برآں تمہارے پاس (ہماری طرف سے) ڈرانے والا بھی آیا تھا (لیکن تم پھر بھی بداعمالی سے باز نہ آئے) تو اب (عذاب کا) مزا چکھو اب یہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

الغرض کفار چاہیں گے کہ انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تاکہ وہ نیک عمل کر کے کامیابی حاصل کریں لیکن اول تو وہ (جیسا کہ رہے ہیں) کریں گے نہیں دوسرے یہ کہ دنیا میں واپس بھیجنے کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ دنیا میں کوئی واپس نہیں جائے گا (وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ) اس دن تک کے لئے جس دن وہ اٹھائے جائیں گے ان کے آگے پردہ پڑا ہوا ہے (اب تو ان کی زندگی پردہ میں ہے۔ اب وہ دنیا کی ظاہری زندگی کی طرح دوبارہ زندگی نہیں پا سکتے) مندرجہ ذیل حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مسروق کہتے ہیں :۔

سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے معنیٰ پوچھے (وَلَا تَحْسَبَنَّ

قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا، بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ قَالَ اَمَآ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَھَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شَآءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْكَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ ھَلْ تَشْتَھُوْنَ شَیْئًا قَالُوْٓا اَیَّ شَیْءٍ نَّشْتَھِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِھِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّھُمْ لَنْ یُّتْرَكُوْا مِنْ اَنْ یُّسْئَلُوْا قَالُوْا یَارَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَّیْسَ لَھُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون ۲/۱۵۰)

الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا، بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ) یعنی جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان لوگوں کو مُردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی دئے جاتے ہیں عبداللہ نے کہا ہم نے اس آیت کے معنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تھے آپ نے فرمایا شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر رہتی ہیں۔ وہ قندیلیں عرش سے لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ روحیں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں پھر اپنی قندیلوں میں لوٹ آتی ہیں۔ ایک بار ان کے رب نے ان کو دیکھا اور کہا تم کچھ چاہتی ہو۔ انہوں نے کہا اب ہم کیا چاہیں ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس سوال کا جواب دئے بغیر ہمارا چھٹکارا نہیں ہوتو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں پھیر دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں مارے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کی اس کے علاوہ اور کوئی خواہش نہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔

عمل

اے ایمان والو، یہ دعاء پڑھا کیجئے:۔

رَبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ○ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

(ترجمہ) اے میرے رب اگر تو مجھے وہ (عذاب) جس کا وعدہ (ان کفار سے) کیا جارہا ہے دکھائے

(تو) اے میرے رب مجھے ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔

اے ایمان والو، شیطان کے شر اور وسوسہ سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل دعاء پڑھا کیجئے۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○

(ترجمہ) اے میرے رب، میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور (اے میرے رب) میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

اے ایمان والو، برائی کا جواب بھلائی سے دیا کیجئے۔ موت سے پہلے نیکیاں کر لیجئے، موت کے بعد پھر آپ دنیا میں نہیں آ سکتے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ
بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ
خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ
النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ
تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ
كُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا
مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾
قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾
إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي
يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾
فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ

أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ
تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ
بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۱۱۱﴾
قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ
سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ
بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿۱۱۳﴾
قُلْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ
أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ | پھر جب صور پھونکا جائے گا تو لوگ آپس میں نہ رشتوں کا لحاظ کریں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کے پرسانِ حال ہوں گے ﴿۱۰۱﴾ (اس دن) تو (بس) جن کی تولیں بھاری ہوں گی وہی فلاح پائیں گے ﴿۱۰۲﴾ اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان

کیا (اور اب وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ﴿۱۰۳﴾ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس آگ میں (ایسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے) چہرے بگڑے ہوئے ہوں گے ﴿۱۰۴﴾ (وہاں اللہ ان سے فرمائے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (ضرور سنائی جاتی تھیں) لیکن تم ان کو جھٹلاتے تھے ﴿۱۰۵﴾ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور (واقعی) ہم گمراہ تھے ﴿۱۰۶﴾ اے ہمارے رب، ہمیں اس میں سے نکال دے، (اب ہم ایسا نہیں کریں گے) اگر ہم پھر ایسا ہی کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں ﴿۱۰۷﴾ (اللہ) فرمائے گا دور ہو جاؤ، اسی میں (پڑے رہو) اور (اب) مجھ سے بات نہ کرو ﴿۱۰۸﴾ میرے بندوں میں ایک جماعت تھی، (اس جماعت کے لوگ اس طرح) دعاء کرتے تھے: اے ہمارے رب، ہم ایمان لائے لہٰذا ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ﴿۱۰۹﴾ تم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ تم نے میری نصیحت کو طاق نسیاں کر دیا اور ان سے مذاق اور دل لگی کرتے رہے ﴿۱۱۰﴾ آج میں نے ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا (اور) بے شک (آج) وہی لوگ کامیاب ہیں ﴿۱۱۱﴾ (پھر اللہ ان سے) پوچھے گا (بتاؤ) تم زمین میں کتنے سال رہے ﴿۱۱۲﴾ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ (زمین میں) رہے، آپ گننے والوں سے پوچھ لیجئے (ہمیں تو صحیح علم نہیں) ﴿۱۱۳﴾ (اللہ) فرمائے گا تم (زمین میں) بہت ہی کم رہے کاش تمہیں اس کا علم ہوتا ﴿۱۱۴﴾

معانی و مصادر

(اَنْسَابٌ) نَسَبَ، یَنْسِبُ، نَسَبٌ وَنِسْبَةٌ (ن وض) توصیف کرنا اور نسب بیان کرنا (اَنْسَابٌ = نَسَبٌ کی جمع، قرابت)۔

(تَلْفَحُ) لَفَحَ، یَلْفَحُ، لَفْحٌ (ف) تلوار مارنا۔ جھلسا دینا۔

(کَالِحُوْنَ) کَلَحَ، یَکْلَحُ، کُلُوْحٌ وَکَلَاحٌ (ف) چہرے کا بگڑ جانا۔

(غَلَبَتْ) غَلَبَ، یَغْلِبُ، غَلْبٌ، غَلَبٌ، غَلَبَةٌ، مَغْلَبٌ، مَغْلَبَةٌ، غُلْبٌ (ض) غالب آنا۔

(شِقْوَةٌ) شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقَاءٌ وَشَقَاوَةٌ وَشِقْوَةٌ وَشَقْوَةٌ وَشَقًی (س) بدبخت ہونا۔

شَقَا، یَشْقُوْا، شَقْوٌ (ن) بدبخت بنانا۔

(اِخْسَئُوْا) خَسَأَ، یَخْسَأُ، خَسْأٌ (ف) دھتکارنا، نکال دینا، دور ہونا، دھتکارا جانا۔

(سِخْرِیًّا) سَخِرَ، یَسْخَرُ، سَخْرٌ وَسُخْرٌ وَمَسْخَرٌ (س) مذاق اڑانا (سِخْرِیٌّ = وہ شخص جس کا مذاق اڑایا جائے)۔

(عَادِّیْنَ) عَدَّ، یَعُدُّ، عَدٌّ وَتَعْدَادٌ (ن) گننا (عَادٌّ = گننے والا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ) جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان رشتے (باقی) نہیں رہیں گے (یعنی رشتوں کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کا کوئی لحاظ نہیں کریں گے) اور نہ ایک دوسرے کے پرسانِ حال ہوں گے۔ صور دو دفعہ پھونکا جائے گا۔

آیتِ زیرِ تفسیر میں دوسری مرتبہ کے صور پھونکنے کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ○
(الزمر ۔ ۶۸)

جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے گا (کہ بے ہوش نہ ہو)، پھر (جب) دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب ایک دم (قبروں سے نکل) کھڑے ہوں گے اور حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُهْلِ ○ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ ○ وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ○ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ، یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ بِبَنِیْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ○ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُئْوِیْهِ ○ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ ○
(سأل سآئل ۔ ۸ تا ۱۴)

جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائے گا اور پہاڑ اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ (اس دن) کوئی دوست کسی دوست کا پرسانِ حال نہ ہوگا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس دن مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کو فدیہ میں دیدے، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو فدیہ میں دیدے جو خاندان کہ (دنیا میں) اسے پناہ دیا کرتا تھا بلکہ روئے زمین پر جتنے بھی آدمی ہیں سب کو فدیہ میں دیدے اور اپنے کو عذاب سے بچالے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَ

تو جس دن شور (قیامت برپا) ہوگا۔ اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور

بَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○
(عبس - ۳۴ تا ۳۷)

اپنے باپ سے بھاگے گا اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔ ہر شخص کی اس دن ایسی حالت ہوگی کہ اسے (سب سے) بے نیاز کر دے گی۔

الغرض قیامت کے دن کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ وہاں تو ایمان اور اپنے نیک اعمال کام آئیں گے (فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) (اس دن) تو (بس) جن (کے نیک اعمال) کی تولیں بھاری ہوں گی وہی فلاح پائیں گے (اور دائمی عیش و راحت میں زندگی گزاریں گے) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ) اور جن (کے نیک اعمال) کی تولیں ہلکی ہوں گی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا (اور اب) وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ○ نَارٌ حَامِيَةٌ ○
(القارعۃ - ۶ تا ۱۱)

تو (اس دن) جس کے اوزان بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوں گے۔ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگی اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

جب انسان برے اعمال کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے۔ یہ بُرے اعمال اس کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص شرک کرتا ہے، کفر کرتا ہے، شیطان کو اپنا دوست بناتا ہے، احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو دوزخ میں پہنچانے کا سبب بنتا ہے اور یہی سب سے بڑا نقصان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○
(الزمر - ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○
(العنکبوت - ۵۲)

اور (اے رسول) جو لوگ باطل چیز پر ایمان لائے اور اللہ کا انکار کیا تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ (النسآء - ۱۱۹)

جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

جو لوگ اللہ سے مضبوط عہد کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دیتے ہیں، جو لوگ اس چیز کو قطع کرتے ہیں جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جو لوگ زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، ایسے ہی لوگ (درحقیقت) نقصان اٹھانے والے ہیں۔

آگے فرمایا (تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ) (جن لوگوں کے نیک اعمال کی تولیں ہلکی ہوں گی) ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی۔ آگ میں ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

حضرت ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهٗ (رواه الترمذی و صححه فی کتاب التفسیر باب سورۃ المؤمنون جزء ۲ ص ۴۰۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت "وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ" کی تفسیر میں فرمایا : آگ (کافروں کے) منہ کو جھلس دے گی۔ ان کا اوپر کا ہونٹ جل کر سکڑ جائے گا یہاں تک کہ سر کے بیچ میں پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ جل کر لٹک جائیگا یہاں تک کہ ناف تک پہنچ جائے گا۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ) (وہ لوگ جن کو نیک اعمال کی تولیں ہلکی ہونے کے سبب دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (ضرور سنائی جاتی تھیں) لیکن تم ان کو جھٹلا دیا کرتے تھے (قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ) وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم پہ ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور (واقعی) ہم (بہت) گمراہ تھے (رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ) اے ہمارے رب، ہمیں اس (دوزخ) کے باہر نکال دے (اب ہم ایسا نہیں کریں گے) اگر ہم پھر ایسا ہی کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں (قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ) (اللہ تعالیٰ)

فرمائے گا دور ہو جاؤ، اسی میں (پڑے رہو) اور مجھ سے بات نہ کرو (اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ) میرے بندوں میں سے ایک جماعت تھی (اس جماعت کے لوگ اس طرح) دعاء کرتے تھے: اے ہمارے ربّ، ہم ایمان لائے لہذا ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، (فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ) تم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ انہوں نے تم کو میری نصیحت سے غافل کر دیا یعنی تم ان سے مذاق کرتے رہے (اور اس میں اتنا مشغول ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے، اس کے احکام اور اس کی نصیحتوں کو بھول گئے)۔

اس آیت میں بھلانے کے فعل کی نسبت مؤمنین کی طرف کی گئی ہے یعنی آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ مؤمنین نے کافروں کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت بھلا دی حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہوا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ کافر مؤمنین کا مذاق اڑانے میں اتنا مشغول ہوئے کہ انہیں کسی بات کا ہوش ہی نہیں رہا کیونکہ کسی اور بات کا ہوش نہ رہنے کا اصل سبب مؤمنین تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے محض سبب کی بنیاد پر بھلا دینے کے فعل کی نسبت مؤمنین کی طرف کر دی یعنی بھلا دینے کا فاعل مؤمنین کو بنا دیا۔

اس قسم کی مثال ہمیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل کلام میں ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ، فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(ابراھیم ۔ ۳۵ و ۳۶)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے (اس طرح) دعاء کی کہ اے میرے ربّ اس شہر کو (ہمیشہ کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بچا (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ بتوں کی پرستش کرنے لگ جائیں۔ اے میرے ربّ، ان بتوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا ہے (ان گمراہوں سے میرا کوئی تعلق نہیں) ہاں جس شخص نے میری پیروی کی وہ مجھ سے (تعلق رکھتا) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو (اے میرے رب) تو بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ بتوں نے کسی کو گمراہ نہیں کیا البتہ وہ گمراہی کا سبب ضرور بنے۔ یعنی

ان کی پوجا کی وجہ سے لوگ گمراہی میں مبتلا ہوئے لہٰذا محض سبب کی بنیاد پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گمراہ کرنے کے فعل کی نسبت بتوں کی طرف کر دی یعنی انہوں نے گمراہ کرنے کا فاعل بتوں کو بنا دیا۔ اسی طرح آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے بھلانے کا فاعل مؤمنین کو بنا دیا۔

آگے فرمایا (اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ) (اے کافرو، تم نے مؤمنین کا مذاق اڑایا تھا اور وہ تمہارے اس مذاق پر صبر کرتے رہے تو) آج میں نے ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا (اور) بے شک (آج) وہی لوگ کامیاب ہیں (قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ) (پھر اللہ تعالیٰ ان سے) پوچھے گا (اچھا بتاؤ) تم زمین میں کتنے سال رہے (قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّیْنَ) وہ کہیں گے (ہمیں تو اچھی طرح یاد نہیں شاید) ہم (زمین میں) ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے، آپ گننے والوں (یعنی دنوں کا حساب و کتاب رکھنے والوں) سے پوچھ لیجئے (قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم (زمین میں) بہت ہی کم رہے کاش یہ بات تم (دنیا میں) جان گئے ہوتے (تو اپنی اس زندگی پر ناز نہ کرتے، موت اور قیامت سے غافل نہیں ہوتے اور آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قربان نہ کرتے)۔

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ○

(والنّٰزعٰت ۔ ۴۶)

جس دن یہ (لوگ) قیامت کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا اس کی صبح۔

کافروں سے دنیاوی زندگی کی مدت دریافت کرنے کا اور پھر ان کے جواب کا ذکر قرآن مجید میں کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ ہے کہ دنیا والے ہوشیار ہو جائیں اور اس معمولی سی زندگی کی خاطر اخروی اور دائمی زندگی کو برباد نہ کریں۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن نجات حاصل کرنے کے لئے ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔ اس دن رشتے کام نہیں آئیں گے۔ اس دن تو نیکیاں کام آئیں گی۔ نیکیاں خوب کیجئے تاکہ قیامت کے دن نیکیوں کا پلڑا جھک جائے۔

اے ایمان والو، چہروں کو جھلس دینے والی آگ سے بچنے کی پوری کوشش کیجئے۔ کافروں کے تمسخر کو برداشت کیجئے، بے صبری کا مظاہرہ نہ کیجئے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَٰكُمْ عَبَثًا
وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾
فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ،
لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ
ٱلْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ
إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ
فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ،
إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿١١٧﴾
وَقُل رَّبِّ ٱغْفِرْ وَٱرْحَمْ

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ (اے لوگو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے ﴿۱۱۵﴾ اللہ، بادشاہ حقیقی (فضول کام کرنے سے) بلند و بالا ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ عزت والے عرش کا مالک ہے ﴿۱۱۶﴾ اور (اے لوگو) جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو اس کا حساب اس کے ربّ کے ہاں ہی ہوگا، بے شک کافر فلاح نہیں پا سکتے ﴿۱۱۷﴾ اور (اے رسول، آپ اس طرح) دعاء کیا کیجئے: اے میرے رب، (مجھے) بخش دے اور (مجھ پر) رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ﴿۱۱۸﴾

معانی و مصادر (حَسِبْتُمْ) حَسِبَ، یَحْسِبُ، حِسْبَانٌ و مَحْسَبَةٌ و مَحْسِبَةٌ (ج وس) گمان کرنا۔
(عَبَثًا) عَبِثَ، یَعْبَثُ، عَبَثٌ (س) کھیلنا، بے کار کام کرنا۔
(بُرْهَانٌ) بَرِهَ، یَبْرَهُ، بَرَهٌ و بُرْهَانٌ (س) بیماری کے بعد جسم کا چمکنا (جو اس بات کی دلیل ہے کہ بیمار تندرست ہو گیا لہٰذا برہان کے معنٰی ہوئے "صحت کی دلیل" یا صرف دلیل)۔
بَرْهَنَ، یُبَرْهِنُ، بَرْهَنَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ، رباعی مجرّد) دلیل قائم کرنا۔

تفسیر آیت زیر تفسیر سے قبل اسی صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

(المؤمنون۔ ۸۲و۸۳)

یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا واقعی ہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ یہ بات ہم سے بھی کہی جا رہی ہے اور (ہم سے) پہلے ہمارے آباء و اجداد سے بھی کہی گئی تھی لیکن یہ ہے کچھ نہیں بس اگلے لوگوں کے قصہ کہانیاں ہیں۔

کافروں کا عقیدہ تھا کہ نہ قیامت ہوگی، نہ دوبارہ زندگی ہے اور نہ حساب و کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کے جواب میں منجملہ اور جوابوں کے ایک جواب یہ دیا جو آیات زیر تفسیر میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ) اے کافرو، کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو (یوں ہی) بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے (فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ) تو (اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ، بادشاہ حقیقی (بے کار کام کرنے سے بہت) بلند و بالا ہے (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ہوتے ہوئے ایسا کام کرے جو لغو اور لایعنی ہو، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ، عزّ وجل لغو کام کرنے سے پاک و منزّہ ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ، وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○

(الانبیآء۔ ۱۶ تا ۱۸)

اور (اے لوگو) ہم نے آسمان کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو و لعب کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ اگر ہم چاہتے کہ کھیل کی کوئی چیز بنائیں اور (بالفرض) اگر ہم کو ایسا کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے (ایسا بھی) کر سکتے تھے۔ نہیں بلکہ (ہمارا تو ہر کام حق پر مبنی ہوتا ہے) ہم تو حق کو باطل (کے سر) پر مارتے ہیں تو وہ باطل کا سر پھاڑ دیتا ہے اور باطل ملیا میٹ ہو جاتا ہے (ہمارا کام تو باطل کو ملیا میٹ کرنا ہے نہ کہ باطل چیز کو پیدا کرنا) اور (اے لوگو) جو باتیں تم بنا رہے ہو اس کی وجہ سے تمہاری بڑی خرابی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کو پیدا کیا، پھر حق کے ذریعہ باطل کو مٹانے کا اہتمام کیا اور وہ اس طرح نہیں کہ حق خود باطل کو مٹا دے نہیں بلکہ انسانوں کو حکم دیا کہ وہ حق کی شمع لے کر نکلیں اور باطل کی تاریکیوں کو ختم کر دیں۔ الغرض دنیا کی پیدائش میں انسانوں کی آزمائش ہے کہ وہ حق کو بلند و بالا کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں یا نہیں۔ انسان کا کام یہ ہے کہ وہ خالق کائنات کا کلمہ بلند کرے، اس کی عبادت و اطاعت کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

(الذاریات۔ ۵۶)

اور (اے رسول) ہم نے جنوں اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی ○
(القیمۃ - ۳۶)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا (اسے حساب وکتاب کے لئے زندہ نہیں کیا جائے گا)۔

آگے فرمایا (لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ) اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، (وہ) عزت والے عرش کا مالک (ہے) (وہ اکیلا الٰہ ہے لہٰذا صرف اسی کو پکارنا چاہیئے) (وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ) اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پکارے جس کے جائز ہونے کے سلسلہ میں اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو پھر اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہی ہوگا (وہی قیامت کے دن اس کی سزا دے گا) (اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ) (اس دن) کافر فلاح نہیں پا سکتے (انہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو پکارنا شرک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بار بار اس کی ممانعت فرمائی ہے:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
(الاعراف - ۱۹۴)

(اور اے مشرکین) جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں، (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)۔ بلا کر (دیکھ لو) اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہیئے (لیکن وہ نہیں آسکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۹۷)

اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ ○
(العنکبوت - ۶۵)

(اور اے رسول ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کو

پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔

یعنی کفار جب خشکی میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنے لگتے ہیں اور یہی ان کا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ (یونس۔ ۱۰۶)

اور (اے رسول) اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

(الرعد ۔ ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے، (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بے کار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بے کار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ، وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النحل۔ ۲۰ و ۲۱)

اور (اے رسول) یہ (کافر) اللہ کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی کی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبَاطِلُ۔
(الحج ۔ ۶۲)

علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ، اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ، اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○
(الحج ۔ ۷۳ و ۷۴)

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے اُسے غور سے سنو، بے شک جن کو تم اللہ (تعالیٰ) کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس ہیں۔ کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے)۔ (لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ○ (الشعراء ۔ ۲۱۳)

(اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریں ورنہ آپ کو بھی سزا بھگتنی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ، لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(القصص ۔ ۸۸)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

پکارنا اسے چاہئے جو الٰہ ہو، جس کو بقاء ہو، فنا نہ ہو اور ایسا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لہٰذا سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو نہیں پکارنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(سبا۔ ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○

(الفاطر۔ ۱۳ و ۱۴)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری دعاء کو قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اے رسول، اللہ) باخبر، جیسی (سچی خبر تم کو دے رہا ہے) ایسی خبر آپ کو کوئی نہیں دے سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ، اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ، بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ○

(الفاطر۔ ۴۰)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے رہتے ہو (کچھ پیدا کر سکتے ہیں، اگر ایسا ہے تو) مجھے بتاؤ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی کوئی شرکت ہے (اور اے رسول) کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ (اپنے شرک کے سلسلہ میں) یہ اس سے سند لیتے ہیں (اے رسول، ان میں سے کوئی

بات نہیں ہے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ ظالم ایک دوسرے سے جو وعدے کرتے رہتے ہیں وہ محض فریب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ، اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاحقاف ۔ ۴)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء میں) کوئی اثر (پیش کرو)۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ پکارنا اسے چاہئے جو خالق ہو، جو خالق نہیں اسے پکارنا بے فائدہ اور شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف ۔ ۵)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ، فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۱ و ۱۲)

کافر کہیں گے : اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا ہم کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے تو کیا (اب ہمارے دوزخ سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ (اللہ فرمائے گا نہیں، کوئی سبیل نہیں) یہ اس لئے کہ جب اللہ یکتا (ولا شریک) کو پکارا جاتا تھا تو تم (اس کا) انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تو اس کو مان لیتے تھے، تو (اب) حکم دینا اللہ ہی کے اختیار میں ہے جو بلند و بالا اور بڑائی (اور

کبریائی) والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○ (الجن۔ ۱۸)

اور (اے لوگو) مساجد تو اللہ کے لئے ہیں لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ○ (الجن۔ ۲۰)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے، میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

الغرض پکار کا مستحق صرف اللہ ذوالجلال والاکرام ہے۔ کسی دوسرے کو پکارنے والے کافر ہیں اور کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

آگے فرمایا (وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ) اور (اے رسول آپ اس طرح) دعاء کیا کیجئے: اے میرے رب (مجھے) بخش دے، (مجھ پر) رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، آپ بیکار پیدا نہیں کئے گئے، آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتے رہیئے۔ نیک عمل کرتے رہیئے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں دعاء کرتے رہا کیجئے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔ اے میرے رب مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر قرآنِ عزیز

کا تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ، یہ کلام اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی جو کہ یا تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحبِ قرآن کی زبان مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزّل من اللہ ہے لہٰذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہوگی جو منزّل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیثِ نبوی۔

اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔

ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہٰذا تفسیر ہذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیّت دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی تفاسیر میں اکثر قال فلاں یعنی فلاں نے یہ کہا۔ فلاں نے یہ کہا کی بھرمار ہوتی ہے۔ ان اقوال الرجال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم گم ہو کر رہ جاتا ہے لہٰذا اس تفسیر میں کسی کے قول کو نقل نہیں کیا گیا۔ اللہ کے احکام کی تشریح اللہ تعالےٰ ہی کی نازل کردہ وحی : قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام اپنے اصلی رنگ میں موجود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔

عموماً تفاسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جا رہی ہے وہ سنداً صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی معرّا ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں ہی اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اور اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر ہر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آگیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آگیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دیئے ہیں۔ نماز کے طریقہ کا ذکر آگیا تو نماز کا پورا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اگر کسی جگہ کسی چیز کی اہمیّت اور فضیلت کا ذکر آگیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیّت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا ایک امتیازی وصف ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی تلمیحات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اُس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ لوگ کون تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ تعالےٰ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اوّل تو اِن بحثوں سے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے ان بحثوں کو شامل کرنے سے تفسیر میں غیر یقینی چیزیں شامل ہو جاتیں اور اس طرح تفسیر کا معیار گر جاتا۔ البتہ ان تلمیحات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیتہً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

یہ تفسیر ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بالاتر ہے اس میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف اور صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابیں

- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ۱) (جلد ۲) (جلد ۳) (جلد ۴) (جلد ۵) (جلد ۶)
- توحید المسلمین (توحید کے وسیع موضوع پر ایک جامع اور ٹھوس کتاب) ماخذ مجید اور صحیح احادیث)
- صلوٰۃ المسلمین (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات)
- زکوٰۃ المسلمین (زکوٰۃ کے شرعی نصاب وشرح کے بارے میں مکمل تفصیلات)
- صوم المسلمین (روزوں کے متفرق مسائل)
- حج المسلمین (حج کا صحیح طریقہ۔ قرآن مجید وصحیح احادیث سے ماخوذ)
- دعوات المسلمین (روزمرّہ کی مسنون دعائیں)
- برہان المسلمین (حدیث بھی کتاب اللہ ہے کے بارے میں جامع دلائل)
- منہاج المسلمین (مسلمین کے پیدائش سے موت تک کے مسائل قرآن مجید اور صحیح احادیث سے)
- تفہیم الاسلام (احادیث پر کئے گئے اعتراضات کا مکمل ومدلل جواب)
- تلاشِ حق (معیارِ حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف)
- التحقیق فی جواب التقلید (تقلید کا ردّ)
- ذہن پرستی۔ ادیانِ اجداد کا ذہن پر اثر (شرک کی ایک قسم)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری وصحیح مسلم ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- تاریخ مطوّل {حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خلافتِ عثمانیہ (ترکیہ) تک کے صحیح ترین اور مستند حالات (زیر ترتیب)}
- المسلم (مذاہبِ خمسہ کے ابطال پر ایک چیلنج رسالہ)

لٹریچر منگوانے کا پتہ

تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔ مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، بلاک جی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین